مکمل و مدلل

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

جلد ۳

بقیہ کتاب الصلوٰۃ

افادات — مفتی اعظم، عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ

— ترتیب قدیم و تعلیق —

حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحبؒ

— ملاحظہ —

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری

— ترتیب جدید و تعلیق —

حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری

— حسب ہدایت —

حضرت مولانا مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند

ناشر مکتبہ دارالعلوم دیوبند

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ

مفتی اوّل دارالعلوم دیوبند (ولادت: سنہ ۱۲۷۵ھ وفات: سنہ ۱۳۴۷ھ)

ترتیب قدیم وتعلیق

حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحبؒ

سابق مفتی دارالعلوم دیوبند (ولادت: سنہ ۱۳۴۴ھ ـ وفات: سنہ ۱۴۳۲ھ)

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

ملاحظہ

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

ترتیب جدید وتعلیق

مفتی محمد امین صاحب پالن پوری

استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

مکمل ومدلّل

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

جلد سوم

بقية كتاب الصّلاة

افادات

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی قدس سرہٗ

ترتیب قدیم وتعلیق

حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب رحمہ اللہ

ملاحظہ

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم

ترتیب جدید وتعلیق

مفتی محمد امین صاحب پالن پوری

حسب ہدایت

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند

ناشر: مکتبہ دارالعلوم دیوبند

نام کتاب : مکمل ومدلّل فتاویٰ دارالعلوم دیوبند [جلد: سوم]

مسائل : بقیۃ کتاب الصّلاۃ (امامت کے احکام ومسائل)

افادات : مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ

مفتی اوّل دارالعلوم دیوبند (ولادت: سنہ ۱۲۷۵ھ وفات: سنہ ۱۳۴۷ھ)

ترتیب قدیم : مفتی محمد ظفیر الدین صاحبؒ، سابق مفتی دارالعلوم دیوبند

ناظم اعلیٰ : حضرت مولانا بدرالدین اجمل صاحب، رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند

معاون خصوصی : حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی، نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

ملاحظہ : حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

ترتیب جدید : مفتی محمد امین صاحب پالن پوری، استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند

ناظم تجمیع وکوڈنگ فتاویٰ: مولانا عبدالسلام قاسمی صاحب ناظم شعبۂ کمپیوٹر دارالعلوم دیوبند

سن اشاعت: ربیع الاوّل ۱۴۳۹ھ مطابق دسمبر ۲۰۱۷ء

تعداد صفحات: ۴۸۰ —— تعداد فتاویٰ: ۷۷۶

ناشر : مکتبہ دارالعلوم دیوبند، یوپی، انڈیا ۲۴۷۵۵۴

مطبوعہ : ایچ، ایس، آفسیٹ پرنٹرز، دریا گنج، نئی دہلی

بقية كتاب الصّلاة

امامت کے احکام ومسائل

نماز باجماعت کی اہمیت اوراس کے احکام

صف بندی اور اقتداء واتباع کے مسائل

امامت کی اہلیت وعدم اہلیت کا بیان

مدرک، لاحق اور مسبوق کے احکام

مسائل متفرقہ

نماز میں وضوٹوٹ جانے کا بیان

❁❁❁

❁❁❁

آ گاہی

اس جلد میں جن کتابوں کے حوالے بار بار آئے ہیں وہ درج ذیل کتب خانوں کی مطبوعات ہیں

اسمائے کتب	مطبوعہ
صحاح ستہ	مکتبہ بلال دیوبند
موطین	مکتبہ بلال دیوبند
شرح معاني الآثار	مکتبہ بلال دیوبند
مشكاة المصابيح	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
الهداية	الامین کتابستان دیوبند
ردّ المحتار	دارالکتاب دیوبند
الفتاوی الهندية	دارالکتاب دیوبند
بدائع الصّنائع	دارالکتاب دیوبند
شرح الوقاية	دارالکتاب دیوبند
غنية المستملي (الحلبي الكبير)	دارالکتاب دیوبند
طحطاوی علی مراقی الفلاح	دارالکتاب دیوبند
البحر الرائق	زکریا بک ڈپو دیوبند
قواعد الفقه	اشرفی بک ڈپو دیوبند
مرقاة المفاتيح	مکتبہ امدادیہ، ملتان، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

از: حضرت اقدس مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم
مہتمم دارالعلوم دیوبند

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ، أمّا بعد :

''مکمل و مدلل فتاوی دارالعلوم دیوبند'' قدیم کی جلد سوم بہ ترتیبِ جدید طباعت کے لیے تیار ہے۔ مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی نور اللہ مرقدہ کے کتاب اللّقطة سے آگے کے مسائل پر مشتمل فتاوی کی ترتیب واشاعت کے بعد قدیم مطبوعہ فتاوی (جلد ۱-تا-۱۲) کی ترتیبِ جدید کا کام شروع ہوا، اور اس کی دو جلدیں طبع ہو کر اہلِ علم کی خدمت میں پیش کی جا چکی ہیں۔ بہ ظاہر تو یہ قدیم مطبوعہ فتاوی کی طبع جدید ہے لیکن اس نئی ترتیب میں مرتّبین نے ان فتاوی کو زیادہ سے زیادہ مفید، معتبر اور سہل المأخذ بنانے کے لیے کیا کیا عمل کیا ہے ''مقدمہ ترتیبِ جدید'' کے نام سے اس کی تفصیل ترتیب جدید کی جلد دوم میں درج کی جا چکی ہے۔ ان تفصیلات کی روشنی میں ترتیبِ جدید کے ساتھ شائع ہونے والے قدیم مطبوعہ فتاوی کو مستقل کتاب کی حیثیت دی جاسکتی ہے۔

غالباً اسی تفصیلی عمل کی بنا پر مرتّبین کو جلد سوم کی تکمیل میں ایک سال سے زائد وقت صرف کرنا پڑا۔ امید ہے کہ باقی ماندہ (۴-تا-۱۲) جلدوں کی ترتیب میں تیزی کے ساتھ کام کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ جلد از جلد اس کام کی تکمیل فرمادے تا کہ مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی نور اللہ مرقدہ کے تحریر فرمودہ فتاوی کی اشاعت کے بعد دیگر مفتیانِ کرام کے فتاوی کی ترتیب کا سلسلہ شروع کیا جا سکے۔

ابوالقاسم نعمانی غفرلہٗ
(مہتمم دارالعلوم دیوبند)
۵/ربیع الاوّل ۱۴۳۹ھ
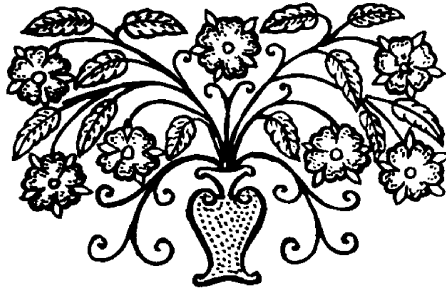
بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ ترتیب قدیم (طبع اوّل)

از: حضرت مولانا مفتی محمد ظفیرالدین صاحب مفتاحی رحمہ اللہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ ربِّ الْعَالَمِيْن والصَّلاَةُ والسَّلاَمُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أجمَعِيْنَ .

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنی بے انتہاء رحمت و رافت سے جلد سوم کی تکمیل کی توفیق بخشی، اور اپنی محنت و کاوش کی حد تک جو کچھ کر سکتا تھا اس میں اپنی طرف سے کسی طرح کی کوئی کوتاہی نہیں ہونے دی، کامیابی کس حد تک ہوئی اس کا فیصلہ اربابِ فضل و کمال کریں گے، خاکسار ایک معمولی درجہ کا طالب علم ہے، البتہ پڑھنے لکھنے اور مطالعہ کا تھوڑا بہت ذوق رکھتا ہے، جس وقت یہ اہم اور خالص علمی کام سپرد کیا گیا تھا دل کا جو حال ہوا تھا خدا جانتا ہے، مگر یہ سوچ کر اطمینانِ خاطر حاصل ہوا تھا کہ یہ خدمت میری خواہش اور مطالبہ کے بغیر سپرد ہوئی ہے، اور سپرد کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اپنے وقت کے منتخب جید علماء اور مسلمانوں میں ہر دل عزیز ہیں، پھر اسی کے ساتھ یہ حدیث بھی سامنے تھی کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

لا تسألِ الإمارة فإنّك إن أعطيتَها عن مسئلة وُكّلتَ إليها وإن أعطيتَها عن غير مسئلة أعنتَ عليها. متّفق عليه. (مشكاة المصابيح، ص:۳۲۰، كتاب الإمارة)

ترجمہ: امارت (ذمہ داری) کی ہوس نہ کرو، اور نہ اُس کے لیے درخواست دو، کیوں کہ

اگر درخواست پر یہ خدمت سپرد ہوئی تو مدد سے محروم رکھے جاؤ گے، البتہ اگر بلا مطالبہ یہ خدمت سونپی گئی تو اللہ کی طرف سے تمہاری مدد کی جائے گی۔

مجھے دلی مسرت ہے کہ ایسا ہی ہوا، اللہ تعالیٰ نے میری دستگیری فرمائی اور جو کام عرصہ سے الجھا ہوا تھا اس پر قابو پالیا گیا، دعا ہے حسن وخوبی سے یہ کام اِتمام کو پہنچے، اور اس کی بقیہ جلدیں بھی جلد چھپ کر ملک وملت کے سامنے آجائیں۔ یہاں پہنچ کر اساتذۂ کرام کی بے انتہاء شفقتیں یاد آرہی ہیں، جن کی دعاؤں اور توجہاتِ خصوصی کے صدقہ میں علم وفن سے شغف پیدا ہوا۔

الٰہ العالمین! میری یہ حقیر خدمت قبول فرما اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کا موقع عطا فرما اور اسے اس کے مرتب کے لیے فلاح دارین کا ذریعہ بنا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم.

طالب دعا
محمد ظفیر الدین غفرلہٗ
پورہ نوڈیہاوی
دارالافتاء دارالعلوم دیوبند
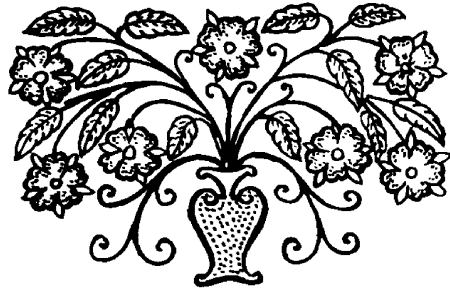
بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ ترتیب قدیم (طبع ثانی)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْم

دارالعلوم دیوبند ایک سو آٹھ سال سے اسلام، علومِ اسلامیہ اور مسلمانوں کی بھرپور خدمات انجام دے رہا ہے، اور بحمداللہ اس کی ان خدمات کا دائرۂ عمل روز افزوں ترقی پذیر ہے، اور خدا کرے تا قیامت اس کا یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے۔

۱۳۸۲ھ سے (جو دارالعلوم کی زندگی کی پہلی صدی کا اختتامی سال تھا) فتاویٰ کی اشاعت شروع ہوئی، اور اب تک اس کی سات ضخیم جلدیں چھپ کر ملک وملت کے سامنے پہنچ چکی ہیں، جو (۳۲۰۰) بتیس سو صفحات پر پھیلی ہوئی، اور چھ ہزار مسائل پر مشتمل ہیں، اور جن میں کتاب الطّهارة سے کتاب النّکاح تک مسائل آ گئے ہیں، اس وقت اس کی آٹھویں جلد زیر کتابت ہے، ان جلدوں کی ترتیب وتزئین اور حواشی پر جو محنت کی گئی ہے وہ کسی اہل علم اور باذوق سے پوشیدہ نہیں۔

گذشتہ سال سے ان جلدوں کا جدید ایڈیشن آنا شروع ہوا ہے، پہلی اور دوسری جلدوں کا جدید ایڈیشن اس سے پہلے چھپ چکا ہے، اس وقت اس کی تیسری جلد دوبارہ چھپنے کے لیے پریس بھیجی جارہی ہے، ہم رب العالمین کے شکر گذار ہیں کہ اس نے ہمیں اس محنت وکاوش کا شوق عطا کیا، اور دارالعلوم کی اس عظیم خدمت پر لگایا اس کی رحمت ورافت سے توقع ہے کہ جو کام بہ حسن وخوبی ہو رہا ہے وہ جلد ہی ایک دن اختتام پذیر بھی ہوگا۔

پریس بھیجنے سے پہلے اس جلد پر سرسری نظر ثانی ڈال لی گئی ہے، اور کتابت وطباعت کی جہاں جو غلطیاں نکلیں ان کی اصلاح کر دی گئی ہے، اللہ ہماری اس خدمت کو قبول فرمائے اور دارین کی کامیابی نصیب کرے۔ آمین

اب تک اس سلسلہ میں جو کچھ ہوا یا ہو رہا ہے یا آئندہ ہوگا یہ سب رب العزت کا فضل و کرم، اراکین مجلس شوری دارالعلوم کی توجہ اور اساتذۂ کرام کی دعاؤں کا صدقہ ہے، بالخصوص سرپرست شعبہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم (مہتمم دارالعلوم دیوبند) کی شفقت و محبت، جذبۂ علم و عمل اور اخلاص کا نتیجہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو علمی کاموں سے خصوصی شغف عطا کر رکھا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب کوئی نئی جلد مرتب اور حواشی سے مزین ہو کر سامنے آتی ہے تو خود سرپرست شعبہ، اراکین مجلس شوری، اساتذۂ کرام، اور دوسرے علم دوست حضرات مسرت کا اظہار کیے بغیر نہیں رہتے، جس سے قدرتی طور پر خاکسار مرتب میں جوش عمل اور توانائی پیدا ہوتی ہے، اور زیادہ سے زیادہ محنت کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔

اخیر میں دعا ہے کہ ربّ العالمین دارالعلوم کو تمام شرور و فتن سے محفوظ رکھے، اور یہاں علمی، دینی، اصلاحی اور ملت کے نونہالوں کی تعلیمی خدمات جس انہماک کے ساتھ انجام پا رہی ہیں، دن بہ دن ان میں اضافہ اور رسوخ پیدا ہو، اور کائنات انسانی اس مرکز علم و عمل اور آفتاب رشد و ہدایت سے زیادہ سے مستفید ہو۔

طالب دعا
محمد ظفیر الدین غفرلہٗ
مرتب فتاوی دارالعلوم دیوبند
۲۸/ جمادی الثانیہ ۱۳۹۰ھ
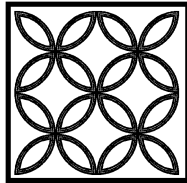
بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ ترتیب جدید

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی .

مکمل و مدلّل فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کی سابقہ جلدوں کی طرح اس جلد کو بھی احقر نے جناب مفتی مصطفیٰ امین پالن پوری، جناب مفتی محمد یونس دہلوی اور جناب مولانا امیر اللہ مشتاق قاسمی مئوی صاحبان کے تعاون سے مرتب کیا ہے، ہم نے ترتیب قدیم پر جو اضافے اور کام کیے ہیں اُن کی مختصر وضاحت جلد دوم کے مقدمہ میں مذکور ہے۔

ترتیب جدید میں قدرے تاخیر ہو رہی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام مطبوعہ فتاوی کو نقول فتاوی کے رجسٹروں میں تلاش کر کے ملانا ضروری ہے؛ کیوں کہ مطبوعہ فتاوی میں بھی اغلاط ہیں اور کمپوز شدہ فتاوی میں بھی غلطیاں ہیں، جب تک اصل رجسٹروں سے سوال و جواب کو ملایا نہیں جاتا اغلاط کی اصلاح ممکن نہیں، نیز حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب قدس سرہٗ کے تمام حواشی کو اصل مراجع سے ملانا بھی ضروری ہے، اس کے بغیر اغلاط کی اصلاح نہیں ہوسکتی، پھر مطبوعہ فتاوی سے تمام سوال و جواب کو ملانا بھی ضروری ہے، تاکہ ہم نے جو اصلاحات اور اضافے کیے ہیں ان کی نشاندہی کی جاسکے۔

الغرض ترتیب جدید میں بہت سی دشواریاں ہیں اس لیے قدرے تاخیر ہورہی ہے، اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائیں اوراس کام کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ آمین یارب العالمین

محمد امین پالن پوری

خادم حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند

۱۰/ ربیع الاوّل ۱۴۳۹ھ

۳۰/نومبر ۲۰۱۷ء
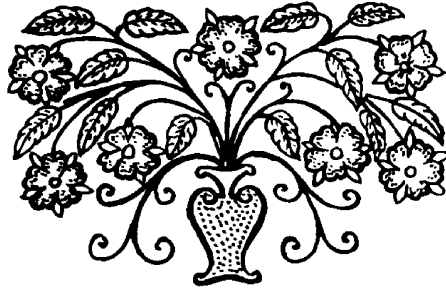
بسم اللہ الرحمن الرحیم

امامت کے احکام ومسائل

نماز باجماعت کی اہمیت اوراس کے احکام

محلّہ کی مسجد میں جماعت نہ ہوتی ہو پھر بھی اپنے محلّہ کی مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نہ جانا چاہیے

سوال: (۵۱۱) محلّہ کی مسجد میں جماعت کا انتظام نہیں تو دوسرے محلّہ کی مسجد میں نماز باجماعت پڑھنا جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۴۰/۲۴۴۰ھ)

الجواب: اپنے محلّہ کی مسجد کا حق زیادہ ہے، پس اس شخص کو اپنے محلّہ کی مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نہ جانا چاہیے۔ شامی میں خانیہ سے منقول ہے کہ اپنے محلّہ کی مسجد میں اگر تنہا بھی نماز پڑھنی پڑے تو وہیں اذان کہہ کر نماز پڑھے اور اس کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نہ جاوے۔ **لأنّ له حقًّا عليه فهو يؤدّيه إلخ**[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۳/۳)

---

(۱) في الخانية : لو لم يكن لمسجد منزله مؤذّن فإنّه يذهب إليه ويؤذّن فيه ويصلّي ولو كان وحده لأنّ له حقًّا عليه فيؤدّيه . (ردّ المحتار : ۳۷۵/۲، كتاب الصّلاة ، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها ، مطلب في أفضل المساجد)

اہل محلّہ کے لیے اپنی مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے

سوال: (۵۱۲) جب کہ جامع مسجد میں ایک موروثی اور شریعت کی پابندی نہ کرنے والا، اور دوسری مسجد میں پابند شریعت حافظ اور مسائل نماز سے بہ خوبی واقف آزاد امام نماز پڑھاوے تو کس جگہ نماز افضل واکمل ہوتی ہے؟ (۱۳۴۴/۱۳۴۳ھ)

الجواب: امامت کے لیے افضل وہ شخص ہے جو مسائل نماز سے واقف ہے، اور حافظ اور صالح ہے (۱) لیکن جن لوگوں کے محلّہ میں جو مسجد واقع ہے ان پر اپنے محلّہ کی مسجد کا حق زیادہ ہے، اور ان اہل محلّہ کے لیے مسجد محلّہ میں نماز پڑھنا افضل ہے، اور ان کو اسی مسجد میں ثواب جماعت کا حاصل ہوگا (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۹۸/۳)

جس مسجد میں کوئی نمازی نہیں آتا مؤذن اس مسجد میں اذان کہہ کر دوسری مسجد میں جاسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۱۳) ایک شخص مسجد میں مؤذن ملازم ہے، اس مسجد میں کوئی نمازی نہیں آتا، عموماً مؤذن کو تنہا نماز پڑھنی پڑتی ہے؛ کیا وہ مؤذن اپنی مسجد میں اذان کہنے کے بعد دوسری مسجد میں جا کر شریکِ جماعت ہوسکتا ہے؟ (۱۳۴۱/۷/۹ھ)

---

(۱) والأحقّ بالإمامة تقديمًا بل نصبًا الأعلم بأحكام الصّلاة فقط صحّةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظّاهرة وحفظه قدر فرض وقيل : واجب ، وقيل : سنّة (الدّرّ المختار) وهو الأظهر لأنّ هذا التّقديم على سبيل الأولوية،فالأنسب له مراعاة السّنّة. (الدّرّ المختار وردّ المحتار: ۲۵۱/۲،کتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد)

(۲) مسجد المحلّة أفضل من الجامع إلّا إذا كان إمامه عالمًا (الأشباه) لعلّ الأفضلية بالنّسبة إلى أهل المحلّة دون غيرهم ، لئلاّ يودّي إلى تعطيل مسجد المحلّة(الأشباه والنّظائر مع شرح الحموي:۴۳۰/۱،کتاب الصّلاة ، الفنّ الثّاني)

الجواب: اذان کہہ کر اسی مسجد میں اس کو نماز پڑھنی چاہیے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۴۳/۳)

ایک مسجد میں جماعت ہو چکی ہو تو دوسری مسجد میں جا کر جماعت سے نماز پڑھنا بہتر ہے

سوال: (۵۱۴) اگر ایک مسجد میں جماعت نہ ملی تو دوسری مسجد میں بہ تلاش جماعت جانا کیسا ہے؟ (۱۳۳۷/۲۴۹ھ)

الجواب: ایک مسجد میں اگر جماعت ہو چکی ہو تو اگر امید دوسری مسجد میں جماعت کے ملنے کی ہو تو دوسری مسجد میں جا کر جماعت سے نماز پڑھنا بہتر اور موجبِ ثواب ہے[2] سلف میں اکابرِ اُمت ایسا کرتے تھے کہ ایک مسجد میں جماعت ہو چکی تو دوسری مسجد میں جماعت کی تلاش میں جاتے تھے[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۶۵/۳)

مسجدوں کی کثرت کی وجہ سے ہر ایک مسجد میں امام مقرر کرنے کی طاقت نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۱۵) اگر کسی شہر میں مسجدوں کی کثرت ہو اور نمازی کم ہوں، ہر ایک مسجد میں

(۱) في الخانية: لو لم يكن لمسجد منزله مؤذّن فإنّه يذهب إليه ويؤذّن فيه ويصلّي ولو كان وحده لأنّ له حقًّا عليه فيودّيه. (ردّ المحتار: ۳۷۵/۲، كتاب الصّلاة، باب ما يفسد الصّلاة إلخ، مطلب في أفضل المساجد)

(۲) ولو فاتته ندب طلبها في مسجد آخر إلاّ المسجد الحرام ونحوه (الدّرّ المختار) فلا يجب عليه الطّلب في المساجد بلا خلاف بين أصحابنا ؛ بل إن أتى مسجدًا للجماعة آخر فحسن ، وإن صلّى في مسجد حَيِّهِ منفردًا فحسن إلخ. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۸۸/۲، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد)

(۳) كان الأسود إذا فَاتَتْهُ الجماعةُ ذهب إلٰى مسجد آخر. (صحيح البخاري: ۸۹/۱، كتاب الأذان ، باب فضل صلاة الجماعة)

امام مقرر کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں، اگر متصل محلے والے مل کر ایک مسجد میں امام مقرر کریں، اور دیگر مساجد چھوڑ کر ایک مسجد میں باجماعت امام مذکور کے پیچھے نماز ادا کریں تو کیا حکم ہے؟

(۱۷۳۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: بہتر یہ ہے کہ حتی الوسع سب مسجدوں کو آباد کریں، اور تھوڑے تھوڑے نمازی سب مسجدوں میں نماز پڑھیں، بہ حالت مجبوری جیسا موقع ہو کریں [۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۶۷/۳)

مسجد کو چھوڑ کر خانقاہ میں نماز ادا کرنا اچھا نہیں ہے

سوال: (۵۱۶) درچنیں حمام کہ چہار سو دراں دخان می باشد، دراں نماز خواندن جائز است یا نہ؟ مثلاً بالائے حمام خانقاہ باشد، دراں نماز ادا کردن چیست؟ از مسجد سابقہ کہ صرف پانزدہ قدم مسافت دارد، دراں مسجد کسے نماز ادا نمی کند بلکہ از مدت نماز معطل نہادند چہ حکم است؟ (۱۱۱۷/۱۳۳۴ھ)

الجواب: مسجد را معطل داشتن و ویران کردن جائز نیست، اگرچہ نماز درخانقاہ کہ فوق حمام است ادا کردن جائز است، ولیکن مسجد را گذاشتہ دراں خانقاہ نماز ادا کردن خوب نیست، مسجد محلّہ را آباد کردن بر اہل محلّہ مستحق است، شناعت ایں فعل کہ مسجد را ترک کنند وقریب حمام کہ مجمع دخان است نماز ادا کنند، وبلاضرورت التزام ایں فعل کنند بر کسے مخفی نیست [۱] فقط (۶۷/۳)

ترجمہ سوال: (۵۱۶) ایسا حمام جس کے چاروں طرف دھواں رہتا ہے؛ اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً حمام کے اوپر خانقاہ ہو تو اس میں نماز ادا کرنا کیسا ہے؟ اصل مسجد جو صرف پندرہ (۱۵) قدم کی دوری پر ہے، اس مسجد میں کوئی نماز ادا نہیں کرتا بلکہ ایک مدت سے اس میں نماز بند ہے اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: مسجد کو بیکار چھوڑنا اور ویران کرنا جائز نہیں ہے، اگرچہ نماز اس خانقاہ میں جو حمام کے اوپر ہے ادا کرنا جائز ہے، لیکن مسجد کو چھوڑ کر اُس خانقاہ میں نماز ادا کرنا اچھا نہیں ہے، محلّہ کی

---

(۱) لو لم یکن لمسجد منزله مؤذّن فإنّه یذهب إلیه ویؤذّن فیه ویصلّی ولو کان وحده لأنّ له حقًّا علیه فیؤدّیه. (ردّ المحتار: ۳۷۵/۲، کتاب الصّلاة، باب ما یفسد الصّلاة إلخ، مطلب في أفضل المساجد) ظفیر

مسجد کو آباد کرنا تمام اہلِ محلّہ پر واجب ہے، شناعت وقباحت اس فعل کی کہ مسجد کو (ویران) چھوڑ دیں اور حمام کے قریب جہاں دھواں رہتا ہے نماز ادا کریں اور بلاضرورت اس فعل کا التزام کریں؛ کسی پر مخفی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جو مسجد آبادی سے دور ہے اس میں ایک شخص کا تنہا نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: (۵۱۷) ایک مسجد جو آبادی سے فاصلہ پر ہے، اس لیے اس میں اکثر جماعت نہیں ہوتی، کیا خالد کو (جو کہ امام مقرر ہے)[۱] اس صورت میں نماز وہاں پڑھنے سے ترکِ جماعت کا تو گناہ نہ ہوگا؟ (۱۱۳۱/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس صورت میں ترکِ جماعت کا گناہ خالد پر نہیں ہے، بلکہ جب کوئی نہ آوے تو خالد اذان واقامت کہہ کر تنہا نماز پڑھ لیا کرے، اس میں جماعت کا ثواب اس کو حاصل ہوگا اور مسجد کا حق بھی ادا ہوگا[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۵۳/۳)

فتاوی دار العلوم دیو بند: ۱/۱۳۴، باب الصّلاۃ

شہر کی غیر آباد مسجد میں اذان واقامت کہہ کر تنہا نماز پڑھنے میں بھی جماعت کا ثواب ملتا ہے

سوال: (۵۱۸) ایک مسجد جنگل میں لبِ دریا واقع ہے، اور وہ مسجد غیر آباد ہے، اس میں کوئی نماز (نہیں)[۳] پڑھتا، اگر کوئی شخص شہر یا کسی بستی سے اس میں جا کر رہے، اور پانچوں (وقت) اذان وتکبیر کہہ کر نماز پڑھے تو اس کو جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ اور اس کے حق میں اس مسجد میں اکیلے نماز پڑھنا (افضل) ہے یا ترکِ جماعت کی وجہ سے کچھ گناہ ہوگا؟ (۱۸/۱۷۱۸/۱۳۳۵ھ)

---

(۱) قوسین کے درمیان والی عبارت مفتی ظفیر الدین صاحبؒ کی اضافہ کی ہوئی ہے۔۱۲

(۲) لو لم يكن لمسجد منزله مؤذّن فإنّه يذهب إليه ويؤذّن فيه ويصلّي ولو كان وحده لأنّ له حقًّا عليه فيؤدّيه. (ردّ المحتار: ۲/۳۷۵، كتاب الصّلاة، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها، مطلب في أفضل المساجد) ظفیر

(۳) سوال وجواب میں قوسین والی عبارات والفاظ کی تصحیح یا اضافہ رجسٹر نقول فتاویٰ سے کیا گیا ہے۔۱۲

الجواب: اس مسجد میں اذان اور اقامت کہہ کر تنہا نماز پڑھنے میں بھی جماعت کا ثواب حاصل ہوتا ہے، اوراس مسجد ویران کا آباد کرنا بعض وجوہ سے افضل ہے، اوراس (میں کچھ تفصیل ہے جو) کتبِ فقہ میں مسطور ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۶۳/۳)

جو شخص اذان سن کر بھی مسجد میں نہیں آتا، گھر پر نماز پڑھتا ہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۱۹) اگر کوئی شخص اہلِ محلّہ اذان سن کر مسجد میں نہیں آتا اور شریکِ جماعت نہیں ہوتا گھر پر نماز پڑھتا ہے؛ تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ اور نماز اس کی ہوتی ہے یا نہیں؟ (۲۰۹۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے (۲) اس کا تارک فاسق ہے، اہلِ محلّہ کو چاہیے

---

(۱) مؤذّن مسجد لا يحضر مسجده أحد ، قالوا: هو يؤذّن ويقيم ويصلّي وحده ، وذاك أحبّ من أن يصلّي في مسجد آخر . (ردّ المحتار: ۲/ ۲۴۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۲) صحیح اور راجح قول یہ ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، مگر انتہائی مؤکد ہونے کی وجہ سے مفتی صاحب قدس سرہٗ نے اس کو واجب کہا ہے، درج ذیل سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں:

سوال: فتاوی دارالعلوم دیوبند میں ہے کہ ''جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے، اس کا تارک فاسق ہے'' (۳/ ۴۳، سوال نمبر: ۵۳۲) اس سلسلے میں دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ کیا ہے؟ جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے یا سنت مؤکدہ؟ مفتی بہ قول کی وضاحت فرمائیں۔ (ب/۳۹۴)

مستفتی: مصطفیٰ امین پالن پوری
معاون مرتب فتاوی دارالعلوم دیوبند
۷/ ربیع الاوّل ۱۴۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: وباللہ التوفیق! صحیح اور راجح قول احناف کے یہاں یہ ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، جن بعض حضرات نے اُسے واجب کہا ہے اُن لوگوں نے قریبٌ من الواجب ہونے کی وجہ سے مبالغۃً واجب کہا ہے، فقط واللہ اعلم، کتبہ: حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند، ۱۲/ ربیع الاوّل ۱۴۳۹ھ (تتمہ: ب/ ۴۹)
الجواب صحیح: محمود حسن غفرلہٗ بلند شہری، ۱۲/۳/ ۱۴۳۹ھ
الجواب صحیح: نعمان سیتاپوری غفرلہٗ، ۱۲/۳/ ۱۴۳۹ھ

کہ اس کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی تاکید کریں، ورنہ وہ بھی گنہ گار ہوں گے، تارکِ جماعت قصداً کے لیے بہت سخت احکام ہیں، یہاں تک کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ بغیر کسی عذر کے تارکِ جماعت کو تعزیر کی جائے، اور اس کی شہادت معتبر نہیں (۱) لیکن اس کی نماز ہوجاتی ہے، قضاء کرنے کی ضرورت نہیں۔ فقط (۴۲/۳-۴۳)

عذر کی وجہ سے ترک جماعت جائز ہے

سوال: (۵۲۰) امیر قومے را بہ لحاظ حالات سرحد و دیگر وجوہ خوف است کہ اگر برائے گذاردن نماز شام وخفتن وصبح بہ مسجد رود خدانخواستہ ضرر بدنی بہ او خواہد رسید اورا جائز است کہ در جائے خود نماز ہمیں سہ مذکورہ گذارد یا نہ؟ (۱۳۴۱/۲۴۶ھ)

الجواب: بہ عذر مذکور ترکِ جماعت روا باشد (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۴۴/۳)

ترجمہ سوال: (۵۲۰) ایک قوم کے امیر کو سرحد کے حالات اور دیگر وجوہ کی بنا پر خوف ہے کہ اگر صبح وشام اور سونے کے وقت نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں جائے گا تو خدانخواستہ اس کو بدنی ضرر پہنچے گا، اس کے لیے مذکورہ تین اوقات میں اپنی جگہ میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: عذرِ مذکور کی وجہ سے ترکِ جماعت جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) فتسنّ أو تجب ثمرته تظهر في الإثم بتركها مرّةً على الرّجال العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الصّلاة بالجماعة من غير حرج ولو فاتته ندب طلبها في مسجد آخر إلاّ المسجد الحرام ونحوه . (الدّرّ المختار مع الشّامي: ۲/ ۲۸۷-۲۸۹، كتاب الصّلاة ، باب في الإمامة ، مطلب في تكرار الجماعة إلخ)

قال في النّهر: إلاّ أنّ هذا يقتضي الاتّفاقَ على أنّ تركها مرّةً بلا عذرٍ يوجبُ إثمًا إلخ .
وقال في شرح المنية: والأحكامُ تدلُّ على الوُجُوبِ، مِنْ أنَّ تَارِكَهَا بِلاَ عُذْرٍ يُعزّرُ وتُرَدُّ شهادتُهُ، ويأثمُ الجِيرانُ بالسّكوتِ عنهُ. (ردّ المحتار: ۲/ ۲۸۵-۲۸۹، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

(۲) فلا تجب (الجماعة) على مريض إلخ ولا على من حال بينه وبينها مطر إلخ وخوف على ما له أو من غريم أو ظالم (الدّرّ المختار) يخافه على نفسه أو ماله . (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/ ۲۸۹-۲۹۰، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب في تكرار الجماعة إلخ)

تارکِ جماعت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۲۱) جو شخص مسجد میں باوجود جماعت قائم ہونے کے علیحدہ نماز پڑھے، اور جماعت میں شریک نہ ہو اس کا کیا حکم ہے؟ اور اس فعل سے کفر لازم آتا ہے یا نہیں؟ (۵۵۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: کفر لازم نہیں آتا مگر وہ شخص فاسق ہے توبہ کرے [۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۶۴/۳)

بلا عذر ترکِ جماعت پر اصرار کرنے والا فاسق ہے

سوال: (۵۲۲) ہر کہ عمداً جماعت ترک کند و در خانہ نماز ادا کند او را چہ حکم است؟ (۲۴۰۷/۱۳۴۱ھ)

الجواب: ہر کہ بلا عذر اصرار بر ترکِ جماعت کند فاسق است **في البحر: ولا تقبل شهادتهٗ إذا تـرَكها استخفافًا بذلك ومجانَةً، أمّا إذا ترَكها سهوًا أو ترَكها بتأويلٍ بأن يكون الإمام مـن أهـل الأهـواء أو مخالفًا لمذهب المقتدي لا يُراعِي مذهبَه فلا يستوجب الإساءةَ و تقبل شهادتُهٗ** [۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۴/۳)

ترجمہ سوال: (۵۲۲) جو شخص قصداً جماعت ترک کرتا ہے، اور گھر میں نماز ادا کرتا ہے، اُس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: جو شخص بلا عذر ترکِ جماعت پر اصرار کرتا ہے، وہ فاسق ہے۔ البحر الرّائق میں ہے: **ولا تقبل شهادته إلخ.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) والأحكامُ تدلُّ على الوجوبِ، مِن أنّ تارِكها – أي الجماعة – بلا عذرٍ يعزّر وتردّ شهادته ويأثم الجيران بالسّكوت عنه. (ردّ المحتار: ۲/۲۴۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۲) البحر الرّائق: ۱/۶۰۳، كتاب الصلاة، أوائل باب الإمامة.

قوله: (قال في البحر إلخ): وقال في النّهر: هو أعدل الأقوال وأقواها، ولذا قال في الأجنـاس: لا تقبل شهادتهٗ إذا ترَكها استخفافًا ومجانَةً، إمّا سهوًا، أو بتأويلٍ ككون الإمام مـن أهـل الأهـواء، أو لا يُـراعِي مذهبَ المقتدي فتقبل اهـ. (ردّ المحتار: ۲/۲۴۷-۲۴۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد)

اذان کہنے سے روک دینے کی وجہ سے مؤذن کا جماعت ترک کرنا

سوال: (۵۲۳) اگر کوئی شخص دوسال سے مسجد میں اذان متواتر دیتا ہو، اذان سے پیشتر ایک گھنٹہ مسجد میں آنا، اذان کے شوق سے مسجد کے مسافروں کو کھانا دینا، مسجد کے تیل، رسّی، لوٹا، بوریہ وغیرہ کا اہتمام کرنا، امام مسجد کو ہرقسم کی امداد دینا وغیرہ امورِ خیر اذان کے شوق کی وجہ سے کرتا تھا، اگر کوئی شخص اس کو اذان دینے سے بند کردیوے، اور اسی وجہ سے وہ امورِ مذکورہ بالا کو چھوڑ دے تو شرعًا کیا حکم ہے؟ مؤذن نے مسجد میں آنا بھی چھوڑ دیا ہے اپنے گھر ہی نماز پڑھتا ہے۔ (۸۹۶/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اذان کہنے کا ثواب حدیثوں میں بہت کچھ وارد ہوا ہے بہ شرطیکہ اذان وقت پر اور صحیح طور سے پڑھتا ہو، لیکن اذان سے زیادہ ثواب جماعت سے نماز پڑھنے کا ہے، اور اس کی تاکید بہت زیادہ ہے، پس اگر مؤذن مذکور کو کسی وجہ سے لوگوں نے اذان کہنے سے روک دیا ہے تو اس کو جائز نہیں ہے کہ مسجد میں نماز پڑھنا جماعت سے بھی چھوڑ دے یہ بہت برا ہے[1] البتہ اگر وہ مؤذن اذان صحیح کہتا تھا، اور وقت پر کہتا تھا، اور لوجہ اللہ (اذان)[2] کہتا تھا، اور اس شوق میں دوسرے افعال خیر کے بھی کرتا تھا، اور مسجد کی ہر ایک قسم کی خبر گیری کرتا تھا تو اس کو بے وجہ اذان کہنے سے روکنا برا ہے، اہل محلّہ و اہل مسجد کو چاہیے کہ اس کو اذان کہنے سے نہ روکیں، لیکن اگر کسی وجہ سے انہوں نے روک دیا ہے تو اس مؤذن کو یہ سمجھنا چاہیے کہ بہ موجب حدیث شریف: إنّما الأعمال بالنّیات[3] اس کو نیت نیک کا ثواب ملے گا، اور جماعت کو اور دیگر امورِ خیر کو نہ چھوڑنا چاہیے کیونکہ یہ کم فہمی کی بات ہے کہ اگر ایک کام ثواب کا اس سے روکا گیا تو دوسرے کام ثواب کے اور ضروری امورِ شرعیہ کو یعنی جماعت وغیرہ کو بھی چھوڑ دیوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۴۰-۴۱)

---

(۱) والجماعة سنّة مؤكّدة للرّجال إلخ، وقيل : واجبة وعليه العامّة إلخ (الدّرّ المختار) قال في شرح المنية: والأحكام تدلّ على الوجوب من أنّ تاركها بلا عذر يعزّر وتردّ شهادته ويأثم الجيران بالسّكوت عنه إلخ. (ردّ المحتار: ۲/۲۴۴-۲۴۷، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

(۲) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیا گیا ہے۔۱۲

(۳) عن ابن عمر رضي الله عنهما يقول: إنّما الأعمال بالنّيّات الحديث (صحيح البخاري: ۱/۲، كتاب بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم إلخ)

تنہا نماز پڑھنے سے فاسق امام کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے

سوال: (۵۲۴) امام فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہونے کے خیال سے اپنے گھر میں یا مسجد میں قبل جماعت یا بعد جماعت اکیلا نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور اکیلا نماز پڑھنے والا تارکِ جماعت تو نہ کہلائے گا؟ (۲۱۰۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: **وفي النّهر عن المحيط : صلّى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة إلخ** [1] اس پر علامہ شامی نے لکھا ہے: **قوله: (نال فضل الجماعة) أفاد أنّ الصّلوة خلفهما أولى من الانفراد إلخ** [1] پس معلوم ہوا کہ (تنہا) [2] پڑھنے سے یہ بہتر ہے کہ جماعت مذکورہ میں شامل ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۶۲/۳-۶۳)

مسجد میں یا گھر میں تنہا نماز پڑھنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۲۵) زید مسجد میں اکیلا نماز پڑھتا ہے، اور بکر گھر میں نماز پڑھتا ہے، دونوں کے ثواب میں کچھ فرق ہے یا نہ؟ (۱۳۲۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جو شخص مسجد میں جماعت کی نماز چھوڑ کر گھر میں نماز پڑھنے کا عادی ہے، اور ترکِ جماعت پر مصر ہے وہ فاسق ہے، احادیث میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہوتا تو میں ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دیتا جو مسجد میں آ کر جماعت سے نماز نہیں پڑھتے [3] پس جو شخص مسجد میں آ کر اکیلا نماز پڑھا کرے اور جماعت کا خیال نہ کرے،

---

(۱) الدرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/ ۲۵۷-۲۵۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة أقسام.

(۲) مطبوعہ فتاویٰ میں (تنہا) کی جگہ ''نہ'' تھا، اس کی تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔۱۲

(۳) عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النّبيّ صلّى اللّٰه عيه وسلّم قال: لولا ما في البيوت من النّساء والذّرّيّة أقمت صلاة العشاء وأمرت فتياني يحرقون ما في البيوت بالنّار، رواه أحمد. (مشكاة المصابيح، ص:۹۷، كتاب الصّلاة، باب الجماعة وفضلها، الفصل الثّالث) ظفیر

اور اپنی عادت ترکِ جماعت کی کرلی یا گھر میں اکیلا نماز پڑھنے کا عادی ہو، اور ترکِ جماعت کرتا ہو دونوں فاسق اور دونوں مرتکب امر حرام کے ہیں، ان میں سے کس کو کہہ دیا جاوے کہ زیادہ ثواب فلاں کو ہے اور فلاں کو نہیں؟ وہ دونوں ہی گنہ گار ہیں، دونوں کو یہ لازم ہے کہ جماعت کی پابندی کریں، نہ گھر میں اکیلے نماز پڑھیں، نہ مسجد میں اکیلے نماز پڑھیں، مجبوری سے اتفاقاً جماعت فوت ہوجاوے تو دوسری بات ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۷۱/۳)

فتنہ وفساد کے خوف سے مکان میں جمعہ و جماعت کرنا درست ہے

سوال: (۵۲۶) ایک بانیٔ مسجد نے امام مسجد کو ایک روز مارا اور گالی دی، اسی وجہ سے ۲۰ مسلمان مکان میں جمعہ اور جماعت کرتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟ بہ وجہ خوف فتنہ اور فساد کے۔ (۱۳۳۵/۱۱۰۴ھ)

الجواب: اس حالت میں مکان میں جمعہ اور جماعت کرنا درست ہے۔ فقط (۷۰/۳)

امام کی عداوت کی وجہ سے مؤذن کا جماعت ترک کرنا

سوال: (۵۲۷) مؤذن جس کا یہ اعتراض ہے کہ پیش امام کو مجھ سے عداوت ہے، اس ہی کی وجہ سے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا، ہمیشہ علاحدہ نماز پڑھتا ہے؛ اس کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ اور گناہ بھی اس کو ہوتا ہے یا نہیں؟ اور اس کی اذان مکروہ ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۳۸ھ)

الجواب: یہ عذر ترکِ جماعت کا شرعاً لغو اور غلط ہے، اور ترکِ جماعت کی عادت کرلینا اور ہمیشہ ترکِ جماعت کرنا موجبِ فسق ومعصیت ہے، اور فاسق کی اذان مکروہ ہے، اور اعادہ

(۱) قال محمّد في الأصل : اعلم أنّ الجماعة سنّة مؤكّدة لا يرخّص التّرك فيها إلاّ بعذر مرض أوغيره إلخ، ففي الغاية، قال عامّة مشائخنا: إنّها واجبة إلخ ، وفي البدائع: تجب على العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الجماعة من غير حرج انتهى ، والأدلّة تدلّ على الوجوب إلخ ، وكذا الأحكام تدلّ على الوجوب من أن تاركها من غيرعذر يعزّر وتردّ شهادته ويأثم الجيران بالسّكوت عنه. (غنية المستملي، ص:۴۳۸-۴۳۹، فصل في الإمامة) ظفیر

اس کا مستحب ہے: ويعاد أذان جنب إلخ (الدّرّ المختار) زاد القهستاني: والفاجر والرّاكب والقاعد إلخ [۱] (شامي)

(گو اس کی وہ نماز جو علیحدہ پڑھتا ہے جائز ہوتی ہے، مگر جماعت کے ثواب سے محروم رہتا ہے اور جماعت کے ترک کا گنہ گار ہے۔ ظفیر) (۳/۴۴-۴۵)

امام سے جھگڑا ہونے کی وجہ سے جماعت ترک کرنا

سوال: (۵۲۸) ایک شخص کا امام مسجد سے جھگڑا ہوگیا ہے، اس شخص نے نماز جماعت سے پڑھنی چھوڑ دی ہے، جس وقت نماز شروع ہوتی ہے وہ شخص علیحدہ نماز شروع کر دیتا ہے، وہ شخص گنہ گار ہے یا نہیں؟ (۴۶۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ایسی حالت میں جماعت چھوڑنا اور علیحدہ نماز پڑھنا سخت گناہ ہے، وہ شخص گنہ گار ہوگا [۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۶۴)

علم دین کی تعلیم اور مطالعہ میں مشغول ہونے کی وجہ سے جماعت ترک کرنا

سوال: (۵۲۹) زید اگر علم دین پڑھاتا ہے تو جماعت عشاء کی ترک ہوتی ہے؟ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۱۷۴۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: درمختار میں منقول ہے کہ مشغول ہونا علم فقہ کی تحصیل اور مطالعہ میں بعض علماء نے ترکِ جماعت کا عذر قرار دیا ہے، یعنی من جملہ ان عذروں کے جن کی وجہ سے ترکِ جماعت احیاناً ہوجاوے تو کچھ حرج نہیں ہے، مشغولی علم فقہ کی ہے، لیکن اگر مواظبت ترکِ جماعت پر کرے

---

(۱) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۵۶، كتاب الصّلاة، باب الأذان، مطلب في المؤذّن إذا كان غير محتسب في أذانه.

(۲) إنّ تاركها – أي الجماعة – من غير عذر يعزّر وتردّ شهادته و يأثم الجيران بالسّكوت عنه. (غنية المستملي، ص:۴۳۹، فصل في الإمامة) ظفیر

تو معذور نہیں بلکہ واجب التعزیر ہے(۱) كذا في الدّرّ المختار و الشّامي. فقط (۳/۴۵)

نمازی مسجد کے آداب کوملحوظ نہ رکھتے ہوں تو جماعت ترک کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۵۳۰) زید کے مکان کے متصل ایک مسجد ہے جس میں پنج وقتہ اذان ہوتی ہے، اور بعض دفعہ مسجد میں گالی گلوج کی بھی نوبت آجاتی ہے، جماعت کے قائم کرنے والے احترامِ مسجد کا مطلق خیال نہیں کرتے، زید تعلیم یافتہ مسائل سے واقف ہے، لیکن مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے نہیں جاتا، زید سے بہ وقت اعتراض یہ جواب ملتا ہے کہ چونکہ آداب اور احترام مسجد کا خیال نہیں کیا جاتا ہے، اور ایک تفریح کی جگہ مقرر کرلی ہے سمجھانے سے لوگ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے، اس سبب سے مکان ہی پر نماز پڑھنا بہتر سمجھتا ہوں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ تارکِ جماعت کو اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کا گناہ ہوتا ہے؛ کیا یہ صحیح ہے؟ یا ایسے شخص کی نماز ہی نہیں ہوتی؟ (۲۰۱۶/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: زید کی نیت اگر خالص ہے اور درحقیقت وہ بہ وجوہ مذکورہ نماز مکان پر پڑھتا ہے تو ممکن ہے کہ عنداللہ مواخذۂ ترکِ جماعت سے بری ہوجاوے، بہرحال احتیاط اس میں ہے کہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھے، اور یہ کہنا بعض لوگوں کا کہ ترکِ جماعت کا گناہ ایسا ہے کہ اپنی ماں سے زنا کیا؛ یہ غلط ہے، تارکِ جماعت بلاعذر گنہ گار ہوتا ہے اور نماز ہوجاتی ہے، اور اگر کوئی عذر صحیح ہو یا امام مبتدع وفاسق ہو تو پھر ترکِ جماعت میں گنہ گار نہ ہوگا، اگرچہ بہتر شرکتِ جماعت ہے(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۴۷-۴۸)

---

(۱) فلا تجب (الجماعة) على مريض إلخ، وكذا اشتغاله بالفقه لا بغيره كذا جزم بهِ الباقاني تبعًا للبهنسي أي إلّا إذا واظب تكاسلاً فلا يعذر ويعزر ولو بأخذ المال يعني بحبسه عنه مدّة ولا تقبل شهادته. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/ ۲۴۹-۲۵۰، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

(۲) فتسنّ أو تجب .... على الرّجال العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الصّلاة بالجماعة من غير حرج (الدّرّ المختار) فبالحرج يرتفع الإثم ويرخّص في تركها إلخ. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/ ۲۴۷-۲۴۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ==

اپنے آپ کو اعلیٰ وافضل سمجھنے کی وجہ سے جماعت ترک کرنا درست نہیں

سوال: (۵۳۱) ایک شخص عرصۂ دراز سے امام مسجد ہے، کوئی کام خلافِ شریعت نہیں کرتا، پس جو شخص اس امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا بہ سبب تکبر کے؛ یعنی میں افضل ہوں اس امام عالم سے، علم تو مجھ کو زیادہ نہیں مگر میرے اعمال اچھے ہیں امام مسجد سے، یعنی میں نے تحیۃ المسجد کبھی نہیں چھوڑی اور امام نے کئی بار چھوڑی ہے، اور میں نوافل زیادہ ادا کرتا ہوں، پس وہ شخص جماعت کو چھوڑ کر علیحدہ نماز ادا کرتا ہے۔ (۲۰۴۴/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: شخص مذکور کو ترکِ جماعت بہ وجہ مذکورہ درست نہیں ہے، اور عذر اس کا غلط ہے، اور شامی میں ہے کہ تارکِ جماعت بلا عذر کو تعزیر دی جاوے، اور اس کی گواہی مردود ہے۔ کما نقل عن شرح المنیة : والأحکام تدلّ علی الوجوب من أن تارکها بلاعذر یعزّر وتردّ شهادته إلخ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۴۸-۴۹)

تارکِ جماعت کا گھر جلانا جائز نہیں

سوال: (۵۳۲) یہ فتویٰ دینا کہ جو شخص گھر میں نماز پڑھے مسجد میں نہ جاوے اس کے گھر کو آگ لگانے کا حکم ہے؟ (۱۱۲۹/ ۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: حدیث شریف میں تہدیداً بے شک ایسا وارد ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ایسا ارادہ کیا تھا کہ جو لوگ (جماعت) (۲) میں نہیں آئے ان کے گھروں کو آگ لگادوں

== وفي نور الإیضاح : وإذا انقطع عن الجماعة لعذر من أعذارها وکانت نیته حضورها لو لا العذر یحصل له ثوابها، صلّی خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة (الدّرّ المختار) أفاد أنّ الصّلاة خلفهما أولی من الانفراد. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار : ۲/ ۲۵۷-۲۵۸، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة)

(۱) ردّ المحتار: ۲/ ۲۴۵، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(۲) مطبوعہ فتاویٰ میں (جماعت) کی جگہ ''نماز'' تھا، اس کی تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔ ۱۲

لیکن عورتوں اور بچوں کی وجہ سے ایسا نہ کیا الخ[۱] اس سے معلوم ہوا کہ اب آگ لگانا جائز نہیں ہے کیوں کہ آپ ﷺ نے بھی آگ نہیں لگائی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۵۸/۳)

کیا گھر میں نماز پڑھنا گناہ کبیرہ ہے؟

سوال: (۵۳۳) یہ کہنا کہ گھر میں نماز پڑھنا گناہ کبیرہ ہے؛ کیسا ہے؟ (۱۱۲۹/۱۳۴۵ھ)

الجواب: ترکِ جماعت پر عمداً مواظبت کرنا بلاعذر (بے شک)[۲] گناہ کبیرہ اور موجبِ فسق ہے، لیکن ایک دو مرتبہ اتفاقاً اگر جماعت ترک ہوگئی تو یہ گناہ کبیرہ نہیں ہے[۳] فقط (۵۸/۳)

شدید بارش اور سردی کی وجہ سے جماعت ترک کرنا

سوال: (۵۳۴) اگر امام یا مقتدی بہ وجہ بارش یا ایام سرما میں بہ وجہ سردی کبھی کبھی شریک جماعت نہ ہو سکے تو یہ عذر ترکِ جماعت کے لیے کافی ہے؟ (۶۵۶/۱۳۴۵ھ)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: والّذي نفسي بيده لقد هممتُ أن آمر بحطب فيحطب ثمّ آمر بالصّلاة فيؤذّن لها ثمّ آمر رجلاً فيؤمّ النّاس ثمّ أخالف إلى رجال ، وفي رواية : لا يشهدون الصّلاة فأحرق عليهم بيوتهم ...... رواه البخاري . (مشكاة المصابيح، ص:۹۵، باب الجماعة وفضلها ، الفصل الأوّل)

وعن أبي هريرة عن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم قال: لولا ما في البيوت من النّساء والذّرّية أقمت صلاة العشاء وأمرت فتياني يحرقون ما في البيوت بالنّار ، رواه أحمد . (مشكاة المصابيح، ص:۹۷، كتاب الصّلاة، باب الجماعة وفضلها، الفصل الثّالث) ظفیر

(۲) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیا گیا ہے۔ ۱۲

(۳) هذا يقتضي الاتّفاق على أنّ تركها مرّة بلا عذر يوجب إثمًا مع أنّه قول العراقيين ، والخراسانيّون على أنّه يأثم إذا اعتاد التّرك كما في القنية ، وقال في شرح المنية : والأحكام تدلّ على الوجوب من أن تاركها بلا عذر يعزر وتردّ شهادته ويأثم الجيران بالسّكوت عنه. (ردّ المحتار: ۲/۲۴۵، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

الجواب: بارش اور شدتِ سرما بعض صورتوں میں عذرِ ترکِ جماعت ہوسکتا ہے[1] فقط واللہ اعلم (۵۸/۳-۵۹)

دُکان بند کرنا دشوار ہو تو دُکان پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: (۵۳۵) (کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل میں کہ)[2] زید تاجر ہے اور اپنے نوکر پر یا کسی ساتھی پر اپنے کاروبار میں اعتماد نہیں کرسکتا کہ وہ اُن لوگوں پر چھوڑ کر واسطے ادا کرنے نماز باجماعت مسجد میں جایا کرے، اور اگر پڑھتا ہے تو (نماز)[3] میں خیالات منتشر ہوتے ہیں، اب اس بارے میں زید کے لیے کیا حکم ہے؟ آیا وہ دُکان پر نماز پڑھے یا مسجد میں جاوے؟ اس لیے کہ مسجد جانے میں بہت تکلفات کرنے پڑتے ہیں (یعنی دُکان کا بند کرنا سامان اکٹھا کرنا وغیرہ۔ بینوا توجروا)[2] (۲۸۷/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اگر اندیشہ نقصان کا ہے اور دُکان کا بند کرنا دشوار ہے تو وہ شخص دُکان پر نماز پڑھ لیوے۔ کما في الشّامي : قوله: (وخوف علٰی مالہ) أي من لصّ ونحوہ إذا لم یمکنہ غلق الدّکان أو البیت مثلاً [4] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۶۳/۳)

گھر کی حفاظت کے لیے جماعت ترک کرنا

سوال: (۵۳۶) اگر بہ وجہ حفاظتِ گھر یا نہ ہونے انتظامِ جماعت کے؛ گھر نماز پڑھے تو کیا تارک الجماعت کا گناہ ہوگا؟ (۱۲۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جماعت کا ترک کرنا اور علی الدوام تارکِ جماعت ہونا کبائر میں سے ہے، اور

---

(۱) فلا تجب (الجماعة) علی مریض إلخ ولا علی من حال بینہ وبینہا مطر وطین وبرد شدید وظلمة. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۴۹، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

(۲) قوسین کے درمیان والی عبارت رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کی گئی ہے۔۱۲

(۳) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیا گیا ہے۔۱۲

(۴) ردّ المحتار: ۲/۲۵۰، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

فسق اور معصیت ہے، جماعت کا ضرور اہتمام کرنا چاہیے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۶۷-۶۸)

صرف مسجد کے پڑوسیوں پر جماعت سے نماز پڑھنا ضروری ہے یا تمام بازار والوں پر؟

سوال: (۵۳۷) بازار اگر میل کی مقدار میں وسیع ہو، اور اس میں مسجد صرف ایک ہو تو کیا تمام اہلِ بازار پر نماز جماعت سے پڑھنا ضروری ہے یا صرف حوالیٔ مسجد پر (لازم ہے؟)[2] (۱۳۴۲/۶۸۱ھ)

الجواب: سب پر نماز جماعت سے پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، مگر جن کو کوئی عذر ایسا ہو (جو کہ مسقطِ جماعت ہے)[2] جیسے بیماری یا بارش یا سردی شدید وغیرہ تو ان کو ترکِ جماعت درست ہے[3] (درمختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۶)

اپنے گھر میں با قاعدہ جماعت کا انتظام کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۳۸) کیا دائمی طور پر مسجد کو چھوڑ کر اس کے چند ہاتھ کے فاصلے پر اپنے گھر میں با قاعدہ جماعت کا انتظام کرنا جائز ہے؟ (۱۳۴۲/۱۰۵۳ھ)

الجواب: یہ جائز نہیں ہے اور ترکِ جماعتِ مسجد دائمی طور سے معصیت ہے، اور اصرار اس پر فسق ہے۔ قال في الأجناس : لا تقبل شهادته[4] (شامي) فقط (۳/۳۶-۳۷)

---

(۱) والجماعة سنّة مؤكّدة للرّجال إلخ ، وقيل : واجبة وعليه العامّة إلخ ، قال في البحر : وهو الرّاجح عند أهل المذهب إلخ ثمرته تظهر في الإثم بتركها مرّة إلخ . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۴۴-۲۴۸، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

(۲) سوال وجواب میں قوسین والی عبارات کا اضافہ رجسٹر نقول فتاویٰ سے کیا گیا ہے۔۱۲

(۳) وفي البدائع : تجب – الجماعة – على الرّجال العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الصّلاة بالجماعة من غير حرج إلخ، وتسقط الجماعة بالأعذار حتّى لا تجب على المريض إلخ، والصّحيح أنّها تسقط بالمطر والطّين والبردِ الشّديدِ والظّلمة الشّديدة كذا في التّبيين (الفتاوى الهندية: ۱/۸۲-۸۳، كتاب الصّلاة ، الباب الخامس في الإمامة) ظفیر

(۴) ردّ المحتار: ۲/۲۴۷، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

اگر کسی مسجد میں انتہائی وقت پر نماز ہوتی ہو تو علیحدہ اپنی نماز پڑھ لینا کیسا ہے؟

سوال: (۵۳۹) اس موضع میں ایک گلی کے اندر ایک چھوٹی سی مسجد ہے جس میں صرف پانچ یا سات نمازی ہیں، اس مسجد میں پنج وقتہ جماعت کے لیے اوقات کی پابندی بالکل نہیں کی جاتی، عموماً انتہائی وقت پر نماز ہوتی ہے جس میں بعض اوقات وقت کے فوت ہوجانے کا احتمال رہتا ہے، ورنہ کم سے کم جماعت کی فضیلت تو قطعی جاتی رہتی ہے، دسمبر اور جنوری کے مہینہ میں صبح کی نماز کا ۷ بجے سے تین چار منٹ پہلے سلام پھیرا جاتا ہے، جس وقت کہ سائل کے خیال میں سورج کا کنارہ شاید اُفق سے نمودار ہونے لگتا ہو، سُرخی اور دن کی روشنی خوب اچھی طرح ظاہر ہوجاتے ہیں، چنانچہ رحمت اللہ رعد کانپوری کی جنتری میں ۱۴/ جنوری ۱۹۱۸ء کو چھ بج کر چھیالیس منٹ پر آفتاب کا طلوع ہونا لکھا ہے، ظہر کی نماز اکثر دو بجے یا دو بجے سے دو چار منٹ بعد اور دو بجے سے قبل بہت کم ہوتی ہے، ایسی صورت میں سائل جو اوّل وقت نماز پڑھنی چاہتا ہے، جماعت سے قبل نمازیوں کے جمع ہوچکنے پر اگر علیحدہ اپنی نماز پڑھ لیا کرے تو کیسا ہے؟ (۴۳/۷۴۳-۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: ریلوے ٹائم کے مطابق جنتری موجودہ ومعمولہ مدرسہ ہذا میں ۱۴/ جنوری کو ۷ بج کر ۲۱ منٹ پر طلوع آفتاب درج ہے، بلکہ ۳/ جنوری سے ۱۸/ جنوری تک یہی وقت طلوع آفتاب کا ہے، اور یہ جنتری مصدقہ ہے(۱) اور تجربہ اس کا سالہا سال سے ہے، اور اوّل وقت عصر کا ۱۴/ جنوری کو ۲ بج کر ۱۳/ منٹ پر ہے، اور اس سے پہلے آخر وقت ظہر کا موافق مذہب امام ابوحنیفہؒ کے رہتا ہے، پس جو گھڑی ریلوے ٹائم سے ملی ہوئی ہے، اگر سات بجے تک جنوری میں صبح کی نماز پڑھی جاوے تو اس وقت تک صبح کی نماز کا وقت اچھا رہتا ہے، اسی طرح دو، سوا دو بجے تک ظہر کا وقت بھی اچھا رہتا ہے، ایسی حالت میں ترک جماعت ہرگز درست نہیں ہے، اور واضح ہو کہ حنفیہ کے نزدیک صبح کی نماز میں

---

(۱) حضرت مفتی علامؒ نے دیوبند کی جنتری کا حوالہ دیا ہے اور سوال کانپور کا ہے؛ اس لیے کانپور میں ساڑھے چھ بجے سے پہلے جماعت ختم ہوجانی چاہیے۔ ظفیر

خوب اِسفار یعنی چاندنا کر کے نماز پڑھنا افضل ہے۔ هٰكذا في الدّرّ المختار (۱) (۳/۶۸-۶۹)

گھر میں عورتوں کے ساتھ نماز با جماعت ادا کرنے سے ترک جماعت کی وعید سے خلاصی ہوسکتی ہے؟

سوال: (۵۴۰) گھر میں عورتوں کے ساتھ جماعت کرنا جائز ہے یا نہ؟ بہشتی زیور کے حصہ:۱۱ میں ہے کہ مرد کو صرف عورتوں کی امامت ایسی جگہ مکروہ تحریمی ہے، جہاں کوئی مرد نہ ہو نہ کوئی محرم عورت مثل ماں بہن کے ہو، اگر کوئی مرد یا محرم عورت ہو تو پھر مکروہ نہیں، بعض آدمی ایسی جماعت کو سنت سمجھ کر اپنی بیوی یا محرم کے ساتھ جماعت کرلیں تو ترکِ جماعت کی وعید سے خلاصی ہوسکتی ہے یا نہ؟ اور اگر گھر میں جماعت سنت ہوتی تو ایک حدیث میں جو اسباب اور گھروں کے جلا دینے کا رسول اللہ ﷺ نے ارادہ فرمایا تھا یہ کیوں تھا؟ الغرض بعض آدمی گھر میں جماعت کو سنت مؤکدہ سمجھ کر ادا کرتے ہیں تو کیا حکم ہے؟ (۴۶۶/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: عورتوں کی جماعت تنہا مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا عورتیں جماعت نہ کریں، یعنی اس طرح کہ امام بھی عورت ہو جماعت نہ کریں۔ ويكره تحريمًا جماعة النّساء إلخ ، كما تكره إمامة الرّجل لهنّ في بيت ليس معهنّ رجل غيره ولا محرم منه كأخته أو زوجته إلخ (۲) ترجمہ اس کا وہی ہے جو (بہشتی زیور) حصہ یازدہم سے مسئلہ نقل کیا ہے، پس یہ بھی صحیح ہے، پس اگر مسجد میں جماعت نہ ملے تو ایسا کرنے سے وعیدِ ترکِ جماعت سے خلاصی ہوسکتی ہے۔

الغرض اصل یہ ہے کہ جماعت میں مسجد میں جا کر شریک ہو، اگر کبھی اتفاق سے مسجد میں جماعت نہ ملے تو گھر پر عورتوں، بچوں کو شامل کر کے جماعت کرے، جیسا کہ درمختار میں ہے: اور

---

(۱) ويستحبّ الإسفار بالفجر لقوله عليه السّلام أسفروا بالفجر فإنّه أعظم للأجر . (الهداية: ۸۲/۱، كتاب الصّلاة، باب المواقيت و مشكاة المصابيح، ص:۶۱، كتاب الصّلاة، باب تعجيل الصّلاة ، الفصل الثّاني) ظفیر

(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۶۲-۲۶۴، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

حدیث اِحراقِ بیوت (گھروں کے جلادینے)[۱] سے ثابت ہوتا ہے کہ مردوں کو بلا عذر گھر پر جماعت کرنی نہ چاہیے، بلکہ مسجد میں آویں اور شریکِ جماعت ہوں، اور اگر کبھی اتفاق سے جماعت نہ ملے تو پھر بہ صورت مذکورہ گھر میں جماعت کریں، یہ نہیں کہ مسجد کی جماعت چھوڑ کر گھروں پر جماعت کرنا سنت ہے ایسا نہیں ہے، چنانچہ شامی نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک بار آنحضرت ﷺ ایک قوم میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے تھے مسجد میں آئے تو جماعت ہوچکی تھی، اس وقت آپ نے اپنے مکان پر اہل وعیال کو جمع کر کے نماز باجماعت ادا فرمائی[۲] اس سے بھی ثابت ہوا کہ گھر پر جماعت کرنا ایسی حالت میں ہے کہ مسجد میں جماعت نہ ملے۔ فقط (۴۳/۳-۴۴)

صرف بچوں کو مقتدی بنانے سے جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

سوال: (۵۴۱) جب کہ بالغ مقتدی نہ ملیں، صرف بچوں کو مقتدی بنانے سے ثوابِ جماعت ہوگا یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۱۳۱۳ھ)

الجواب: اگر مقتدی بالغ کوئی نہ ہو تو صرف بچوں کو مقتدی بنانے سے جماعت کا ثواب حاصل ہوجاوے گا[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۴۲/۳)

---

(۱) حدیثِ اِحراق یہ ہے: عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: والّذي نفسي بيده لقد هممت ان آمر بحطب، فيحطب ، ثمّ آمر بالصّلاة ، فيؤذّن لها ثمّ آمر رجلاً فيؤم النّاس ، ثمّ أخالف إلى رجال ، وفي رواية: لا يشهدون الصّلاة فاحرق عليهم بيوتهم إلخ رواه البخاري ولمسلم نحوه. (مشكاة المصابيح، ص:۹۵، كتاب الصّلاة، باب الجماعة وفضلها، الفصل الأوّل) ظفیر

(۲) ولنا أنّه عليه الصّلاة والسّلام كان خرج لِيُصْلِحَ بين قوم ، فعاد إلى المسجد وقد صلّى أهل المسجد فرجع إلى منزله فجمع أهله وصلّى بهم. (ردّ المحتار: ۲/۲۴۶، كتاب الصّلاة، باب الإمامة ، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد) ظفیر

(۳) وتحصل فضيلة الجماعة بصلاته مع واحد– أي الصّبيان – إلّا في الجمعة فلا تصحّ بثلاثة هو منهم. (الأشباه والنّظائر مع شرح الحموي:۲۲/۳، الفنّ الثّالث، أحكام الصّبيان، المطبوعة: زكريا بك دبو، ديوبند)

عیدالفطر کی نماز پڑھا کر دوبارہ عورتوں کو عید کی نماز پڑھانا

سوال: (۵۴۲) ایک امام مسجد نے عیدالفطر کی نماز پڑھا کر دوبارہ عورتوں کو عید کی نماز پڑھائی شرعًا اس میں کیا حکم ہے؟ (۱۹۴۳/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: جو امام نماز عید کی ایک دفعہ پڑھا چکا پھر دوبارہ وہ نماز عید کی نہیں پڑھا سکتا، دوبارہ جو وہ نماز پڑھاوے گا وہ نفل ہے اور نفل کی جماعت مکروہ ہے [۱] لہٰذا وہ نماز مکروہ ہوئی اور تنہا عورتوں کو نماز پڑھانی بھی مکروہ ہے۔ کذا في الدّرّ المختار [۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۱۳۷)

گندہ دہن کو جماعت میں شریک نہ ہونا چاہیے

سوال: (۵۴۳) ایک شخص کو عرصہ سے گندہ دہنی کی شکایت ہے، جانبین کے مقتدیوں کو تکلیف ہوتی ہے تو اس کو جماعت میں شریک ہونا چاہیے یا علیحدہ نماز پڑھنی چاہیے؟ (۲۰۰۷/ ۱۳۴۱ھ)

الجواب: شامی میں ہے: وكـذلك ألـحق بعضهم بذلك مَنْ بِفِيه بَخَرٌ أوبه جُرْحٌ لَهُ رائـحةٌ – إلى أن قال– وقولُهُ صلّى الله عليه وسلّم: "وليَقعد في بيته" صريح في أنّ أكلَ هٰـذِهِ الأشيـاءِ عـذرٌ في التّخلّف عن الجماعة إلخ [۳] پس معلوم ہوا کہ شخص مذکور جماعت میں شریک نہ ہو تنہا علیحدہ نماز پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۳۴)

---

(۱) ولا التّـطوّع بـجماعة خارج رمضان أي يكره ذلك لو على سبيل التّداعي ، بأن يقتدى أربعة بواحد . (الدّرّ مع الرّدّ: ۲/ ۴۳۶-۴۳۷، كتاب الصّلاة ، باب الوتر والنّوافل، قبل باب إدراك الفريضة) ظفیر

(۲) ويكره تحريمًا جماعة النّساء ولو في التّراويح . (الدّرّ مع الرّدّ: ۲/ ۲۶۲، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

(۳) ردّ المحتار: ۲/ ۳۷۸، كتاب الصّلاة ، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها ، مطلب في الغرس في المسجد .

جذامی کو جماعت میں شریک نہ ہونا چاہیے گھر میں نماز پڑھنی چاہیے

سوال: (۵۴۴) جذامی آدمی کو جماعت میں شریک ہونا چاہیے یا نہیں؟ اور دوسرے آدمیوں کو نفرت کرنی چاہیے یا نہیں؟ (۹۲/۷۷۔۱۳۳۷ھ)

الجواب: جذامی سے جمعہ و جماعت ساقط اور معاف ہے، اس وجہ سے کہ وہ مسجد میں نہ آوے، پس جذامی کو نہ چاہیے کہ وہ جماعت میں شریک ہو[۱] اور جولوگ جذامی شخص سے علیحدہ رہیں اور احتراز کریں ان پر کچھ ملامت نہیں ہے کہ جذامی سے بھاگنے اور بچنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۶۵/۳)

سوال: (۵۴۵) مرض جذام متعدی بیماری ہے یا نہیں؟ اگر جذامی جماعت سے نماز ادا کرنا چاہے اور لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں، اس مجبوری کی حالت میں اس کا اپنے مکان میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ترکِ جماعت کا گناہ کس کے ذمہ ہوگا؟ اور یہ جو مشہور ہے کہ جذامی کو نیزہ میں روٹی لگا کر دینے کا حکم ہے؛ اس کی کیا اصل ہے؟ (۹۴۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: جذامی کے لیے حکم یہی ہے کہ وہ مسجد میں نہ آوے، اور جماعت میں شریک نہ ہو اور گھر میں نماز پڑھے، پس ترکِ جماعت میں اس پر کچھ گناہ نہیں ہے، بلکہ اس کو حکم یہی ہے، اور جماعت میں شریک ہونا اس کے لیے مکروہ ہے اور گناہ ہے[۳] (درمختار) فقط (۴۱/۳)

---

(۱) ويُمنع منه – أي المسجد– وكذا كلّ مؤذٍ ولو بلسانه (الدّرّ المختار) وفي الشّامي: وكذلك ألحق بعضهم بذلك مَن بِفِيْهِ بَخَرٌ أوبه جُرْحٌ له رائحة ، وكذلك القصّاب والسّماك والمجذوم والأبرص أولى بالإلحاق . (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۳۷۷-۳۷۸، كتاب الصّلاة ، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها ، مطلب في الغرس في المسجد) ظفیر

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه يقول: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : لا عدوى ولا طيرة ولاهامّة ولاصفر وفرّ من المجذوم كما تفرّ من الأسد. (صحيح البخاري: ۸۵۰/۲، كتاب الطّب ، باب الجذام)

(۳) اور جو بات مشہور ہے کہ جذامی کو نیزہ میں روٹی لگا کر دینے کا حکم ہے؛ وہ غلط ہے، البتہ جذامی سے بھاگنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ محمد امین پالن پوری

شرّی اور فسادی شخص کو مسجد میں آنے سے روکنا کیسا ہے؟

سوال: (۵۴۶) اگر کسی نمازی کے ذریعہ سے حفظ امن میں خلل واقع ہوتا ہو، اور شر وفساد کا اندیشہ ہو یا عام نمازیوں کو کسی قسم کی تکلیف اور اذیت پہنچتی ہو؛ تو ایسے شخص کو بہ غرض حفظِ امن اور انسدادِ شر وفساد جماعت سے روک دینا کیا شرع کے خلاف ہے؟ (۱۰۴۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جو شخص حفظ امن میں خلل انداز ہو اور باعث شر وفساد ہو، اور عام نمازیوں کو تکلیف دہ اور ایذاء رساں ہو، اور اس کا فعل موجبِ (اشتغال طبع)[1] ہو، اس کو جماعت سے روکنا قانون شرع کے مطابق ہے؛ حدیثیں اور آثار اور اقوال فقہاء اس پر صاف دال ہیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کچا لہسن پیاز کھانے والوں کو مسجد سے روک دیا، بلکہ مسجد سے نکال دیا، نیز آپ نے ان عورتوں کو جو خوشبو لگائے ہوئی ہوں مسجد میں آنے سے بہ خوفِ فتنہ منع فرمایا ہے، نیز آپ نے ان لوگوں کے حق میں جو نمازی کے سامنے سے چلے جائیں —— جس سے نمازی کے خشوع اور خضوع میں فرق آنے کا احتمال ہے، اگرچہ نماز نہیں جاتی —— فرمادیا: **فليدفعه فإن أبىٰ فليقاتل فإنّما هو شيطان** [2] **ونحو ذٰلك** نیز آپ نے اس شخص کو جس نے مسجد میں قبلہ کی جانب تھوک دیا تھا، امامت سے معزول کر دیا، اور اس کو خدا اور رسول کا مؤذی قرار دیا تھا، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو جو مسجد میں جمع ہو کر بہ آواز بلند ذکر اور ورد میں مشغول تھے ''مبتدع'' قرار دے کر مسجد سے نکلوا دیا، اور فقہاء نے بھی تصریح کی ہے کہ کچا لہسن اور پیاز کھانے والوں کو اور ایسے ہی گندہ دہن اور جذامی اور مبروص اور ماہی فروش کو اور کل مؤذی کو اگرچہ وہ زبان سے ایذاء پہنچاتا ہو مسجد میں آنے سے روک دینا چاہیے، بہ طور نمونہ کے چند روایات اور عبارات محدثین وفقہاء ملاحظہ فرمائے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: من أكل

---

(۱) مطبوعہ فتاویٰ میں (اشتغال طبع) کی جگہ ''اشتعال'' تھا، اس کی تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔۱۲

(۲) حدیث شریف کی تخریج پیش نظر جواب کے، ص: ۳۷ کا حاشیہ (۱) ملاحظہ فرمائیں۔۱۲

من هذه الشّجرة فلا يقربن مسجدنا ولا يؤذينا بريح الثّوم رواه مسلم(۱)

وعن عمربن الخطّاب رضي الله عنه .... ثمّ إنّكم أيّها النّاس! تأكلون شجرتين لا أراهما إلّاخبيثتين هذا البصل والثّوم . لقد رأيت رسول الله صلّى الله عليه وسلّم إذا وجد ريحهما من الرّجل في المسجد أمر به فأخرج إلى البقيع فمن أكلهما فليمتهما طبخًا رواه مسلم(۱)

نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ فلا يقربن المساجد هذا تصريح بنهى من أكل الثّوم ونحوه عن دخول كلّ مسجد وهٰذا مذهب العلماء كافّةً(۲)

اورحافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں: وألحق بعضهم بذلك من بِفيه بَخَرأوبه جرح له رائحة وزاد بعضهم فألحق أصحاب الصّنائع كالسّماك والعاهات كالمجذوم ومن يؤذى النّاس بلسانه إلخ(۳)

وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: أيّما امرأة أصابت بخورًا فلا تشهد معنا العشاء الآخرة رواه مسلم(۴)

وعن أبي سعيد رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: لا يقطع الصّلاة شيء وادرء وا ما استطعتم فإنّما هو شيطان رواه أبوداوٗد(۵)

وعن أبي سعيد رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: إذا صلّى

---

(۱) الصّحيح لمسلم: ۱/۲۰۹-۲۱۰، كتاب المساجد ومواضع الصّلاة ، باب نهي من أكل ثومًا أو بصلًا أو كراثًا أو نحوها إلخ .

(۲) شرح النّووي على مسلم:۱/۲۰۹، كتاب المساجد .

(۳) فتح البارى: ۲/۳۴۴،كتاب الأذان ، باب ما جاء في الثّوم النّيِّ والبصل والكرات ، مطبوعة مكتبة الرّياض ، رياض ، السّعودية .

(۴) الصّحيح لمسلم: ۱/۱۸۳،كتاب الصّلاة ، باب خروج النّساء إلى المساجد إذا لم يترتّب عليه فتنة .

(۵) أبوداوٗد:۱/۱۰۴، كتاب الصّلاة ، باب من قال: لا يقطع الصّلاة شيءٌ .

أحدكم إلى شيء يستره من النّاس فأراد أحد أن يجتاز بين يديه فليدفعه فإن أبى فليقاتله فإنّما هو شيطان هٰذا لفظ البخاري(۱)

وعن أبي سهلة السّائب بن خلاد قال أحمد(هو رجل) من أصحاب النّبي صلّى اللّٰه عليه وسلّم:أنّ رجلا أمَّ قومًا فبصق في القبلة ورسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم ينظر فقال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم حين فرغ:لايصلّي لكم فأراد بعد ذلك أن يصلّي لهم فمنعوه وأخبروه بقول رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم فذكر ذلك لرسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم فقال: نعم وحسبت أنّه قال:إنّك آذيت اللّٰه ورسوله رواه أبوداؤد (۲)

وعن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه أنّه سمع قومًا اجتمعوا في مسجد يهلّلون ويصلّون عليه الصّلاة والسّلام جهرًا فراح إليهم فقال: ما عهدنا ذٰلك على عهدهٖ عليه السّلام وما أراكم إلّا مبتدعين فما زال يذكر ذٰلك حتّٰى أخرجهم عن المسجد(۳)

اوردرمختار میں ہے: وأكل نحو ثوم ويمنع منه وكذا كلّ مؤذٍ ولو بلسانهٖ اهـ(۴)

اورردالمحتار میں ہے: وكذٰلك ألحق بعضهم بذٰلك مَنْ بِفيه بخر أو به جرح له رائحة وكذٰلك القصاب والسّماك والمجذوم والأبرص أولى بالإلحاق وقال سحنون: لا أرٰى الجمعة عليهما واحتجّ بالحديث . وألحق بالحديث كلّ من آذى النّاس بلسانهٖ وبه أفتى ابن عمر وهو أصل في نفي كلّ من يتأذىٰ به اهـ (۴)و نحو ذٰلك في مجالس الأبرار وغيره. *فقط واللہ تعالیٰ اعلم* (۳/۵۴-۵۷)(۵)

---

(۱) مشكاة المصابيح، ص:۷۴، كتاب الصّلاة – باب السُترة . وصحيح البخاري: ۱/۷۳، كتاب الصّلاة ، باب ليرد المصلّي من مرّ بين يديه .

(۲) أبوداوٗد:۱/۶۹، كتاب الصّلاة . باب في كراهية البزاق في المسجد .

(۳) الفتاوى البزّازيّة على هامش الفتاوى الهندية: ۶/۳۷۸،كتاب الكراهية– الفصل التّاسع في المتفرّقات .

(۴) الدرّ المختار والشّامي: ۲/۳۷۷-۳۷۸،كتاب الصّلاة، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها ، مطلبٌ في الغرس في المسجد .

(۵) یہ سوال مع جواب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند :۱۴/ ۸۹-۹۳،سوال (۸۷۷) پر بھی شائع ہو چکا ہے۔

مسلم خاک روب مسجد میں نماز باجماعت ادا کر سکتے ہیں اور مسجد کے حوض سے وضو بھی کر سکتے ہیں

سوال: (۵۴۷) مسلمان حلال خور (بھنگی) مسجد میں نماز باجماعت ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور حوضِ مسجد سے ضوء کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۹۸۸/۱۳۴۲ھ)

الجواب: مسلمان حلال خور مسجد میں نماز باجماعت اداء کر سکتے ہیں، اور حوضِ مسجد سے وضو کر سکتے ہیں[1] فقط (مسجد آتے وقت اتنا لحاظ رہے کہ صاف ستھرہ اور پاک لباس جسم پر ہو جس میں نہ نجاست ہو اور نہ بدبو۔ اور یہ سبھوں کے لیے ضروری ہے۔ واللہ اعلم۔ ظفیر) (۳/۳۸)

سوال: (۵۴۸) ایک شخص قوم مہتر (بھنگی) بغیر مسلمان ہوئے، اگر نماز جماعت میں شریک ہو تو اس کو شریک کرنا چاہیے یا نہیں؟ وہ اپنی برادری کو نہیں چھوڑتا۔ (۱۴۹۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جماعت میں شریک ہونے سے اس کو نہ روکیں ایسا نہ ہو کہ وہ (یعنی روکنے والے) وعید ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۱۱۴) میں داخل ہو جاویں، نماز اور جماعت میں وہ اسی وقت داخل ہونا چاہتا ہوگا کہ اس کے قلب میں اسلام ہوگا اور قوم مہتر بعض مسلمان بھی ہوتے ہیں، غالباً وہ بھی انہیں میں سے ہوگا جو مسلمان ہیں۔ (۳/۶۳)

جماعتِ ثانیہ مکروہ تحریمی ہے

سوال: (۵۴۹) جماعتِ ثانیہ میں کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی؟ اور مکروہ تحریمی کا مرتکب گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے یا صغیرہ کا؟ (۴۵۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

---

(۱) دوسرے مسلمان نمازیوں کی طرح یہ بھی ہیں، اور جس طرح اور عاقل بالغ مسلمانوں پر جماعت کی شرکت واجب ہے، ان پر بھی واجب ہے۔ تجب (الجماعة) على الرّجال العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الصّلاة بالجماعة من غير حرج . (الفتاوى الهندية: ۸۲/۱، كتاب الصّلاة ، الباب الخامس في الإمامة ، الفصل الأوّل في الجماعة) ظفیر

الجواب: قال في الشّامي : قوله: (ویکره تکرار الجماعة إلخ) أي تحریمًا لقول الکافي :لا یجوز، والمجمع : لا یباح ، وشرح الجامع الصّغیر: إنّه بدعة إلخ [1](شامي)
اس سے معلوم ہوا کہ جماعتِ ثانیہ میں کراہت تحریمیہ ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۷۲/۳-۷۳)

جماعتِ ثانیہ کیوں مکروہ ہے؟

سوال: (۵۵۰) جماعتِ ثانیہ کی کراہت کی کیا دلیل ہے؟ (۱۳۴۳/۴۴۰ھ)

الجواب: (ہم) [2] مقلدین کے لیے اقوالِ فقہاء وائمہ بہ طور دلیل کافی ہیں، پس جب کہ ظاہر الروایۃ عندالحنفیہ کراہتِ جماعتِ ثانیہ مسجد محلّہ میں ہے، جیسا کہ شامی میں منقول ہے، تو اس سے زیادہ مقلدین کے لیے کوئی حجت نہیں ہے۔ شامی میں منقول ہے: ومقتضی هذا الاستدلال کراهة التّکرار في مسجد المحلّة ولو بدون أذان ، ویؤیّده ما في الظّهیریة لو دخل جماعةٌ المسجدَ بعد ما صلّی فیه أهله یصلّون وحدانًا وهو ظاهر الرّوایة إلخ [3] اس سے کچھ پہلے مذکور ہے۔ ثمّ قال في الاستدلال علی الإمام الشّافعي النّافي للکراهة ما نصّه : ولنا أنّه علیه الصّلاة والسّلام کان خرج لیصلح بین قوم فعاد إلی المسجد وقد صلّی أهل المسجد فرجع إلی منزله فجمع أهله ، وصلّی بهم ، ولو جاز ذلك لما اختار الصّلاة في بیته علی الجماعة في المسجد ولأنّ في الإطلاق – أي في تجویز الجماعة الثّانیة – هٰکذا تقلیل الجماعة معنیً فإنّهم لا یجتمعون إذا علموا أنّهم لا تفوتهم إلخ [3]

پس آنحضرت ﷺ کے فعل سے اور فقہاء کی تصریح سے کراہتِ جماعتِ ثانیہ مسجد محلّہ میں ثابت ہوئی، اس صورت میں اگر بعض روایات جواز کی بھی ہوں تو اوّل تو جواز کراہت کے ساتھ بھی جمع ہوتا ہے تو وہاں جواز مع الکراہہ مراد ہوگا غایت یہ کہ کراہت تنزیہی ہوگی، بہر حال جماعتِ ثانیہ

---

(۱) ردّ المحتار: ۲/ ۲۴۵، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد .

(۲) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیا گیا ہے۔۱۲

(۳) ردّ المحتار: ۲/ ۲۴۶، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

کراہتِ تحریمی یا تنزیہی سے خالی نہیں، اور دوسرے یہ کہ جہاں کراہت اور عدمِ کراہت میں تعارض ہوتا ہے تو کراہت کو ترجیح دی جاتی ہے۔ لأنّ دفع المضار أولٰی من جلب المنافع یہی مضامین ہیں جن کو حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ نے (مفصلاً) اپنے رسالہ کراہتِ جماعتِ ثانیہ میں بیان فرمائے ہیں، اور اس میں جواب ان روایات حدیث وفقہ کا دیا ہے جس سے جواز مفہوم ہوتا ہے، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ نے اس بارے میں ایک امر فیصلہ کن ارشاد فرمایا ہے، انہوں نے فرمایا کہ عدمِ جواز جماعتِ ثانیہ میں ایک دلیل مجھ کو ظاہر ہوئی، اور ایک حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری قدس سرہ کو جو کہ استاذ ہیں حضرت مولانا نانوتوی کے۔

وہ دلیل جو حضرت مولانا نانوتوی کو معلوم ہوئی وہ قصہ صلاۃِ خوف کا ہے کہ باوجود ایسی کشاکشی کے کہ جنگ کا موقع ہے، ایک ہی جماعت کی گئی، اور نمازیوں کے دو طائفہ کیے گئے، اور اس قدر حرکات اور ذہاب وایاب نماز کے اندر جائز کیا گیا، مگر جماعتِ ثانیہ کی اجازت نہ ہوئی، حالانکہ یہ آسان تھا کہ ایک امام ایک طائفہ کو پوری نماز پڑھا دیتا، اور دوسرا امام اس کے بعد دوسرے طائفہ کو پوری نماز باجماعت پڑھا دیتا، اس کو فرمایا کہ یہ دلیل ظاہر تر ہے، اور چونکہ یہ نماز آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے ساتھ خاص نہیں تھی بلکہ اب بھی اسی طرح پڑھنے کا حکم ہے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ اس لیے تھا کہ سب کو ان کی اقتداء کی فضیلت حاصل ہو۔

اور وہ دلیل جو حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ نے فرمائی ہے وہ دقیق ہے، مولانا احمد علی صاحب نے فرمایا کہ یہ مسئلہ ہے کہ جس مسجد میں ایک دفعہ جمعہ کی نماز ہوچکی ہو تو اس مسجد میں پھر جمعہ کی جماعت درست نہیں ہے، چنانچہ شامی [1] وغیرہ میں تصریح ہے کہ جمعہ کے بعد جامع مسجد کے کواڑ بند کردیئے جائیں کہ ایسا نہ ہو کہ پھر چند آدمی آکر جماعت ثانیہ کرلیں تو اس کی وجہ میں جو غور کیا کہ کیا وجہ اس عدم جواز کی ہے، حالانکہ شرائطِ جمعہ سب علی حالہا موجود ہیں، مصر بھی ہے، اِذن عام بھی ہے، نمازی بھی موجود ہیں، ایک مصر میں تعدد جمعہ بھی درست ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ دوبارہ جماعتِ جمعہ ایک مسجد میں صحیح نہ ہو تو اس کے سواء کچھ وجہ نہیں کہ جمعہ کے لیے جماعت بھی شرط ہے، پس معلوم

(۱) والظّاهر أنّه يغلق أيضًا بعد إقامة الجمعة لئلاّ يجتمع فيه أحد بعدها. (ردّ المحتار: ۳/۳۰، كتاب الصّلاة، باب الجماعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة) ظفیر

ہوا کہ جماعت ثانیہ جماعت مشروعہ نہیں ہے، اور جب کہ وہ جماعت معتبر نہ ہوئی تو ایک شرط جمعہ کے فوت ہوگئی، پس معلوم ہوا کہ جماعتِ ثانیہ ایک مسجد میں درست نہیں ہے۔ وهو كما قال رحمه الله. (۳/۳۸-۴۰)

جماعت ثانیہ کی کراہت وعدم کراہت میں اختلاف اور اُس کا جواب

سوال: (۵۵۱) جماعت ثانی محلّہ کی مسجد میں جائز ہے یا نہیں؟ (اگر جائز ہے تو خیر) [۱] اگر جائز نہیں تو عدمِ جواز کی کیا دلیل ہے؟ امام ابو یوسفؒ جائز کہتے ہیں، اور اس قول کو اکثر فقہاء نے صحیح کہا ہے، اس کا کیا جواب ہے؟ (جو لوگ جماعتِ ثانیہ کے مجوز ہیں اس قول کا جواب مانگتے ہیں، اور سختی سے پیش آتے ہیں، عند اللہ اس مسئلہ کا جواب کوشش کے ساتھ مرحمت فرمادیں تا کہ جھگڑا رفع ہوجاوے۔) (۵۶۷/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: مسجد محلّہ میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے۔ قال المحقّق الشّامي: ولنا أنّه عليه الصّلاة والسّلام كان خرج ليصلح بين قوم فعاد إلى المسجد، وقد صلّى أهل المسجد فرجع إلى منزله فجمع أهله وصلّى بهم، ولو جاز ذلك لما اختار الصّلاة في بيته على الجماعة في المسجد، ولأنّ في الإطلاق هٰكذا تقليل الجماعة معنًى فإنّهم لا يجتمعون إذا علموا أنّها لا تفوتهم إلخ، ومثله في البدائع وغيره. ومقتضى هٰذا الاستدلال كراهة التّكرار في مسجد المحلة ولو بدون أذان، ويؤيّده ما في الظّهيرية لو دخل جماعةٌ المسجدَ بعد ما صلّى فيه أهله يصلّون وحدانًا وهو ظاهر الرّواية إلخ [۲] اس (عبارت) سے کراہت کا صحیح وراجح ہونا معلوم ہوگیا کیونکہ یہ ظاہر الروایۃ ہے، پس امام ابو یوسفؒ کی روایت ظاہر الروایۃ کے مقابلہ میں معمول بہا نہ ہوگی، اور نیز جب کہ کراہت وعدم کراہت میں تعارض ہوتو کراہت کو ترجیح ہوتی ہے۔ کما بین (فی) موضعہ اور زیادہ تحقیق اس مسئلہ کی حضرت مولانا رشید احمد (صاحب) گنگوہی قدس سرہ کے رسالہ القطوف الدّانية في كراهة الجماعة الثّانية میں دیکھ لی جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۵)

(۱) سوال وجواب میں قوسین والی عبارات والفاظ کی تصحیح یا اضافہ رجسٹر نقول فتاویٰ سے کیا گیا ہے۔ ۱۲

(۲) ردّ المحتار: ۲/۲۴۶، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب: تكرار الجماعة في المسجد.

جس مسجد میں امام ومؤذن مقرر ہوں وہاں جماعت ثانیہ مکروہ ہے

سوال: (۵۵۲) یہ جوفقہاء نے فرمایا ہے کہ جماعتِ ثانیہ مسجد قارعۃ الطریق میں جائز ہے، اوراس کی یہ تعریف کی ہے کہ جہاں امام ومؤذن معین نہ ہوں، اس تعریف کی بناء پرآج کل اکثر جگہ کوئی مسجد ایسی نہ نکلے گی کہ جہاں کوئی امام اور مؤذن معین نہ ہو، لہٰذا جماعتِ ثانیہ جائز ہی نہ ہوگی، اوراکثر دیہات میں امام ومؤذن متعین نہیں ہوتے تو اس تعریف سے لازم آتا ہے کہ وہاں ہر مسجد میں جماعتِ ثانیہ جائز ہو، مجھ کو یہ شبہ ہے کہ یہ تعریف ویسی تعریف تو نہیں ہے جیسی مصر کی تعریف ہے، اپنے اپنے زمانے کے اعتبار سے فقہاء نے تعریف کردی۔ (۱۲۲۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ قاعدہ کلیہ فقہاء کا ہے کہ جس مسجد میں امام ومؤذن مقرر ہو وہاں جماعتِ ثانیہ مکروہ ہے، خواہ وہ شہر کی مساجد ہوں یا دیہات کی، پس اشکال کچھ نہیں اسی قاعدہ کے موافق عمل کیا جاوے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۴۵-۴۶)

(۱) ویکره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلّة لا في مسجد طريق أومسجد لا إمام له ولا مؤذّن (الدّرّ المختار) قوله: (ويكره) أي تحريمًا لقول الكافي لا يجوز والمجمع: لايباح، وشرح الجامع الصّغير: إنّه بدعة كما في رسالة السّندي، قوله: (بأذان إلخ) عبارته في الخزائن أجمع ممّا هنا ونصّها، يكره تكرار الجماعة في مسجد محلّة بأذان وإقامة إلّا إذا صلّى بهما فيه أوّلاً غير أهله أو أهله لكن بمخافتة الأذان ولو كرّر أهله بدونهما أو كان مسجد طريق جاز إجماعًا كما في مسجد ليس له إمام ولا مؤذّن ويصلّي النّاس فيه فوجًا فوجًا إلخ، والمراد بمسجد المحلّة ما له إمام وجماعة معلومون إلخ، ومقتضى هذا الاستدلال كراهة التّكرار في مسجد المحلّة ولو بدون أذان. (ردّ المحتار: ۲/۲۴۵-۲۴۶، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد)

إلّا في مسجد على طريق فلا بأس بذلك (الدّرّ المختار) هو ما ليس له إمام ومؤذّن راتِبٌ فلا يكره التّكرار فيه بأذان وإقامة بل هو الأفضل. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۵۹ كتاب الصّلاة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد)

جس مسجد میں امام ومؤذن معین نہ ہوں وہاں جماعت ثانیہ جائز ہے

سوال: (۵۵۳) یہاں کی مساجد میں عموماً نہ تو اوقاتِ جماعتِ نماز متعین ہیں اور نہ امام ومؤذن، صرف مغرب کے وقت کچھ آدمی آجاتے ہیں؛ تو ان مساجد میں جماعتِ ثانیہ جائز ہے یانہیں؟ (۱۰۵۰/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: ایسی مسجد میں جس میں امام ومؤذن و جماعت معین نہ ہو، جماعتِ ثانیہ جائز ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۵۱/۳)

مسجد قارعۃ الطریق سے کیا مراد ہے؟

سوال: (۵۵۴) جماعت ثانیہ کا کیا حکم ہے؟ اور مسجد قارعۃ الطریق سے کیا مراد ہے؟ (۱۲۸/ ۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مراد قارعۃ الطریق کی مسجد سے یہ ہے کہ امام ومؤذن اس میں مقرّر نہ ہوں، جس مسجد میں امام ومؤذن مقرر نہ ہوں اس میں جماعتِ ثانیہ (مکروہ نہیں ہے بلکہ درست ہے)[2] اور مسجد محلّہ میں جماعتِ ثانیہ مکروہ ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۶۴/۳)

افطار کی وجہ سے جماعت ثانیہ کرنا جائز نہیں

سوال: (۵۵۵) یہاں پر مسجد میں افطاری کے لیے کھانا لایا جاتا ہے، مغرب کی اذان کے ساتھ روزہ افطار کرکے کھانے لگتے ہیں، جس میں اکثر لوگ تو نیچے بیٹھ کر روزہ افطار کرتے ہیں، اذان ہونے کے بعد دس منٹ کا وقفہ کرکے جماعت کھڑی ہوتی ہے، اور بعض حضرات چھت پر روزہ افطار کرتے ہیں، ہر مصلّی اطمینان سے افطاری سے فارغ ہوکر جماعت میں شامل ہوجاتا ہے،

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) قوسین والی عبارت کی تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔۱۲

مگر چھت والے حضرات جماعت میں شامل نہیں ہوتے، جب نیچے جماعت تمام ہوتی ہے، تب چھت والے دوسری جماعت کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۰۸/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: بہتر یہ ہے کہ جماعتِ اولیٰ میں شامل ہوں اور جماعت کے ہوتے ہوئے کھانے پینے میں مشغول نہ ہوں الابضرورۃ، اور نیچے والوں کو یہ چاہیے کہ کچھ اور وقفہ کردیں تا کہ سب لوگ بہ اطمینان کچھ کھا کر شامل جماعت ہوجاویں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۴۶-۴۷)

مکان مسکونہ میں جماعت ثانیہ مکروہ نہیں

سوال: (۵۵۶) مکان مسکونہ میں جماعت ثانیہ یا ثالثہ کرنا مکروہ ہے یا نہیں؟ (۴۵۶/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مکروہ نہیں ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۷۲-۷۳)

جمعہ کی نماز دوبارہ اسی مسجد میں جس میں جمعہ ہو چکا ہے جائز نہیں

سوال: (۵۵۷) اہل محلّہ نے امام مسجد کو علیحدہ کردیا، اب وہ شخص اسی مسجد میں آتا ہے، اور اپنی علیحدہ نماز پنج گانہ اور جمعہ باجماعت ضداً کراتا ہے، جماعت ثانیہ اور جمعہ دوبارہ اور مکرر پڑھنا کیسا ہے؟ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۱۷۲/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جماعتِ ثانیہ مسجدِ محلّہ میں کرنا مکروہ ہے، اور جمعہ کی نماز دوبارہ اسی مسجد میں جس میں جمعہ ہو چکا ہے جائز نہیں ہے۔ **والظّاهر أنّه يغلق أيضًا بعد إقامة الجمعة لئلاّ يجتمع فيه**

---

(۱) ويكره تكرارُ الجماعة بأذان و إقامة في مسجد محلّة ، لا في مسجد طريق أو مسجد لا إمام له و لا مؤذّن (الدّرّ المختار) ولنا أنّه عليه الصّلاة والسّلام كان خرج ليصلح بين قوم فعاد إلى المسجد، وقد صلّى أهل المسجد فرجع إلى منزله فجمع أهله وصلّى بهم إلخ. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/ ۲۴۵-۲۴۶، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد) ظفیر

(۲) یہ سوال رجسٹر نقول فتاویٰ کے مطابق کیا گیا ہے۔ ۱۲

أحد بعدها إلخ[1] (شامي) پس جوشخص ضد میں ایسا کرتا ہے وہ سخت گنہ گار ہے۔فقط (۶۲/۳)

امام کے فسق کی وجہ سے جماعتِ ثانیہ کرنا جائز ہے یانہیں؟

سوال: (۵۵۸) جس مسجد میں امام فاسق نماز پڑھاتا ہو؛ اس مسجد میں جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے یانہ؟ (۱۲۲۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: قال في الدرّ المختار: صلّى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة. قال الشّامي: قوله: (نال فضلَ الجماعة) أفاد أنّ الصّلاة خلفهما أولىٰ من الانفراد إلخ[2] پس جماعت ثانیہ کرنا اس مسجد میں درست نہیں ہے، اسی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہیے، کیوں کہ تنہا نماز پڑھنے سے اس کے پیچھے نماز پڑھنا اولیٰ ہے، اور جماعت ثانیہ کرنا مسجد محلّہ میں روا نہیں ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۱۹/۳)

ایک مسجد میں دواَذانیں اور دو جماعتیں جائز نہیں

سوال: (۵۵۹) اگرکسی مسجد میں امام حنفی ہواور کچھ زمانہ سے گروہ غیر مقلدین میں سے کچھ آدمی وہاں نماز پڑھنے لگے، اورآمین بالجہر وغیرہ کرنے لگے اور موجودہ امام مسجد کوگاہ گاہ صحیح معنی سمجھ کر وظیفہ شیئًا للّٰہ پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے، اس لیے غیر مقلدین نے اس کو مشرک قرار دے کر اس کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی، یہاں تک نوبت پہنچی کہ اس مسجد میں ایک گروہ نے علیحدہ جماعت کرانی اور اذان دینی شروع کردی، اب اس مسجد میں دو اَذان اور دو جماعت ہوتی ہیں، ایسا کرنا شرعًا جائز ہے یانہیں؟ اور قدیم امام کو مشرک کہنا کیا حکم رکھتا ہے؟ (۱۱۷۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: دو اَذانیں اور دو جماعتیں ایک مسجد میں جائز نہیں ہیں[3] اور امام مذکور مشرک

(۱) ردّ المحتار: ۳۰/۳، كتاب الصّلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة.

(۲) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲۵۷/۲-۲۵۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة أقسام.

(۳) أهل المسجد إذا صلّوا بأذان و جماعة يكره تكرار الأذان و الجماعة فيه. (الفتاوى الهندية: ۵۴/۱، كتاب الصّلاة، الباب الثّاني في الأذان، الفصل الأوّل في صفته وأحوال المؤذّن)

نہیں ہے، اس کو مشرک کہنا غلط ہے، البتہ وظیفہ شیئًا للّٰہ اس امام کو ترک کر دینا چاہیے کہ یہ وظیفہ جائز نہیں ہے (۱) اور امام کو ایسے مشتبہ امور سے احتراز کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۴۱-۴۲)

جماعتِ ثانیہ میں شرکت کی جائے یا نہیں؟

سوال: (۵٦۰) جماعتِ ثانیہ مکروہ ہے، اگر بندہ مسجد محلّہ میں پہنچے اور جماعتِ ثانیہ تیار ہو، یا ہو رہی ہو تو شریک ہو جائے، یا دوسری مسجد میں جہاں جماعت کے ساتھ شریک ہو سکنے کا گمان ہو چلا جاوے؟ (۲۵۴۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: دوسری مسجد میں چلا جاوے، یا ہو سکے تو اور لوگوں کے ساتھ کسی دوسری جگہ جماعت کر لیوے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۵۰)

جماعت ہو جانے کے بعد مسجد میں تنہا نماز پڑھنا بہتر ہے یا گھر میں باجماعت؟

سوال: (۵٦۱) مسجد میں جماعتِ ثانیہ کرنی جائز ہے یا نہیں؟ اور جماعت ہونے کے بعد اکیلے مسجد میں نماز ادا کرے یہ افضل ہے یا جنگل یا مکان میں باجماعت ادا کرنا افضل ہے؟ اور جنگل یا مکان میں اذان وتکبیر کہنا افضل ہے یا نہیں؟ اور مسجد کی چھت پر یا مسجد کے حوض پر یا کوٹھری میں جو مسجد سے باہر ہے جماعتِ ثانیہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۹/۷۰۷-۱۳۳۰ھ)

الجواب: مکان یا جنگل میں جماعت سے پڑھنا افضل ہے، جنگل یا مکان میں اذان وتکبیر کہنا

---

(۱) دیکھئے مأتہ مسائل حضرت شاہ اسحاق صاحب دہلوی، اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد: ۵۳۱/۱۸، سوال: ۷۹۴۔

(۲) إذا فاتته الجماعة لا يجب عليه الطّلب في مسجد آخر بلا خلاف بين أصحابنا لكن إن أتى مسجدًا آخر ليصلّي بهم مع الجماعة فحسن ، وإن صلّى في مسجد حيّه فحسن ، وذكر القدوري أنّه يجمع في أهله ويصلّي بهم. (الفتاوى الهندية: ۸۲/۱-۸۳، كتاب الصّلاة باب في الإمامة ، الفصل الأوّل في الجماعة)

افضل ہے، صرف تکبیر کہنا بھی کافی ہے، مکان میں پڑھیں تو اس محلے کی مسجد میں جو اذان ہوگئی ہے وہی کافی ہے؛ صرف تکبیر کہہ لے۔ مسجد کے فرش کے بیچ میں جو حوض ہے یا مسجد کی چھت سب مسجد کے حکم میں ہے، کوٹھری وغیرہ جو خارج ہیں ان میں جماعتِ ثانیہ جائز ہے[1] فقط (۵۲/۳)

سوال: (۵٦۲) رجل فاتته الصّلاة بالجماعة هل يصلي في المسجد وحده أو يصلّي في البيت مع الجماعة؟ (۱۲۵۸/۴٦-۱۳۴۷ھ)

الجواب: إن أمكن الصّلاة بالجماعة في البيت فهو أولیٰ وأثوب كيف وهو مروي عن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم كما نقله في ردّ المحتار[2] فقط (٦۲/۳)

ترجمہ سوال: (۵٦۲) جس آدمی کی نماز با جماعت چھوٹ گئی، وہ مسجد میں اکیلا نماز پڑھے یا گھر میں جماعت کے ساتھ؟

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذّ بسبع وعشرين درجة. متّفق عليه. (مشكاة المصابيح ، ص:۹۵، كتاب الصّلاة ، باب الجماعة وفضلها ، الفصل الأوّل)

الأذان سنّة لأداء المكتوبات بالجماعة ...... وقيل : إنّه واجب ، والصّحيح أنّه سنّة مؤكّدة .... وعليه عامّة المشائخ ...... والإقامة مثل الأذان في كونه سنّة للفرائض فقط. (الفتاوى الهندية: ۵۳/۱، كتاب الصّلاة ، الباب الثّاني في الأذان ، الفصل الأوّل في صفته وأحوال المؤذّن)

و لا يكره تركهما لمن يصلّي في المصر إذا وجد في المحلّة و لا فرق بين الواحد والجماعة .... والأفضل أن يصلّي بالأذان والإقامة ...... وإذا لم يؤذّن في تلك المحلّة يكره له تركهما ولو ترك الأذان وحده لا يكره ...... ولو ترك الإقامة يكره ويكره للمسافر تركهما وإن كان وحده ...... ولو ترك الإقامة أجزاه ولكنّه يكره ...... فإن أذن واقام فهو حسن . (الفتاوى الهندية: ۵۴/۱، كتاب الصّلاة ، الباب الثّاني في الأذان ، الفصل الأوّل في صفته وأحوال المؤذّن)

(۲) ولنا أنّه عليه الصّلاة والسّلام كان خرج ليصلح بين قوم فعاد إلى المسجد وقد صلّى أهل المسجد فرجع إلى منزله فجمع أهله وصلّى بهم. (ردّ المحتار: ۲۴٦/۲، كتاب الصّلاة باب الإمامة) ظفیر

الجواب: اگر گھر میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا ممکن ہو تو یہ اولیٰ اور بہتر ہے؛ کیوں کہ ایسا کرنا رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، جیسا کہ ردّ المحتار میں منقول ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جس کو جماعت نہیں ملی وہ فرض نماز کہاں پڑھے؟

سوال: (۵۶۳) منفرد جس کو نماز جماعت سے نہیں ملی اس کو مسجد میں اپنے فرض پڑھنا افضل ہے یا مکان میں؟ (۹۸۱/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اگر مسجد سے باہر جماعت ہو سکے تو یہ افضل ہے[1] ورنہ فرائض کے لیے مسجد افضل ہے في رواية أنس: أنّ أصحابَ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم كانوا إذا فاتتهم الجماعةُ في المسجد صلّوا في المسجد فرادىٰ إلخ[2] (شامي) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۵۴/۳)

غیر اہل مسجد نے پہلی جماعت کی ہے تو دوسری جماعت مکروہ نہیں

سوال: (۵۶۴) فتاویٰ رشیدیہ میں ہے کہ اگر چند اشخاص وقت معینہ پر امام متعین کی عدم موجودگی میں نماز جماعت سے ادا کریں تو امام متعین پھر دوبارہ جماعت بلا کراہت (ادا)[3] کرسکتا ہے، اور ثواب جماعت کا اس دوسری جماعت کو ہوگا نہ کہ اوّل الذکر کو، مگر درمختار میں جہاں کراہت لازم آنے کی شرائط امام اعظمؒ اور امام ابو یوسفؒ نے بیان کیں وہاں تعین وقت یا امام کی کوئی شرط نہیں ہے، اس صورت میں کیا کیا جاوے؟ کیا حکم شرعًا ہے؟ (۸۶۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: شامی میں اس کی تصریح ہے کہ اگر پہلی جماعت غیر اہل مسجد نے کی ہے تو اس

---

(۱) أنّه عليه الصّلاة والسّلام كان خرج ليصلح بين قوم فعاد إلى المسجد وقد صلّى أهل المسجد فرجع إلى منزله فجمع أهله وصلّى بهم . (ردّالمحتار: ۲۴۶/۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

(۲) ردّ المحتار: ۵۹/۲، كتاب الصّلاة ، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد .

(۳) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیا گیا ہے۔ ۱۲

صورت میں دوسری جماعت مکروہ نہیں ہے، بلکہ اس حالت میں دوسری جماعت ہی معتبر ہے، اور پہلی جماعت کا اعتبار نہیں ہے، یعنی بدیں معنی کہ اہل مسجد کو حق جماعت کرنے کا ہے، اگرچہ ثواب جماعت پہلی جماعت والوں کو بھی حاصل ہوگا، عبارت اس کی یہ ہے: **عبارته في الخزائن أجمع ممّا ههنا: ونصُّها: يكره تكرار الجماعة في مسجد محلةٍ بأذان وإقامة إلاّ إذا صلّى بهما فيه أوّلاً غير أهله إلخ** [1] اور دیگر عبارات سے بھی یہ مفہوم ہوتا ہے۔ **ويؤيّده ما في الظّهيريّة: لو دخل جماعةُ المسجدَ بعد ما صلّى فيه أهله يصلّون وحدانًا و هوظاهر الرّواية** [2] **(شامي)**
اس عبارت میں قید **أهله** سے غیر اہل مسجد کی جماعت خارج ہوگئی، اسی طرح باب الاذان میں ہے:
وحينئذٍ فلو دخل جماعةُ المسجدَ بعد ما صلّى أهله فيه فإنّهم يصلّون وحدانًا إلخ [3]
(ص ۲۶۵: جلد اوّل) پس معلوم ہوا کہ جو کچھ فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے صحیح ہے۔ فقط (۳/۶۹-۷۰)

امام جلدی سے نماز پڑھا دیوے تو بعد میں آنے والے لوگ جماعت ثانیہ کر سکتے ہیں؟

سوال: (۵۶۵) زید ایک مسجد کا امام ہے، اور اس کا بھائی مؤذن ہے، یہ جامع مسجد ہے، نمازی زیادہ جمع ہوتے ہیں امام ومؤذن نے جو اصول جماعت کا ٹھہرایا ہے، وہ خلاف مصلیان ہے؛ یہ کہ مؤذن نے اذان کہی امام صاحب حاضر ہوئے بہ مقدار چار رکعت توقف کیا، اس عرصہ میں دو چار آدمی آگئے نماز شروع کردی، نہ آئے تب بھی نماز شروع کردی، اور اس مقدار معینہ پر نمازیوں کا جمع ہونا غیر ممکن ہے، اگر ۱۰، ۱۲ منٹ توقف کیا جاوے تو جمیع مصلیین جمع ہوجاویں، اس کی تھوڑی دیر بعد لوگ جمع ہو کر ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، امام صاحب سے یہ کہا بھی گیا کہ پندرہ منٹ انتظار کیا کیجیے کہ سب نمازی جماعت میں آجایا کریں، مگر وہ اپنی حرکت سے باز نہیں آتے، اس صورت میں اس امام کا کیا حکم ہے، اور جماعت ثانیہ کا کیا؟ (۸۵۳/۱۳۳۵ھ)

---

(۱) ردّ المحتار: ۲/۲۴۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.
(۲) ردّ المحتار: ۲/۲۴۶، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.
(۳) ردّ المحتار: ۲/۵۹، كتاب الصّلاة، باب الأذان.

الجواب: مؤذن وامام کوایسی عجلت نہ کرنی چاہیے، جب کہ وقت نمازوں کا موسع ہے تو کوئی وجہ ایسی عجلت کی نہیں ہے، اور انتظار نمازیوں کا بہت ضروری ہے نصف گھنٹہ کے توقف میں تقریبًا یہ کام ہوسکتے ہیں — یعنی استنجاء وغیرہ سے فراغت — امام کواس قدر توقف کرنا چاہیے اور نمازیوں کی رعایت کرنی چاہیے[۱] اس خودرائی میں اور اہل محلّہ کا انتظار نہ کرنے میں امام کو بجائے ثواب کے گنہ گار ہونے کا اندیشہ ہے، اہل محلّہ اس کو معزول بھی کرسکتے ہیں، اہل محلّہ اور نمازیوں کو چاہیے کہ اگر امام اس عجلت کو نہ چھوڑے تو اس کو موقوف کردیں، اور دوسرا امام مقرر کریں، جماعت ثانیہ مکروہ ہے، اس کا ارتکاب ہرگز نہ کریں امام کا انتظام کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۶۵-۶۶)

جماعتِ اولیٰ وہی ہوتی ہے جو امامِ محلّہ اہلِ محلّہ کے ساتھ ادا کرتا ہے

سوال: (۵۶۶) ایک مسجد کا امام صبح کے وقت دیر سے آتا ہے، ایک مقتدی جلدی آتا ہے، اور وہ نماز میں قراءت بالجہر پڑھتا ہے، اور ایک جاہل نمازی اس مقتدی کے ساتھ شامل نہیں ہوتا، بلکہ امام کا منتظر رہتا ہے یہ فعل اس کا جائز ہے یا نہیں؟ (۵۹۰/۱۳۳۹ھ)

الجواب: جماعتِ اولیٰ وہی ہوتی ہے جو امامِ محلّہ اہلِ محلّہ کے ساتھ ادا کرتا ہے، پس اس نمازی جاہل کو انتظار جماعتِ امام محلّہ کا کرنا چاہیے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۵۳)

اہلِ حدیث کی جماعت ہورہی ہو تو حنفیوں کو دوسری جماعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۶۷) مسجد میں جب کہ جماعت اہلِ حدیث کی ہورہی ہو اور نماز بھی جہری،

---

(۱) ويجلس بينهما بقدر ما يحضر الملازمون مراعيًا لوقت النّدب إلاّ في المغرب فيسكت قائمًا قدر ثلاث آيات قصار ويكره الوصل إجماعًا . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۵۲۱، كتاب الصّلاة ، باب الأذان، مطلب في أذان الجوق) ظفیر

(۲) ولو صلّى بعض أهل المسجد بإقامة وجماعة ثمّ دخل المؤذّن والإمام وبقية الجماعة فالجماعة المستحبّة لهم والكراهة للأولى. (الفتاوى الهندية: ۱/۵۴، كتاب الصّلاة ، الباب الثّاني في الأذان ، الفصل الأوّل في صفته وأحوال المؤذّن)

اس وقت حنفیوں کو دوسری جماعت کرنا جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۴۰/۲۵۸ھ)

الجواب: غیر مقلد کو امام نہ بنانا چاہیے، اور اگر ہو گیا تو نماز اس کے پیچھے صحیح ہے، مگر احتمالِ کراہت وفساد ہے، علیحدہ جماعت اسی مسجد میں نہ کرنی چاہیے، اگر علیحدہ جماعت کرے تو دوسری جگہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۵۳-۵۴)

سوال: (۵۶۸) ایک شخص مسمی زید نے باوجود جماعت ختم نہ ہونے کے تکبیر کہہ کر جماعت ثانیہ کرائی، اور یہ جماعت صرف اس غرض سے کرائی کہ جماعتِ اولیٰ کا امام غیر مقلد تھا، یعنی اہلِ حدیث اس مسجد میں امام ہے، جب نماز ختم ہوئی تو امام غیر مقلد نے مقتدی جماعت ثانیہ سے کہا کہ تم نماز کا اعادہ کرو، کیوں کہ تمہاری نماز اس وجہ سے نہیں ہوئی، کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ، **إذا أقيمت الصّلاة فلا صلاة إلاّ الّتي أقيمت.** اب سوال یہ ہے کہ

(الف): مذکورہ بالاصورت میں حدیث شریف موصوف سے اس نماز کا باطل ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں جو جماعت اولیٰ کے ختم ہونے سے پہلے شروع کی گئی ہو، اگر ثابت ہے تو اعادہ باجماعت چاہیے یا بلا جماعت چاہیے؟ اور اگر نہیں ثابت ہے تو ایک مسجد میں ایک فرض کی دو جماعت بہ یک وقت کے ناجائز ہونے کی کیا دلیل ہے؟

(ب): مذکورہ بالاصورت میں حدیث مذکور سے قطع نظر کر کے خاص حنفی مذہب کی رو سے وہ نماز ہوئی یا نہیں جو جماعت اولیٰ کے ختم ہونے سے پہلے شروع کی گئی ہے، اگر ہوگئی تو باکراہت تحریمی یا تنزیہی؟

(ج) سوال یہ ہے کہ باوجود قسم شرعی کھانے کے ذاتی رنجش کی وجہ سے زید کا اقتداء ترک کرنا۔ تفریق جماعت کی کوشش کرنی۔ جماعتِ اولیٰ میں شریک نہ ہو کر اس کے ختم ہونے سے پہلے دوسری جماعت شروع کر دینی حنفی مذہب کی رو سے جائز ہے کہ نہیں؟

(د) حنفی مذہب میں جمعہ کے سوا اور نمازوں میں دو آدمی سے جماعت ہوتی ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۴-۳۳/۲۱۳۵ھ)

الجواب: (الف-تا-ج) حدیث شریف کے الفاظ جو مسلم شریف میں مروی ہیں یہ ہیں:

إذا أقیمت الصّلاة فلا صلاة إلاّ المکتوبة [۱] اس حدیث سے ممانعت اس امر کی ثابت ہے کہ جس وقت تکبیر نماز کی ہو جاوے اور جماعت شروع ہوجائے تو اس جماعت میں شریک ہوجانا چاہیے، سنت نفل وغیرہ کچھ نہ پڑھنا چاہیے، مگر دیگر احادیث کی وجہ سے سنتِ فجر کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سے مستثنیٰ فرمایا ہے، اس بحث کے اس وقت لکھنے کی ضرورت نہیں ہے، بہرحال اس حدیث سے بطلان دوسری نماز کا معلوم نہیں ہوتا، اس حدیث کا حاصل صرف یہ ہے کہ جب جماعت کھڑی ہوجاوے دوسری نماز نہ پڑھو، نہ یہ کہ دوسری نماز باطل ہوگی، یہ مفہوم اس حدیث کا نہیں ہے، یہ اس امام غیر مقلد کی غلطی ہے کہ دوسری نماز کے بطلان کا حکم کیا، بلکہ اس کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ جماعت کے ہوتے ہوئے دوسری جماعت نہ کرنی چاہیے تھی، یہ فعل برا ہوا آئندہ ایسا نہ کرنا، الغرض اعادہ اس نماز کا ضروری نہ تھا، غیر مقلد کو امام نہ بنایا جاوے، کیونکہ غیر مقلد ایسی ہی خطاء احادیث میں کیا کرتے ہیں، اور ناواقفیت سے غلط مسائل بتلاتے ہیں، اوران کے عقائد میں فساد ہوتا ہے، اس وجہ سے غیر مقلد کو امام نہ بنانا چاہیے، اور اس سے بہت احتیاط کرنا چاہیے، تعجب ہے کہ غیر مقلدین تقلید کو شرک اور حنفیہ کو مشرک کہتے ہیں، اور پھر حنفیہ انہیں کو اپنی نماز کا امام بناویں؟! چونکہ صورت مسئولہ میں امام غیر مقلد کی نسبت سوال ہے، اس لیے (ج) کے مضامین کا جواب ترک کردیا گیا کہ جب کہ امامت غیر مقلد کی درست نہیں ہے، اور اس کو معزول کردینا ضروری ہے تو اس کے متعلق زید کے ترکِ اقتداء سے بحث نہ کی گئی۔

(د) ہوجاتی ہے [۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۷۳-۷۵)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: إذا أقيمت الصّلاة فلا صلاة إلاّ المكتوبة. رواه مسلم. (مشكاة المصابيح، ص:۹۶، كتاب الصّلاة، باب الجماعة وفضلها، الفصل الأوّل) ظفیر

(۲) وأقلّها – أي الجماعة – إثنان واحد مع الإمام ولو مميّزًا إلخ في مسجد أو غيره (الدّرّ المختار) لحديث إثنان فما فوقهما جماعة. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۴۶-۲۴۷، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

جماعت ہوتے وقت اپنی نماز الگ پڑھنے والے کی نماز کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۶۹) اگر جماعت ہورہی ہو اور کوئی شخص بہ وجہ مخاصمتِ امام جماعت میں شامل نہ ہو، اور جماعت کے ہوتے ہوئے اپنی نماز الگ پڑھے تو نماز اس شخص کی ہوگئی یا نہیں؟
(۱۰۶۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: نماز ہوگئی مگر وہ شخص گنہ گار اور فاسق ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۵۷)

جب جماعت ہورہی ہو اس وقت دوسری جماعت کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۷۰) بکر مسجد میں پہنچا جب کہ مغرب کی جماعت ہورہی تھی، بکر ایک آدمی کو لے کر الگ نماز مغرب بہ آواز بلند شروع کی، لوگوں نے بکر سے دریافت کیا تو جواب دیا کہ اس امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، کیونکہ یہ جمعہ کے روز فاتحہ نہیں دیتا، اس شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟
(۶۵۱/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اس صورت میں بکر سخت گنہ گار اور قصوروار اور فاسق اور تفرقہ انداز ہے جو مخالفت جماعت کی کرتا ہے اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۵۷)

مسجد حرام میں تعددِ جماعت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۷۱) مکہ شریف میں چار مصلے کیوں قائم کیے گئے ہیں؟ اور تعددِ جماعت کا وہاں کیا حکم ہے؟ (۱۲۰۷/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اس میں اختلافِ علماء ہے جیسا کہ شامی میں نقل کیا ہے، لیکن آخر میں فرمایا کہ مسجد حرام میں تعددِ جماعت مکروہ نہیں ہے [1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۶۴)

---

(۱) یہ علامہ شامی کا قول ہے، محققین کے نزدیک مسجد حرام میں بھی جماعت ثانیہ مکروہ ہے، تفصیل اگلے جواب میں مذکور ہے۔ محمد امین پالن پوری

سوال: (۵۷۲) اگر حرم شریف میں صبح کو نماز شافعی نہ ملے تو اپنی نماز مسجد شریف میں علیحدہ پڑھنی اولیٰ ہے یا جماعت مالکی یا حنفی میں شریک ہوجانا افضل ہے؟ جماعت ثانیہ میں نماز بغیر کراہت جائز ہوگی یا نہیں؟ (۸۵۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: خلاصہ سوال یہ ہے کہ اگر کسی کو حرم محترم کی مسجد میں پہلی جماعت نہ ملے تو مالکی یا حنبلی یا حنفی کی دوسری جماعت میں شامل ہوجاوے یا نہیں؟ اب اس جگہ دو مسئلے پیش ہیں:

ایک یہ کہ دوسرے مذہب والے کی اقتداء کرنا اور جماعت سے نماز پڑھنا افضل ہے یا تنہا نماز پڑھنا افضل ہے، تو اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، بعض جماعت سے نماز پڑھنے کو افضل کہتے ہیں، اگرچہ امام دوسرے مذہب کا یعنی شافعی وغیرہ ہو، اور بعض تنہا نماز پڑھنے کو افضل کہتے ہیں، سو اس مسئلے میں راجح یہ ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنا افضل ہے تنہا نماز پڑھنے سے، جیسا کہ علامہ شامی نے بعد نقل اختلاف فرمایا ہے۔ **فتحصل أنّ الاقتداء بالمخالف المراعي في الفرائض أفضل من الانفراد إذا لم يجد غيره وإلّا فالاقتداء بالموافق أفضل إلخ** (۱)

اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ حرم شریف میں جو متعدد جماعتیں ہوتی ہیں تو اگر کسی کو پہلی جماعت نہ ملے تو دوسری اور تیسری اور چوتھی جماعت میں شامل ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اور جماعت ثانیہ حرم شریف میں جائز ہے یا نہیں؟ اور جماعت ثانیہ وغیرہ میں شریک ہونا افضل ہے یا تنہا نماز پڑھنا افضل ہے؟ تو اس میں بھی اختلاف ہے، اکثر محققین حرم محترم میں بھی جماعت ثانیہ وثالثہ وغیرہ کو مکروہ فرماتے ہیں، ان کے نزدیک ظاہر ہے کہ تنہا نماز پڑھنا اولی ہے جماعت ثانیہ میں شریک ہونے سے، جیسا کہ دیگر مساجد محلّہ کا حکم ہے، اور بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ مسجد حرم شریف کا حکم مسجد محلّہ کا سا نہیں ہے، بلکہ مسجد شارع کا سا ہے، وہاں جماعت ثانیہ درست ہے، چنانچہ علامہ شامی نے بعد نقل قول علماء محققین جو کہ دربارۂ انکارِ جماعتِ ثانیہ ان سے منقول ہے نقل کرکے فرمایا ہے۔ **لكن يشكل عليه أن نحو المسجد المكّي أو المدني ليس له جماعة معلومون، فلا يصدق عليه أنّه مسجد محلّة، بل هو كمسجد شارع، وقد مرّ أنّه لا كراهة في**

---

(۱) ردّ المحتار: ۲/۲۶۰، كتاب الصّلاة باب الإمامة، مطلب في الاقتداء بشافعيّ ونحوه إلخ

تکرار الجماعة فيه إجماعًا فليتأمّل إلخ(۱)

اور پھر علامہ موصوف نے جواز کو راجح سمجھا ہے، لیکن فی الواقع قولِ محققین جو عدمِ جواز کے قائل ہیں راجح معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ حرمین شریفین میں ائمہ ومؤذنین کا مقرر ہونا معلوم ہے، اور ہمیشہ کے نمازیوں کی جماعت بھی معلوم ہے، اگرچہ موسم حج وزیارت میں اضافہ جماعت غیر معلومین کا ہوجاوے۔ وعن هٰذا ذكر العلّامة الشّيخ رحمة الله عليه السّندي تلميذ المحقّق ابن الهمام في رسالته : أنّ ما يفعله أهل الحرمين من الصّلاة بأئمّة متعدّدة وجماعات مترتّبة مكروه اتّفاقًا ونقل عن بعض مشائخنا إنكاره صريحًا حين حضر الموسم بمكّة سنة ۵۵۱ منهم الشّريف الغزنوي ، وذكر أنّه أفتى بعض المالكية بعدم جواز ذلك على مذهب العلماء الأربعة ، ونقل إنكار ذلك أيضًا عن جماعة من الحنفية والشّافعيّة والمالكية حضروا الموسم سنة۵۵۱، انتهٰى وأقرّه الرّملي في حاشية البحر(۱)– ثمّ نقل العبارة المذكورة سابقًا أعني–: لكن يشكل عليه إلخ وقد مرّ الجواب عنها. فقط (۳/۵۹-۶۱)

عصر کی جماعت ہوجانے کے بعد آنے والے لوگ کس طرح نماز پڑھیں؟

سوال: (۵۷۳) مشہور ہے کہ اگر عصر کی نماز ہوچکی اور بعد میں دو آدمی مسجد میں نماز کے لیے آویں تو ایک درجہ میں دونوں فرادیٰ فرادیٰ نماز نہیں پڑھ سکتے، نماز نہ ہوگی ہر آدمی علیحدہ درجہ میں نماز پڑھے، اور نمازوں میں اس طرح سے جائز ہے، یہ درست ہے یا نہ؟ (۵۷۸/۱۳۴۴ھ)

الجواب: یہ جو مشہور ہے غلط ہے، جیسا کہ دوسری نمازوں میں اگر جماعت اولیٰ نہ ملے اور دو چار آدمی بعد میں آویں تو وہ مسجد کے ایک درجہ میں فرادیٰ فرادیٰ نماز پڑھ سکتے ہیں، اسی طرح کسی وقت میں پڑھ سکتے ہیں کوئی وجہ فرق کی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۶۱)

---

(۱) ردّ المحتار: ۲/۲۴۶، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد .

قدیم امام کی جماعت بلا کراہت درست ہے
جدید امام کی جماعت معتبر نہیں

سوال: (۵۷۴) اگر ایک شخص ۱۵ یا ۲۰ برس سے ایک مسجد میں امام ہو، بعض آدمی اس امام سے بہ غرض نفسانیت یا خلافِ عقائد ہونے کے اس امام کو نکالنا چاہتے ہوں، درانحالیکہ امام متبعِ سنت ہو، اور یہ فرقہ مبتدعین سے ہو، اور سوائے اس فرقہ کے اور سب مقتدی امام سے رضامند ہوں، اور فرقہ مبتدعین کا ضداً ایک امام ہم خیال کھڑا کر کے پہلے امام کی جگہ پر جماعت کر لیتا ہو، بعدازیں امام سابق جماعت کر لیتا ہو تو نماز امام سابق کی درست ہوگی یا نہ؟ اگر ایک وقت میں امام جدید اور امام سابق قراءتِ جہر سے جماعت کرا رہے ہوں تو کس کی نماز ہوگی اور کس کی نہیں؟ (۲۲۳۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: امام سابق کی جماعت بلا کراہت درست ہے، وہ جماعتِ ثانیہ نہیں ہے، بلکہ گناہ تفریق کا اس فرقہ مبتدعین پر ہے، اور ان کے امام پر ہے اور ان کی جماعت معتبر نہیں ہے، اور ہر دو جماعت ایک وقت ہونے میں بھی گناہ امام جدید اور مبتدعین مقتدیین پر ہے، امام سابق کی جماعت میں کچھ کراہت نہیں ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۵۱/۳-۵۲)

ایک مسجد میں دو امام رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۷۵) بہ حالت نزاع ایک مسجد میں دو امام کا ہونا جائز ہے یا نہ؟ (۴۲۰/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اگر دو امام اس لیے ہیں کہ ایک امام چند لوگوں کو نماز پڑھاوے، اور پھر دوسرا امام اسی نماز کو دوسرے لوگوں کو پڑھاوے تو یہ مکروہ ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (اور اگر منشاء یہ ہے کہ دونوں امام رکھ لیے جائیں؛ کبھی ایک پڑھاوے اور کبھی بہ ضرورت دوسرا تو اس کی گنجائش ہے۔ ظفیرؒ) (۳۶۹/۳)

(۱) ولو صلّی بعض أهل المسجد بإقامة وجماعة ثمّ دخل المؤذّن والإمام وبقية الجماعة فالجماعة المستحبّة لهم والكراهة للأولیٰ كذا في المضمرات. (الفتاوی الهندية: ۵۴/۱، كتاب الصّلاة ، الباب الثّاني في الأذان ، الفصل الأوّل في صفته وأحوال المؤذّن) ظفیر

سخت گرمی کی وجہ سے مسجد کے حجرے کی چھت پر نماز پڑھنا

سوال: (۵۷۶) رمضان شریف میں اگر گرمی کے باعث حجرۂ مسجد کی چھت پر عشاء کی جماعت کرائی جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۶۶۲/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: نماز ہوجاتی ہے مگر ثواب مسجد کا نہ ملے گا[(۱)] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۵۷)

جنگل میں نماز پڑھنے کی فضیلت اور اس کا مطلب

سوال: (۵۷۷) جنگل میں نماز پڑھنے کی جو بڑی فضیلت آئی ہے تو تنہا کی ہے یا جماعت سے؟ اور یہ ظاہر ہے کہ جنگل میں جماعت بہت دشوار ہے۔ (۴۵۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جنگل میں نماز پڑھنے کی فضیلت ہے[(۲)] اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مسجدوں سے زیادہ اس میں فضیلت ہے۔ حدیث شریف سے مساجد کا خیر البقاع ہونا ثابت ہے[(۳)] بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ جب کوئی شخص جنگل میں ہو اور وقت نماز کا آ گیا تو وہیں نماز پڑھ لے، اگر چند آدمی ہیں جماعت کرلیں، اگر ایک ہے تنہا پڑھے، ہر طرح فضیلت حاصل ہے۔ شامی میں ہے:
وروي في الخبر أن مَن صلّى علىٰ هيئة الجماعة – أي بأذان وإقامة ولو كان منفردًا –

---

(۱) اس لیے کہ حجرۂ مسجد، مسجد میں داخل نہیں۔۱۲۔ محمد امین پالن پوری

(۲) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: الصّلاة في جماعة تعدل خمسًا و عشرين صلاة، فإذا صلّاها في فلاة، فأتمّ ركوعها وسجودها بلغت خمسين صلاة. (سنن أبي داؤد، ص:۸۳، كتاب الصّلاة، باب ما جاء في فضل المشْيِ إلى الصّلاة)

(۳) عن أبي أمامة قال: إن حبرًا من اليهود سأل النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم أيّ البقاع خير؟ ...... فقال: شرّ البقاع أسواقها و خير البقاع مساجدها، رواه ابن حبّان في صحيحه عن ابن عمر رضي الله عنهما. (مشكاة المصابيح، ص:۷۱، كتاب الصّلاة، باب المساجد ومواضع الصّلاة، الفصل الثّاني)

صلّت بصلاته صفوف من الملائكة إلخ[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۷۲)

جماعت کا ثواب کتنے مقتدیوں میں ہوتا ہے؟

سوال: (۵۷۸) جماعت کا ثواب کتنے شخصوں سے حاصل ہوگا، اگر ایک شخص بھی امام کے ساتھ ہوتب بھی ثواب ہوگا یا نہیں؟ (۴۲۳/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: ایک مقتدی بھی اگر امام کے ساتھ ہو جماعت ہوجاوے گی، اور ثواب جماعت کا مل جاوے گا[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۷)

کسی نمازی کا انتظار کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۵۷۹) (کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ)[3] ایک شخص جس کے شب و روز کا اکثر حصہ مسجد میں گذرتا ہے، اگر کبھی کبھی وہ نماز کے وقت مسجد کے باہر اپنے ذاتی کاروبار میں ایسا مشغول ہوجاوے کہ اس کو نماز کے مقررہ وقت کا بالکل خیال نہ رہے —— اور مسجد میں نماز گھڑی کے حساب سے مقررہ وقت پر ہوتی ہے —— اور سب لوگ مسجد میں آگئے اور نماز کا مقررہ وقت بھی ہوگیا تو کیا اس شخص کو اذان کے سواء دوسری بار پھر آگاہ کرنا چاہیے؟ اور اس کے انتظار میں جماعت میں تاخیر کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور اس تاخیر سے جماعت میں کسی طرح کی کراہت آسکتی ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۷/۲۹-۱۳۳۰ھ)

---

(۱) ردّ المحتار: ۲/۲۲۲، كتاب الصّلاة، فصل في القراءة.

قوله: (ولو منفردًا) لأنّه إن أذّن وأقام صلّى خلفه من جنود اللّٰه ما لا يرى طرفاه. رواه عبد الرّزّاق. (ردّ المحتار: ۲/۵۸، كتاب الصّلاة، باب الأذان) ظفیر

(۲) وأقلّها — أي الجماعة — اثنان واحد مع الإمام و لو مميّزًا إلخ في مسجد أو غيره (الدّرّ المختار) لحديث اثنان فما فوقهما جماعة. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۴۶-۲۴۷ كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۳) قوسین کے درمیان والی عبارت رجسٹر نقول فتاوی سے اضافہ کی گئی ہے۔۱۲

الجواب: دوبارہ آگاہ کردینے میں بہ صورت مذکورہ کچھ حرج نہیں، اور اگر اس کی یا دوسرے (نمازی) کی وجہ سے جماعت میں اس قدر تاخیر ہوجاوے کہ وقت مکروہ (نہ آوے)[۱] اور دوسرے نمازیوں کو تکلیف نہ ہو تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۴۷/۳)

سوال: (۵۸۰) امام مسجد کسی کی رعایت کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۴۹۷/۱۳۴۲ھ)

الجواب: فقہاء نے لکھا ہے کہ بعض مواقع میں کسی شریر شخص کی بھی امام رعایت کرسکتا ہے جب کہ اس سے کسی فساد کا اندیشہ ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۶۸/۳)

جماعت کے وقت کوئی سنت پڑھ رہا ہو تو امام انتظار کرے یا نہیں؟

سوال: (۵۸۱) ظہر کی نماز دو بجے ہوتی ہے، ابھی دو بجنے میں دو تین منٹ باقی تھے کہ ایک شخص نے ظہر کی سنتوں کی نیت باندھ لی، تیسری رکعت میں دو بج گئے، اس صورت میں کیا امام کو اتنی تاخیر کرنے کی اجازت ہے یا نہیں کہ وہ شخص چار رکعتیں پوری کرلے؟ (۱۰۷۷/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: اجازت اس قدر (تاخیر)[۳] کی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۴۷/۳)

امام اور مقتدی کا انتظار درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۸۲) کیا امام یا مقتدی کا دس پانچ منٹ انتظار کرنا درست ہے؛ جب کہ وقتِ جماعت مقرر ہے؟ (۶۵۶/۱۳۴۵ھ)

الجواب: جب کہ وقت میں گنجائش کافی ہے تو انتظار درست ہے[۴] فقط (۵۹/۳)

---

(۱) قوسین کے درمیان والے الفاظ رجسٹر نقول فتاوی سے اضافہ کیے گئے ہیں۔۱۲

(۲) رئيس المحلّة لا ينتظر ما لم يكن شريرًا والوقت متسع. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۶۵/۲، كتاب الصّلاة ، باب الأذان ، مطلب في كراهة تكرار الجماعة إلخ) ظفیر

(۳) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیا گیا ہے۔۱۲

(۴) عن جابر بن سمرة رضي الله عنه قال : كان بلال يؤذّن ثمّ يمهل فإذا رأى النّبيّ صلّى اللّه عليه وسلّم قد خرج أقام الصّلاة. (سنن أبي داؤد، ص:۷۹، كتاب الصّلاة ، باب في المؤذّن ينتظر الإمام) ==

جو نماز دُہرائی جارہی ہے، اس میں نئے نمازی شریک ہوسکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۵۸۳) اگر نماز جماعت سے ادا کی گئی، اور نماز میں کوئی غلطی ایسی سرزد ہوئی جس سے نماز کے اعادہ کے ضرورت ہوئی، اب جو نماز دُہرائی جارہی ہے، اس میں نئے نمازی شریک ہوکر اپنی نماز ادا کرسکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۴ھ)

الجواب: اگر پہلی دفعہ میں نماز بالکل نہیں ہوئی تھی مثلاً باطل ہوئی تھی تو نئے نمازیوں کی نماز بہ وقت اعادہ کرنے نماز کے ادا ہوگئی، اور اگر کسی واجب کے ترک ہوجانے سے اعادہ نماز کا واجب تھا تو نئے نمازیوں کی نماز نہ ہوگی [۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۵۰-۵۱)

قعدۂ اخیرہ نہ کرنے کی وجہ سے جو نماز دہرائی جارہی ہے اس میں دوسرے لوگ بھی شریک ہوسکتے ہیں

سوال: (۵۸۴) امام نے قعدہ اخیرہ نہیں کیا اور پانچ رکعت پڑھ کر سلام پھیرا، اس لیے نماز دہرانی ہے، تو اب پہلی نماز میں جو شریک نہ تھا وہ اس میں شریک ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۶۱۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس صورت میں اس کی نماز ہوجاتی ہے، کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ قعدہ اخیرہ کے ترک

== وينتظر المؤذن النّاس. (الفتاوى الهندية: ۱/۵۷، كتاب الصّلاة، الباب الثّاني في الأذان، الفصل الثّاني : في كلمات الأذان والإقامة وكيفيتهما)

(۱) والمختار أنّه جابر للأوّل ، لأنّ الفرض لا يتكرّر (الدّرّ المختار) أي الفعل الثّاني جابر للأوّل بمنزلة الجبر بسجود السّهو، وبالأوّل يخرج عن العهدة وإن كان على وجه الكراهة على الأصحّ ، كذا في شرح الأكمل على أصول البزدويّ . (الدّرّ المختار و ردّ المحتار : ۲/۱۳۱ ، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، مطلب : كلّ صلاة أدّيت مع كراهة التّحريم تجب إعادتها) ظفیر

سے اس جماعت کے فرض ادا نہ ہوئے تھے(۱) اوراس پر نماز کا اعادہ ضروری تھا، اب اس اعادہ میں اگر کوئی دوسرا شریک ہوجائے تو اُن کے فرضوں کی طرح اس کے بھی فرض ادا ہوجائیں گے۔ فقط (۳/۳۷۱)

ترک واجب کی وجہ سے جو نماز دہرائی جارہی ہے اس میں دوسرے لوگ شریک نہیں ہوسکتے

سوال: (۵۸۵) اگر امام نے قعدہ اخیرہ کرکے پانچویں رکعت پڑھ کر بغیر سجدہ سہو کے سلام پھیرا اور نماز دہرائی؛ تو اب ایسا شخص شریک ہوسکتا ہے جو پہلے شریک نہیں تھا؟ (۱۶۱۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس صورت میں اس کی نماز صحیح نہ ہوگی، کیونکہ اس صورت میں اس جماعت کے فرض اگر چہ ناقص ہی سہی مگر پہلی دفعہ ادا ہوگئے، لہٰذا اب یہ دوسری نماز نفل ہوگی اور اقتداء مفترض کی متنفّل کے پیچھے صحیح نہیں(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۷۱)

سوال: (۵۸۶) ترک واجب سے نماز ہوئی یا نہیں ہوئی؟ اگر اس نماز کا اعادہ کرے تو وہ شخص کہ جو پہلی نماز میں شریک نہ تھا اقتداء کرے یا نہ کرے؟ اگر کرے تو نماز درست ہے یا نہیں؟ (۱۹۸۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

---

(۱) والقعدة الأخيرة فرض في الفرض والتّطوّع ، حتّى لو صلّى ركعتين ولم يقعد في آخرهما وقام وذهب ، تفسد صلاته. (الفتاوى الهندية: ۱/۷۱، كتاب الصّلاة ، الباب الرّابع في صفة الصّلاة ، الفصل الأوّل في فرائض الصّلاة) ظفیر

(۲) ولها واجبات لا تفسد بتركها وتعاد وجوبًا إلخ ، وكذا كلّ صلاة أدّيت مع كراهة التّحريم تجب إعادتها ، والمختار أنّه جابر للأوّل لأنّ الفرض لا يتكرّر. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۱۲۹-۱۳۱، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، مطلب: واجبات الصّلاة) ظفیر

اور امداد الفتاویٰ کے حاشیہ میں ہے: مختار قول یہ ہے کہ نو وارد کی نماز صحیح نہ ہوگی، پھر سے پڑھنی ہوگی؛ کیوں کہ امام کی یہ دوسری نماز مستقل نماز نہیں ہے، بلکہ اوّل نماز کی تکمیل کے لیے ہے، لہٰذا مستقل فرض پڑھنے والے کی اقتداء ایسے امام کے پیچھے صحیح نہیں ہے۔ سعید احمد پالن پوری۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/۵۴۶، باب السّہو فی الصّلاۃ۔ سوال: ۴۶۵)

الجواب: وہ نماز ناقص ہوئی اعادہ اس کا واجب ہے؟ اور اقتداء اس کا مفترض کو صحیح نہیں ہے، اور نماز اُن مقتدیوں کی جنھوں نے پہلے نہیں پڑھی صحیح نہیں ہوگی [۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۱۲)

ترکِ واجب کی وجہ سے جو جماعت ثانیہ ہورہی ہے اس میں نیا آدمی شریک نہیں ہوسکتا اور مسبوق اپنی نماز پوری کرکے جماعتِ ثانیہ میں شریک ہوگا

سوال: (۵۸۷)......(الف) ترک واجب کی وجہ سے جماعت ثانیہ میں اگر کوئی نیا ایسا شخص آملے کہ جس کے ذمہ فرضیت باقی ہے۔

(ب) یا جماعت اولیٰ کا مسبوق کہ جس کی جماعت اولیٰ میں ملنے سے پہلے ترک واجب ہوچکا تھا وہ اپنی نماز پوری کرکے جماعت ثانیہ میں ملے۔

(ج) یا جماعت اولیٰ میں ملنے کے بعد امام سے ترک واجب ہوا، اور پھر مسبوق نماز پوری کرکے جماعت ثانیہ میں ملا ـــــــ ان تینوں صورتوں میں کس کی نماز ہوگی اور کس درجہ کی ہوگی؟ اور کس کی نہ ہوگی؟

اور ایک شکل یہ ہے کہ مسبوق اپنی نماز ادا کررہا ہے اور جماعت ثانیہ شروع ہوگئی تو اس کو ملنا مناسب ہے یا نہ؟ (۱۵۶۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: (الف-ج) صحیح یہ ہے کہ دوبارہ نماز پڑھنا ترک واجب کی وجہ سے جابر اوّل کی ہے یعنی فرضیت پہلے ادا ہوچکی، پس جو نیا شخص جماعتِ ثانیہ میں شریک ہوگا، اس کی نماز فرض نہ ہوگی، یہی مختار محقق ابن ہمام رحمہ اللہ کا ہے، اور یہی اصح ہے، پس مسبوق کو چاہیے کہ اپنی نماز پوری کرکے پھر جماعت ثانیہ میں ملے، اور اگر پہلی نماز کو توڑ کر دوسری جماعت میں ملے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی، درمختار میں ہے: والمختار أنّه جابر للأوّل لأنّ الفرض لا يتكرّر إلخ [۲] فقط (۳/۲۱۲-۲۱۳)

---

(۱) ولها واجبات لا تفسد بتركها وتعاد وجوبًا إلخ والمختار أنّه جابر للأوّل لأنّ الفرضَ لايتكرّر. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۱۲۹-۱۳۱، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة، مطلب: واجبات الصّلاة) ظفیر

(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۱۳۱، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، مطلب: كلّ صلاة أدّيت مع كراهة التّحريم تجب إعادتها .

شبہ کی وجہ سے جو نماز لوٹائی جارہی ہے اس میں دوسرے لوگ شریک نہیں ہوسکتے

سوال: (۵۸۸) امام کو نماز میں شبہ ہوا کہ کوئی فرض یا واجب ترک ہوگیا، امام نے دوبارہ نماز پڑھائی تو وہ مقتدی جو بعد کو شامل ہوئے ہیں ان کی نماز ہوگئی یا نہیں؟ یا یہ کہ امام کو محض شبہ ہی ہوا، فرض یا واجب ترک نہیں ہوا، شبہ کی وجہ سے نماز لوٹائی تو جو مقتدی بعد کو شامل ہوئے ان کی نماز ہوئی یا نہیں؟ (۸۵۲/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اگر شبہ کی وجہ سے نماز لوٹائی گئی تو دوسرے آدمی نماز میں شامل ہونے والوں کی نماز نہیں ہوئی، ان کو پھر نماز پڑھنی چاہیے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۷۴/۳)

معین امام کی اجازت کے بغیر محلّہ کی مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنا درست نہیں

سوال: (۵۸۹) اگر کوئی جماعت اہلِ اسلام کی کسی مسجد میں جا کر وقت معینہ یا غیر معینہ پر (یا) بعد میں امام کی موجودگی یا عدم موجودگی میں بہ وجہ کسی ضرورت کے اپنے گروہ میں سے سب سے بزرگ شخص (کو امام بنا کر) نماز باجماعت ادا کرے، تو امام مسجد یا اور کوئی از روئے شریعت اجازت رکھتا ہے کہ ان کو روک دے یا نہیں؟ اگر (روکنے کا حق ہے) تو وہ کیا کریں؟ (۱۹۱۴/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: امام معین کے سوا کسی دوسرے شخص کو اس مسجد میں امام کی عدم موجودگی یا موجودگی میں

---

(۱) ولها واجبات لا تفسد بتركها وتعاد وجوبًا في العمد إلخ، والمختار أنّه جابر للأوّل لأنّ الفرض لا يتكرّر (الدّرّ المختار) قوله: (المختار أنّه) أي الفعل الثّاني جابر للأوّل بمنزلة الجبر بسجود السّهو، وبالأوّل يخرج عن العهدة وإن كان على وجه الكراهة على الأصحّ، كذا في شرح الأكمل على أصول البزدويّ. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۱۲۹/۲-۱۳۱، كتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة، مطلب: واجبات الصّلاة)

بدون اس کی اجازت کے امام بننا اور جماعت کرنا نہ چاہیے، اگر امام معین ونمازیان محلے کی جماعت کے وقت میں دیر ہے تو یہ لوگ اپنی نماز باجماعت خارج از مسجد کسی دالان یا صحن یا جنگل میں پڑھ لیں اور اگر اس مسجد میں بھی پڑھیں تو نماز ہوجاوے گی، مگر جماعت کرنا ان کو بہتر نہیں، جماعت اور نمازیان کا انتظار کریں، ورنہ اکیلے نماز پڑھ لیں۔

الغرض سوائے اہل محلّہ اور امام معین کے دوسرے محلے کے آدمی کو یہ درست نہیں کہ امام واہل محلّہ کی جماعت سے پہلے اس مسجد میں جماعت کریں، اور اگر کریں گے تو اہل محلّہ اپنی جماعت پھر کر سکتے ہیں، اور ان کو جماعت اولیٰ کا ثواب ہوگا، وہ جماعت جو پہلے ہوئی اس کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ هٰكذا في كتب الفقه[۱] والله تعالىٰ أعلم[۲] (۳/۳۲۳-۳۲۴)

امام مکروہ وقت میں جماعت کرے تو مقتدی کیا کریں؟

سوال: (۵۹۰) درگاہ کے متعلق ایک مسجد ہے، اس کا سجادہ نشین اخیر وقت مکروہ میں نماز پڑھتا ہے، اور امام ومؤذن بھی اس کی مرضی کے مطابق کام کرتے ہیں، کیا اہل محلّہ کو یہ حق ہے کہ اوّل وقت میں نماز ادا کریں، اور اس امام کو موقوف کر کے دوسرا امام مقرر کریں یہ درست ہے یا نہیں؟ (۲۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اوّلاً واضح ہو کہ ہر ایک نماز کا اوّل وقت ادا کرنا عندالحنفیہ مسنون اور مستحب نہیں ہے؛ بلکہ صبح کی نماز میں اسفار مستحب ہے، اسی طرح گرمیوں میں ظہر میں تاخیر مسنون ہے، اور عشاء کی

(۱) ويكره تكرار الجماعة بأذان و إقامة في مسجد محلّة إلخ . قال الشّامي تحت قوله: (بأذان و إقامة إلخ) ...... يكره تكرار الجماعة في مسجد محلّة بأذان وإقامة إلّا إذا صلّى بهما فيه أوّلاً غير أهله أو أهله لكن لمخافتة الأذان – إلى أن قال: – والمراد بمسجد المحلّة: ما له إمام و جماعة معلومون إلخ. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۴۵-۲۴۶، كتاب الصّلاة باب الإمامة ، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد) ظفیر

(۲) یہ سوال وجواب رجسٹر نقول فتاویٰ کے مطابق کیے گئے ہیں، اور سوال میں بین القوسین جو الفاظ ہیں وہ ہم نے بڑھائے یا بدلے ہیں۔

نماز میں ثلثِ لیل تک تاخیر مستحب ہے[۱] اور یہ بھی واضح ہو کہ وقت مکروہ صرف عصر میں ہے کہ عصر کو اس قدر مؤخر کرے کہ آفتاب میں تغیر آجاوے اور زردی آجاوے، باقی اور نمازوں میں تمام وقت کامل ہے، وقت مکروہ ان میں نہیں ہے، البتہ عشاء کو بعد نصف شب کے دوسری وجہ سے کہ وہ تقلیلِ جماعت ہے پڑھنا مکروہ ہے[۲]

الغرض ہر ایک نماز کو مؤخر کرنا مکروہ نہیں ہے، بلکہ صرف عصر کو قبیل غروب تک مؤخر کرنا اور عشاء کو مابعد نصف لیل کے پڑھنا مکروہ ہے، اس کے بعد جواب ظاہر ہے کہ اگر سجادہ صاحب اور امام صاحب ایسا نہیں کرتے کہ عصر کو قریب غروب کے پڑھتے ہوں، اور عشاء کو بعد نصف شب کے پڑھتے ہوں تو صرف صبح کی نماز اور ظہر کی اور عشاء کی نماز اور عصر کی نماز میں تاخیر کرنے کی وجہ سے مخالفت ان کی نہ کی جاوے، اور امام سابق کو موقوف نہ کیا جاوے، البتہ حتی الوسع اوقات مستحبہ عندالحنفیہ کی رعایت کی جاوے، لیکن اگر کوئی نماز وقت مکروہ میں نہ ہوتی ہو تو پھر مخالفت کرنا اور نزاع کرنا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۰۹-۲۱۰)

اذان کے بعد جماعت میں تاخیر کرنا مناسب ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۹۱) اذان کے بعد فوراً جماعت کھڑی ہوجائے یا انتظار کیا جائے؟

(۵۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اذان کے بعد جماعت کرنے میں وقت کی وسعت وقلت کا لحاظ کیا جاوے،

(۱) ويستحبّ الإسفار بالفجر ...... والإبراد بالظّهر في الصّيف وتقديمه في الشّتاء ...... وتأخير العصر ما لم تتغيّر الشّمس في الصّيف والشّتاء ...... ويستحبّ تعجيل المغرب ...... وتأخير العشاء إلى ما قبل ثلث اللّيل. (الهداية: ۱/۸۲-۸۳، أوائل كتاب الصّلاة) ظفير

(۲) وتأخيرُ عِشاءٍ — إلى قوله — فإنْ أخّرها إلى ما زاد علَى النّصفِ كُرِهَ لِتَقْلِيلِ الجَماعةِ، أمّا إليهِ فَمبَاحٌ وأخّرَ العَصْرَ إلى اصْفِرَارِ ذُكاءٍ. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵-۲۶، كتاب الصّلاة، قبل مطلب يشترط العلم بدخول الوقت) ظفير

اورنمازیوں کی رعایت کی جاوے، جیسا موقع اور مصلحت ہو ویسا کیا جاوے، شریعت میں اس کے لیے کچھ منٹ مقرر نہیں ہیں کہ اذان کے بعد اس قدر منٹ کے بعد جماعت ہونی چاہیے، بعض وقت وسیع ہیں ان میں اس کے موافق عمل کیا جاوے، بعض تنگ ہیں ان میں اس کے موافق عمل کیا جاوے(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۲۴/۳)

❁❁❁

❁❁❁
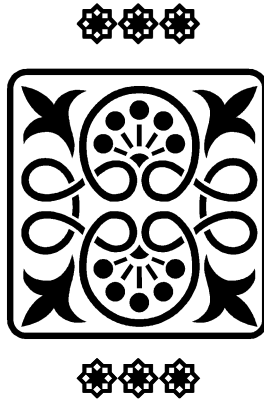
(۱) ويفصل بين الأذان والإقامة مقدار ركعتين أو أربع يقرأ في كلّ ركعةٍ نحوًا من عشر آيات كذا في الزّاهديّ . والوصل بين الأذان والإقامة مكروه بالاتّفاق ...... ثمّ قال: وأمّا إذا كان في المغرب فالمستحبّ أن يفصل بينهما يسكت قائمًا مقدار ما يتمكن من قراء ة ثلاث آيات قصار. (الفتاوى الهندية: ۱/۵۶-۵۷، كتاب الصّلاة ، الفصل الثّاني في كلمات الأذان والإقامة إلخ) جمیل الرحمٰن (نائب مفتی دارالعلوم دیوبند)

صف بندی اور اقتداء واتباع کے مسائل

جگہ کی تنگی کی وجہ سے علاحدہ نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: (۵۹۲) ایک شخص تنہا مسجد یا میدان میں نماز فرض ادا کرتا ہے، اور اس کے ساتھ ایک مقتدی بھی ہے یہ دونوں ایسی بلند جگہ پر ہیں کہ اگر ان کے ساتھ تیسرا شخص اقتداء کرے اور پاس کھڑا ہوتو گرنے کا خوف ہے، ایسی حالت میں اس تیسرے شخص نے تھوڑے دور ہٹ کر علیحدہ نماز پڑھنا شروع کیا، اس کی نماز ہوجائے گی یا نہیں؟ (۱۳۳۶/۱۱۸۱ھ)

الجواب: اس تیسرے شخص کو چاہیے کہ وہ بھی اس امام کی اقتداء کرے اگر چہ بہ ضرورت مذکورہ پیچھے علیحدہ کھڑا ہوجاوے، اور اگر نہ کی اور الگ نماز پڑھے تب بھی ہوگئی [1] فقط (۳۶/۳)

میاں بیوی فرض نماز باجماعت ادا کر سکتے ہیں

سوال: (۵۹۳) اپنی بی بی کے ساتھ فرض نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور بی بی کتنی دور کھڑی ہو؟ (۱۳۴۱/۹۵۸ھ)

---

(۱) وفي الفتح : ولو اقتدٰى واحدٌ بآخرَ فجاءَ ثالثٌ يجذِبُ المُقْتَدِيَ إلخ ، ومقتضاهُ أنّ الثّالثَ يقتدي متأخّرًا، ومقتضى القول بتقدّم الإمام أنّهُ يقومُ بِجَنْبِ المقتدي الأوّل، والّذي يظهرُ أنّه ينبغي للمقتدي التّأخُّرُ إذا جاء ثالثٌ إلخ ، وهٰذا كلّه عند الإمكان وإلاّ تعيّن الممكن. (ردّ المحتار: ۲/۲۶۵-۲۶۶، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب : هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها؟)

الجواب: اگر اکٹھے پڑھیں تو عورت کو پیچھے کھڑا کریں[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۴/۳)

سوال: (۵۹۴) میاں بی بی کی جماعت درست ہے یا نہیں؟ (۸۹۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: میاں بی بی کی جماعت اس طرح کہ دونوں برابر کھڑے ہوں، جیسا کہ مقتدی ہونے کی صورت میں حکم ہے درست نہیں ہے، اس صورت میں کسی کی نماز نہ ہوگی[۲] فقط (لیکن اگر عورت کے قدم پیچھے ہوں تو درست ہے۔ظفیر)(۳۴۲/۳)

سوال: (۵۹۵) کوئی عورت تخلیہ میں خاوند کے پیچھے فرض نماز پڑھ سکتی ہے یا نہ؟

(۲۶۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اگر زوجہ اپنے شوہر کے پیچھے اقتداء کرے نماز صحیح ہے مگر اس کو برابر میں نہ کھڑا ہونا چاہیے پیچھے کھڑی ہو اور اگر علیحدہ نیت باندھی تو پھر خواہ برابر ہو یا پیچھے ہر طرح نماز صحیح ہے، درمختار میں ہے: **و أمّا الواحدة فتتأخّر ، و فيه : أمّا إذا كان معهنّ واحد ممّن ذُكر – أي من أخته وزوجته – أوأمّهنّ في المسجد لايكره ، بحر**[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۰۵/۳)

غیر محرم عورت برقع کے ساتھ اقتداء کرسکتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۹۶)......(الف) اپنی بی بی کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟
(ب) غیر عورت برقع کے ساتھ اقتداء کرسکتی ہے یا نہیں؟ (۱۱۲۶/۱۳۴۲ھ)

---

(۱) وأمّا الواحدة فتتأخّر. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۶۴/۲، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، قبيل مطلب: هل الإساء ة دون الكراهة أو أفحش منها؟)

(۲) وقال : المرأة إذا صلّت مع زوجها في البيت إن كان قدمها بحذاء قدم الزّوج لا تجوز صلاتهما بالجماعة ، وإن كان قدماها خلف قدم الزّوج إلاّ أنّها طويلة تقع رأس المرأة في السّجود قبل رأس الزّوج جازت صلاتهما لأنّ العبرة للقدم. (ردّ المحتار: ۲۷۱/۲، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

(۳) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۶۴/۲، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، قبيل مطلب: هل الإساء ة دون الكراهة أو أفحش منها؟ .

الجواب: (الف) درست ہے۔ في الدّرّ المختار: أمّا إذا کان معهنّ واحد ممّن ذکر أو أمّهنّ في المسجد لا یکره (۱) لیکن اس کو پیچھے کھڑی کرے برابر میں کھڑی نہ کرے (۲)

(ب) اگر کوئی محرم عورت بھی ہو مثل زوجہ و بہن وغیرہ کے تو غیر عورت بھی برقع کے ساتھ اقتداء کرسکتی ہے (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۶۵-۳۶۶)

تنہا فرض نماز پڑھ کر فرض پڑھنے والوں کی امامت کرنا اور فرض پڑھنے والے کے پیچھے سنتوں کی اقتداء کرنا درست نہیں

سوال: (۵۹۷) زید بعد نماز ظہر مسجد میں داخل ہوا تو وضو کرنے کے بعد سنتوں سے قبل ایک شخص کو فرض پڑھتے دیکھ کر سنتوں کی نیت کر کے فرض میں شریک ہوگیا، چنانچہ سنتوں کو ختم کر کے دیگر اشخاص کا انتظار کیا، مگر کوئی نہیں آیا تو تنہا فرض اور آخر کی سنتیں پڑھ لیں، نماز ختم کرنے کے بعد دو مصلّی اور آگئے، اور جماعت مع اقامت کرنا چاہا، زید بھی ان کا شریک ہوا، اور اقامت زید ہی نے کہی، اور فرض ظہر کی نیت کر کے نماز پڑھی، زید کہتا ہے کہ تنہا پڑھی ہوئی نماز کو نفل سمجھنا اختیاری ہے، اور فرض کی آخری دو رکعت خالی پڑھی جاتی ہیں، اور نفلوں کی آخری دو (۲) رکعت میں بھی قراءت مع الفاتحہ واجب ہے، اس لیے اگر نفل کی نیت کی جائے تو نفل ناقص رہتی ہے، اور اپنی پہلی نفل کے متعلق بھی یہی کہتا ہے کہ وہ ناقص رہی، مگر دوسرے کو جماعت کا ثواب اور خود کو جماعت کا ثواب جو نقص نفل سے

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۶۴، کتاب الصّلاة، باب الإمامة.

(۲) المرأة إذا صلت مع زوجها في البیت إن کان قدمها بحذاء قدم الزّوج لا تجوز صلاتهما بالجماعة، وإن کان قدماها خلف قدم الزّوج إلاّ أنّها طویلة تقع رأس المرأة في السّجود قبل رأس الزّوج جازت صلاتهما لأنّ العبرة للقدم. (ردّ المحتار: ۲/۲۷۱، کتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۳) کما تکره إمامة الرّجل لهنّ في بیت لیس معهنّ رجل غیره ولا محرم منه کأخته أو زوجته أو أمته، أمّا إذا کان معهنّ واحد ممّن ذکر أو أمّهنّ في المسجد لا یکره.

(الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۶۳-۲۶۴، کتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

بہت زیادہ ہے، صرف پہلی صورت میں حاصل ہوا ہے، اور اگر بالفرض آخری جماعت میں فرض کا ثواب نہ ہوا تو نفلوں کا ثواب تو ضرور ہوگا، کیونکہ یہ اختلافی مسئلہ ہے اس لیے فرض ہی کی نیت کرنا چاہیے اور تنہا پڑھی ہوئی فرض، نفل سمجھ لینا چاہیے۔

(الف) پہلی سنتیں کامل ہوئیں یا ناقص کیونکہ امام نے قراءت مع فاتحہ صرف پہلی دو میں پڑھی؟

(ب) تنہا فرض پڑھنے کے بعد جماعت سے فرض پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اگر فرض نہ ہوں تو نفل کا ثواب ہوگا یا نہیں؟

(ج) مکرر فرض کی نیت سے پڑھنے میں اختلاف ہے یا نہیں؟

(د) نفل کی تمام رکعتوں میں قراءت مع فاتحہ واجب ہے یا کیا؟ اگر واجب ہے تو پھر مقتدی نفل والے کی نماز ناقص رہے گی یا نہیں؟ (۲۴۳۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ جس نے فرض پڑھ لیے ہوں وہ پھر امام فرض پڑھنے والوں کا نہیں ہوسکتا، پس زید نے جب کہ اپنی نماز فرض تنہا پڑھ لی تو فرض اس کے ادا ہوگئے، اب ان کو نفل نہیں کرسکتا، بلکہ دوبارہ اگر اسی نماز کو پڑھے گا تو وہ نفل ہوگی، اور نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والوں کی نماز نہیں ہوتی [۱] اور وہ جو اس نے اوّل فرض پڑھنے والے کے پیچھے سنتوں کی نیت باندھ کر نماز پڑھی تھی وہ نفل ہوگئی [۲] مگر سنت مؤکدہ جو ظہر سے پہلے ہیں ادا نہیں ہوئیں کیونکہ ان سنتوں کو علیحدہ پڑھنا سنت ہے [۳]

(الف) وہ نفلیں ہوئیں سنتیں ظہر کی نہیں ہوئی [۳]

(۱) ولا مفترض بمتنفّل وبمفترض فرضًا آخر. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۷۹، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب: الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصّبيّ وحده؟) ظفیر

(۲) وصحّ اقتداء إلخ متنفّل بمفترض. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۸۹-۲۹۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۳) وضمّ سادسة إلخ لِتَصِيرَ الرّكعتان له نفلاً إلخ، والرّكعتان لا ينوبان عن السّنّة الرّاتبة بعد الفرض في الأصحّ، لأنّ المواظبة عليهما إنّما كانت بتحريمة مبتدأة. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۴۸۲-۴۸۴، كتاب الصّلاة، باب سجود السّهو) ظفیر

(ب) تنہا فرض پڑھ کر پھر امام فرض پڑھنے والوں کا نہیں ہوسکتا، البتہ اگر جماعت فرض ہو تو نفل کی نیت سے اقتداء امام کا کرسکتا ہے (۱)

(ج) مکرر فرض نہیں ہوتے، جو پہلے فرض پڑھے وہ فرض ہوگئے بعد میں اگر پڑھے گا تو نفل ہوگی (۱)

(د) نفل جب تنہا پڑھے تو تمام رکعت میں قراءت فرض ہے (۲) اور اگر کسی مفترض کے پیچھے نیت نفل سے شریک ہو تو وہ نفل صحیح ہے ناقص نہیں ہوگی (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۰۶/۳-۱۰۸)

ایک امام دو جگہ خطبہ اور نمازِ جمعہ نہیں پڑھا سکتا

سوال: (۵۹۸) ایک امام دو جگہ خطبہ و نماز جمعہ پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ (۴۲۳/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: دوسری جگہ دوسری دفعہ نہیں پڑھا سکتا (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۰۱/۳)

سوال: (۵۹۹) اگر ایک امام دو جگہ یعنی دو شہروں میں نماز پڑھاوے تو درست ہے یا نہیں؟ (۲۰۸۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

---

(۱) ولا مفترض بمتنفّل. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۷۹، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

وإذا أتمّها يدخل مع القوم والّذي يصلّى معهم نافلة، لأنّ الفرض لا يتكرّر في وقت واحد. (الهداية: ۱/۱۵۲، كتاب الصّلاة، باب إدراك الفريضة) ظفير

(۲) والقراءة واجبة في جميع ركعات النّفل. (الهداية: ۱/۱۴۸، باب النّوافل، فصل في القراءة) ظفير

(۳) وصحّ اقتداء متوضّيء .... بمتيمّم ...... ومتنفّل بمفترض في غير التّراويح في الصّحيح. (الدّرّ المختار مع الشّامي: ۲/۲۸۹-۲۹۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفير

(۴) لا يصحّ الاقتداء بمجنونٍ إلخ ولامفترض بمتنفّلٍ إلخ. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۷۷-۲۷۹، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفير

وفي الشّامي: قوله: (لأنّهما) أي في باب الخطبة والصّلاة كشيء واحدٍ لكونهما شرطًا و مشروطًا إلخ. (ردّ المحتار: ۳/۳۶-۳۷، كتاب الصّلاة، باب الجمعة)

جمیل الرحمٰن (نائب مفتی دارالعلوم دیوبند)

الجواب: دوسری جگہ جو اس امام نے نماز پڑھائی وہ نہیں ہوئی، کیونکہ اگر اوّل نماز قاعدۂ شرعیہ کے موافق ہوئی ہے، تو دوبارہ جو نماز اس امام نے پڑھی وہ نفل ہے، اور متنفّل کے پیچھے فرض اور واجب درست نہیں ہے، پس جن لوگوں نے دوسری دفعہ اس کے پیچھے نماز پڑھی ان لوگوں کی نماز نہیں ہوئی (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۱۴)

نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز جائز نہیں

سوال: (۶۰۰) اگر امام نفل پڑھتا ہو اور مقتدی فرض اگر اس کے پیچھے پڑھ لے تو مقتدی کے فرض ہوں گے یا نہیں؟ (۱۰۵۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس صورت میں مقتدی کے فرض نہیں ہوں گے، درمختار میں ہے: **واتّحاد مكانهما وصلاتهما** (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۲۱)

امام کا مقتدی سے ادنیٰ حال ہونے کا مطلب

سوال: (۶۰۱) امام کو مقتدی سے ادنیٰ حالاً نہ ہونا چاہیے اگر امام ادنیٰ حالاً ہے تو اقتداء صحیح نہیں ادنیٰ حالاً سے کیا مراد ہے؟ (۱۵۸۹/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ امام نفل پڑھے مثلاً اور مقتدی فرض پڑھے تو متنفل کے پیچھے مفترض کی نماز صحیح نہیں ہے، باقی یہ مطلب نہیں ہے جو سائل نے لکھا ہے (۳) بلکہ ان صورتوں میں نماز دونوں کی صحیح ہے، یعنی امام کی بھی اور مقتدی کی بھی مثلاً اگر امام عالم نہیں اور مقتدی عالم ہے یا امام کے سر پر عمامہ نہیں اور مقتدی کے سر پر عمامہ ہے تو اس طرح نماز سب کی صحیح ہے۔ فقط (۳/۱۸۳)

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) **الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۴۳، باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الكبرى .**

ولا مفترض بمتنفّلٍ وبمفترضٍ فرضًا آخر لأنّ اتّحاد الصّلاتين شرط عندنا . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۷۹، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۳) سائل نے جو مطلب لکھا ہے وہ رجسٹر نقول فتاوی میں نہیں ہے۔

عصر پڑھنے والے کے پیچھے ظہر کی نماز ادا نہ ہوگی

سوال: (۶۰۲) زید کا دعوی ہے کہ نماز عصر کی جماعت ہورہی ہے، بکر کہ جس نے ظہر اس روز کی ابھی تک ادا نہیں کی بعد میں آیا ہے، امام کے ساتھ نماز ظہر کی نیت کر کے شامل ہوجائے اس کی ظہر ہوجائے گی عصر بعد میں ادا کرے۔ (۱۹۴۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ دعوی بھی زید کا غلط ہے، عصر پڑھنے والے کے پیچھے ظہر کی نماز ادا نہ ہوگی (۱) فقط (۲۱۳/۳)

تراویح پڑھانے والے کے پیچھے عشاء کے فرض پڑھنا درست نہیں

سوال: (۶۰۳) زید کا دعوی ہے کہ نماز تراویح ہورہی ہے، بکر جو پیچھے سے پہنچا ہے نماز فرض عشاء علیحدہ نہ پڑھے، بلکہ امام کے پیچھے کہ جس حالت میں امام ہے خود بکر نیت نماز فرض عشاء کر کے جماعت میں شامل ہوجائے بکر کے فرض ہوجائیں گے؟ (۱۹۴۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: زید کا دعوی غلط ہے تراویح پڑھنے والے کے پیچھے فرض ادا نہ ہوں گے (۱) (۲۱۳/۳)

حنفی کی نماز شافعی کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۰۴) حنفی کی نماز شافعی المذہب والے کے پیچھے صحیح ہے یا نہیں؟ اور اگر شافعی المذہب رعایت حنفی کی نجاست ووضووغیرہ میں نہ کرے تو پھر کیا حکم ہے؟ (۱۹۹۸/۱۳۴۳ھ)

الجواب: حنفی کی نماز شافعی المذہب والے کے پیچھے صحیح ہے، لیکن اس امام کو چاہیے کہ رعایت حنفی (مذہب) (۲) کی دربارۂ نجاست ووضووغیرہ کے کرے، اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو حنفی کو اس کے

---

(۱) ولا یصحّ اقتداء رجل بامرأة إلخ ، ولا مفترض بمتنفّل ولا بمفترض فرضًا آخر ، لأنّ اتّحاد الصّلاتین شرط عندنا . (الدرّ المختار مع ردّ المحتار : ۲/۲۷۶-۲۷۹، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

(۲) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیا گیا ہے۔ ۱۲

پیچھے نماز پڑھنی نہ چاہیے، اور اگر یقینًا یہ معلوم ہو کہ اس امام سے کوئی امر ناقض وضو وغیرہ بہ اعتقاد حنفی سرزد ہوا ہے تو پھر اس کے پیچھے حنفی کی نماز نہ ہوگی [۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۹۴/۳)

سوال: (۶۰۵) اکثر امام یہاں کے نماز میں بسم اللہ بھی قراءت کے ساتھ بہ آوازِ بلند پڑھتے ہیں، اور رفع یدین کرتے ہیں، بعض نمازی آمین بالجہر پڑھتے ہیں، ایسے اشخاص کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے، یعنی حنفی کی؟ اور امام کے پیچھے الحمد پڑھتے ہیں۔ (۱۷۵۶/۱۳۳۸ھ)

الجواب: امام شافعیؒ کے مذہب میں فاتحہ اور سورت کے ساتھ بسم اللہ کا جہر ہے، اس لیے وہ ایسا کرتے ہوں گے، حنفیوں کے نزدیک نہیں ہے، اور اسی طرح رفع یدین اور قراءت فاتحہ خلف الامام امام شافعیؒ کا مذہب ہے، وہ لوگ جو ایسا کرتے ہیں شافعی المذہب ہوں گے، مگر ان کو چاہیے کہ زور سے نہ پڑھیں، جس سے دیگر نمازیوں کی نماز میں خلل ہو بہ وجہ ناواقفی کے وہ ایسا کرتے ہیں [۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۰۶/۳-۳۰۷)

شافعی کی نماز حنفی کے پیچھے درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۰۶) شافعی المذہب کی اقتداء امام حنفی المذہب کے پیچھے درست ہے یا نہ؟ ایک شخص اقتداء شافعی المذہب کی امام حنفی کے پیچھے ناجائز بتلا کر عدم جواز پر عبارت ذیل کا حوالہ درج کرکے ایک خط بہ ذریعہ رجسٹری بھیج دیا ہے، جس سے آپس میں تفرقہ پڑ گیا ہے؛ وہ عبارت یہ ہے:

---

(۱) وكذا تكره خلف أمرد إلخ ومخالف كشافعيّ لكن في وتر البحر إن تيقّن المراعاة لم يكره أو عدمها لم يصحّ وإن شكّ كره (الدّرّ المختار) وبَحَثَ المحشّي أنّه إن علم أنّه راعي في الفروض والواجبات والسّنن فلا كراهة ، وإن علم تركها في الثّلاثة لم يصحّ وإن لم يَدْرِ شيئًا كُرِهَ إلخ. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۸-۲۵۹، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب في الاقتداء بشافعيّ ونحوه هل يكره أم لا؟)

(۲) ومن أمّ بأجرة ...... ومخالف كشافعيّ لكن في وتر البحر إن تيقّن المراعاة لم يكره أو عدمها لم يصحّ وإن شكّ كره (الدّرّ المختار) وأمّا الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشّافعيّ فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصّلاة على اعتقاد المقتدى عليه الاجماع إلخ .
(الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۸-۲۵۹، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفير

قال شیخنا ابن حجر الهیثمي تبعًا لشیخه زکریا رحمه اللّٰه تعالٰی: وکذا لو کان —الإمام— لا یعتقدُ وجوبَ بعضِ الأرکان أو الشّروط وإن أتی بها لأنّه یُقصدُ بها النّفلیةُ وهو مبطل عندنا کما في فتح المعین إلخ[1] (۱۳۳۴-۳۳/۲۱۷ھ)

الجواب: مذہب حنفیہ میں اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ اقتداء حنفی بامام شافعی المذہب جائز ہے[2] اور معتبر عندالشافعیہ بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی اقتداء شافعی بامام حنفی درست ہے، اور جس قسم کی روایات اس شخص منکر نے لکھ کر بھیجی ہے، اس قسم کی روایات مذہب حنفیہ میں بھی ہیں، مگر وہ معتبر نہیں ہیں، اسی قبیل سے یہ روایت معلوم ہوتی ہے، کیونکہ علماء حرمین کا عمل اس کے خلاف ہے، وہاں برابر شوافع حنفیہ کا اور حنفیہ شوافع کا اقتداء بلا انکار کرتے ہیں، باقی روایات ہر قسم کی ہوتی ہیں، مگر اعتبار محققین کے قول کا ہے، پس ایسی روایات سے کچھ تردد جواز اقتداء شافعی بامام حنفی نہ ہونا چاہیے، پوری تفصیل کتب مذہب شافعیہ کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتی ہے، جو زیادہ یہاں موجود بھی نہیں ہیں اور دیکھنے کی فرصت بھی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۰۴/۳-۲۰۵)

جماعت میں شرکت کے وقت یہ معلوم نہ تھا کہ امام کا مسلک کیا ہے تو کیا کرے؟

سوال: (۶۰۷) زید جماعت میں شریک ہوا، اور یہ معلوم نہ تھا کہ امام کا مذہب کیا ہے،

---

(۱) فتح المعین بشرح قرّة العین للشّیخ زین الدّین بن عبد العزیز، ص:۳۲، باب الصّلاة، فصل في صلاة الجماعة، المطبوعة: المطبعة المیمنیّة بمصر.

(۲) وکذا تکره خلف أمرد — إلٰی قولہٖ — زاد ابن ملك ومخالف کشافعيّ لکن في وتر البحر: إن تیقّن المراعاة لم یکره (الدّرّ المختار) وأمّا الاقتداء بالمخالف في الفروع کالشّافعيّ فیجوز ما لم یعلم منه ما یفسد الصّلاة علی اعتقاد المقتدي علیه الاجماع إنّما اُختِلَف في الکراهة. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۸-۲۵۹، کتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في الاقتداء بشافعي ونحوه هل یکره أم لا؟) ظفیر

نماز میں معلوم ہوا کہ امام کا مذہب زید کے خلاف ہے تو اب زید نماز پڑھے یا نماز توڑ دے؟
(۱۱۵۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اگر مذہب زید کا مثلاً حنفی ہے، اور امام کا مذہب معلوم ہوا کہ شافعی ہے یا مالکی، تو نماز زید کی اس کے پیچھے صحیح ہے، توڑنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ نماز کا توڑنا ایسی حالت میں ممنوع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۲۳/۳)

شافعی مقتدی کی رعایت میں دوسری رکعت کا قومہ طویل کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۶۰۸) حنفی امام نماز صبح میں دوسری رکعت کے قومہ میں اس قدر تاخیر کرتے ہیں کہ شافعی مقتدی تقریباً دُعائے قنوت ختم کر لیتے ہیں کیا یہ عمل جائز ہے؟ اور حنفی مقتدی کی نماز میں کوئی خرابی کا باعث نہ ہوگا، اگر ہو تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کردے؟ (۸۵۳/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: امام کو رعایت مقتدی شافعی کی مثلاً مستحب ہے؛ لیکن اس وقت تک کہ اپنے مذہب کے موافق کسی امرِ مکروہ کا ارتکاب نہ ہو، اور صورت مذکورہ میں امام کو قومہ میں اس قدر طول کرنا کہ تاخیر سجدہ من القومہ اس قدر لازم آوے کہ موجب سجدہ سہو ہو جاوے درست نہیں ہے، لہٰذا امام کو ایسا کرنا بہ رعایت مقتدیان درست نہیں ہے، لیکن نماز حنفی مقتدیوں کی صحیح ہے، البتہ بعض صورتوں میں نقصان صلاۃ کا احتمال ہے، لہٰذا بہتر ہے کہ اگر امام اس فعل کو ترک نہ کرے تو حنفی اس کی اقتدا نہ کریں، درمختار میں ہے: **لكن يندب للخروج من الخلاف لا سيّما للإمام لكن بشرط عدم لزوم ارتكاب مكروه مذهبه إلخ**[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۷۴/۳-۲۷۵)

جو لوگ امام کی بات نہیں مانتے ان کی نماز اس امام کے پیچھے صحیح ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۰۹) امام نے اہل محلّہ کو شریعت کی بات بتلائی، چند آدمیوں نے منظور نہیں کیا،

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۵۰/۱، كتاب الطّهارة ، مطلب في ندب مراعاة الخلاف إذا لم يرتكب مكروه مذهبه .

اور یہ کہا کہ ہم اپنی رسم کونہیں چھوڑتے تو ہمارا امام نہیں، اور پھر اسی امام کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں، ان لوگوں کی نماز اس امام کے پیچھے صحیح ہے؟ (۱۸۹۵/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: نماز اس امام کے پیچھے صحیح ہے، باقی احکامِ شریعت کا نہ ماننا اور ان پر عمل نہ کرنا گناہ ہے، اس سے توبہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۱۱/۳)

امام امامت کی نیت نہ کرے پھر بھی مقتدیوں کی نماز ہوجاتی ہے

سوال: (۶۱۰) زید ایک جگہ امام ہے اور بکر اسی جگہ کا دربان ہے، اور زید وبکر میں نااتفاقی ہے، بکر زید کے پیچھے نماز پڑھتا ہے، لیکن بہ وجہ عداوت کے زید (بکر کی) اقتداء کی نیت نہیں کرتا، تو اس صورت میں بکر کی نماز ہوجائے گی؟ (۲۰۹۳/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: بکر کی نماز صحیح ہے، کیوں کہ امام مقتدیوں کی امامت کی نیت کرے یا نہ کرے ہر حال میں مقتدیوں کی نماز ہوجاوے گی [(۱)] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۱۴/۳-۳۱۵)

تنہا فرض پڑھنے والے کے پیچھے اقتداء کی نیت کرنا درست ہے

سوال: (۶۱۱) ایک شخص تنہا مسجد میں نماز فرض پڑھ رہا ہے، دوسرا شخص بعد میں آکر نیت باندھ کر مقتدی ہوگیا اور شخص اوّل نے امامت کے ساتھ فرض نماز ادا کی اس صورت میں اس کی امامت اور اس کی اقتداء درست ہوئی یا نہیں؟ (۱۰۲۴/ ۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس صورت میں نماز ہوگئی امامت اور اقتداء جائز ہوئی [(۲)] فقط (۳۲۰/۳-۳۲۱)

---

(۱) ولا يشترط لصحّة الاقتداء نية إمامة المقتدى. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۹۳/۲، كتاب الصّلاة، باب شروط الصّلاة، مطلب: مضى عليه سنوات وهو يصلّي الظّهر قبل وقتها) ظفير

(۲) والإمام ينوي صلاته فقط، ولايشترط لصحّة الاقتداء نية إمامة المقتدي. وفي الشّامي: لا يصحّ الاقتداء إلّا بنية، وتصحّ الإمامة بدون نيتها. (الدّرّ والرّدّ: ۹۳/۲، كتاب الصّلاة، باب شروط الصّلاة، مطلب: مضى عليه سنوات وهو يصلّي الظّهر قبل وقتها)

جوامام صاحبِ ترتیب نہیں ہےاس کے پیچھے صاحبِ ترتیب کی نماز صحیح ہوتی ہے

سوال: (۶۱۲) صاحبِ ترتیب کی اقتداء اس امام کے پیچھے ہوسکتی ہے یا نہیں جس کی نماز فوت ہوتی رہتی ہو؟ (۱۱۷۸/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: جب کہ امام صاحبِ ترتیب نہیں ہے تو اس کی نماز صحیح ہے، پس اس کے پیچھے صاحبِ ترتیب کی نماز بھی صحیح ہے کیونکہ مقتدی کی نماز تابع امام کی نماز کے ہے **صحّةً وفسادًا** [۱] (۳/ ۲۱۱)

صفِ اوّل میں جگہ نہ ہوتو نیا آنے والا مقتدی کہاں کھڑا ہو؟

سوال: (۶۱۳) ایک صف مقتدیوں کی امام کے پیچھے ہے، اس میں بالکل جگہ اور مقتدی کی نہیں، اب جو شخص آوے تو کس جگہ کھڑا ہو صف ثانی میں تنہا یا صف اوّل سے کسی مقتدی کو لیوے اور اس کے ساتھ کھڑا ہو، اگر صف اوّل سے لے تو کس جگہ سے شروع صف سے یا اخیر سے، اگر اخیر سے لے گا تو نماز میں کچھ نقصان آئے گا یا نہیں؟ (۲۸۵/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: اگر صف میں جگہ نہیں ملی تو کچھ انتظار کرے تا کہ دوسرا آجاوے، اگر نہیں آیا تو صف سے ایسے شخص کو کہ جو شخص مسئلہ کو جانتا ہو کھینچ لے، اگر ایسا شخص نظر نہ آوے تو تنہا امام کے پیچھے اور صف کے پیچھے کھڑا ہو جاوے۔ **انتظر حتّی یجيء آخر فیقفان خلفه وإن لم یجيء حتّی رکع الإمام یختار أعلم النّاس بهذه المسئلة فیجذبه ویقفان خلفه، ولو لم یجد عالمًا یقف خلف الصّفّ بحذاء الإمام للضّرورة کذا في الشّامي** [۲] فقط واللہ اعلم (۳/ ۳۳۵-۳۳۶)

---

(۱) ثبت أنّ الإمام ضامن بصلاة نفسه صلاة القتدي أي صارت صلاة المقتدي في ضمن صلاته صحّةً وفسادًا. (کبیري، ص:۴۴۵، باب الإمامة، الخامس في من لا یصحّ الاقتداء به في حقّ بعض المصلّین دون البعض)

(۲) ردّ المحتار: ۲/ ۲۶۶، کتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب: هل الإساء ة دون الکراهة أو أفحش منها؟

سوال: (۶۱۴) نماز جماعت میں پوری صف بھری ہوئی ہے، ایک نمازی کوصف میں جگہ نہ ملی وہ تنہا کھڑا ہوگیا نماز ہوئی یا نہیں؟ یا وہ جماعت میں شامل ہوا یا نہ؟ اگر دوسرے شخص کو اپنی ہمراہی کے واسطے صف سے لینا چاہے تو کس جانب سے لے؟ (۱۳۳۸/۹۳۹ھ)

الجواب: اگر وہ تنہا پیچھے کھڑا ہوگیا بہ وجہ اگلی صف میں جگہ نہ ہونے کے تو نماز اس کی بلا کراہت ہوگئی؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ اگلی صف میں سے کسی کو کھینچ کر اپنے برابر کھڑا کرلے، بہ شرطیکہ اندیشہ کسی کے فسادِ صلاۃ کا نہ ہو، مثلاً یہ کہ وہ شخص جس کو کھینچا جاوے وہ واقف ہو مسئلہ سے، اور اس کے کھینچنے سے سمجھ جاوے کہ مجھے پیچھے ہونا مناسب ہے، اور یہ اختیار ہے کہ صف کے جس موقع سے چاہے کھینچے، لیکن قریب سے اچھا ہے، اور اس زمانہ میں بہ وجہ عموماً ناواقف ہونے لوگوں کے مسائل سے اگر کھینچنا مناسب نہ سمجھے تو نہ کھینچے، کیونکہ نماز تنہا کی بھی ہوجاتی ہے[1] فقط (۳۴۸/۳-۳۴۹)

امام کے ساتھ ایک مقتدی تھا پھر دوسرا آ گیا تو وہ کہاں کھڑا ہو؟

سوال: (۶۱۵) اگر امام کے ساتھ صرف ایک مقتدی نماز پڑھتا ہو، اور دوسرا اور آجائے یا جماعت کی پوری صف بھر گئی ہو اور ایک نمازی بعد کو آوے تو اس کو اگلی صف میں سے ایک مقتدی کو کھینچنا ضروری ہے یا صرف جائز؟ (۱۳۴۲/۹۴۹ھ)

---

(۱) وقدّمنا كراهة القيام في صفّ خلف صفّ فيه فرجة للنّهي، وكذا القيام منفردًا وإن لم يجد فرجة، بل يجذب أحدًا مِن الصّفّ ذكره ابن الكمال، لكن قالوا في زماننا: تركه أولىٰ، فلذا قال في البحر: يكره وحده إلّا إذا لم يجد فرجة (الدّرّ المختار) والأصحّ ما روى هشام عن محمّد أنّه ينتظر إلى الرّكوع، فإن جاء رجل وإلّا جذب إليه رجلًا أو دخل في الصّفّ، ثمّ قال في القنية: والقيام وحده أولىٰ في زماننا لغلبة الجهل على العوام، فإذا جرّه تفسد صلاته اهـ، قال في الخزائن: قلت: وينبغي التّفويض إلى رأي المبتلى، فإن رأى من لا يتأذّى لِدِيْنٍ أو صداقة زاحمه أو عالمًا جذبه وإلّا انفرد اهـ، قلت: وهو توفيق حسن اختاره ابن وهبان في شرح منظومته. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۳۵۹/۲، كتاب الصّلاة، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها، مطلب: إذا تردّد الحكم بين سنّة وبدعة إلخ) ظفیر

الجواب: اگر امام کے ساتھ ایک مقتدی ہے، پھر دوسرا آجائے تو بہتر یہ ہے کہ پہلا مقتدی پیچھے ہوجاوے، اور دونوں امام کے پیچھے ہوجاویں، اور اس میں یہ شرط لکھی ہے کہ اگر اس مقتدی کی نماز کے فساد کا اندیشہ نہ ہو تو اس کو پیچھے کو ہٹاوے ورنہ نہ ہٹاوے، اس سے معلوم ہوا کہ پیچھے کرنے کی ضرورت اس وقت ہے کہ یہ معلوم ہو کہ وہ پیچھے ہٹ جاوے گا، اور اس کو یہ مسئلہ معلوم ہو، اسی طرح صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونے کا حکم ہے کہ اگر صف میں سے کوئی شخص اس کے پیچھے ہٹانے سے بے تکلف پیچھے ہٹ جاوے تو ایسا کرے ورنہ تنہا کھڑا ہوجاوے، جیسا کہ شامی میں اس کی تفصیل مذکور ہے، فليراجع ، والّذي يظهر أنّه ينبغي للمقتدي التّأخّر إذا جاء ثالث ، فإن تأخّر وإلاّ جذبه الثّالث إن لم يخش إفساد صلاته ، فإن اقتدى عن يسار الإمام يشير إليهما بالتّأخّر وهو أولٰى من تقدّمه لأنّه متبوع – إلى – وهٰذا كلّه عند الإمكان ، وإلاّ تعيّن الممكن إلخ [۱]
وفي الدّرّ المختار : و لو صلّى على رفوف المسجد إن وجد في صحنه مكانًا كره ، كقيامه في صفٍّ خلف صفٍّ فيه فرجة إلخ [۲] عبارتِ درمختار سے یہ واضح ہے کہ ایک مقتدی کا تنہا کھڑا ہونا صف کے پیچھے اس وقت مکروہ ہے کہ اگلی صف میں جگہ ہو، اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اگلی صف بھری ہوئی ہو تو پیچھے تنہا کھڑا ہوسکتا ہے، ہاں اولیٰ یہ ہے کہ صف میں سے ایک شخص پیچھے چلا جاوے اور اگر یہ آنے والا کسی کو آگے سے کھینچے تو یہ بھی جائز ہے؛ اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔
في الشّامي : لو جذبه آخر فتأخّر ، الأصحّ لا تفسد صلاته إلخ [۳] فقط (۳/۳۵۸-۳۵۹)

---

(۱) ردّ المحتار: ۲/۲۶۵-۲۶۶، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب : هل الإساءة دون كراهة أو أفحش منها — یہ جو کہا هٰذا كلّه عند الإمكان وإلاّ تعيّن الممكن. اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مقتدی کے پیچھے آنے کی جگہ ہے تب تو مقتدی پیچھے ہٹ آویں اور اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہیں ہے تو پھر اِمام کو آگے بڑھانا چاہیے اور اگر اس کی بھی گنجائش نہیں ہے تو دوسرا مقتدی امام کے بائیں کھڑا ہوجاوے، ذرا پیچھے ہٹ کر جیسا کہ پہلا مقتدی کھڑا ہے۔ واللہ اعلم۔ ظفیر الدین غفرلہٗ

(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۶۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة ، مطلب في الكلام على الصّفّ الأوّل .

(۳) ردّ المحتار: ۲/۲۶۹، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصّفّ الأوّل.

دوآدمی نماز پڑھ رہے تھے کہ تیسرا آیا تو امام آگے بڑھے یا مقتدی پیچھے ہٹے؟

سوال: (۶۱۶) امام ومقتدی صرف دوآدمی ہیں، اس لیے برابر کھڑے ہوئے ہیں، اب تیسرا آدمی اورآ گیا، اب امام آگے بڑھے یا مقتدی پیچھے ہٹے؟ (۱۳۳۴/۲۱۲۴ھ)

الجواب: اس حالت میں امام آگے بڑھے یا مقتدی پیچھے کو ہٹے دونوں امر جائز ہیں؛ لیکن مقتدی کا پیچھے ہٹنا اولیٰ ہے، بہ نسبت امام کے آگے بڑھنے سے، **کما في الشّامي : وهو أولٰی من تقدّمه لأنّه متبوع إلخ**[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۵۲-۳۵۳)

ایک مقتدی امام کی داہنی طرف تھا، بعد میں آنے والے امام کے پیچھے کھڑے ہوگئے تو نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟

سوال: (۶۱۷) امام کے داہنی طرف ایک مقتدی ہے، بعد میں چند اشخاص اورآ گئے اور امام کے پیچھے بہ فاصلہ سجود صف باندھی نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۲۱۳ھ)

الجواب: جب امام کے ساتھ ایک آدمی داہنی طرف تھا پھر اورآ گئے تو مقتدی کو یا امام کو اپنی جگہ چھوڑنی ہوگی، اور اگر ایسا نہ ہوا اور بعض مقتدی بہ فاصلہ صف کھڑے ہوگئے نماز مع الکراہت جائز ہے: شامی: جلد: اوّل، **ولو قام واحد بجنب الإمام وخلفه صف كره إجماعًا**[2] فقط (۳/۳۴۷)

مقتدی کس طرح کھڑے ہوں؟

سوال: (۶۱۸) نماز میں مقتدی مونڈھوں کو مونڈھوں سے اور ٹخنوں کو ٹخنوں سے ملا کر کھڑے ہوں یا کیوں کر؟ (۱۳۳۵/۱۴۶۰ھ)

---

(۱) ردّ المحتار: ۲/۲۶۵، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۶۵، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

الجواب: مل کر کھڑا ہونا اور بیچ میں جگہ خالی نہ چھوڑنا سنت ہے، قدم کا قدم سے ملانے کا یہ مطلب ہے کہ ایک سیدھ میں اور برابر رہیں آگے پیچھے نہ ہوں[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۲۷)

اخیر نماز میں ایک شخص آیا اور صف میں جگہ نہیں ہے تو وہ کیا کرے؟

سوال: (۶۱۹) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جماعت میں (شریک ہونے کے لیے) جب کہ صف میں جگہ باقی نہیں زید وضو کر کے پہنچا، اور امام قریب ہے کہ سلام دونوں طرف پھیر دیوے تو زید ایسی حالت میں کیا کرے؟[۲] (۱۹۵۶/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: پیچھے کھڑے ہو کر شریک جماعت ہو جاوے[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۶۴)

صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہو کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: (۶۲۰) صف سے علیحدہ کھڑے ہو کر اکیلا نماز پڑھنا درست ہے یا نہ؟ اور نماز ہوگی یا نہ؟ (۱۶۱۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: نماز ہوگئی، مگر بلا عذر اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے[۴] فقط واللہ اعلم (۳/۳۴۵)

---

(۱) ويَصُفُّ أيْ يَصُفُّهُم الإمامُ بأن يأمُرهُم بذلكَ. قال الشُّمُنِّيُّ: وينبغِي أن يَأْمُرهُم بِأَنْ يَتَرَاصوْا وَيَسُدُّوْا الْخَلَلَ وَيُسَوُّوْا مَنَاكِبَهُمْ (الدّرّالمختار مع ردّالمحتار: ۲/۲۶۵-۲۶۶، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۲) اس سوال کی رجسٹر نقول فتاویٰ سے اصلاح کی گئی ہے۔۱۲

(۳) وإن لم يجيء حتّى ركع الإمام يختار أعلم النّاس بهذه المسئلة فيجذبه ويقفان خلفه، ولو لم يجد عالمًا يقف خلف الصّفّ بحذاء الإمام للضّرورة، ولو وقف منفردًا بغير عذر تصحّ صلاته عندنا. (الشّامي: ۲/۲۶۶، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۴) وكذا — يكره — للمقتدي أن يقوم خلف الصّفوف وحده إذا وجد فرجة في الصّفوف. (الفتاوى الهندية: ۱/۱۰۷، كتاب الصّلاة، الباب السّابع فيما يفسد الصّلاة وما يكره فيها، الفصل الثّاني، فيما يكره في الصّلاة وما لا يكره) ظفیر

صفوں کوسیدھا کرنا سنت ہے

سوال: (۶۲۱) صفوف کوسیدھا کرنا اور کرانا کیسا ہے؟ (۱۳۴۳/۱۲۵۹ھ)

الجواب: صفوف کا سیدھا کرنا سنت ہے، اس کی بہت تاکید آئی ہے(۱) فقط (۳۶۶/۳)

صفوں کو ہموار کرنے کا طریقہ

سوال: (۶۲۲) نماز میں جماعت کے اندر ایڑی برابر ہوں یا کیسے؟ (۵۲/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: ٹخنا ٹخنے کی سیدھ میں ہونا چاہیے، اور مونڈھا مونڈھے کے سیدھ میں ہونا چاہیے، اس سے صف سیدھی ہوجاوے گی، درمختار میں ہے: ویسوّوا مناکبهم(۲) فقط (۳۲۷/۳)

ٹخنوں کوٹخنوں سے ملانے کا مطلب

سوال: (۶۲۳) نماز میں مقتدی مونڈھے سے تو مونڈھا لگا کر کھڑے ہوتے ہیں، مگر ایک صاحب فرماتے ہیں کہ پاؤں سے پاؤں بھی ملانا چاہیے، آیا حنفی مذہب میں اس کا حکم ہے یا نہیں؟ (۹۱۲/۱۳۴۰ھ)

الجواب: حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے مونڈھوں کے ملانے اور صفوف کے برابر کرنے کا حکم فرمایا ہے، اور ٹخنوں کو ایک سیدھ میں کرنے کا حکم ہے، اس سے غیر مقلدوں نے ٹخنا سے ٹخنا ملانے کا حکم سمجھ لیا؛ یہ بہ ظاہر ان سے غلط فہمی ہوئی ہے، اور اصل یہ ہے کہ مونڈھوں کے ملانے کا

---

(۱) عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: سَوُّوا صُفُوْفَكُمْ، فإنّ تَسْوِيَةَ الصّفوفِ مِن إقامةِ الصّلاةِ متّفق عليه.

وفي رواية نعمان بن بشير رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يسوّي صفوفنا ...... فقال: عباد الله! لتسونّ صفوفكم أو ليخالفنّ الله بين وجوهكم، رواه مسلم. (مشكاة المصابيح، ص:۹۷-۹۸، كتاب الصّلاة، باب تسوية الصّفّ، الفصل الأوّل) ظفیر

(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۶۶، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

حکم صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے (۱) لہٰذا یہ سنت ہے، اور جب کہ جملہ آدمی مونڈھے ملائیں گے، تو سب کے ٹخنے نہیں مل سکتے جیسا کہ تجربہ اس پر شاہد ہے، اس لیے بعض صحابہؓ سے جو الصاق کعاب منقول ہے، اس کے معنی برابر اور سیدھا کرنے کے ہیں؛ یعنی تمام صف کے آدمی ایک سیدھ میں ہوں نہ یہ کہ قدم اور ٹخنا آگے پیچھے ہوں (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۵۴-۳۵۵)

مقتدیوں کا ٹخنے سے ٹخنا ملانا خلاف سنت ہے

سوال: (۶۲۴) پیر جوڑنا کہ داہنے مقتدی کا بایاں پیر بائیں مقتدی کی داہنے پیر سے مل جاوے، وھٰکذا، اس سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۳۳۲ھ)

الجواب: نماز تو اس سے فاسد نہیں ہوتی، مگر یہ فعل ان کا خلاف سنت ہے (۲) فقط (۳/۳۴۸)

سوال: (۶۲۵) غیر مقلد جماعت میں پاؤں ایک دوسرے سے ملاتے ہیں اور حدیث سے استنباط کرتے ہیں؛ حنفیہ کے نزدیک کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۹/۲۲۴۰ھ)

الجواب: غیر مقلد غلط سمجھتے ہیں، صرف محاذاتِ اَقدام واَکناف وغیرہ کا حکم ہے، یہی حنفی بھی کہتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۵۳)

---

(۱) عن النّعمان بن بشير رضي اللّٰه عنه قال: كان رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم يسوّي صفوفنا حتّى كأنّما يسوي بها القداح حتّى رأى أنا قد عقلنا عنه ثمّ خرج يومًا فقام حتّى كاد أن يكبّر، فرأى رجلاً باديًا صدره من الصّفّ، فقال: عباد اللّٰه! لتسوُّنَّ صفوفكم أو ليخالفنّ اللّٰه بين وجوهكم، رواه مسلم.

وعن أبي مسعود الأنصاري رضي اللّٰه عنه قال: كان رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم يمسح مناكبنا في الصّلاة، و يقول: استووا، ولا تختلفوا فتختلف قلوبكم الحديث (مشكاة المصابيح، ص:۹۷-۹۸، كتاب الصّلاة، باب تسوية الصّفّ، الفصل الأوّل)

(۲) ومَا رُوِيَ أَنَّهُـمْ ألصقُوا الْكِعَابَ بِالْكِعَابِ أريدَ بِها الجماعة أي قام كلّ واحدٍ بجانب الآخر. (ردّ المحتار: ۲/۱۱۶، كتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة، بحث القيام) ظفیر

اگر جگہ نہ ہوتو اگلی صف میں زبردستی گھسنا درست نہیں

سوال: (۶۲۶) ایک مسجد میں جب جماعت کھڑی ہوتی ہے تو بعض باوجود اس کے کہ صفِ اولیٰ میں جگہ نہیں ہوتی، خواہ مخواہ صفِ اولیٰ میں گھس آتے ہیں، اور یہ ظاہر ہے کہ جب صف میں پچیس آدمی کی جگہ ہے، اور اس میں ستائیس آدمی زبردستی کرکے ہوجاویں گے تو ان زائد کی وجہ سے صف بالکل ٹیڑھی ہوجاوے گی اور نمازی آگے پیچھے ہوجاتے ہیں، علاوہ اس کے نمازیوں کو سخت تنگی وایذاء ہوتی ہے، تو آیا ان بعض زائد صاحبوں کو صفِ اولیٰ میں گھس آنے سے صف اولیٰ کا ثواب ہوگا یا نہیں؟ (۳۵/۱۱۷۲-۱۳۳۶ھ)

الجواب: قال في الدّرّ المختار: وينبغي أن يأمرهم بأن يتراصّوا ويسدّوا الخلل ويسوّوا مناكبهم إلخ [1] اس کا حاصل یہ ہے کہ امام مقتدیوں کو حکم کرے کہ خوب مل کر کھڑے ہوں اور دو نمازیوں کے درمیان میں کشادگی نہ چھوڑیں اور اپنے مونڈھے برابر کریں، پس اگر اگلی صف میں گنجائش ہے تو بہ موجب حکم مذکور اگلی صف میں کھڑا ہونا اور درمیان کی کشادگی کو بند کرنا مستحب و مسنون ہے، اور اگر جگہ نہ ہوتو تکلیف دینا اگلی صف کے نمازیوں کو مناسب نہیں ہے [2] فقط (۳۴۰/۳)

بچوں کی صف کے آگے سے گذرنا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۲۷) مقدّمِ صف میں ۵ یا ۶ رجال ہیں، اور دوئم صف صبیان کی ہے، جس میں پندرہ یا سولہ لڑکے ہیں، یعنی لڑکوں کی صف نے رجال کی صف کو یمین ویسار سے گھیر لیا ہے، اب جو مرد آوے وہ اَطفال کے آگے سے مرور کرنے کے سوا اگلی صف میں شامل نہیں ہوسکتا، پس اس کو کیا کرنا چاہیے؟ (۵۵۶/۱۳۴۰ھ)

---

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۶۶/۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

(۲) قال في المعراج: الأفضل أن يقف في الصّفّ الآخر إذا خاف إيذاء أحد قال عليه الصّلاة والسّلام: من ترك الصّفّ الأوّل مخافة أن يؤذي مسلمًا أضعف له أجر الصّفّ الأوّل وبه أخذ أبو حنيفة ومحمّد. (ردّ المحتار: ۲۶۶/۲-۲۶۷، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفير

الجواب: مرد آنے والا اس صورت میں اطفال کے آگے کو مرور کر کے شاملِ صفِ رجال ہو جاوے(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۵۴)

سوال: (۶۲۸) امام کے پیچھے آدمیوں کی جماعت قلیل ہے، اور اس کے پیچھے لڑکوں کی جماعت کثیر ہے یعنی نابالغ لڑکوں کی، اگر مسبوق آدمی بالغ اگلی جماعت میں ملنا چاہے تو لڑکوں کی جماعت کو کس طرح (لکھے؟) (۲) فقط (۹۲۵/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اگر لڑکوں کے آگے جا کر یا صف کو چیر کر بالغوں کی جماعت میں مل سکے تو چلا جاوے اور بالغوں کی جماعت میں شریک ہو جاوے، اور اگر کچھ ممکن نہ ہو اور لڑکوں ہی کی جماعت میں کھڑا ہو جاوے تب بھی نماز صحیح ہے (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۳۸-۳۳۹)

اگر آگے جگہ خالی ہو تو وہاں جا کر بیٹھنا درست ہے

سوال: (۶۲۹) اگر کوئی شخص جماعت میں جگہ خالی چھوڑ کر پیچھے بیٹھ گیا، اور دوسرا شخص اس کو پھاند کر خالی جگہ پر جا بیٹھا تو کچھ حرج تو نہیں؟ (۶۳۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جو شخص آگے جگہ خالی دیکھ کر پھلانگ کر وہاں جا کر بیٹھا اس پر کچھ گناہ نہیں ہے، اور جس نے باوجود آگے جگہ خالی ہونے کے پیچھے بیٹھنا اختیار کیا اس نے خلاف اولیٰ کیا (۴) فقط واللہ اعلم (۳/۳۴۵)

---

(۱) لو وجد فرجة في الأوّل لا الثّاني له خرق الثّاني . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۶۹، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

(۲) مطبوعہ فتاویٰ میں (لکھے) کی جگہ ''کھے'' تھا، اس کی تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔

لکھنا: (ل، کھ، نا): گزرنا، عبور کرنا، یہ عوامی محاورہ ہے۔

(۳) فلو شرعوا وفي الصّفّ الأوّل فرجة له خرق الصّفوف. (ردّ المحتار: ۲/۲۶۷، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، قبيل مطلب في جواز الإيثار بالقرب) ظفیر

(۴) لو وجد فرجة في الأوّل لا الثّاني له خرق الثّاني لتقصيرهم ، وفي الحديث : مَن سدّ فرجة غفر له. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۶۹، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

اگلی صف میں جگہ ہوتو پچھلی صفوں کو چیر کر وہاں جانا درست ہے

سوال: (۶۳۰) جماعت ہورہی ہو، اور سب لوگ نیت باندھ چکے ہوں، ایک شخص وضو کر کے آیا اور اگلی صف میں جگہ ہے تو وہ شخص کنارے سے صفوں کو پھاڑتا ہوا اگلی یا درمیان والی صف میں کھڑا ہوسکتا ہے یا نہ؟ گناہ گار تو نہ ہوگا؟ (۲۷۶۵/۱۳۳۹ھ)

الجواب: کھڑا ہوسکتا ہے اور اس میں کچھ گناہ نہ ہوگا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۵۴/۳)

بالغ مرد کا، نابالغ بچے کے پیچھے دوسری صف میں کھڑا ہونا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۳۱) اگر کوئی شخص اپنے ساتھ نابالغ لڑکے کو صف اوّل میں کھڑا کرتا ہے، اور دوسرے بالغ آدمی اس لڑکے کے پیچھے صف ثانی میں کھڑے ہوتے ہیں تو ان لوگوں کی نماز میں کراہت ہوگی یا نہیں؟ اور تحریمی ہوگی یا تنزیہی؟ اور تمام صف کی نماز مکروہ ہوگی یا کسی خاص کی؟

(۳۴۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: طریقِ سنت یہ ہے کہ لڑکوں کی صف بالغین کے پیچھے ہو، لیکن درمختار میں ہے کہ اگر ابتدائے جماعت کے وقت ایک ہی لڑکا نابالغ ہو تو اس کو مردوں کی صف میں داخل کردیا جاوے، عبارت درمختار کی یہ ہے کہ ثمّ الصّبیان ظاهره تعدّدهم فلو واحدًا دخل الصّفّ[2] اور شامی میں

---

(۱) وفي القنية : قامَ في آخر صفّ وبينه وبين الصّفوف مواضع خالية فللدّاخل أن يمرّ بين يديه لِيَصِلَ الصّفُوفَ ، لأنّه أسقط حرمة نفسه فلا يأثم المار بين يديه ، دلّ عليه ما في الفردوس عن ابن عبّاس عنه صلّى اللّٰه عليه وسلّم : مَن نظرَ إلٰى فرجة في صفّ فليَسُدَّها بنفسهٖ فإن لم يفعل فمرّمار فليتخطّ على رقبتهٖ فإنّه لاحرمة له أي فَلْيَتَخَطَّ المارّ على رقبةِ مَن لم يسدّ الفرجة. (ردّ المحتار : ۲/۲۶۹، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار : ۲/۲۷۰، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

کہا کہ صاحبِ بحر نے اس بارے میں حدیثِ انسؓ: **وصففتُ أنا واليتيمُ وراء ہ الحديث**[۱] سے استدلال کیا ہے، پس اس حدیث اور روایتِ درمختار سے معلوم ہوا کہ اگر ایک نابالغ لڑکا جماعت میں ہو تو اس کو بالغ کی صف میں داخل کرلیا جاوے، اور اگر نابالغین متعدد ہوں تو ان کو بالغین کی صف سے پیچھے کھڑا کیا جاوے، بہرحال یہ معلوم ہوگیا کہ نابالغ لڑکا اگر مردوں کی صف میں کھڑا ہوگیا اور دونوں طرف اس کے بالغین کھڑے ہوگئے تو ان بالغین کی نماز میں کچھ فساد اور کراہت نہیں آتی۔ (اسی طرح جو بالغ آدمی نابالغ لڑکے کے پیچھے صف ثانی میں کھڑے ہیں اُن کی نماز میں بھی کچھ فساد اور کراہت نہیں ہوگی۔ محمد امین) فقط (۳/۳۴۱-۳۴۲)

نابالغ لڑکے کا جماعت کے دائیں بائیں یا درمیان صف میں کھڑا ہونا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۳۲) ایک لڑکا نابالغ اگر جماعت کے داہنی طرف یا بائیں طرف آکر نماز میں شریک ہوا یا درمیان صف میں بالغین کے ساتھ آکر کھڑا ہوگیا تو نماز میں کچھ نقصان آوے گا یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۲۸۵ھ)

الجواب: اگر ایک نابالغ ہے تو صف میں کھڑا ہو۔ **ثمّ الصّبيان ظاهره تعدّدهم فلو واحدًا دخل الصّفّ كذا في الشّامي**[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۳۶)

---

(۱) **ردّ المحتار: ۲/۲۷۰، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.**

عن أنس بن مالك رضي الله عنه أنّ جدّته مُليكة دعتْ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم لطعام صَنَعَتْه فأكل منه، ثمّ قال: قوموا فأصلّي لكم، قال أنس بن مالك فقُمتُ إلىٰ حصيرٍ لنا قدِ اسْوَدَّ مِن طولِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بماءٍ فقامَ عليه رسول الله صلّى الله عليه وسلّم وصففتُ الحديث. (الصّحيح لمسلم: ۱/۲۳۴، كتاب المساجد ومواضع الصّلاة، باب جواز الجماعة في النّافلة والصّلاة على حصير)

(۲) **الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۷۰، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.**

نابالغ لڑکا ایک ہوتو کہاں کھڑا ہو؟

سوال: (۶۳۳) نابالغ لڑکا اگر تنہا ہوتو اکیلا مردوں کی صف کے پیچھے کھڑا ہو، یا مردوں کی صف میں شریک ہوجائے؟ (۸۸۲/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اکیلا لڑکا مردوں کی صف میں شریک ہوجاوے۔ کذا في الشّامي [1] (۳۳۸/۳)

سوال: (۶۳۴) اگر زید کی عمر ۱۳ سال کی ہوچکی ہے، تو اس کو جماعت اوّل (یعنی صف اوّل) میں کھڑا کرنے سے جب کہ جماعت ثانی (یعنی صف ثانی) میں کوئی شخص موجود نہ ہو کسی کی نماز میں کچھ نقصان تو نہیں آئے گا؟ (۱۵۰۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس صورت میں جب کہ وہ لڑکا اکیلا ہے، اس کو جماعت اولیٰ (یعنی صف اوّل) میں شامل کرنا چاہیے، اس سے کسی کی نماز میں کچھ نقص نہ آوے گا، کذا في الشّامي [2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۴۹/۳-۳۵۰)

نابالغ لڑکے ایک سے زیادہ ہوں تو کہاں کھڑے ہوں؟

سوال: (۶۳۵) دو شخص جوان ہیں اور چار پانچ لڑکے ہیں، جماعت میں لڑے برابر کھڑے ہوں یا پیچھے؟ (۱۱۷۹/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اس صورت میں لڑکے پیچھے کھڑے ہوں [2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۴۰/۳)

سوال: (۶۳۶) اگر دو تین بالغ اور تین چار نابالغ بچے ہوں تو ایک ہی صف میں سب علی الترتیب کھڑے ہوں یا بالغین ایک صف میں اور بچے دوسری صف میں پیچھے کھڑے ہوں؟ (۲۰۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: نابالغ لڑکے جب کئی ہوں تو بالغین سے پیچھے کھڑے ہوں ایک صف میں نہ

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) ثمّ الصّبیان ظاهره تعدّدهم فلو واحدًا دخل الصّفّ. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۷۰/۲، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

کھڑے ہوں (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۳۴۷-۳۴۸)

نابالغ امرد لڑکے کو بالغین کی صف میں کھڑا کرنا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۳۷) زید کو ایک لڑکے نابالغ امرد سے محبت ہے، اور وہ اس کو باوجود اور نابالغ لڑکوں کے جماعت میں بالغین کی اپنے پاس کھڑا کرتا ہے؛ اس کا کیا حکم ہے؟ (۲۳۳۲/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: امرد لڑکے صبیح الوجہ کو جماعت میں برابر کھڑا کرنے سے بعض فقہاء نے فسادِ صلاۃ کا حکم فرمایا ہے، اگرچہ اصح عدم فسادِ صلاۃ ہے، اور نظر بالشہوۃ کو اس کی طرف حرام لکھا ہے، پس نماز میں ایسے لڑکے کو برابر کھڑا کرنا نہیں چاہیے (۲) اور اصل مسئلہ یہ ہے کہ لڑکے اگر متعدد ہوں تو ان کی صف مردوں کے پیچھے ہونی چاہیے، اور اگر ایک ہی لڑکا جماعت میں ہو تو اس کو مردوں کی جماعت میں کھڑا ہونا درست ہے (۳) لیکن جو صورت سوال میں درج ہے اس صورت میں کسی طرح اور کسی حالت میں اس لڑکے کو برابر کھڑا کرنا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۳۴۱)

بے ریش لڑکوں کا پہلی صف میں کھڑا ہونا کیسا ہے؟

سوال: (۶۳۸) بے ریش لڑکوں کا پہلی صف میں کھڑا ہونا کیسا ہے؟ (۲۲۸/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

---

(۱) ولو اجتمع الرّجال والصّبيان إلخ يقوم الرّجال أقصٰى ما يلي الإمام ثمّ الصّبيان. (الفتاوى الهندية: ۱/ ۸۸-۸۹، كتاب الصّلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم) ظفير

(۲) ومحاذات الأمرد الصّبيح المشتهى لا يفسدها على المذهب تضعيف لما في جامع المحبوبي و درر البحار من الفساد لأنّه في المرأة غير معلولٍ بالشّهوة، بل بترك فرض المقام. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/ ۲۷۶، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، قبل مطلب: الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصّبيّ وحده؟) ظفير

(۳) يصفّ إلخ الرّجال .... ثمّ الصّبيان .... ظاهره تعدّدهم، فلو واحدًا دخل الصّفّ. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/ ۲۶۵-۲۷۰، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفير

الجواب: نابالغ لڑکوں کو مردوں سے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے؛ لیکن اگر ایک لڑکا ہو تو اس کو مردوں کی برابر صف میں کھڑا ہونا درست ہے، درمختار میں ہے: (ثمّ الصّبیان) ظاهرُہ تعدّدهم، فلو واحدًا دخل الصّف[۱] وهٰكذا في الشّامي[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۶۲)

مخنث؛ مردوں کی جماعت میں شامل ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۶۳۹)...... (الف) مخنث؛ مردوں کی جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

(ب) اوران کے جماعت میں شامل ہونے سے دیگر مسلمانان کی نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اور ان کی طرف سے جو کچھ کارِ خیر سمجھ کر روپیہ وغیرہ مسجد میں دیں تو مسجد کی ضروریات میں صرف ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۲۲۴۲ھ)

الجواب: مخنث؛ مردوں کی جماعت میں شامل ہوسکتے ہیں مگر وہ مردوں کی جماعت سے پیچھے کھڑے ہوں[۳]

(ب) اوراُن کے شاملِ جماعت ہونے سے دیگر مسلمانوں کی نماز صحیح ہے اوران کا روپیہ مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۵۳)

صف میں رومال رکھ کر وضو وغیرہ کے لیے جانے والا اس جگہ کا حق دار ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۴۰) یہاں ایک مسجد ہے، جس میں چند صاحب زید، عمرو، بکر وغیرہ نے یہ طریقہ

---

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۷۰، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

(۲) قوله: (فلو واحدًا دخل الصّفّ) ذكره في البحر بحثًا، قال: وكذا لو كان المقتدي رجلًا وصبيًّا يصفّهما خلفه لحديث أنس: فصففتُ أنا واليتيم وراءه والعجوز من ورائنا. (ردّ المحتار: ۲/۲۷۰، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

(۳) يصفّ ...... الرّجال إلخ، ثمّ الصّبيان إلخ، ثمّ الخناثٰى، ثمّ النّساء. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۶۵-۲۷۰، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

جاری کررکھا ہے کہ قبل جماعت اپنا اپنا رومال وغیرہ صفِ اولیٰ میں رکھ کر وضو وغیرہ کے لیے چلے جاتے ہیں، اوراپنے کو اس فعل سے اس جگہ کا مستحق سمجھتے ہیں، مثلاً خالد بعدازان قبل جماعت اپنے مکان یا حجرے سے وضو وغیرہ کرکے تیار ہوکر صفِ اولیٰ کے شوق میں حاضر ہوتا ہے، تو یہ صاحب ایک گونہ مانع ہوتے ہیں، وہ اگر کسی کا کپڑا وغیرہ دائیں یا بائیں کھسکا کر سنن پڑھتا ہے، تو اس کو غیر مستحق اور تعدی کرنے والا کہتے ہیں، تو آیا زید، عمرو وغیرہ اس فعل مذکور سے مستحق اس صفِ اولیٰ کے ہیں یا خالد جو تیار ہوکر صفِ اولیٰ کے لیے حاضر ہوا ہے؟ (۱۳۳۶/۱۱۷۲ھ)

الجواب: ردّ المحتار باب الوتر والنّوافل میں ہے: **قال في القنية : له في المسجد موضع معيّن يواظب عليه ، وقد شغله غيره ، قال الأوزاعي: له أن يُزْعِجَه وليس له ذلك عندنا أهـ ، أي لأنّ المسجد ليس مِلكًا لأحدٍ بحرٌ عن النّهاية ، قلتُ: و ينبغي تقييدُه بما إذا لـم يقُم عنه على نيّة العَود بلا مُهلةٍ ، كما لو قام للوضوء مثلاً ، ولا سيّما إذا وضع فيه ثوبَه لتحقّقِ سَبْقِ يدهٖ تأمّل** (۱) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ پہلے آنے والا جو رومال رکھ کر وضو کے لیے گیا واپس آنے کی نیت سے اس کا قبضہ چونکہ پہلے ہوگیا تو دوسرا شخص بعد میں آنے والا اس کی جگہ نہ لیوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۳۹-۳۴۰)

سوال: (۲۴۱) مسجد میں پیشتر سے کپڑا رومال وغیرہ رکھ کر قبضہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور اگر کوئی شخص مسجد سے اٹھ کر حوائج ضروریہ کے لیے مسجد سے باہر آوے اور رومال اپنی جگہ چھوڑ آوے تو یہ اس جگہ کا مستحق ہوگا یا نہیں؟ اور اگر کوئی اس جگہ بیٹھ گیا تو وہ اس شخص کو اٹھا سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۲/۵۷۲ھ)

الجواب: شامی میں ہے: **وينبغي تقييدُه بما إذا لم يقُم عنه على نيّة العَود بلا مُهلةٍ ، كما لو قام للوضوء مثلاً ، ولا سيّما إذا وضع فيه ثوبَه لتحقّقِ سَبْقِ يدهٖ تأمّل** (۱) اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص پہلے سے آکر مسجد میں کسی جگہ بیٹھا، اور پھر بہ ضرورت وضو وغیرہ وہاں سے اٹھا اور اس جگہ اپنا کپڑا رکھ گیا تو وہ زیادہ مستحق ہے اس جگہ کے ساتھ، پس اگر کوئی دوسرا اس جگہ

(۱) ردّ المحتار: ۲/۳۷۹، كتاب الصّلاة ، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها ، قبيل مطلب: فيمن سبقت يده إلى مباح .

بیٹھ گیا تو وہ اس کو اٹھا سکتا ہے، اور بدون اس حالت مذکورہ کسی جگہ رومال رکھنا اور قبضہ کرنا اچھا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۴۹/۳)

اقتداء کی مختلف صورتیں اور اُن کا حکم

سوال: (۶۴۲) اقتداء کے لیے شرعی کیا حدود مقرر ہیں؟ حسبِ ذیل صورتیں قلمی میں کون سی صورت جائز ہے اور کون سی نہیں؟

(الف) امام بلند مقام پر ہے اور مقتدی پست میں؛ خواہ یمین، خواہ یسار، خواہ خلف۔ اس کی پھر دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ امام سے قریب ہوں؛ خواہ درمیان میں دیوار وغیرہ حائل ہو یا نہ ہو، دوسری یہ کہ امام سے دور ہوں خواہ دیوار وغیرہ حائل ہو یا نہ ہو۔

(ب) امام نیچے کے مقام پر ہے اور مقتدی اوپر؛ اس کی حسب بالا چار شکلیں۔

(ج) ان دیارِ افریقہ میں اکثر مکانات کا زیریں حصہ فرش کاٹ اور چوبیں کا ہوتا ہے، اور اس کے نیچے زمین تک قدم آدم کے برابر کم وبیش مجوف ہوتا ہے، ایسی صورت میں اس جماعت خانہ کے زیریں حصہ میں بھی مقتدی کھڑے ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(د) مسجد کے متصل رہنے والا یا دور رہنے والا مگر ایسا کہ تکبیرات انتقالات وغیرہ سن سکتا ہے، ایسا شخص اپنے مکان میں اقتداء کر سکتا ہے یا نہیں؟ مریض، بیمار، معذور، یا مقیم اس میں کون سی صورت جواز کی ہے؟ (۳۶۶/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: (الف- ب) امام اگر تنہا اونچے یا نیچے مقام پر ہو تو مکروہ ہے، اور اگر امام کے ساتھ کچھ مقتدی ہوں تو پھر کسی حال کراہت نہیں ہے، دور اور نزدیک جب کہ صفوف متصل ہوں دونوں درست ہیں۔ درمختار میں ہے: **كما لو كان معه بعض القوم في الأصحّ** (۱)

(ج) اس میں یہی جواب ہے کہ اگر امام کے ساتھ بعض مقتدی ہیں تو حصہ زیریں میں کھڑا ہو کر اقتدا کرنا درست ہے۔

---

(۱) الدّرّ مع ردّ المحتار: ۳۵۹/۲، كتاب الصّلاة ، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها ==

(د) مکان میں سے اقتداء امام کی جو مسجد میں ہے نہیں کرسکتا، مگر بہ صورت اتصال صفوف کہ مسجد سے مکان تک برابر صفوف مقتدیوں کی ہوں تو اس صورت میں اقتداء درست ہے[1] فقط (۳/۳۵۵-۳۵۶)

امام اونچے مقام پر اور مقتدی نیچی جگہ پر ہوں تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

سوال: (۶۴۳) اگر پیش امام اونچے مقام پر ہو اور مقتدی نیچی جگہ پر تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ (۸۱۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: زیادہ اونچا ہو تو مکروہ ہے، ورنہ درست ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۱۸)

امام مصلّے پر اور مقتدی فرش پر ہوں تو نماز درست ہے

سوال: (۶۴۴) امام مصلّٰی پر کھڑا ہو کر نماز پڑھاوے، اور مقتدی فرش پر ویسے ہی ہوں، جائز ہے یا نہیں؟ (۴/۷۷/۱۳۳۷ھ)

== اس سے پہلے یہ عبارت ہے: وكره تربيع إلخ وانفراد الإمام على الدّكان للنّهي وقدر الارتفاع بذراع ولا بأس بما دونه إلخ وكره عكسه في الأصحّ وهٰذا كلّه عند عدم العذر إلخ فلو قاموا على الرّفوف والإمام على الأرض أو في المحراب لضيق المكان لم يكره كما لو كان معه بعض القوم على الأصحّ. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۳۵۶-۳۵۹، كتاب الصّلاة، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها) ظفیر

(۱) ويمنع من الاقتداء صفّ من النّساء إلخ أو طريق تجرى فيه عجلة إلخ أو نهر تجري فيه السّفن ...... أو خلاء ...... في الصّحراء إلخ يسع صفين فأكثر إلّا إذا اتّصلت الصّفوف فيصحّ مطلقًا إلخ. (الدّرّ المختار مع الشّامي: ۲/۲۸۵-۲۸۶، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب: الكافي للحاكم جمع كلام محمّد في كتبه الّتي هي ظاهر الرّواية) ظفیر

(۲) وانفراد الإمام على الدّكان للنّهي، وقُدِّرَ الارتفاع بذراع ولا بأس بما دونه (الدّرّ المختار) قوله: (للنّهي) وهو ما أخرجه الحاكم أنّه صلّى اللّٰه عليه وسلّم نهى أن يقوم الإمام فوق ويبقى النّاس خلفه وعلّلوه بأنّه تشبّه بأهل الكتاب، فإنّهم يتّخذون لإمامهم دكانًا، بحر. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۳۵۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

الجواب: جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۴۲-۳۴۳)

سوال: (۶۴۵) زید کہتا ہے کہ جماعت میں امام کے نیچے جائے نماز یا مصلّٰی ہو اور مقتدیوں کے نیچے نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی۔ (۲۲۹۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اگر امام کے نیچے جا نماز اور مصلّٰی ہو اور مقتدیوں کے نیچے نہ ہو یا برعکس تو نماز دونوں صورتوں میں صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۴/۱۱۱)

امام کتنی اونچائی پر کھڑا ہو کر نماز پڑھا سکتا ہے؟

سوال: (۶۴۶)......(الف) امام کس قدر بلندی پر کھڑا ہو کر امامت کرا سکتا ہے؟

(ب) عذر تنگی صحن مسجد یا جنگل وغیرہ کی زمین ناہموار ہونے کی وجہ سے امام کس قدر بلندی تک کھڑا ہو کر نماز پڑھا سکتا ہے جو مکروہ نہ ہو؟

(ج) مولوی اشرف علی صاحب سلمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ امام کو اتنا اونچا کھڑا ہونا مکروہ ہے جو دیکھنے والے کو اونچا معلوم ہو۔

(د) اگر مقتدی کی سطح کے برابر امام کھڑا ہو کر سجدہ بلندی پر کرے تو اس کے لیے کتنی بلندی کی اجازت ہے؟

(ح) امام سے مقتدی کس قدر بلندی پر کھڑے ہو سکتے ہیں؟

(و) اگر مسجد کے دروازہ کا چوکا یا کرسی یا چبوتری ایک بالشت سے کم ہو تو اس پر کھڑا ہو کر امام امامت کرا سکتا ہے یا نہیں؟ (۶۱۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) درمختار میں ہے: وانفرادُ الإمامِ على الدُّكانِ للنّهي وقُدِّرَ الارتفاعُ بذراعٍ ولا بأس بما دونه، وقيل: ما يقع به الامتياز وهو الأوجه ذكره الكمال (الدّرّ المختار) علامہ شامی نے اس پر لکھا ہے: قوله: (وقيل) هو ظاهر الرّواية كما في البدائع قال في البحر: والحاصل أنّ التّصحيح قد اختلف، والأولى العمل بظاهر الرّواية وإطلاق الحديث اهـ وكذا رجّحه في الحلية[1] حدیث نہی یہ ہے: قوله: (للنّهي) وهو ما أخرجه الحاكم أنّه

(۱) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۳۵۸، كتاب الصّلاة، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها، مطلب: إذا تردّد الحكم بين سنّة وبدعة كان ترك السّنّة أولى.

صلّی اللّٰہ علیه وسلّم نهٰی أنْ یقومَ الإمامُ فوق ویبقی النّاسُ خلفه إلخ[1] (شامي)

پس معلوم ہوا کہ ایک روایت میں ایک ہاتھ بلندی پر کھڑا ہونا امام کا مکروہ ہے، اور ظاہر الروایت یہ ہے کہ اس قدر اونچا ہونا جس سے امتیاز ہو اور دور سے دیکھنے والا اونچا سمجھے مکروہ ہے، جیسا کہ مولانا اشرف علی صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ بحر میں فرمایا کہ اس پر عمل اولیٰ ہے کہ یہ ظاہر الروایت ہے اور حدیث کا مقتضی بھی یہی ہے، پھر آگے درمختار میں ہے: وهٰذا کلّه عند عدم العذر کجمعةٍ وعیدٍ فلو قاموا علی الرّفوف والإمام علی الأرض أو في المحراب لضیق المکان لم یکره[2] اس سے معلوم ہوا کہ اگر عذر ہو تو امام کا بلند جگہ پر کھڑا ہونا درست ہے، اگرچہ بلندی ممتاز ہو یا بہ قدر ذراع کے ہو؛ لیکن عذر اژدہام مردمان اور تنگی مکان ہے، دھوپ اور سایہ عذر نہیں ہے، اس تقریر اور عباراتِ مذکورہ سے آپ کے سوالات کا جواب حاصل ہوگیا۔ فقط

(ب) اس قدر اونچا نہ کھڑا ہو کہ امتیاز حاصل ہوجاوے اور مقدار اس کی ایک ذراع ہے، عذر میں جس قدر بلند جگہ پر بھی امام کھڑا ہو کراہت مرتفع ہے۔ فقط

(ج) معلوم ہوگیا کہ یہ ظاہر الروایت ہے۔ فقط

(د) اس میں کچھ قید نہیں، جس بلندی تک سجدہ کا مفہوم باقی رہے، اجازت ہے۔ فقط[3]

(ح) اگر امام کے ساتھ (بھی)[4] کچھ مقتدی ہوں تب تو بعض مقتدیان چاہے جس قدر بلندی پر کھڑے ہوجاویں جائز ہے، جیسے سقف وغیرہ، اور اگر امام تنہا نیچے ہے اور سب مقتدی

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) ردّ المحتار: ۲/۳۵۸-۳۵۹، کتاب الصّلاة، باب ما یفسد الصّلاة وما یکره فیها.

(۳) السّجدة وهي فریضة تتأدّی بوضع الجبهة علی الأرض أو ما یتّصل بها بشرط الانخفاض الزّائد علی نهایة الرّکوع مع الخروج عن حدّ القیام، لأنّه لا یعدّ ساجدًا لغة وعرفًا بما دونه ویعدّ به إلخ (کبیري، ص:۲۸۷) ذکر الزّاهدي لو سجد یعني المریض علی دُکّان دون صدره یجوز کالصّحیح انتهٰی. (کبیري، ص:۲۵۰، الخامسة من الفرائض)

جمیل الرحمٰن (نائب مفتی دارالعلوم دیوبند)

(۴) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیا گیا ہے۔

اونچی جگہ پر ہیں تو اس کی وہی حد ہے جو امام کے لیے ہے، یعنی بہ قدر ایک ذراع یا بہ قدر ما یقع به الامتیاز اگر مقتدی اونچے ہوں گے، نماز مکروہ ہوگی۔ فقط

(و) اس قدر اونچائی کی وجہ سے نماز مکروہ نہ ہوگی؛ لیکن در میں کھڑا ہونا امام کو مکروہ ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۴۰/۴-۱۴۴)

امام چوکی پر اور مقتدی فرش پر ہوں تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۶۴۷) گرمی اور برسات میں بچھو اور سانپ کے خوف سے اگر عشاء اور صبح کی نماز امام مسجد کے فرش پر چوکی بچھا کر نماز پڑھاوے اور مقتدی ویسے ہی فرش پر ہوں یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۷۷۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اگر وہ چوکی ایک ذراع کے قدر اونچی ہے تو مکروہ ہے ورنہ جائز ہے۔ کما في الدّرّ المختار: وانفراد الإمام على الدّكان للنّهي ؛ وقُدِّرَ الارتفاع بذراع ، ولا بأس بما دونه، وقيل: ما يقع به الامتياز وهو الأوجه إلخ[1] بہر حال ایسا نہ کرنا بہتر ہے۔ فقط (۳۴۳/۳)

امام کے کھڑے ہونے کی جگہ نیچے سے خالی ہو تو کچھ حرج نہیں

سوال: (۶۴۸) مسجد کے نیچے دو ایک منزل مکان ہے، اور امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ٹھوس نہیں ہے بلکہ خالی ہے، اس میں کچھ حرج ہے یا نہیں؟ (۱۸۱۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اگر امام کی جگہ نیچے سے خالی ہو تو کچھ حرج نہیں ہے، ٹھوس ہونا اس جگہ کا ضروری نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۶۶/۳)

جائے نماز اور صف کا عرض کم ہو تو فرش پر سجدہ کر سکتے ہیں

سوال: (۶۴۹) اگر مصلّی اور صف کا عرض کم ہو، جس پر سجدہ نہیں ہو سکتا، تو پیر صف اور مصلّی پر ہوں یا نیچے؟ (۳۵۹/۱۳۳۹ھ)

---

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۳۵۸/۲، كتاب الصّلاة، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها

الجواب: جس طرح چاہیں کریں خواہ پیر صف اور مصلّٰی پر ہوں اور سجدہ فرش پر ہو، یا پیر نیچے ہوں اور سجدہ صف پر ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۵۲)

مسجد کے بوریے پر اپنا مصلّٰی بچھا کر نماز باجماعت ادا کرنا درست ہے

سوال: (۶۵۰) فجر کی نماز کی تکبیر ہوئی، ایک شخص نے صف میں اپنا علیحدہ مصلّی بچھایا جو دری کا تھا؛ حالانکہ امام اور تمام نمازی بوریا پر نماز پڑھ رہے تھے، اسی وجہ سے اس کو ایک شخص نے منع کیا، اس کے جواب میں اس نے اسے جائز بتلایا اور مصلّی اٹھا کر علیحدہ بچھا کر نماز پڑھی، علیحدہ مصلّی بچھا کر نماز پڑھنے میں امام کی توہین تو نہیں ہوتی ؟ (۱۵۵۵/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور کچھ ضرورت بھی نہیں ہے، بعض فقہاء نے احتیاطاً ایسا لکھا ہے کہ اپنا مصلّی علیحدہ رکھنے میں کچھ حرج نہیں ہے، اور امام کی اس میں کچھ توہین نہیں ہے، یہ منع کرنے والوں کی غلطی ہے اور ناواقفیت ہے کہ اعتراض کر کے اس کو جماعت سے محروم رکھا۔ درمختار میں ہے: **حمل السّجادة في زماننا أولٰی احتیاطًا إلخ**[1] پس ایسے امر پر جس کو بعض علماء نے لکھا ہے انکار اور اعتراض کرنا مناسب نہیں ہے، اگر چہ اس کی ضرورت بھی کچھ نہیں ہے، کیونکہ مسجد کے بوریے پاک ہیں، ان کو پاک ہی سمجھنا چاہیے، اور عام نمازیوں کے برابر اپنے کو رکھنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۴۴-۳۴۵)

درمیان کی صفوں کو خالی چھوڑ کر کھڑا ہونا کیسا ہے؟

سوال: (۶۵۱) اگر جماعت سے نماز ہو رہی ہے، اور دو یا ایک صف درمیان میں چھوڑ کر کچھ آدمی پیچھے کھڑے ہو گئے، تو ان کی نماز ہوگی یا نہیں؟[2] (۸۳۱/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

---

(۱) **الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۱/۴۹۱، کتاب الطّهارة ، باب الأنجاس ، مطلب في أوّل ما یحاسب به العبد .**

(۲) اس سوال کے مضمون کی اصلاح کی گئی ہے۔۱۲

الجواب: نماز ہوگئی، مگر یہ خلاف سنت ہے، صفوف کو متصل کرنا چاہیے، اور فرجہ درمیان میں نہ چھوڑنا چاہیے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۴۸/۳)

بارش کی وجہ سے فرشِ مسجد کے نیچے جو مدرسہ ہے اس میں اقتداء کرنا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۵۲) جامع مسجد میں امام نماز پڑھانے کھڑا ہوا، اور تمام مسجد نمازیوں سے بھر گئی، اور ایک جماعت باہر فرش پر بھی ہوگئی، بارش شروع ہوگئی، بعد کو جو آدمی رہے وہ بہ وجہ بارش کے مسجد چھوڑ کر مدرسہ میں جو کہ فرش مسجد کے نیچے واقع ہے کھڑے ہوگئے، گویا دیگر مقتدیوں سے ان کا فاصلہ ہوگیا؛ ان کی نماز ہوگئی یا نہیں؟ یہ عذر قابلِ سماعت ہوگا یا نہیں؟ ایسی مجبوری کی حالت میں۔
(۱۴۳۴/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: درمختار میں یہ روایت ہے کہ بہت بڑی مسجد جس کو صحرا کا حکم ہے، اس میں اگر ایک صف کا یا زاید کا فاصلہ ہوجاوے تو پچھلے نمازیوں کی نماز نہ ہوگی؛ لیکن شامی نے نقل کیا ہے کہ یہ حکم بہت بڑی مسجد کا ہے معمولی جامع مسجد کا یہ حکم نہیں ہے، اس میں بہ حالت مذکورہ ان لوگوں کی نماز ہوجاوے گی جنہوں نے مدرسہ مذکورہ میں نماز پڑھی ہے، اور بہت سی روایات ایسی ہی نقل فرمائی ہیں جن سے جواز معلوم ہوتا ہے[۲] لہٰذا ایسی مجبوری کی حالت میں ان ہی روایات پر عمل کیا جاوے گا

(۱) ولو صَلّٰى على رُفُوْفِ المسجدِ إنْ وجدَ فِي صَحْنِهِ مَكانًا كُرِهَ كقيامِهِ في صفّ خَلْفَ صفٍّ فيهِ فُرْجَةٌ (الدّرّ المختار) هَل الْكَرَاهَةُ فِيهِ تَنْزِيْهِيَّةٌ أو تَحْرِيْمِيَّةٌ ، ويُرشِدُ إلَى الثّاني قولُهُ عليه السّلامُ "وَمَنْ قَطَعَهُ قَطَعَهُ اللّٰهُ". (الدّرّ المختار و ردّ المحتار : ۲/۲۶۸، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب في الكلام على الصّفّ الأوّل) ظفیر

(۲) ويمنع من الاقتداء صفّ من النّساء ...... أو طريق تجري فيه عجلة ...... أو نهر تجري فيه السّفن ...... أو خلاء أي فضاء في الصّحراء أو في مسجد كبير جدًّا كمسجد القدس يسع صفّين فأكثر (الدّرّ المختار) والمسجد و إنْ كَبُرَ لا يمنعُ الفاصلَ إلّا في الجامع القديمِ بِخَوَارِزَم ، فإنّ رُبْعَهُ كان على أربعة آلافِ أسطُوانةٍ ، وجامع القُدْسِ الشّريف : أعني ما يشتمل على المساجد الثّلاثة : الأقصى والصّخرة والبيضاء كذا في البزّازية اهـ .
(الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۸۵-۲۸۷، كتاب الصّلاة ، باب

اور صحت نماز کا حکم کیا جاوے گا، البتہ بلاضرورت ایسا نہ کیا جاوے اور اس میں احتیاط کی جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۵۹)

امام کا اونچی جگہ اور محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے

سوال: (۶۵۳) مسجد کی محراب زمین سے ایک بالشت چار انگل اونچی ہے، جس میں امام اکیلا کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے تو مقتدیوں کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اگر نماز ہو جائے گی تو کس قدر اونچائی میں نہیں ہوگی؟ اور محراب کے متعلق کیا مسئلہ ہے؟ (۲۸۶۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: امام کا اونچی جگہ تنہا کھڑا ہونا[1] اسی طرح محراب میں تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے[2] اور مقتدیوں کی نماز صحیح ہے، اور اونچائی کے متعلق درمختار میں یہ تفصیل ہے: وقُدِّرَ الإرْتِفَاعُ بِذِرَاعٍ ولا بأس بما دونه ، وقيل : ما يقع به الإمتياز و هو الأوجه ذكره الكمال وغيره ، وفي الشّامي : هو ظاهر الرّواية ...... والأولٰى العمل بظاهر الرّواية[3] فقط (۴/۱۲۲-۱۲۳)

امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے

سوال: (۶۵۴) مسجد کی محراب میں امام کو کس طور سے کھڑا ہونا چاہیے؟ اگر بالکل اندر کھڑا ہو جائے تو مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟ کتنا قدم کا حصہ باہر نکال کر کھڑا ہو، مع حوالۂ کتب تحریر فرمائیں۔ (۴۵۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

---

(۱) وكره ...... انفراد الإمام على الدّكّان للنّهي (الدّرّ المختار) وفي الشّامي: قوله: (للنّهي) وهو ما أخرجه الحاكم أنّه صلّى الله عليه وسلّم نهٰى أن يقوم الإمام فوق ويبقى النّاس خلفه ، وعلّلوه بأنّه تشبّه بأهل الكتاب ، فإنّهم يتّخذون لإمامهم دكّانا ...... لأنّه وإن لم يكن فيه تشبّه بأهل الكتاب لكن فيه ازدراء بالإمام حيث ارتفع كلّ الجماعة فوقه . (الدّرّ والرّدّ: ۲/۳۵۶-۳۵۸، كتاب الصّلاة ، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها)

(۲) وقيام الإمام في المحراب لا سجوده فيه وقدماه خارجه لأنّ العبرة للقدم مطلقًا. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۳۵۷، كتاب الصّلاة ، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها) *ظفير*

(۳) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۳۵۸، كتاب الصّلاة ، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها.

الجواب: درمختار میں ہے: وقیام الإمام في المحراب – أي یکرہ – لاسجودہ فیه وقدماہ خارجه ، لأنّ العبرة للقدم إلخ [۱] اس سے معلوم ہوا کہ اگر قدم محراب سے باہر ہوں تو کراہت نہیں رہتی، اور شامی میں کہا: وفي حاشیة البحر للرّملي الّذي یظھر من کلامھم أنّھا کراھة تنزیه تأمل [۲] (ص/۴۳۴) جلد اوّل (اس سے معلوم ہوا کہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے۔ محمد امین) (۳/۷۲-۷۳)

مسجد کے دَر میں کھڑے ہوکر نماز باجماعت ادا کی جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۶۵۵) ایک جامع مسجد میں چند دَر ہیں، وقت جماعت کے ہر دَر میں مقتدی کھڑے ہوتے ہیں، عرض یہ ہے کہ مقتدی جو دَر میں کھڑے ہوتے ہیں اور نماز جمعہ یا اور نماز بالجماعت ادا کرتے ہیں؛ مستحق ثواب اسی قدر کے ہیں جو ماقبل صف میں ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں یا ثواب جماعت سے محروم ہوگئے؟ نماز جماعت بہ کراہت تو ادا نہیں ہوئی؟ کیا نماز کے ہونے میں احتمال ہے؟ دَر سے گذر کر باہر صحن میں اگر تمازتِ آفتاب سے نماز بہ اطمینان قلبی ادا نہ ہوسکے، اور اس وجہ سے دَر ہائے مسجد میں کھڑے ہوکر نماز باجماعت ادا کی جاوے، تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(۹۸۸/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: قال في الشّامي : والأصحّ ما روی عن أبي حنیفة رحمه اللّٰه أنّه قال : أکرہ أن یقوم بین السّاریتین [۳] اس روایت سے صاف معلوم ہوا کہ امام کو درمیان دوستون کے کھڑا ہونا مکروہ ہے، اور بعض روایاتِ حدیث میں ہے کہ صحابہ درمیان دوستونوں کے کھڑے ہونے سے بچتے تھے [۴] پس معلوم ہوا کہ بلاضرورت ستونوں کے درمیان یعنی دَروں میں کھڑا ہونا

---

(۱) الدّرّ المختار: ۲/۳۵۷، کتاب الصّلاة ، باب ما یفسد الصّلاة وما یکرہ فیھا .

(۲) ردّ المحتار ۲/۳۵۸، کتاب الصّلاة ، باب ما یفسد الصّلاة وما یکرہ فیھا .

(۳) ردّ المحتار: ۲/۲۶۶، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب : ھل الإساءة دون الکراھة أو أفحش منھا ؟

(۴) عن عبد الحمید بن محمود ، قال : صلّینا خلف أمیر من الأمراء ، فاضطرّنا النّاس ، فصلّینا بین السّاریتین ، فلمّا صلّینا ، قال أنس بن مالك : ==

مکروہ ہے، مگر نماز ہوجاتی ہے، اور ثواب جماعت بھی حاصل ہوگا، اور اگر ایک دَر میں چند آدمی کھڑے ہوسکتے ہیں کہ چھوٹی سی جماعت ان کی ہوجاوے، اور اس کی ضرورت ہوتو اس میں کراہت بھی بہ ظاہر نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: عزیز الرحمٰن

(والاصطفاف بين الأسطوانتين غير مكروه لأنّه صفٌّ في حقّ كلّ فريق إلخ (۱)
مبسوط: ۲/ ۳۵، جمیل الرحمٰن) (نائب مفتی دارالعلوم دیوبند) (۳/ ۳۴۳-۳۴۴)

سوال: (۶۵۶) اگر مسجد اندر سے بھر جائے تو بقیہ نمازی مسجد کے دروں میں کھڑے ہوں، یا باہر فرش پر، بہتر کیا ہے؟ (۱۳۳۹/۲۹۸ھ)

الجواب: دَروں میں کھڑا ہونا اچھا نہیں ہے، جب کہ باہر فرش مسجد میں جگہ موجود ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۳۵۱-۳۵۲)

محراب میں نمازی کی تنہا نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۵۷)...... (الف) محراب میں اکیلے نمازی کی نماز درست ہے یا نہیں؟
(ب) محراب میں اگر امام کھڑا ہوکر نماز پڑھاوے تو نماز ہوجاوے گی یا نہیں؟
(ج) محراب میں نماز مقتدی کی ہوجاوے گی یا نہیں؟ (۶۱۹/ ۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) درست ہے۔
(ب) نماز ہوجاوے گی، مگر امام کا یہ فعل مکروہ ہے اور نماز میں کراہت ہوگی۔ فقط

== كنّا نتّقي هٰذا على عهد رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم. (جامع التّرمذي: ۱/ ۵۳-۵۴، أبواب الصّلاة، باب ما جاء في كراهية الصّفّ بين السّواري)

(۱) كتاب المبسوط لشمس الدّين السّرخسي: ۲/ ۳۵، باب صلاة الجمعة، المطبوعة: دار الكتب العلمية.

(۲) ولهٰذا قال في الولوالجية وغيرها: إذا لم يضيق المسجد بمن خلف الإمام لاينبغي له ذٰلك. (ردّ المحتار: ۲/ ۳۵۸، كتاب الصّلاة، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها) ظفیر

(ج) ہوجاوے گی [۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۴/۱۴۰-۱۴۲)

امام کا دَر، یا محراب میں کھڑا ہونا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۵۸) ایک مسجد کا دائرہ اور ستون ایسا ہے کہ امام اگر ان دونوں جگہوں میں کھڑا ہوکر نماز پڑھاوے تو مقتدی بہ خوبی اپنے امام کو دیکھ سکتے ہیں، تو ایسی دونوں جگہوں میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ آیا مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی؟ (۳۴۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: قال في الشامي : والأصحّ ما روی عن أبي حنیفة أنّه قال : أکره أن یقوم بین السّاریتین إلخ [۲] اس سے معلوم ہوا کہ امام کو در یا محراب میں اس طرح سے کھڑا ہونا کہ قدم بھی باہر نہ ہوں مکروہ ہے، اور مراد مکروہ سے کراہت تنزیہی ہے؛ جس کا حاصل خلافِ اولیٰ ہے۔ فقط (۳/۳۵۲)

سوال: (۶۵۹) زید کہتا ہے کہ اگر امام پہلی چھت کے دروں میں محراب کی محاذات میں کھڑا ہو اور مقتدیان صحنِ مسجد میں کھڑے ہوں گے تو نماز مکروہ ہوگی، کیونکہ امام اور ماٴموم کا مقام واحد ہونا چاہیے، اور یہاں شتوی وصیفی کا فرق ہے، بکر کہتا ہے کہ بلا کراہت درست ہے، کیونکہ صحنِ مسجد؛ عینِ مسجد ہے، شتوی وصیفی کبقعۃ واحدۃ ہے، اور عبارت درمختار کا بھی مفہوم یہی ہے۔ ولم یختلف المکان حقیقة کمسجدٍ [۳] اور روایت عالم گیری سے یہی مفہوم ہوتا ہے۔ وإن قام

---

(۱) مثل مقصورة دمشق الّتي هي في وسط المسجد خارج الحائط القِبْلِيّ یکون الصّفّ الأوّل فیها ما یلي الإمام في داخلها وما اتّصل بہ من طرفیها خارجًا عنها من أوّل الجدار إلی آخرہ فلا ینقطع الصّفّ ببِنائها، کما لا ینقطع بالمنبر الّذي هو داخلها فیما یظهر. (ردّ المحتار: ۲/۲۶۸، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب في الکلام علی الصّفّ الأوّل)

جمیل الرحمٰن (نائب مفتی دارالعلوم دیوبند)

(۲) ردّ المحتار: ۲/۲۶۶، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب : هل الإساءة دون الکراهة أو أفحش منها ؟

(۳) الدّرّ المختار مع الشّامي: ۲/۲۸۷، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

علی الجدار الّذي بین دارہٖ وبین المسجد ولا یشتبہ حال الإمام صحّ الاقتداء – إلی – جاز الاقتداء لمن في بیتہٖ بإمام المسجد[1] جلد نمبر:۱، پس شرعًا کیا حکم ہے؟(۹۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: شامی جلد اوّل باب الإمامۃ میں ہے: والأصحّ ما روی عن أبي حنیفۃ أنّہ قال: أکرہ أن یقوم بین السّاریتین إلخ [2] پس اگر امام دَر میں اس طرح کھڑا ہو کہ قدم بھی اندر ہوں اور مقتدیان فرش پر ہوں تو یہ مکروہ ہے، جیسا کہ محراب کے اندر کھڑا ہونا امام کا مکروہ ہے، اور اگر قدم باہر فرش پر ہوں تو کراہت مرتفع ہے، اور یہ صحیح ہے کہ مسجد مسقّف اور غیر سقف یعنی فرش مسجد یہ سب مسجد ہے، اور امام اگر محاذی محراب فرش غیر مسقّف میں کھڑا ہو اور مقتدی بھی فرش پر ہوں تو اس میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ کما ھو معمول الأئمّۃ في الصّیف پس امام کے دربیرونی میں کھڑے ہونے میں کراہت اس وقت ہے کہ امام بالکل دَر کے اندر ہو تو اس حالت میں وہ دَر بہ حکم محراب ہوگا اور محراب کے اندر کھڑا ہونا امام کا مکروہ ہے اگر چہ اشتباہ نہ ہو، کیوں کہ اس میں تشبہ باہل الکتاب ہے اور یہ دوسری علت ہے کراہت کی، اور اس علت کی بناء پر اشتباہ وعدم اشتباہِ حالِ امام؛ مساوی ہے[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۶۳-۳۶۴)

سوال: (۲۶۰) امام اگر ما بین ستون مسجد کھڑے ہو کر نماز پڑھائے تو کیا بہ وجہِ مشابہتِ قیام فی المحراب نماز میں کراہت ہوگی یا نہ؟ (۹/۲۳۷۹/۱۳۴۰ھ)

الجواب: شامی میں ہے: في معراج الدّرایۃ من باب الإمامۃ: الأصح ما روي

---

(۱) الفتاوی الهندیة: ۱/۸۸، کتاب الصّلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الرّابع في بیان ما یمنع صحّة الاقتداء وما لا یمنع.

(۲) ردّ المحتار: ۲/۲۶۶، باب الإمامة، قبل مطلب في کراهة الإمام في غیر المحراب.

(۳) وکره إلخ قیام الإمام في المحراب لا سجوده فیه وقدماه خارجه لأنّ العبرة للقدم مطلقًا وإن لم یشتبه حال الإمام إن علّل بالتّشبّه وإن بالاشتباه ولا اشتباه، فلا اشتباه في نفي الکراهة. (الدّرّالمختار مع ردّ المحتار: ۲/۳۵۶-۳۵۸، کتاب الصّلاة، باب ما یفسد الصّلاة وما یکره فیها) ظفیر

عن أبي حنيفة أنّه قال : أكره – للإمام – أن يقوم بين السّاريتين إلخ [1] اس سے معلوم ہوا کہ قیام بین السّاریتین مکروہ ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۶۵/۳)

سوال: (٦٦١) رمضان المبارک میں بہ وجہ کثرت نمازیان اورفرش مسجد کوتاہ ہونے کی وجہ سے امام کومسجد کے در میں کھڑا ہوکر نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۱۹۷۰ھ)

الجواب: امام کے در میں کھڑا ہونے کوشامی میں مکروہ لکھا ہے اور امام اعظمؒ کا یہ قول نقل کیا ہے، اس لیے امام کو چاہیے کہ اگر ضرورت در میں کھڑا ہونے کی ہو بہ وجہ کثرت نمازیان وغیرہ تو قدم در سے باہر رکھے اور سجدہ اندر ہو جاوے اگر ایسا ہو سکے بہتر ہے، ورنہ بہ ضرورت در میں کھڑا ہوکر نماز پڑھانے سے بھی نماز ہو جاتی ہے، لیکن بچنا اس سے بہتر ہے [2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۲۹/۴)

سوال: (٦٦٢) محراب مسجد میں کھڑا ہونا امام کا کیسا ہے؟ فقہاء جو اس کو مکروہ لکھتے ہیں اس کی کیا دلیل ہے؟ مسجد کے دروں کو بھی؛ کیا محراب کا حکم ہے؟ اور اس کو محراب بنانا کس لیے ہے؟ فقہاء نے کس کتاب میں کس جگہ اس کی تصریح کی ہے کہ در کو محراب کا حکم ہے؟ اگر ایسی کوئی تصریح فقہاء نے کی ہو تو اس کو نقل فرمائی جاوے، اور علامہ شامی کی دو عبارتوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے، درمختار میں ہے: وقيام الإمام في المحراب – أي يكره – لاسجوده فيه وقدماه خارجةً إلخ. شامی میں ہے: والأصحّ ما روى عن أبي حنيفة عليه الرّحمة أنّه قال: أكره للإمام أن يقوم بين السّاريتين أو زاوية أو ناحية المسجد أو إلى سارية لأنّه بخلاف عمل الأمة اهـ. وفيه أيضًا: ومقتضاه أنّ الإمام لو ترك المحراب وقام في غيره يكره ولو كان قيامه وسط الصّفّ لأنّه خلاف عمل الأمّة [3] ان دونوں عبارتوں میں بہ ظاہر تخالف معلوم ہوتا ہے، اس شبہ کا جواب تحریر فرماویں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۷۰۰ھ)

---

(۱) ردّ المحتار: ۲/۲٦٦، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

(۲) وقيام الإمام في المحراب لا سجوده فيه وقدماه خارجه لأنّ العبرة للقدم مطلقًا (الدّرّ المختار) وفي حاشية البحر للرّملي: الّذي يظهر من كلامهم أنّها كراهة تنزيه. (ردّ المحتار: ۲/۳۵۷-۳۵۸، كتاب الصّلاة، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها) ظفیر

(۳) الدّرّ والرّدّ: ۲/۳۵۷-۳۵۸، كتاب الصّلاة، باب ما يفسد الصّلاة إلخ.

الجواب: دَر میں کھڑا ہونے کی کراہت کی وہی وجہ ہے جو محراب میں کھڑے ہونے کی ہے۔ اگر قدم باہر دَر سے ہوں گے تو کراہت مرتفع ہوجاوے گی۔ اور علامہ شامی علیہ الرحمہ کی دونوں عبارتوں میں کچھ تعارض نہیں ہے۔ اوّل یہ کہا ہے کہ **ولو كان قيامه وسط الصّفّ** وسط صف اور ہے، اور وسط مسجد اور ہے، پس مکروہ وسط مسجد کا چھوڑنا ہے، یعنی بلاضرورت اگر چہ مقتدیوں کی صف کے وسط میں ہو اور در چونکہ محاذی محراب کے ہے، لہٰذا وہ وسط (مسجد) (۱) ہے، اور مسجد میں اکثر دو درجہ ہوتے ہیں، ایک مسقّف جو شتوی کہلاتا ہے، اور ایک غیر مسقّف جو صیفی کہلاتا ہے یعنی فرش، پس جب کہ مسجد صیفی میں نمازی کھڑے ہوں گے تو ان کی محراب مسجد کا در درمیانی ہوگا۔ (۴/ ۱۴۷-۱۴۸)

مسجد کے صحن میں نماز باجماعت ادا کرتے وقت امام کہاں کھڑا ہو؟

سوال: (۲۶۳) مسجد کے فرشِ بیرونی میں جس جگہ چاہے نماز جماعت فرض ادا کرے، مثلاً فرش مسجد وسیع کے اوپر موسم گرما میں سایہ کی جانب اور سرما میں دھوپ میں، ایک صاحب یہ کہتے ہیں کہ صحن اور فرشِ مسجد پر؛ محاذ محراب کے فرض جماعت ادا ہونا چاہیے، محاذ محراب کے خلاف جماعت فرض ادا کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ فقط (۱۰۷۰/۱۳۳۶ھ)

الجواب: شامی میں ہے: **السّنّة أن يقوم في المحراب ليعتدل الطّرفان، ولو قام في أحد جانبي الصّفّ يكره، ولو كان المسجد الصّيفيُّ بجنب الشّتويّ، و امتلأ المسجد يقوم الإمام في جانب الحائط ليستوي القومُ من جانبيه، والأصحّ ماروى عن أبي حنيفة أنّه قال: أكره أن يقوم بين السّاريتين. أو في زاويةٍ أو في ناحيةِ المسجد أو إلى ساريةٍ لأنّه خلافُ عملِ الأمّة إلخ** (۲) ان تمام عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت امام کے لیے محراب میں اور وسط قوم میں کھڑا ہونا ہے، لہٰذا اگر باہر فرش صحن میں کھڑا ہو تب بھی محاذ محراب کے کھڑا ہو، باقی نماز ہر طرح ہوجاتی ہے، لیکن سنت وہی ہے جو مذکور ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۳۶۰)

---

(۱) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاوی سے اضافہ کیا گیا ہے۔

(۲) **ردّ المحتار: ۲/ ۲۶۶، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، قبيل مطلب في كراهة قيام الإمام في غير المحراب.**

مسجد کا صحن ایک طرف سے بڑھا ہوا ہو تو امام کہاں کھڑا ہو؟

سوال: (۶۶۴) اگر کہیں مسجد کا صحن دس بارہ ہاتھ کسی طرف بڑھایا گیا ہو تو اب امام کو صحن کے اعتبار سے بیچ میں کھڑا ہونا چاہیے یا محرابِ مسجد کا لحاظ رکھنا چاہیے؟ (۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: باہر کھڑے ہوں تو صحن کے وسط کا خیال کرلیا جاوے[1] فقط (۳/۳۶۰-۳۶۱)

مقتدی امام کے دونوں طرف برابر کھڑے ہوں

سوال: (۶۶۵) یہ مشہور ہے کہ جماعت کے اندر مقتدی زیادہ تر داہنے ہاتھ کی طرف کھڑے ہوں اس کا کچھ ثبوت ہے یا کہ دونوں طرف برابر کھڑے ہوں؟ (۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: دونوں طرف مقتدی برابر رہنے چاہئیں[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۶۰-۳۶۱)

سوال: (۶۶۶) اگر مقتدی امام کے داہنے کھڑے ہو جاویں، اور بائیں طرف کوئی نہ ہو، علی ہٰذا القیاس ایسے ہی بائیں طرف تو نماز میں کچھ قصور تو نہیں آوے گا؟ (۱۳۳۵/۲۸۵ھ)

الجواب: امام صف کے بیچ میں کھڑا ہو یہ سنت ہے اگر مقتدی سب ایک طرف کھڑے ہو گئے نماز صحیح ہوگئی مع الکراہت، **السّـنّة أن يـقوم في المحراب ليعتدل الطّرفان ، ولو قام في أحد جانبي الصّفّ يكره كذا في الشّامي**[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۶۴)

پردہ کے پیچھے اقتداء درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۶۷) جماعت مسجد کے اندر ہو رہی ہے، پردے چھوٹے ہوئے ہیں، اس کے باہر

---

(۱) ويـقف وسطًا (الـدّرّ المختار) قـال في الـمـعـراج : وفي مبسوط بَكْرٍ: السّنّة أن يقوم في المحراب ليعتدل الطّرفان ، ولو قام في أحد جانبي الصّفّ يكره ، ولو كان المسجد الصّيفي بـجنب الشّتوي وامتلأ المسجد يقوم الإمام في جانب الحائط ليستوي القوم من جانبيه إلخ قـال عـليه الصّلاة والسّلام: توسّطوا الإمام إلخ ...... السّنّة أن يقوم الإمام إزاء وسط الصّفّ. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۶۶، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

(۲) ردّ المحتار: ۲/۲۶۶، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

جو آدمی نماز کو کھڑے ہو گئے ہیں، ان کی نماز ہوگی یا نہیں؟ (۱۳۳۶/۸۳۱ھ)

الجواب: ان کی نماز بھی صحیح ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۳۸/۳)

ممبر کی وجہ سے اگر صف میں فصل رہ جائے تو باعثِ کراہت ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۶۸) مسجد میں پہلی صف میں ممبر حائل رہا کرتا ہے، اس وجہ سے پہلی صف میں تقریبًا دو ہاتھ بہ قدر ممبر جگہ خالی رہتی ہے، تو یہ فصل باعث کراہت ہے یا نہیں؟ اور اگر ساری صف پیچھے ہٹادی جاوے تو بعضوں کا سجدہ اس ممبر پر ہوگا کیا یہ صحیح ہے؟ (۱۳۳۷/۹۶۱ھ)

الجواب: یہ فصل ضروری باعث کراہت نہیں ہے، اور موضعِ سجود اگر مقدار نصف ذراع بلند ہو تو یہ بھی درست ہے، اور بہ ضرورت اس سے زیادہ ارتفاع میں بھی حرج نہیں ہے۔ ولو كان موضع سجوده أرفع من موضع القدمين بمقدار لبنتين منصوبتين جاز سجوده ، وإن أكثر لا إلّا لزحمة إلخ[۲] (الدّرّ المختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۴۴/۳)

مقتدی امام سے کتنے فاصلے پر کھڑے ہوں؟

سوال: (۶۶۹) مقتدی امام سے کتنے فاصلے پر کھڑے ہوں؟ (۴۲۳/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: مقتدی امام سے اتنے فاصلے پر کھڑے ہوں کہ بے تکلف ان کا سجدہ ہوجاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۷/۳)

سوال: (۶۷۰) مقتدی کی سجدہ گاہ سے امام کے کھڑے ہونے کی جگہ کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟ (۱۳۳۷/۱۸۸۷ھ)

---

(۱) والحائل لا يمنع الاقتداء إن لم يشتبه حال إمامه بسماع أو رؤية ولو من باب مشبك يمنع الوصول (الدّرّ المختار) قوله: (بسماع) أي من الإمام أو المكبّر، قوله: (أو رؤية) ينبغي أن تكون الرّؤية كالسّماع ، لا فرق فيها بين أن يرى انتقالات الإمام أو أحد المقتديين .(الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲۸۷/۲، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) *ظفیر*

(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۱۸۵/۲، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، مطلب في إطالة الرّكوع للجائي .

الجواب: بیچ میں صف کا فاصلہ (نہ)[1] چھوڑیں[2] اور کچھ تحدید نہیں ہے۔ فقط (۳/۳۴۷)

دومقتدیوں کا امام کے دائیں بائیں اور باقی مقتدیوں کا پیچھے کھڑا ہونا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۷۱) زید عید کا امام ہے، جس وقت زید عید کی نماز پڑھاتا ہے تو زید کی داہنی جانب بکر ایک بالشت پیچھے اور عمر زید کی بائیں جانب ایک بالشت پیچھے اور باقی نمازی بہ دستور کھڑے ہوتے ہیں، تو نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ (۳۴/۶۳۴-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس صورت میں نماز ہوجاتی ہے، مگر یہ ہیئت خلافِ سنت ہے، اور مکروہ ہے، درمختار میں ہے: **فلو توسّط إثنين كره تنزيهًا.** پھر آگے لکھا ہے: **ولو قام واحد بجنب الإمام وخلفه صفّ كره إجماعًا**[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۴۶)

ایک مقتدی کا امام کے دائیں طرف اور دیگر مقتدیوں کا پیچھے کھڑا ہونا کیسا ہے؟

سوال: (۶۷۲) ایک شخص نماز عیدین میں قصداً امام کے برابر کسی قدر پیچھے کھڑا ہوکر نماز پڑھتا ہے، اس کی نماز میں اور مقتدیوں کی نماز میں کچھ خرابی ہوگی یا نہیں؟ (۲۳۰۳/۱۳۳۷ھ)

---

(۱) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاوی سے اضافہ کیا گیا ہے۔۱۲

(۲) **والمانع في الصّلاة فاصل يسع فيه صفّين على المفتىٰ به (مراقي الفلاح) وفي الطّحطاوي قوله: (يسع فيه صفّين) والفرجة بين الصفّين مقدار ذراع أو ذراعين، كذا في الخانية، والظّاهر أنّ هٰذا يعتبر من محلّ السّجود، ومحلّ قيام الآخرين من كلّ صفّ، لأنّ الذّراع لايكفي في التّحديد من محلّ قيام الصّفّ إلى محلّ قيام الآخر، قوله: (على المفتىٰ به) وقيل: ما يسع صفًّا واحدًا. (حاشية الطّحطاوي على مراقي الفلاح ص:۲۹۲-۲۹۳، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)**

(۳) **الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۶۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.**

الجواب: اس شخص برابر کھڑے ہونے والے کی نماز میں جب کہ وہ امام سے کچھ پیچھے ہوتا ہے اور دیگر مقتدیان کی نماز میں کچھ فساد اور خلل نہیں آتا، نماز سب کی صحیح ہے؛ لیکن بلا کسی ضرورت خاص مثل تنگیٔ مکان وغیرہ کے ایک شخص کو جماعت سے علیحدہ ہوکر تنہا امام کی برابر کھڑا ہونا مکروہ ہے، اچھا نہیں ہے(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۴۷)

سوال: (۶۷۳) ایک شخص جماعت میں سے ہٹ کر امام کی برابر جا کھڑا ہوا، اس صورت میں نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ (۲۱۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: نماز اس شخص کی بھی ہوگئی جو امام کے برابر کھڑا ہو، بہ شرطیکہ امام سے آگے نہ ہو جاوے، قدم کچھ پیچھے رہے؛ لیکن بلا ضرورت ایسا کرنا اچھا نہیں ہے کہ جماعت میں سے نکل کر تنہا امام کی برابر کھڑا ہو(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۶۶)

بارش یا گرمی کی وجہ سے امام سے چار انگل پیچھے صف بنانا درست ہے

سوال: (۶۷۴) امام کی برابری میں چار انگشت پیچھے جیسا کہ ایک مقتدی کھڑا رہتا ہے، صف بنانا بہ سبب عذر بارش یا گرمی کے حالانکہ صحن کشادہ ہے؛ یہ فعل کیسا ہے؟ (۲۱۰۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: درست ہے(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۵۱)

---

(۱) ویقف الواحد ...... محاذیا أي مساویًا لیمین إمامه علی المذهب ولا عبرة بالرّأس بل بالقدم ، فلو صغیرًا فالأصحّ ما لم یتقدّم أکثر قدم المؤتم لا تفسد إلخ والزّائد یقف خلفه ...... ولو قام واحد بجنب الإمام وخلفه صفّ کره إجماعًا. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۶۴-۲۶۵، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

(۲) فلو قاموا علی الرّفوف والإمامُ علی الأرض أو في المحراب لِضیقِ المکانِ لم یکره کما لو کان معه بعض القوم في الأصحّ ، وبه جرت العادةُ في جوامعِ المسلمینَ. (الدّرّ المختار) وظاهره أنّه لا یکره ولو بلا عذر. (ردّ المحتار: ۲/۳۵۹، کتاب الصّلاة ، باب ما یفسد الصّلاة ، وما یکره فیهما) ظفیر

امام کا بائیں طرف مقتدیوں کو زیادہ رکھنا اور حد سے زیادہ جہر یا اخفاء کرنا خلافِ سنت ہے

سوال: (۶۷۵) ایک امام بائیں طرف زیادہ مقتدی رکھتا ہے اور دائیں طرف کم، اور نماز پڑھانے میں یہ حالت ہے کہ کبھی تو تسبیحات انتقالات اس طرح ادا کرتے ہیں کہ تمام مسجد کیا محلّہ تک گونج اٹھے، اور کبھی اس آہستگی اور نزاکت سے آخری سلام پھیر دیتے ہیں کہ مقتدیوں کو خبر تک نہیں ہوتی، ایسی حالت میں شرعًا کیا حکم ہے؟ (۱۷۵۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: امام کو وسط میں کھڑا ہونا چاہیے، اور دونوں طرف برابر مقتدی کرنے چاہیے، بائیں طرف زیادہ مقتدیوں کو کھڑا کرنا خلافِ سنت ہے، طریقۂ سنت یہ ہے کہ جس وقت جماعت کھڑی ہو دونوں طرف برابر مقتدی ہوں، پھر جو بعد میں آکر شریک ہوں ان کو بھی یہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ حتی الوسع دونوں طرف برابر شریک جماعت ہوں[1] اور امام کو حد سے زیادہ جہر یا حد سے زیادہ اخفاء دونوں امر خلافِ سنت ہیں[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۴۶/۳-۳۴۷)

جس مکان اور مسجد کے درمیان راستہ حائل ہو اس میں اقتداء درست نہیں

سوال: (۶۷۶) مسجد اور مکان موقوفہ متعلقہ مسجد کے مابین ایک گلی آمد ورفت مردمان

(۱) وينبغي للإمام أن يقف بإزاء الوسط فإن وقف في ميمنة الوسط أو في ميسرته فقد أساء لمخالفة السّنّة هٰكذا في التّبيين إلخ ، وأفضل مكان المأموم حيث يكون أقرب إلى الإمام فإن تساوت المواضع ففي يمين الإمام وهو الأحسن. (الفتاویٰ الهندية: ۸۹/۱، كتاب الصّلاة ، الباب الخامس في الإمامة ، الفصل الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم) ظفیر

(۲) وجهر الإمام بالتّكبير بقدر حاجته للإعلام بالدّخول والانتقال ، وكذا بالتّسميع والسّلام (الدّرّ المختار) قوله: بقدر حاجته للإعلام إلخ ، وإن زاد كره ط ، قلت : هٰذا إذا لم يفحش إلخ ، وأشار بقوله: (والانتقال) إلى أنّ المراد بالتّكبير هنا ما يشمل تكبير الاحرام وغيره وبه صرح في الضّياء. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار : ۱۵۱/۲، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، قبيل مطلب في التّبليغ خلف الإمام) ظفیر

محلّہ واقع ہے تو مکان مذکورہ میں نماز ہوسکتی ہے یعنی باجماعت نماز ہورہی ہے تو جونمازی اس مکان میں ہیں، ان کی اقتداء امامِ مسجد کے ساتھ درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۱۷۴۷ھ)

الجواب: مابین اس مکان اور مسجد کے اگر راستہ حائل ہے، اور راستہ میں صف قائم نہیں ہے، تو اقتداء درست نہیں ہے۔ **لاختلاف المکان کذا في الشّامي**[1] فقط (۳۶۴/۳-۳۶۵)

جو مکان مسجد کے چبوترہ سے متصل ہے اس میں چبوترہ کو چھوڑ کر اقتداء کرنا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۷۷) جامع مسجد کے احاطہ میں دُکانیں ہیں اوران کے اوپر مدرسہ ہے، مدرسہ مسجد کے چبوترہ سے متصل ہے، اورایک کھڑکی محاذاتِ مسجد میں ہے، اس صورت میں بہ وجہ بارش وگرمی چبوترۂ مسجد کو چھوڑ کر مدرسہ پر نماز پڑھنے والوں کی اقتداء صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۲۸۲۶ھ)

الجواب: شامی میں اس مسئلہ کی تحقیق میں بعد کلام طویل ونقل اختلافات کے لکھا ہے: **ویؤیّدہ ما في البدائع حیث قال: لو کان علی سطح بجنب المسجد متّصل بہ لیس بینھما طریق ، فاقتدی بہ صحّ اقتداؤہ عندنا ، لأنّہ إذا کان متّصلاً بہ صار تبعًا لسطح المسجد إلـخ**[2] اس روایت سے واضح ہوا کہ صورت مسئولہ میں مدرسہ مذکورہ میں نماز پڑھنے والوں کی اقتداء صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۶۷/۳)

مسجد کے فرش کو چھوڑ کر درخت کے سایہ میں اقتداء درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۷۸) ایک گاؤں میں مسجد میں سایہ میں نماز ہوتی ہے، اور چوں کہ فرش پر دھوپ

---

(۱) **ولو اقتدی من سطح دارہٖ المتّصلۃ بالمسجد لم یجز لاختلاف المکان (الدّرّ المختار: ۲۸۸/۲)** اس سے پہلے ہے۔ **ویمنع من الاقتداء إلخ طریق تجري فیہ عجلۃ إلخ أو نھر تجري فیہ السّفن إلخ أو خلاء ...... في الصّحراء إلخ. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۸۵/۲-۲۸۶، کتاب الصّلاۃ ، باب الإمامۃ)** ظفیر

(۲) **ردّ المحتار: ۲۸۹/۲، کتاب الصّلاۃ ، باب الإمامۃ .**

ہوتی ہے، لہٰذا کچھ لوگ تمام فرش چھوڑ کر چودہ، پندرہ گز کے فاصلہ پر درختوں کے سایہ میں نماز میں شریک ہوتے اور نیت باندھتے ہیں، اس صورت میں ان کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۳ھ)

الجواب: ان کی نماز صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۶۱/۳)

وضاحت: یہ حکم اس وقت ہے جب درخت مسجد کے صحن میں ہوں **ولو اقتدى بالإمام في أقصى المسجدِ ، والإمام في المحراب جاز لأنّ المسجد علىٰ تباعد أطرافهٖ جُعِلَ في الحكمِ كمكان واحدٍ.** (بدائع الصّنائع: ۳۶۲/۱) اور اگر درخت مسجد کے صحن میں نہیں ہیں، بلکہ مسجد سے خارج ہیں تو اُن لوگوں کی نماز نہیں ہوگی **ولو اقتدى خارج المسجدِ بإمامٍ في المسجد إن كانت الصّفوف متّصلةً جاز وإلّا فلا ؛ لأنّ ذلك الموضعَ بحكمِ اتّصال الصّفوف يلتحق بالمسجدِ، هٰذا إن كان الإمام يصلّي في المسجد، فأمّا إذا كان يصلّي في الصّحراء، فإن كانت الفرجةُ الّتي بين الإمام والقومِ قدرَ الصّفّينِ فصاعدًا لايجوز اقتداؤهم بهٖ، لأنّ ذلك بمنزلة الطّريق العامّ أو النّهر العظيم ، فيوجب اختلاف المكان.** (بدائع الصّنائع: ۳۶۲/۱، كتاب الصّلاة ، فصل في شرائط الأركان ، تقدّم المأمومِ على الإمام) محمد امین پالن پوری

صفِ اوّل میں بھی جوانب کے اعتبار سے ثواب میں کمی بیشی ہوتی ہے

سوال: (۶۷۹) صف میں بہ اعتبار جوانب ثواب میں کمی زیادتی ہے یا برابر ثواب ملتا ہے، اور جو امام کے مقابل کھڑا ہو اس کو زیادہ ثواب ملتا ہے یا کیا؟ اور امام کے قریب علماء کو کھڑا ہونا چاہیے یا جاہل بھی کھڑا ہوسکتا ہے؟ جاہل کو امام کے قریب سے اٹھا سکتے ہیں یا نہ؟ (۱۳۳۲/۵۷۲ھ)

الجواب: شامی میں ہے: **قوله: (وخير صفوف الرّجال أوّلها) لأنّه روي في الأخبار أنّ اللّٰه تَعالىٰ: إذا أنزل الرّحمة على الجماعة ينزلها أوّلا على الإمام ، ثمّ تتجاوز عنه إلى مَن بحذائه في الصّفّ الأوّل ، ثمّ إلى الميامن ، ثمّ إلى المياسر، ثمّ إلى الصّفّ الثّاني إلخ،** پھر اس کے بعد فرمایا: **قال في المعراج : الأفضل أن يقف في الصّفّ الآخر إذا خاف إيذاء أحد إلخ** [۱] ان عبارات سے معلوم ہوا کہ صف اوّل میں بھی بہ اعتبار جوانب ثواب میں کمی بیشی ہے

(۱) ردّ المحتار: ۲۶۶/۲، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب في كراهة قيام الإمام في غير المحراب.

جوشخص امام کے محاذی ہے اس پر رحمت کا نزول زیادہ ہے، مگر دوسرے نمازیوں کو تکلیف ہوتو پھر افضل یہ ہے کہ اس جگہ کو چھوڑ دے اور بہتر یہ ہے کہ امام کے قریب علماء صلحاء کھڑے ہوں (۱) لیکن جاہل کو بھی اٹھانا نہ چاہیے، اوراس کو ایذاء نہ دینا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم (۳/۳۴۹-۳۵۰)

امام کے قریب کیسے لوگوں کو کھڑا ہونا چاہیے؟

سوال: (۶۸۰) امام کے پیچھے کیسے مقتدیوں کو کھڑا ہونا چاہیے؟ جو پہلے آ گیا خواہ علم دین سے بے بہرہ ہے یا واقف ہے؟ (۲۲۴۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: امام کے قریب اہلِ علم واہلِ عقل کا کھڑا ہونا بہتر ہے (۱) لیکن اگر امام کے قریب دوسرے لوگ نمازی آ گئے ہیں، تو ان کو ہٹانے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ نماز ہر طرح ہوجاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۵۶-۳۵۷)

عورتیں خواہ محارم ہوں امام کے برابر کھڑی نہیں ہوسکتیں

سوال: (۶۸۱) جو عورتیں محرمات میں سے ہیں وہ یا اس کی بی بی برابری میں اقتداء کرے، تو نماز مکروہ ہوگی یا نہیں؟ (۱۲۶۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: عورتیں اگر چہ محرمات میں سے ہوں جماعت میں وہ بھی برابر نہ کھڑی ہوں اس سے مرد کی نماز فاسد ہوجاتی ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۶۲-۳۶۳)

---

(۱) عن عبد اللّٰہ بن مسعود رضي اللّٰہ عنه قال رسول اللّٰہ صلّى اللّٰہ عليه وسلّم : ليلني منكم أولو الأحلام والنُّهى ، ثمّ الّذين يلونهم ثلاثًا ، الحديث. (مشكاة المصابيح، ص:۹۸، كتاب الصّلاة ، باب تسوية الصّفّ ، الفصل الأوّل) ظفیر

(۲) وإذا حاذته ولو بعضو واحد .... امرأة ولو أمة مشتهاة إلخ ولا حائل بينهما إلخ في صلاة مطلقة .... مشتركة إلخ تحريمة............ وأداء فسدت صلاته لو مكلّفًا وإلّا لا (الدّرّ المختار) قوله: (ولو أمَةً) إلخ ولعلّها ولو أُمَّه بهاء الضّمير ط ، وعبارته في الخزائن : ولومحرمه أو زوجته. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۷۰-۲۷۴، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

مقتدی کو قدرے تاخیر سے رکوع وسجدہ کرنا چاہیے

سوال: (۶۸۲) مقتدی امام کے ساتھ اپنی ہیئت کو رکوع وسجود وغیرہ میں تبدیل کرے گا یا امام کے بعد، یعنی جب امام قومہ سے سجدہ میں گیا تو مقتدی بھی امام کے ساتھ سجدہ کرے گا یا بعد میں، یعنی مقتدی کو توقف کرنا چاہیے یا نہیں؟ (۲۲۶۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: مقتدی کو توقف کرنا چاہیے تاکہ مقتدی کی تکبیر وغیرہ امام کی تکبیر وغیرہ سے پہلے نہ ہوجاوے۔ کما ہو مشاہد. فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۶۶/۳)

مقتدی امام سے پہلے سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۶۸۳) تذکرۃ الرشید میں ہے کہ اگر مقتدی امام سے پہلے سلام پھیر کر فارغ ہوگیا، تو مقتدی کی نماز فاسد ہوجائے گی، اور شامی، عالم گیری، البحر الرائق وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز مقتدی کی اس صورت میں ہوجائے گی؛ لیکن مع الکراہت، اس مسئلہ کو مصرح تحریر فرمایا جائے۔

(۱۳۴۶/۳۵-۱۳۴۷ھ)

الجواب: یہ مسئلہ جو تذکرۃ الرشید سے نقل فرمایا ہے یہ فرع ہے وجوبِ متابعتِ امام کی، کیونکہ متابعت کے معنی یہ ہیں کہ امام کے ساتھ ساتھ ارکان وواجبات کو ادا کرے یا اس کے بعد ادا کرے پہلے نہ کرے یعنی تقدیم ممنوع ہے، جیسا کہ شامی میں تحقیقِ متابعت میں نقل فرمایا ہے: **نعم تكون المتابعة فرضًا بمعنى أن يأتي بالفرض مع إمامه أو بعدَهُ ، كما لو ركع إمامهُ فركع معهُ مقارنًا أو معاقبًا – إلى أن قال – والحاصل أنّ المتابعة فيذاتها ثلاثةُ أنواع: مقارِنةٌ لِفعل الإمام مثلَ أن يقارن إحرامهُ لإحرام إمامه وركوعهُ لركوعه وسلامهُ لسلامه إلخ** [۱] اور چونکہ اس میں دو قول ہیں کہ مقتدی اقتدائے امام سے کس وقت خارج ہوتا ہے۔ درمختار میں

(۱) ردّ المحتار: ۱۴۷/۲، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، مطلب مهمّ في تحقيق متابعة الإمام .

مذہب مشہور یہ لکھا ہے کہ امام نے جس وقت لفظ السلام کہا تو اقتداء ختم ہوجاتی ہے، پس اس قول کے موافق تو لفظ السلام میں تقدیم نہ کرنی چاہیے ورنہ نماز فاسد ہوجائے گی، اور دوسرا قول یہ ہے کہ سلام ثانی سے اقتداء ختم ہوتی ہے؛ تو اس قول کے موافق پورا السّلام علیکم و رحمة اللّٰه امام کے ساتھ یا پیچھے ہونا چاہیے، اگر پہلے ختم کردے تو نماز مقتدی کی موافق اِس قول کے فاسد ہوگی؛ پس تذکرۃ الرشید میں احتیاطاً اِس قول کو اختیار فرمایا ہوگا۔ وتنقضي قدوةٌ بالأوّل قبلَ عليكم على المشهور عندنا، وعليه الشّافعية خلافًا للتّكملة (الدّرّ المختار) قوله: (خلافًا للتّكملة) أي لشارح التّكملة حيث صحّح أنّ التّحريمة إنّما تنقطع بالسّلام الثّاني [۱] (شامی) اور اگر کوئی دوسری عبارت پیش نظر ہے تو اس سے مطلع فرمایئے۔ فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۷۳-۳۷۴)

وضاحت: شامی کی عبارت جو سائل کے پیش نظر ہے اس میں صراحت ہے کہ مقتدی نے تشہد کے بعد بلا عذر امام سے پہلے سلام پھیر دیا تو اس کی نماز مع کراہت صحیح ہوگی، اور عذر کی صورت میں بلا کراہت نماز صحیح ہوگی، درج ذیل سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں:

سوال: اگر مقتدی تشہد کے بعد بالعذر یا بلا عذر امام سے پہلے سلام پھیر دے تو اس کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟ فتاوی دارالعلوم دیوبند: ۳/۳۷۳-۳۷۴، سوال نمبر: ۱۲۳۹، سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نماز فاسد ہوجائے گی، لیکن شامی کی عبارت: قوله: (ولو أتمّه) أي لو أتمّ المؤتمّ التّشهّد، بأن أسرع فيه وفرغ منه قبل إتمام إمامه فأتى بما يخرجه من الصّلاة كسلام أو كلام أو قيام جاز: أي صحّت صلاته لحصوله بعد تمام الأركان، لأنّ الإمام وإن لم يكن أتمّ التّشهّد لكنّه قعد قدره، لأنّ المفروض من القعدة قدر أسرع ما يكون من قراءة التّشهّد وقد حصل، وإنّما كره للمؤتمّ ذلك لتركه متابعة الإمام بلا عذر، فلو به كخوف حدث أو خروج وقت جمعة أو مرور مارّ بين يديه فلا كراهة. (ردّ المحتار: ۲/۲۱۲، كتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة، قبل مطلب في وقت إدراك فضيلة تكبيرة في الافتتاح) سے

(۱) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۱۴۳، كتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة، قبل مطلب مهم في تحقيق متابعة الإمام.

معلوم ہوتا ہے کہ بلا عذر ایسا کرنے سے اس کی نماز مع کراہت صحیح ہوگی، اور عذر کی صورت میں بلا کراہت نماز صحیح ہے۔ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کا فتوی اس سلسلے میں کیا ہے؟ مفتی بہ قول کی وضاحت فرمائیں۔(ب/۳۹۵)

مستفتی: محمد یونس قاسمی
معاون مرتب فتاوی دارالعلوم دیوبند
۷/ ربیع الاوّل ۱۴۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب وباللہ التوفیق! صحیح یہ ہے کہ اس کی نماز فاسد نہ ہوگی، شامی میں جو مسئلہ لکھا ہوا ہے وہی صحیح ہے، یعنی بلا عذر ایسا کرنے سے اس کی نماز مع الکراہت صحیح ہوگی اور مع العذر ایسا کرنے میں بلا کراہت نماز صحیح ہے۔فقط واللہ اعلم، کتبہ: حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند، ۱۲/ ربیع الاوّل ۱۴۳۹ھ (تتمہ: ب/ ۴۸)

الجواب صحیح: محمود حسن غفرلہٗ بلند شہری، ۱۲/۳/ ۱۴۳۹ھ
الجواب صحیح: نعمان سیتاپوری غفرلہٗ، ۱۲/۳/ ۱۴۳۹ھ

ایک سلام پھیرنے کے بعد جماعت میں شامل ہونا درست نہیں

سوال: (۶۸۴) امام کے ایک سلام کے بعد زید تحریمہ کہہ کر جماعت میں شامل ہوگیا تو نماز صحیح ہوگئی یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۳۲۰ھ)

الجواب: في الدرّ المختار: وتنقطع به التّحريمة بتسليمةٍ واحدةٍ إلخ [۱] پس بہ صورت مذکورہ اقتداء صحیح نہیں ہوئی، اور وہ از سر نو تکبیر تحریمہ کہہ کر علیحدہ نماز پڑھے۔فقط واللہ اعلم (۶۴/۳)

ایک شخص نے تکبیرِ تحریمہ کہی اور امام نے سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۶۸۵) زید نے تکبیر تحریمہ کہی اور امام نے سلام پھیر دیا، اور زید نے امام کی شرکت

---

(۱) الدرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۱۲، كتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة، قبل مطلب في وقت إدراك فضيلة الافتتاح.

قعود میں بالکل نہیں کی تو اب زید کو دوبارہ تکبیر تحریمہ کہنی چاہیے یا اوّل ہی کی تکبیر تحریمہ کافی ہے؟ (۸۱۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اگر پوری تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر امام کے سلام سے پہلے کہہ چکا ہے تو وہ شریک جماعت ہو گیا، اب اس کو دوبارہ تکبیر کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ **قال في الحلية : عند قول المنية ولا دخول في الصّلاة إلّا بتكبيرة الافتتاح إلخ**(۱) (شامي) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۶۹/۳)

اگر کوئی شخص پہلے سلام کے بعد شریک جماعت ہوا تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۶۸۶) اگر کوئی شخص جماعت میں دوسرے سلام کے ختم ہونے سے پہلے اور پہلے سلام کے بعد شریک ہو جاوے تو اس کو جماعت کا ثواب ہوگا یا نہیں؟ (۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: وہ شخص جماعت میں شریک نہیں ہوا، اور جماعت کا ثواب اس کو نہیں ملا، درمختار میں ہے: **تنقضي قدوة بالأوّل إلخ**(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۷۵/۳)

اگر مقتدی کا درود اور دُعا باقی ہے تو امام کے ساتھ سلام پھیرے یا نہیں؟

سوال: (۶۸۷) آخری قعدہ میں امام کے سلام کے ساتھ ہی مقتدی سلام پھیریں، یا مقتدی اپنی باقی ماندہ درود اور دُعا پوری کر کے سلام پھریں؟ (۴۱۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ساتھ ہی سلام پھیریں البتہ اگر کسی مقتدی کا تشہد، یعنی التحیات کچھ باقی رہ جائے تو اس کو پوری کر کے سلام پھیریں۔ شامی میں ہے: **والحاصل أنّ متابعة الإمام في الفرائض والواجبات من غير تأخيرٍ واجبةٌ ، فإن عارضها واجب لا ينبغي أن يفوته بل يأتي به ثمّ يتابع كما لو قام الإمام قبل أن يتمّ المقتدي التّشهّدَ ، فإنّه يتمّه ثمّ يقوم إلخ ،**

---

(۱) ردّ المحتار: ۲/ ۱۵۷، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، آداب الصّلاة ، فصل .

(۲) وتنقضي قدوة بالأوّل قبل عليكم إلخ (الدّرّ المختار) وفي الشّامي: الإمام إذا فرغ من صلاته فلمّا قال : السّلام ، جاء رجل واقتدى به قبل أن يقول : عليكم ، لا يصير داخلاً في صلاته . (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/ ۱۴۳، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة) ظفیر

بخلاف ما إذا عارضَها سنّةٌ إلخ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳٦۸)

درج ذیل دو مسئلوں میں وجہ فرق کیا ہے؟

سوال: (٦۸۸) قعدۂ اولیٰ میں اگر امام قبل فراغِ مقتدی کے تشہد سے کھڑا ہوجاوے تو مقتدی کو تشہد پورا کر کے کھڑا ہونا چاہیے، اور قنوتِ وتر میں اگر امام قبل اتمام قنوت رکوع میں چلا جاوے، تو مقتدی کو اس کی متابعت کرنی ہوگی، ہر دو صورت میں وجہ فرق کیا ہے؟ (۸۹۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: وجہ فرق یہ ہے کہ دعائے قنوت جس قدر بھی ہوگئی واجب ادا ہوگیا اور تشہد تمام واجب ہے، اور اس فرق کو علامہ شامی نے تحقیقِ متابعت میں اور باب الوتر میں بیان بھی کیا ہے۔

رکع الإمام قبل فراغ المقتدي من القنوت قطعه وتابعه (الدّرّ المختار) قوله: (قطعه وتابعهٗ) لأنّ المراد بالقنوت هنا الدّعاء الصّادق على القليل والكثير، وما أتى بهٖ منه كاف في سقوط الواجب وتكميله مندوب إلخ (۲) وفي بحث المتابعة: فإن عارضها واجب لا ينبغي أن يفوته بل يأتي بهٖ ثمّ يتابع، كما لو قام الإمام قبل أن يتمّ المقتدي التّشهّدَ، فإنّهٗ يتمّه ثمّ يقوم — إلى أن قال — فكان تأخير أحد الواجبين مع الإتيان بهما أولٰى من ترك أحدهما بالكلّيّة إلخ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۷۰)

امام کے السلام کہہ دینے کے بعد اقتداء درست نہیں ہے

سوال: (٦۸۹) امام کے پہلے سلام پھیرنے پر ایک شخص السلام کے ختم پر، دوسرا السلام علیکم کے ختم پر، تیسرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ پر اپنی اللہ اکبر کہہ کر شامل ہوا تو ان کو جماعت کا ثواب ملا یا نہیں؟ اور یہ شخص جماعت میں شریک ہوا یا نہیں؟ (۷۵۱/۱۳۳۷ھ)

---

(۱) ردّ المحتار: ۲/۱۴٦، كتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة، مطلب مهم في تحقيق متابعة الإمام.

(۲) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۳۸۸، كتاب الصّلاة، باب الوتر، والنّوافل، مطلب: الاقتداء بالشّافعي.

الجواب: درمختار میں ہے: تنقضي قدوة بالأوّل قبل عليكم إلخ [۱] اس سے معلوم ہوا کہ امام نے جب کہ لفظ السلام کہہ دیا اس کے بعد اقتداء درست نہیں ہے، اور وہ شخص شامل امام کے نہیں ہوا، اپنی نماز علیحدہ پڑھے، اور تحریمہ علیحدہ کہہ کر نماز شروع کرے، اپنے آپ کو مقتدی امام کا نہ سمجھے [۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۸۳/۳)

قعدۂ اولیٰ میں مقتدی نے تشہد پورا نہیں کیا تھا کہ امام کھڑا ہوگیا تو مقتدی کیا کرے؟

سوال: (۶۹۰) اگر مسبوق امام کے ساتھ قعدہ اولیٰ میں ملے تو امام کے فوراً اٹھنے پر اس کا اتباع کرے یا تشہد ختم کر کے اٹھے، اگر تشہد پورا نہ کرے تو نماز میں فساد آتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ردالمحتار شامی کی عبارت مذکورہ کے بعد یہ بھی مذکور ہے: ثمّ رأيته في الذّخيرة ناقلاً عن أبي اللّيث المختار عندي أنّه يتمّ التّشهّد وإن لم يفعل أجزأه إلخ [۳] اس عبارت اخیرہ وإن لم يفعل أجزأه سے معلوم ہوا کہ اگر مقتدی نے تشہد پورا نہ کیا اور امام کے ساتھ ساتھ اٹھ گیا تو نماز صحیح ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ اس میں کراہت ہے یا نہیں۔ الحاصل تشہد پورا نہ کرنے کی صورت میں نماز ہو جاتی ہے فسادِ صلاۃ کا کوئی قائل نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۸۹/۳-۳۹۰)

---

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۱۴۳/۲، كتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة.

(۲) قوله: (وتنقضي قدوة بالأوّل) أي بالسّلام الأوّل، قال في التّجنيس: الإمام إذا فرغ من صلاته، فلمّا قال السّلام جاء رجل واقتدى به قبل أن يقول عليكم، لا يصير داخلاً في صلاته لأنّ هٰذا سلام. (ردّ المحتار: ۱۴۳/۲، كتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة) ظفیر

(۳) پوری عبارت اس طرح ہے: وشمل بإطلاقه ما لو اقتدى به في أثناء التّشهّد الأوّل أو الأخير فحين قعد قام إمامه أو سلّم، ومقتضاه أنّه يتمّ التّشهّد ثمّ يقوم ولم أره صريحًا، ثمّ رأيته في الذّخيرة ناقلاً عن أبي اللّيث: المختار عندي أن يتمّ التّشهّدَ وإن لم يفعلْ أجزأه اهـ. (ردّ المحتار: ۱۷۶/۲، كتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة، مطلب في إطالة الرّكوع للجائي) ظفیر

امامت کی اہلیت وعدم اہلیت کا بیان

امام کیسا ہونا چاہیے؟

سوال: (۶۹۱) ......(الف) ایک شخص حافظ قرآن ہے اور پیشہ سوداگری کرتا ہے، لیکن ارکانِ نماز نہیں جانتا؛ ایسا شخص لائق امامت کے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(ب) امام کے لیے کن کن باتوں کا ہونا ضروری ہے؛ جس سے وہ امامت کے لائق ہو سکے؟ (۶۲۶/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: (الف و ب) امام بہتر یہ ہے کہ مسائل نماز جانتا ہو، قرآن شریف صحیح اور عمدہ پڑھتا ہو، صالح اور پرہیز گار ہو اور ان امور کے ساتھ ساتھ حافظ قرآن بھی ہو تو درست ہے اور بہت اچھا ہے، مگر مقدم یہ ہے کہ مسائل نماز جانتا ہو تاکہ کوئی غلطی نماز میں ایسی نہ کرے جس سے نماز فاسد یا مکروہ ہو جاوے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۹۴/۳)

امام کو شریعت کا پابند ہونا چاہیے

سوال: (۶۹۲) جو صاحب مسجد کی امامت کرواتے ہیں وہ شرع محمدی کے پابند ہوں یا رواج کے؟ (۱۰۴۰/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: ان کو شریعت کا پابند ہونا چاہیے، جو رسم و رواج شریعت کے خلاف ہوں اس کی

---

(۱) والأحقّ بالإمامة تقديمًا بل نصبًا ...... الأعلم بأحكام الصّلاة فقط ، صحّةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظّاهرة وحفظه قدر فرض. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۱۵۱/۲، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

پابندی حرام ہے، اگر امام خلاف شریعت رواج کی پابندی کرے اور شریعت کو چھوڑ دے تو وہ امامت کے لائق نہیں ہے، اس کو معزول کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۷۵/۳)

امامت کے لیے بالغ ہونا شرط ہے، ڈاڑھی نکلنا شرط نہیں

سوال: (۶۹۳) ایک مسجد میں امام پچیس چھبیس سالہ مقرر ہے مگر ڈاڑھی پورے طور سے ظاہر نہیں ہوئی، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور شرائط امامت میں بلوغ شرط ہے یا ڈاڑھی؟ (۱۳۳۸/۹۵۶ھ)

الجواب: اس کے پیچھے نماز درست ہے کیونکہ امامت کے لیے بالغ ہونا شرط ہے، ڈاڑھی نکلنا شرط نہیں ہے۔ هٰكذا في كتب الفقه[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۲۴/۳)

سوال: (۶۹۴) جس کی عمر ۲۳ سال ہو اور ڈاڑھی مونچھ ابھی نکلنی شروع ہوئی ہو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۴۴۲ھ)

الجواب: نماز اس کے پیچھے صحیح ہے: كذا في الشّامي وغيره[2] فقط (۲۵۰/۳-۲۵۱)

---

(۱) قوله: (وكذا تكره خلف أمرد) الظّاهر أنّها تنزيهية أيضًا، والظّاهر أيضًا كما قال الرّحمتي: إنّ المراد به الصّبيح الوجه لأنّه محلّ الفتنة وهل يقال هنا أيضًا: إذا كان أعلمَ القوم تَنتفي الكراهةُ؟ فإن كانت علّةُ الكراهةِ خشيةَ الشّهوةِ وهو الأظهر، فلا، وإن كانت غلبةَ الجهل أو نفرَةَ النّاس من الصّلاة خلفه، فنعم إلخ، سئل العلاّمة الشّيخ عبد الرّحمٰن ابن عيسٰى المرشدي عن شخص بلغ من السّن عشرين سنة وتجاوز حدّ الإنبات ولم يَنْبُتْ عِذارهُ، فهل يخرج بذلك عن حدّ الأمردية إلخ، فهل حكمه في الإمامة كالرّجال الكاملين أم لا؟ أجاب: سئل العلاّمة الشّيخ أحمد بن يونس المعروف بابن الشَّلَبِيّ من متأخّري علماءِ الحنفيّة عن مثل هذه المسئلة، فأجاب بالجواز من غير كراهة، وناهيك به قدوةً. والله أعلم (ردّ المحتار: ۲/۲۵۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد) ظفير

(۲) سُئلَ العلاّمةُ إلخ عَن شخصٍ بَلغَ مِن السّنِّ عِشْرِينَ سنةً وتجاوَزَ حَدّ الإنْباتِ ولم يَنبُتْ عِذَارُهُ، فَهَلْ يخرُجُ بذلك عَن حدّ الأمْرَدِيَّةِ، وخُصُوصًا قد نَبَتَ لهُ شَعَرَاتٌ فِي ذَقَنِهِ تُؤْذِنُ بأنّهُ لَيسَ مِن مُسْتَدِيْرِيْ اللِّحٰى، فهلْ حُكْمه فِي الإمَامةِ كالرِّجالِ الْكَامِلِيْنَ أمْ لَا؟...... فَأجَابَ بِالْجَوَازِ مِنْ غَيْرِ كراهَةٍ. (ردّ المحتار: ۲/۲۵۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد) ظفير

بائیس سالہ شخص جس کی ڈاڑھی مونچھ نکلی نہیں ہے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۶۹۵) ایک شخص عاقل بالغ بیس بائیس سال عمر والا مسائل وغیرہ سے بھی خبردار ہے لیکن ابھی اس کی ڈاڑھی مونچھ نکلی نہیں ہے، اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟ ایک شخص کہتا ہے کہ اس کی اذان واقامت بھی درست نہیں ہے، اس کا شمار عورت میں ہے، صحاح ستہ کی احادیث میں مذکور ہے، اگر عمر دراز تک ڈاڑھی مونچھ نہ نکلے تو امامت کے قابل نہیں ہوسکتا یا کوئی عمر کی حد مقرر ہے؟ بیّنوا بحوالة الکتاب توجروا (۶۷۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: قول اس شخص کا غلط ہے، بے ڈاڑھی مونچھ والے شخص کے پیچھے جب کہ عمر اس کی بیس بائیس سال کی ہو اور وہ مسائل نماز سے بھی واقف ہو نماز بلا کراہت درست ہے، شامی جلد اوّل ص۳۷۸: باب الامامت میں ہے: سئل العلاّمة الشّیخ عبد الرّحمٰن بن عیسٰی المرشدي عن شخص بلغ من السّنّ عشرین سنة وتجاوز حدّ الإنبات ولَمْ یَنْبُتْ عِذَارُهُ –إلی أن قال: – فهل حکمه في الإمامة کالرّجال الکاملین أم لا ؟ أجاب : سئل العلاّمة الشّیخ أحمد بن یونس ...... عن مثل هذه المسئلة فأجاب بالجواز من غیر کراهة وناهیك بهٖ قدوةً[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۴۲/۳-۲۴۳)

امام ومؤذن مقرر کرنے کا حق کس کو ہے؟

سوال: (۶۹۶) اگر قاضی امامت سے، اور خطیب خطبہ سے، اور مؤذن اذان سے انکار کرے تو قوم کو طلب نائب کا حق حاصل ہے یا کیا؟ اور متولی کو (یا جماعت کو)[2] زمین وقف شدہ کے ماحصل سے امام وغیرہ مقرر کرنے کا اختیار ہے یا نہیں؟ (۲۵۸/۳۵-۱۳۳۶ھ)

(۱) ردّ المحتار: ۲/۲۵۸، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب في إمامة الأمرد .
(۲) قوسین کے درمیان والے الفاظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیے گئے ہیں۔۱۲

الجواب: یہ حق بانی وغیرہ کے بعد اہل محلّہ کو اوّل سے ہی ہے، قاضی کو کچھ استحقاق اس کا نہیں ہے(۱) البتہ جس کو بانی نے متولی بنایا وہ حسبِ شرائطِ واقف آمدنی کا انتظام کرے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۹۱/۳)

عدالت کو یہ حق نہیں ہے کہ قوم کی مرضی کے خلاف کسی کو امام مقرر کرے

سوال: (۶۹۷) کیا عدالت کو کوئی حق شرعی حاصل ہے کہ قوم کا ایسا امام زبردستی مقرر کرے کہ قوم اس کو امام بنانے پر رضامند نہیں ہے؟ بینوا وتوجروا (۱۳۴۱/۵۳ھ)

الجواب: عدالت کو یہ حق نہیں ہے کیوں کہ اس کا نفع اور نقصان قوم کو ہے، لہٰذا بلا رضامندی قوم کے ان کے لیے عدالت کوئی امام مقرر نہ کرے اور عدالت کو اس میں کچھ حق نہیں ہے(۱) کما مرّ من أنّ منفعة ذٰلك ترجع إليهم إلخ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۹۴-۹۵)

قوم نے جس کو امام تسلیم کرلیا وہ امام ہوگیا

سوال: (۶۹۸)...... (الف) پہلے خطیب نے اپنی زندگی میں بھائی کے ہوتے ہوئے اپنے بھتیجے کو اپنا نائب مقرر کیا، پانچ چھ سال تک خدمت نیابت بڑے دیانت کے ساتھ انجام دی، اب خطیب صاحب سابق کا انتقال ہوگیا، اور ایک لڑکی چھوڑی وہ اپنی طرف سے نائب مقرر کرسکتی ہے یا نہیں؟

(ب) خطیب نے بھائی کے ہوتے ہوئے بھتیجے کو نائب مقرر کیا اور جماعت نے منظور کیا، اب بھائی دعوے دار ہے دعوی اس کا صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۳۶۷ھ)

---

(۱) البـانـي لـلـمسجد أولٰى من القوم بِنَصْبِ الإمامِ والمؤَذّنِ في المختارِ إلاّ إذا عَيَّنَ الْقَوْمُ أَصْلَحَ مِمّنْ عَيَّنَهُ الباني (الدّرّ المختار) وكذا وَلَدُهُ وَعَشِيرَتُهُ أولٰى مِنْ غَيْرِهِمْ. (الدّرّ المختار وردّ المحتار: ۶/۵۰۵، كتاب الوقف ، قبيل مطلب في الوقف المنقطع الأوّل إلخ)

أو الخِيَارُ إلَى الْقَوْمِ فإن اخْتَلَفُوْا اُعْتُبِرَ أَكْثَرُهُمْ . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۳-۲۵۴، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

الجواب: (الف-ب) جس کو خطیب سابق نے اپنی زندگی میں امام مقرر کیا، اور قوم اور جماعت نے اس کو منظور کیا، وہی امام مقرر ہو گیا کیونکہ درحقیقت اختیارِ نصبِ امام بعد بانی اور اس کی اولاد کے قوم اور جماعت کو ہے، لہٰذا جس کو قوم نے امام تسلیم کرلیا وہ امام ہو گیا، اب کسی کا دعوی صحیح نہ ہوگا نہ دختر کا نہ بھائی کا کیونکہ اس میں میراث جاری نہیں ہوتی (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۹۵)

امام کے عزل ونصب کا اختیار کس کو ہے؟

سوال: (۶۹۹) در جامع مسجد یک امام عرصہ ہشت سال شد مقرر است دریں وِلا با امرد طالب علم بدمعاشی نمود، امرد مذکور از ممبران شکایت نمود، چنانچہ متولی مسجد و پانزدہ ممبران مشورہ کردہ امام را معزول کردند، و دو ممبر و مصلی مسجد طرف دار امام اند، و اُو را معزول نمی کنند، شرعاً چہ حکم دریں صورت دادہ شود۔ (۱۳۴۲/۶۴۱ھ)

الجواب: فقہاء نوشتہ اند کہ اختیار عزل ونصب امام بانی یا اولاد اُو را ہست، و اگر اکثر افراد قوم بر امامت کسے راضی باشند، و امام مقرر کنند، و امام مقرر کردہ قوم اصلح باشد، پس آن اصلح امام خواہد شد۔

قال في الدّرّ المختار: الباني للمسجد أولیٰ من القوم بنصبِ الإمام والمؤذن في المختار إلاّ إذا عيّن القومُ أصلحَ ممّن عيّنهُ الباني إلخ (الدّرّ المختار) قوله: (الباني أولی) وكذا ولدُهُ وعشيرتُهُ أولیٰ من غيرهم إلخ (۲) (شامي)

پس بہ صورت مسئولہ ہرگاہ اکثر قوم امام اوّل را بہ وجہ فسق وشرارت او معزول کردہ، امام دیگر مقرر سازند، معتبر خواہد شد، و امام اوّل معزول خواہد شد، و متولی اگر از جانب واقف است و بہ موجب

(۱) ولاية الأذان والإقامة لباني المسجد مطلقًا، وكذا الإمامة لو عدلاً (الدّرّ المختار) وسيجيء في الوقف أنّ القوم إذا عيّنوا مؤذّنًا وإمامًا وكان أصلح ممّا نصبه الباني فهو أولیٰ. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۶۵، كتاب الصّلاة، باب الأذان، قبيل باب شروط الصّلاة) ظفیر

(۲) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۶/۵۰۵، كتاب الوقف، قبيل مطلبٌ في الوقف المنقطعِ الأولِ والمنقطعِ الوسَطِ.

شرط اوست، پس آن متولی ہم قائم مقام (واقف)[1] خواہد شد (۳/۷۸-۷۹)

ترجمہ سوال: (۶۹۹) جامع مسجد میں آٹھ سال کے عرصہ سے ایک امام مقرر ہے، اس عرصہ میں (اس امام نے) امرد طالب علم کے ساتھ بدمعاشی کی، مذکور امرد نے ممبران سے شکایت کی، چنانچہ مسجد کے متولی اور پندرہ (۱۵) آدمیوں نے مشورہ کر کے امام کو معزول کر دیا، اور دو ممبر اور مسجد کے نمازی امام کے طرفدار ہیں اور اس کو معزول نہیں کرتے، اس صورت میں شرعًا کیا حکم ہوگا؟

الجواب: فقہاء نے لکھا ہے کہ امام کو معزول کرنے اور مقرر کرنے کا اختیار بانیٔ مسجد [2] یا اس کی اولاد کو ہے، اور اگر قوم کے اکثر افراد کسی شخص کی امامت پر راضی ہو جاویں اور اُس کو امام مقرر کر دیں اور قوم کا مقرر کردہ امام سب سے نیک اور صالح ہو، تو وہ صالح تر شخص امام ہو جائے گا۔ درمختار میں ہے: قال في الدرّ المختار: الباني للمسجد أولٰی من القوم بنصب الإمام إلخ، پس صورتِ مسئولہ میں جس وقت قوم کی اکثریت امام اوّل کو اس کے فسق اور شرارت کی وجہ سے معزول کر دے اور دوسرے کو امام مقرر کر دے، تو یہ معتبر ہوگا، اور امام اوّل معزول ہو جائے گا، اور متولی اگر واقف کی جانب سے ہے، اور واقف کی شرط کے موافق ہے تو یہ متولی بھی واقف کے قائم مقام ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۷۰۰) ایک خانقاہ کا سجادہ بہ حیثیت سجادگی اگر امامتِ مسجد کا دعوی کرے، اور باقی ورثہ جو کہ اس کے اہل برادری اور مقتدی ہیں، اس کی امامت منظور نہ کریں تو دعویٔ امامت درست ہے یا نہ؟ (۲۳۹۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: کتب فقہ میں ہے کہ بانی و واقفِ مسجد احق ہے، ساتھ مقرر کرنے امام وغیرہ کے

(۱) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیا گیا ہے۔۱۲

(۲) درّ مختار میں ہے: ولایة نصب القیّم إلی الواقف إلخ . وفي الشّامي: قال في البحر: قدّمنا أنّ الولایةَ للواقف ثابتة مدّة حیاته وإن لم یشترطها. (الدّرّ والرّدّ: ۶/۴۹۶، کتاب الوقف، مطلب ولایة نصب القیّم إلی الواقف إلخ) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بانیٔ مسجد سے مراد واقف و مالکِ ارض ہے، اسی کو امام مقرر کرنے اور معزول کرنے کا اختیار ہے، چندہ کر کے مسجد بنانے والا بانیٔ مسجد نہیں، اگر چہ عرف میں اس کو بھی بانیٔ مسجد کہا جاتا ہے۔ محمد امین پالن پوری

اور اگر وہ نہ ہوتو اس کی اولاد وا قارب احق ہیں، اس کے بعد اہل محلّہ و اہل مسجد جس کو امام مقرر کریں وہ امام ہوتا ہے، پس سجادہ نشین خانقاہ اگر اولادِ واقف سے ہے تو بے شک اس کو حق ہے امام وغیرہ مقرر کرنے کا، لیکن دیگر اہل قرابتِ واقف کو بھی یہ حق ہے سجادہ نشین کو کچھ ترجیح اور خصوصیت اس بارے میں نہیں ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۷۹/۳)

مسجد میں امامت کا حق دار کون ہے؟

سوال: (۷۰۱) اگر کوئی شخص کسی مسجد پر اپنا حق ثابت کرے اور کہے کہ سات برس سے یہ مسجد میرے قبضہ میں ہے، میرے والد اور بھائی اس مسجد میں نماز پڑھاتے تھے، بعد ان کے میں پڑھاتا ہوں، لہٰذا میرے سوا کسی کو اس مسجد میں حق نہیں، سو اِس مسجد میں واقعی اس امام کا حق ہے، اور اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۴۵ھ)

الجواب: امام کا مقرر کرنا بانی مسجد کے اختیار میں ہے یا اہل محلّہ کے اختیار میں، وراثۃً کسی امام کا کچھ حق نہیں اور امامت میں وراثت نہیں ہے، اگر وہ بانی نہیں تو یہ دعوی اس کا غلط ہے کہ میرے والد و بھائی اس مسجد میں امام رہے ہیں، البتہ اگر اہل محلّہ اس کی امامت سے راضی ہوں اور لائق امامت ہو تو اس کی امامت صحیح ہے اور نماز اس کے پیچھے درست ہے (۱) فقط (۲۳۳/۳-۲۳۴)

امامتِ عیدین اور نکاح خوانی کا حق دار کون ہے؟

سوال: (۷۰۲) قاضیٔ شہر مظفر نگر قاضی محمد ضیاء الدین تھے، اور وہ پابندِ صوم وصلاۃ تھے، بہ حیثیت قاضیٔ شہر ہونے کے ان کے کچھ حقوق مقررہ تھے، اور دو کام سپرد تھے، ایک نکاح خوانی دوسرا امامتِ عیدین، جس سے وہ نسلاً بعد نسلٍ چھ سات پشت تک مستفید ہوتے رہے ہیں، کیونکہ چھ سات

---

(۱) ولاية الأذان والإقامة لباني المسجد مطلقًا ، وكذا الإمامة لو عدلاً (الدّرّ المختار) وفي الأشباه: ولد الباني وعشيرتهُ أولٰى من غيرهم اهـ. وسيجيء في الوقف أنّ القومَ إذا عيّنوا مؤذّنًا وإمامًا وكان أصلح ممّا نصبه الباني فهو أولٰى. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۶۵/۲، كتاب الصّلاة ، باب الأذان ، قبيل باب شروط الصّلاة) ظفیر

پشت سے قضایات براہِ راست ان کے بزرگوں میں رہے ہیں، ان کا انتقال ہوگیا، اب تین شخص دعوے دار ہیں، قاضی ضیاء الدین کے صاحب زادے جو پابندصوم وصلاۃ اور ارکان و مسائل نماز سے واقف ہیں، اور نکاح خوانی وخطبہ خوانی کو انجام دے سکتے ہیں، ایک اور صاحب ہیں جن کے آباؤاجداد سے کوئی قاضی نہیں ہوا، اور خود سود لیتے ہیں، تیسرے صاحب؛ صاحبِ متذکرہ نمبر۲ کے بڑے بھائی ہیں، پابندصوم وصلاۃ ہیں، عربی داں ہیں لیکن غیر مقلد ہیں، اور کل باشندگان مظفر نگر حنفی ہیں، ان تینوں صاحبان میں سے کس کا تقرر رہونا مناسب ہے؟ (۲۱۸۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: شریعت اسلام میں دونوں امور میں ـــــــ جو کہ قاضی محمد ضیاء الدین مرحوم کے سپرد تھے یعنی امامتِ عیدین اور نکاح خوانی ـــــــ وراثت نہیں ہے، بلکہ جو شخص اہل ان امور کا ہو اور اس میں اوصافِ امامت وقضاء پائے جاویں؛ وہ امام وقاضی بنایا جاوے، اوصافِ امامت یہ ہیں کہ امام مسائلِ نماز سے واقف ہو، صالح ومتدین ہو، قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو، فاسق ومبتدع نہ ہو، عام اہلِ اسلام کو بہ وجہ اس کے بداعمال اور فسادِ عقائد کے اس سے نفرت نہ ہو؛ کیونکہ یہ امر بھی باعث کراہتِ امامت ہوتا ہے [(۱)] اور چونکہ عام اہل شہر حنفی مقلد امام ابوحنیفہؒ کے ہیں، اس لیے غیر مقلد اور بدعتی کو ان کا امام نہ بنایا جاوے کہ اوّلاً بہ وجہ عدم تقلید یا بدعات کے وہ امامت کے لائق نہیں ہے، ثانیاً عام اہل اسلام کو اس سے نفرت ہوگی، پس ہر سہ صاحبان مذکورین میں سے ہی اگر کسی کو امام وقاضی بنانا مناسب ہے تو قاضی صاحب مرحوم کے صاحب زادے نمبر:۱ کو جو کہ پابندصوم وصلاۃ اور مسائلِ نماز سے واقف ہیں، اور نکاح خوانی کو انجام دے سکتے ہیں، امام وقاضی بنانے کے لیے لائق تر ہیں کیونکہ نمبر:۲ بہ وجہ سودخواری کے [(۲)] اور نمبر:۳ بہ وجہ غیر مقلدی کے امام حنفیان

---

(۱) والأحقّ بالإمامة تقديمًا بل نصبًا ...... الأعلم بأحكام الصّلاة فقط صحّةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظّاهرة، وحفظه قدر فرض إلخ . (الدّرّ المختار مع الرّدّ: ۲/۲۵۱، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

ولو أمّ قومًا وهم له كارهون، إن الكراهة لفساد فيه أو لأنّهم أحقّ بالإمامة منه كره له ذلك تحريمًا لحديث أبي داؤد: لا يقبل اللّٰه صلاة من تقدّم قومًا وهم له كارهون. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)ظفير

(۲) وكذا تكره خلف أمرد إلخ وشارب الخمر وآكل الرّبا. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد)ظفير

اہل سنت بنانے کے لائق نہیں ہیں [۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۱۴-۱۱۵)

امامت میں وراثت نہیں

سوال: (۷۰۳) زید ایک مسجد کا امام ہے، اور وہ مسجد ایک بزرگ کی خانقاہ کے متصل ہے، اس مسجد کے اخراجات تیل و چراغ اس مسجد کے متولیان بالاشتراک کیا کرتے ہیں، زید اس خانقاہ کا سجادہ مقرر ہے، باقی متولیان اب تک اس کو اپنا امام مجوز کر کے اس کے پیچھے نماز پڑھتے رہے ہیں، اب چونکہ اس میں بہ لحاظ شرع و برادری بہت نقص پیدا ہو گئے ہیں، بدعتی بھی ہے اور وہ اپنی برادری سے بالکل بگاڑ کر چکا ہے جس کی وجہ سے بہت مقتدیان اس سے برگشتہ اور ناراض ہیں، اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہیں چاہتے اور اپنی برادری سے ایک اور شخص کو جو کہ اس سے علم میں برتر ہے اور بدعتی بھی نہیں ہے، امام بنانا چاہتے ہیں تو اب وہ سجادہ امامت کو اپنی وراثت سمجھ کر علیحدہ نہیں ہوتا، اور سجادگی اور قدامت حقوق کو اپنا ثبوت امامت پیش کرتا ہے، کیا اب وہ متولیان و مقتدیان امام کو بدل سکتے ہیں یا نہ، امام سابق کا عذر مسموع ہے یا نہ؟ (۳۲/۷۷۵-۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: امامت میں وراثت نہیں ہے، بلکہ امام کے مقرر کرنے کا حق اوّل بانی مسجد کو اور اس کی اولاد و اقارب کو ہے، اس کے بعد نمازیان و اہل (مسجد) [۲] کو حق ہے کہ وہ امام مقرر کریں، بلکہ اگر بانئ مسجد نے کسی شخص کو امام بنایا اور وہ صلاحیت امامت کی نہیں رکھتا، اور نمازیوں نے اس سے لائق تر کو امام مقرر کیا تو وہی امام مقرر ہوگا جس کو نمازیوں نے مقرر کیا۔ **قال في الدرّ المختار: الباني للمسجد أولٰی من القوم بنصب الإمام والمؤذّن في المختار إلاّ إذا عيّن القوم أصلحَ ممّن عينه الباني** [۳] الحاصل جب کہ وہ امام سابق بدعتی ہو گیا، اور نمازیانِ مسجد اس سے

---

(۱) ويكره تنزيهًا إمامة عبد إلخ وفاسق إلخ ومبتدع أي صاحب بدعة إلخ. (الدرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۶، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد) ظفیر

(۲) مطبوعہ فتاویٰ میں (مسجد) کی جگہ ''محلّہ'' تھا، اس کی تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔ ۱۲

(۳) الدرّ المختار مع ردّ المحتار: ۶/۵۰۵، كتاب الوقف، قبيل مطلب في الوقف المنقطع الأوّل والمنقطع الوسط.

ناخوش ہیں بہ سبب اس کی خرابی کے تو اس کو معزول کرنا اور دوسرے لائق تر اور عالم مسائلِ صلاۃ کو امام مقرر کرنا چاہیے، امام سابق کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ بہ مقابلہ امام مقررہ کردہ قوم کے اپنے کو مستحق امامت سمجھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۸۴-۸۵)

عذرِ شرعی کے بغیر متولی اور مہتمم کو امام ومدرس کو معزول کرنے کا اختیار نہیں

سوال: (۴۰۷) عمرو کہتا ہے کہ مدرسہ کے مہتمم یا مسجد کے متولی کو مال اوقاف کے وظیفہ خواروں کو بلا وجہ وبغیر عذر شرعی کے اپنے منصب تدریس وامامت سے علیحدہ کردینے کا اختیار کلی ہے، اگرچہ متولی بنانے والے متولی کے اس فعل ناجائز سے ناراضگی ظاہر کرتے ہوں اور اس کو منع کرتے ہوں اور عمرو اپنے دعوی کی دلیل میں یہ عبارت شامی کی پیش کرتا ہے: ولم أرَ حكمَ عزلِهٖ لمدرّسٍ وإمامٍ ولاهُما ، أقول: وقع التّصريحُ بذلك في حقّ الإمام والمؤذّن ، ولا ريب أنّ المدرسَ كذلك بلا فرق. ففي لسان الحكّام عن الخانية : إذا عرض للإمام والمؤذّن عذرٌ مَنَعَهُ من المباشرة ستّة أشهر، للمتولّي أن يعزِلَهُ ويُوَلِّيَ غيرَه ، وتقدّم ما يدلّ على جواز عزلِهٖ إذا مضٰى شهرٌ، بيريٌ. أقول: إنّ هٰذا العزل لسبب مقتضٍ، والكلام عند عدمه. ط، قلتُ: وسيذكر الشّارحُ عن المؤيّدةِ التّصريحَ بالجواز لو غيرُهُ أصلحُ إلخ [۱] زید کہتا ہے کہ اس عبارت سے بھی عذر شرعی ثابت ہے کہ چھ ماہ یا ایک ماہ بغیر رخصت کے یا اپنا قائم مقام مقرر نہ کرنے کے امام یا مدرس تکاسل وتکاہل سے حاضر باش نہیں ہے، جس کی وجہ سے سخت مضرت پہنچتی ہے، یہ کیا کم عذر ہے بغیر عذر شرعی خارج کرنے (کا) [۲] ثبوت کہاں ہوا، اور خود عند عدمه میں ضمیرہ ٗ راجح ہے عزل کی طرف یعنی أي عند عدم العزل اور آخر عبارت خود شاہد اس امر کی ہے کہ متولی کو محض اپنی رائے سے اختیار معزول کرنے کا نہیں ہے، اس صورت میں کون حق پر ہے؟ (۱۳۳۵/۳۱۷ھ)

---

(۱) ردّ المحتار: ۵۰۲/۶، كتاب الوقف ، مطلب في عزل الواقفِ المدرس والإمام وعزل النّاظرِ نفسَهٗ .

(۲) مطبوعہ فتاویٰ میں (کا) کی جگہ ''والا'' تھا، اس کی تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔۱۲

الجواب: عبارات مذکورہ نیز دیگر عبارت سے یہی واضح ہوتا ہے کہ بلا عذر شرعی کے متولی اور مہتمم کو مدرس وغیرہ کے معزول کرنے کا اختیار نہیں ہے، ہاں شامی کی اس عبارت سے قلت: ویذکر الشارح عن المؤیّدة التّصریح بالجواز لوغیرہ أصلح (۱) یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدرس وامام موجود سے لائق تر واصلح ملے تو اوّل کو معزول کر کے دوسرے کو مقرر کرنا جو کہ اصلح ہے درست ہے۔(۳/۸۶-۸۷)

عیدگاہ کی امامت کا حق دار کون ہے؟

سوال: (۷۰۵) ایک شخص نے عیدگاہ بنائی، اور خود اس کا امام ہوا، چند برس کے بعد اس نے کسی دوسرے کو امام بنا کر اس کے پیچھے نماز پڑھی، اب امام اوّل مر گیا، اس کا ایک لڑکا ہے، اس صورت میں حقِ امامت کس کو ہے؟ (۱۶۹۹/۱۳۳۸ھ)

الجواب: حقِ امامت اس صورت میں بانی عیدگاہ کو ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۸۱)

نصب امام کا حق بانی یا اہلِ محلّہ کو ہے

سوال: (۷۰۶) ایک امام مسجد نے وفات پائی، اس کے پانچ لڑکے ہیں، ان میں ایک بالغ تھا باقی چار نابالغ تھے، اہلِ قریہ نے بہ اتفاق بڑے بھائی کو امام بنا دیا، اور وہ پندرہ سولہ سال سے امامت (کراتا) ہے، اب (اس کے) چھوٹے بھائی بھی بالغ قابل امامت ہو گئے (ہیں، اور) بڑے بھائی پر دعوی کرتے ہیں کہ ہم (بھی اس) امامت میں شریک ہیں (کیونکہ دراصل امامت ہمارے باپ کی ہے

---

(۱) ردّ المحتار: ۶/۵۰۲، کتاب الوقف، مطلب في عزل الواقفِ المدرس والإمام وعزل النّاظرِ نفسَهٗ.

(۲) لیکن عیدگاہ کا بانی مر چکا ہے، اس لیے حق امامت اس صورت میں بانی عیدگاہ کے لڑکے کو ہوگا۔ ولایة الأذان والإقامة لباني المسجد مطلقًا، وکذا الإمامة لو عدلاً (الدّرّ المختار) وفي الأشباه: ولد الباني وعشیرته أولٰی من غیرهم. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۶۵، کتاب الصّلاة، باب الأذان، قبیل باب شروط الصّلاة) محمد امین پالن پوری

ہم بھی اس کے فرزند ہیں، بڑا بھائی ان کی شرکت سے ناراض ہے، چھوٹے بھائی بڑے بھائی کے ساتھ امامت میں شریک ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ اور) اہلِ قریہ برادرانِ خورد کو بلا رضامندی برادر کلاں کے امامت میں شریک کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اور برادرانِ خورد اگر بلا رضامندئ برادر کلاں (کے)(۱) نماز پڑھاویں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۴۱۶/۱۳۳۵ھ)

الجواب: فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ نصبِ امام کا حق بانی یا اہلِ محلّہ کو ہے، پس جملہ اہلِ قریہ نے جس کو امام مقرر کردیا؛ وہ امام ہوگیا، چھوٹے بھائیوں کو بعد بلوغ کے دعوی امامت کا اس بناء پر کہ ان کا باپ امام تھا نہیں پہنچتا، البتہ اہلِ قریہ اگر ان کو بھی لائقِ امامت دیکھ کر شریک امامت کردیویں تو درست ہے، برادر کلاں کی رضامندی ضروری نہیں ہے، اور نماز ان سب کے پیچھے صحیح ہے بلا کراہت جن کو اہلِ قریہ نے امام مقرر کردیا(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۸۳/۳)

امامت کے لیے کون زیادہ مستحق ہے؟

سوال: (۷۰۷) زید مولوی طبیب اور حافظ ہے اور عمر حافظ قاری سبعہ قراءت کا جاننے والا مشکاۃ، ہدایہ، جلالین پڑھا ہوا ہے، امامتِ تراویح کے لیے کون افضل ہے؟ (۱۹۰۲/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ان دونوں میں عمر امامت تراویح وغیرہ کے لیے زیادہ مستحق اور افضل ہے کہ وہ علم دین کے حصول کے ساتھ قاری بھی ہے(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۹۷/۳-۹۸)

---

(۱) قوسین والی عبارات والفاظ کا اضافہ رجسٹر نقول فتاویٰ سے کیا گیا ہے۔۱۲

(۲) وفي الأشباه: ولد الباني وعشيرتهُ أولٰى من غيرهم اهـ وسيجيء في الوقف أنّ القومَ إذا عيّنوا مؤذّنًا أو إمامًا وكان أصلح ممّا نصبه الباني فهو أولٰى. (ردّ المحتار: ۶۵/۲، كتاب الصّلاة، باب الأذان) ظفیر

(۳) والأحقّ بالإمامة تقديمًا بل نصبًا …… الأعلم بأحكام الصّلاة إلخ ثمّ الأحسن تلاوةً وتجويدًا (الدّرّ المختار) أفاد بذلك أن معنى قولهم أقرأ: أي أجود، لا أكثرهم حفظًا …… ومعنى الحسن في التّلاوة أن يكون عالمًا بكيفية الحروف والوقف وما يتعلّق بها. قهستانيّ (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲۵۱/۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

نماز قاری کے پیچھے پڑھنا افضل ہے

سوال: (۷۰۸) ایک شخص کہتا ہے کہ قاری خوش آواز کے پیچھے نماز پڑھنا افضل ہے، اور دھیان اس کی قراءت ہی میں رہتا ہے اور کسی کی طرف دھیان نہیں جاتا حتی کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی خیال نہیں رہتا یہ کہنا؛ اس کا صحیح ہے یا نہ؟ (۱۶۱۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ کہنا اس کا غلط ہے، نماز قاری کے پیچھے پڑھنا افضل ہے، اور خوش آوازی دوسری خوبی ہے کہ اس کی بھی تعریف حدیثوں میں آئی ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۹۸/۳)

فاضل کی نماز مفضول کے پیچھے درست ہے

سوال: (۷۰۹) اگر دو شخصوں میں ذاتی نقیض ہے تو مفضول کی نماز فاضل کے پیچھے ہو جاوے گی یا نہیں؟ (۱۳۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: نماز صحیح ہے اور اعادہ کی ضرورت نہیں ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۳۳/۳)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: ما أذِنَ اللّٰهُ لِشيءٍ ، ما أذِنَ لِنَبِيٍّ يتغنّٰى بالقُرآن. متّفق عليه .

وعنه قال : قال رسول اللّٰه صلّى الله عليه وسلّم : ما أذِنَ اللّٰهُ لِشيءٍ ، ما أذِن لنبيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالقُرْآنِ يَجهَرُ بِهٖ . متّفق عليه .

وفي هامش المشكاة : قوله :(يجهر بهٖ) تفسير لمعنى التّغنّي ، المراد في هٰذا الباب ، فإنّ المراد تحسين الصّوت وتطييبه وتزيينه وترقيقه وتحزينه بحيث ...... يرقّ القلب ويؤثّر في السّامعين إلخ. (مشكاة المصابيح، ص:۱۹۰، كتاب فضائل القرآن ، باب ، الفصل الأوّل)

وفي الشّامي : وورد في تحسين القراء ة بالصّوت أحاديث ، منها : ما رواه الحاكم وغيره عن جابر رضي اللّٰه تعالٰى عنه بلفظ : حسّنوا القرآن بأصواتكم ، فإنّ الصّوت الحسن يزيد القرآن حُسْنًا. (ردّ المحتار:۹/۵۱۷، كتاب الحظر والإباحة ، فصل في البيع)

(۲) وإن قدموا غير الأولٰى فقد أساؤا ولكن لا يأثمون كذا في التّجنيس. (مراقي الفلاح مع حاشية الطّحطاوي، ص:۳۰۱، كتاب الصّلاة ، فصل في بيان الأحقّ بالإمامة) ==

افضل لوگ غیر افضل کی اقتداء کریں یا نہیں؟

سوال: (۱۷۰) زید نماز پڑھا رہا ہے اور اس سے افضل لوگ آئے تو جماعت میں شریک ہوں یا نہ ہوں؟ اور نماز میں کراہت تو نہ ہوگی۔ (۱۰۰۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: نماز میں کچھ کراہت نہ ہوگی اور شریک جماعت ہو جانا چاہیے[1] فقط (۹۴/۳)

امام کے انتخاب میں کس کی رائے معتبر ہے؟

سوال: (۱۷۱) ایک مسجد جولاہوں کے نام سے مشہور ہے، جولاہوں نے امام کو نکال دیا اور حافظ ہم قوم کو بلا کر رکھ لیا؛ کیا دوسرے مسلمانوں کا حق اس مسجد میں ہے؟ (۱۲۶۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: جن مقتدیوں کی جماعت زیادہ ہے ان کی رائے سے امام مقرر ہوسکتا ہے مگر بہرحال امام لائق امامت کے ہونا چاہیے خواہ کسی قوم کا ہو[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۴۹/۳)

سوال: (۱۷۲) مسجد محلّہ میں دو تین شخص کہتے ہیں کہ ہمارا مقرر کیا ہوا امام رہے گا، اور جماعت کے جو زیادہ شخص ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم جو امام مقرر کریں گے وہ امام رہے گا۔ (۲۶۸۸/۱۳۴۳ھ)

الجواب: جس کو جماعت کے زیادہ اشخاص امام مقرر کریں وہی امام رہے گا۔ لأنّ الاعتبار للأکثر [2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۷۹/۳)

== صاحب البيت والمجلس وإمام المسجد أحقّ بالإمامة من غيره وإن كان الغير أفقه وأقرأ وأورع وأفضل منه ، إن شاء تقدم وإن شاء قدم من يريده ، وإن كان الّذي يقدّمه مفضولاً بالنّسبة إلى باقي الحاضرين. (حاشية الطّحطاوي على مراقي الفلاح ، ص:۲۹۹، كتاب الصّلاة ، فصل في بيان الأحقّ بالإمامة)

(۱) ومثله إمام المسجد الرّاتبُ أولٰى بالإمامة من غيره مطلقًا (الدّرّ المختار) وفي الشّامي: أي و إن كان غيره من الحاضرين من هو أعلم وأقرأ منه. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

(۲) أو الخيارِ إلى القومِ ، فإن اختلفوا أُعْتُبِرَ أكثرُهُمْ ؛ ولو قدّمُوا غيرَ الأولٰى أسَاؤا بِلاَ إثْمٍ . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۳-۲۵۴، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

کیا ہر مسلمان کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے؟

سوال: (۷۱۳) کیا ہر مسلمان کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے؟ (۲۵۲/۳۰-۱۳۲۹ھ)

الجواب: نماز ہر شخص کے پیچھے درست ہوجاتی ہے[1] اگر چہ امام کا اعلم اور متقی ہونا بھی ضروری وبہتر امر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۹۹-۳۰۰)

امامت میں علم کا اعتبار ہے یا ذات پات کا؟

سوال: (۷۱۴) امامت کے لیے ذات کا لحاظ ہے یا کہ علم کا؟ بینوا توجروا؟ (۲۵۲/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: امامت میں مقدم لحاظ علم کا ہے، علم کا ہونا ضروریات سے ہے۔ فقط رشید احمد عفی عنہ[2]

الأجوبة صحيحة: دستخط۔ (۳/۲۹۹-۳۰۰)

امامت کا حق سوائے معزز قوم کے دوسری قوم کو ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۱۵) امامت کا حق سوائے معزز قوم کے دوسری قوم کو ہوسکتا ہے یا نہیں؟ چند اشخاص یہ کہتے ہیں کہ نماز صرف مندرجہ ذیل قوم کے آدمی پڑھا سکتے ہیں یعنی شیخ، سید، مغل، پٹھان، رذیل قوم کے پیچھے نماز جائز نہیں ہوسکتی، اوران کو امامت کا حق حاصل نہیں ہے یہ شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟

(۶۱۰/۱۳۴۰ھ)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال : صلّوا خلف كلّ برّ و فاجر وصلّوا علىٰ كلّ برّ وفاجر، وجاهدوا مع كل برّ وفاجر. (سنن الدّار قطني: ۱/۱۸۵ كتاب الصّلاة ، باب صفة من تجوز الصّلاة معه والصّلاة عليه، المطبوعة: المطبع الأنصاري الواقع في الدّهلي)

(۲) ''کتبہ: رشید احمد'' یہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ نہیں ہیں، بلکہ کوئی ناقل فتاویٰ ہیں، رجسٹر نقول فتاویٰ سنہ ۲۹-۱۳۳۰ھ کے پہلے صفحہ پر یہ نوٹ درج ہے: ''رشید احمد صاحب جن کے دستخط اکثر فتاویٰ پر ہیں کوئی ناقل فتاویٰ ہے''۔

الجواب: امامت کا استحقاق ہر ایک اس مسلمان کو ہے جو اہلیت امام ہونے کی رکھتا ہے، پھر جس قدر لوازماتِ امامت مثل علم مسائلِ (نماز)[1] وتجوید وقراءت وصلاح وتقویٰ اس میں زیادہ ہوگا، اسی قدر وہ اولیٰ والیق بالامامت متصور ہوگا، جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے: **والأحق بالإمامة ...... الأعلم بأحكام الصّلاة ...... ثمّ الأحسن تلاوةً ...... للقراءة، ثمّ الأورع – إلى أن قال: – ثمّ الأشرف نسبًا إلخ**[2] اس عبارت سے واضح ہوا کہ جس میں اہلیت امامت کی ہو وہ امام ہوسکتا ہے، اور احق بالامامت اولیٰ ہے اس کے غیر سے، اور اس کے حکم میں جملہ اقوام اور اہلِ حرفہ برابر ہیں البتہ اگر شرافتِ علمی وغیرہ کے ساتھ شرافتِ نسبی بھی ہو مثلاً یہ کہ وہ قریشی ہو، سید ہو، یا شیخ ہو، علوی ہو، یا انصاری ہو تو وہ افضل ہوگا ان کے غیر سے جیسا کہ جملہ اخیرہ ثمّ الأشرف نسبًا إلخ کا حاصل ہے، پس قول ان لوگوں کا جو کہ کہتے ہیں کہ سوائے شیخ وسید وغیرہ کے کسی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی غلط ہے، کوئی قوم ہو خواہ سید یا شیخ یا پٹھان وغیرہ یا سفید باف وندّاف (دُھنیا) وحجام وغیرہ جو لائق امامت کے ہے اس کے پیچھے نماز صحیح ہے، اور ان میں جو اعلم واقرأ واورع وغیرہ ہے وہ احق بالامامت ہے، اسی طرح جو اشرف ہے بہ اعتبار نسب کے باوجود حصولِ صفت علم وتجوید تقویٰ کے وہ افضل ہے اس کے غیر سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ تر وہ ہے جو متقی زیادہ ہے۔ **كما قال الله تعالىٰ:** ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ﴾ (سورۃ الحجرات، آیت: ۱۳) لیکن باوجود سعادتِ تقویٰ کے اگر شرافتِ نسبی بھی ہو تو نور علیٰ نور ہے، لیکن حقیر سمجھنا کسی مسلمان کو اور کسی پیشہ ور کو درست نہیں ہے ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ﴾ (سورۃ الحجرات، آیت: ۱۰) کو اس موقع پر ضرور یاد رکھنا چاہیے۔ فقط (۳/۸۰-۸۱)

قاضی کے ہوتے ہوئے دوسرے شخص کو امامت کا حق ہے یا نہیں؟ اور پہلی سند قضاء اس وقت کارآمد نہیں ہے

سوال: (۱۷۶)......(الف) قاضی کے ہوتے ہوئے دوسرے شخص کو امامت کا حق ہے، یا نہیں؟

---

(۱) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیا گیا ہے۔۱۲

(۲) **تنوير الأبصار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۱-۲۵۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد** ظفیر

(ب) قاضی کی امامت سے چند لوگ منکر و چند متفق ہوں اور قاضی مُصر ہو تو قاضی حق پر ہے یا نہیں؟

(ج) قاضی کی سند میں اقامت جمعہ وعیدین و جماعت وترغیب وتحریض مردمان بہ طاعات وعبادات مذکور ہے؛ اس سے کیا مراد ہے؟ (۲۵۸/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: (الف) اس زمانہ میں قاضی شرعی نہیں ہیں، ان قاضیوں کو جو اَب موجود ہیں امامت وغیرہ کا کوئی حق نہیں ہے، امام ومؤذن کا مقرر کرنا اوّلاً بانیٔ مسجد و واقف کا حق ہے، اس کے بعد اس کی اولاد میں جو اہل ہے اس کا حق ہے، ان کے بعد اہل محلّہ یا اہل شہر جس کو امام مقرر کریں وہ امام ہوگا۔ کذا في الدرّ المختار والشّامي[1]

(ب) قاضی عرفی کو اس بارہ میں کچھ استحقاق خاص نہیں ہے، بلکہ موافق تفصیل (الف) بانی یا اس کے ورثہ یا اہل محلّہ کو اس کا استحقاق ہے کہ وہ جس کو چاہیں مقرر کریں۔

(ج) جب کبھی سلاطین اسلام کی طرف سے قضاۃ مقرر ہوتے تھے یہ اس وقت لکھا جاتا تھا، اب ان کو کوئی خاص حق اس بارہ میں نہیں ہے اور تحریض وترغیب بہ سوئے طاعات واعظانِ اسلام کرتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۹۰/۳-۹۱)

مریض امام کے پیچھے علماء کرام کی نماز کا حکم

سوال: (۱۷۷) زید امام مسجد مقررہ کو تپ ولرزہ چڑھا ہوا ہے مگر حواس درست ہیں، اور اس کے ہم عصر علماء مسجد میں موجود ہیں تو ترجیح نماز پڑھانے میں کس کو ہے؟ اور مقتدی علماء کی نماز میں مریض امام کے پیچھے کچھ کراہیت تو نہیں آوے گی؟ فقط (۵۸۵/۱۳۳۸ھ)

---

(۱) وِلَايَةُ الأَذَانِ والإقامةِ لِبانِي المَسجدِ مُطلقًا وكذا الإمامةُ لَو عدلاً (الدرّ المختار) وفي الأشباه: ولدُ البَانِي وعشيرتُهُ أولىٰ مِنْ غيرِهِمْ اهـ. وسَيَجِيءُ في الوقْفِ (۵۰۵/۶، كتاب الوقف) أنّ القَوْمَ إذَا عَيّنُوْا مؤذِّنًا و إمَامًا وَكانَ أصلحَ مِمَّا نصبه الباني فَهُو أولىٰ، وذكره في الفتح عن النّوازِلِ وأقرّهُ. اهـ (الدرّ المختار و ردّ المحتار: ۶۵/۲، كتاب الصّلاة، قبيل باب شروط الصّلاة) ظفیر

الجواب: نماز میں کچھ کراہیت نہ ہوگی[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۲۳/۳)

ایک ہی شخص کا اذان دینا اور امامت کرنا درست ہے

سوال: (۷۱۸) اذان وامامت اگر ایک ہی شخص کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۵۲۰/۱۳۴۰ھ)

الجواب: ایک ہی شخص اذان کہے اور امامت کرے یہ شریعت میں درست ہے، بلکہ اس میں ثواب زیادہ ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۹۵/۳)

سوال: (۷۱۹) شخص واحد کا اذان و(امامت)[۳] علی الدوام کرانا مشروع ہے یا مکروہ؟ (۲۸۰۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس کو فقہاء نے افضل لکھا ہے، چنانچہ درمختار میں ہے: **الأفضل كون الإمام هو المؤذّن إلخ**[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۱۹۷-۱۹۸)

سوال: (۷۲۰) مؤذن کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۵۲/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: حنفیہ تو مؤذن کا امام ہونا افضل لکھتے ہیں، درمختار میں ہے: **الأفضل كون الإمام هو المؤذّن**[۴] دوسری جگہ باب الامامت میں ہے: **وقول عمر رضي الله عنه لولا الخلافة لأذنت أي مع الإمامة إذ الجمعُ أفضل**[۵] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۱۰/۳)

---

(۱) ومثله إمام المسجد الرّاتب أولىٰ بالإمامة من غيره مطلقًا (الدّرّ المختار) وفي الشّامي: قوله: (مطلقًا) أي وإن كان غيره من الحاضرين من هو أعلم وأقرأ منه. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲۵۴/۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد) *ظفیر*

(۲) الأفضل كون الإمام هو المؤذّن ، وفي الضّياء أنّه عليه السّلام أذّن في سفر بنفسه وأقام وصلّى الظّهر وقد حقّقناه في الخزائن. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۶۵/۲، كتاب الصّلاة باب الأذان ، قبيل باب شروط الصّلاة) *ظفیر*

(۳) مطبوعہ فتاویٰ میں (امامت) کی جگہ ''اقامت'' تھا، تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔

(۴) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۶۵/۲، كتاب الصّلاة ، باب الأذان ، قبيل باب شروط الصّلاة .

(۵) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۴۴/۲، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

جو شخص صرف پانی سے استنجاء کرتا ہے اس کی امامت درست ہے

سوال: (۷۲۱) زید کہتا ہے کہ عمر پیشاب و پاخانہ کے بعد استنجاء بالحجر نہیں کرتا، صرف پانی پر اکتفاء کرتا ہے، وہ امامت کرنے کے لائق نہیں، کیونکہ استنجاء بالحجر سنت مؤکدہ ہے۔ عمر کہتا ہے کہ استنجاء بالحجر ضروری نہیں ہے، آیا عمر کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ حرج ہے یا نہیں؟ اس پر ایک مفتی نے عمر کو فاسق لکھا تھا، اس پر مفتی صاحب نے جواب ذیل تحریر فرمایا۔ (۲۳۳/۲۷-۱۳۳۷ھ)

الجواب: اقول وباللہ التوفیق: شامی میں ہے: **ثمّ اعلم أنّ الجمعَ بين الماءِ والحَجر أفضلُ ويليه في الفضل الاقتصارُ على الماءِ، ويليه الاقتصارُ على الحجرِ وتحصلُ السّنّةُ بالكل وإن تفاوت الفضلُ كما أفاده في الإمداد وغيره** [1] اس تفصیلِ علامہ سے معلوم ہوا کہ صرف پانی پر اکتفاء کرنے سے سنتِ استنجاء حاصل ہوجاتی ہے، پس حکم فسق اس پر غیر موجہ ہے اور تارکِ افضل فاسق نہیں ہوتا۔ **فالجواب فيه سقم وغلط.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۱۷-۱۱۸)

سوال: (۷۲۲) ایک شخص عادۃً کلوخ نہیں لیتا، پیشاب کر کے حشفہ دھو ڈالتا ہے، پس اس وجہ سے اس کی طہارت نا قابل اعتبار ہے، اور وہی شخص نماز پڑھا رہا ہے تو اب محتاط شخص جب بعد کو آیا تو اس کے پیچھے یہ اقتداء کرے یا نہیں؟ اگر اقتداء نہ کرے تو کیا علیحدہ تنہا فرض نماز پڑھے یا اس کے فراغت کا انتظار میں کھڑا رہے جب جماعت ختم ہوجائے تب پڑھے؟ (۹۶۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اقتداء کرلے اور کچھ وہم نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۱۱)

وضاحت: پیشاب کرنے کے بعد صرف پانی سے استنجاء کرنا درست ہے، لیکن ضعفِ مثانہ یا بوڑھاپے کی وجہ سے پانی سے استنجاء کرنے کے بعد عام طور پر قطرہ آتا ہے؛ اس لیے پیشاب کرنے کے بعد ڈھیلے یا ٹیشو پیپر سے استبراء کرنا چاہیے، آج کل اکثر حضرات ڈھیلے یا ٹیشو پیپر سے استبراء نہیں کرتے، صرف پانی پر اکتفاء کرتے ہیں، یہ مناسب نہیں، ہر نمازی کو استبراء کا خیال رکھنا چاہیے۔

---

(۱) **ردّ المحتار: ۱/۴۷۶، کتاب الطّهارة، باب الأنجاس، فصل في الاستنجاء، مطلب: إذا دخلَ الْمُسْتَنْجِي في ماءٍ قليلٍ.**

اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے، اور امام کو خاص طور پر اس کا خیال رکھنا چاہیے ورنہ اس کی نماز کے ساتھ تمام مقتدیوں کی نماز فاسد ہوگی۔ محمد امین پالن پوری

سوال: (۷۲۳) اگر کوئی شخص کلوخ سے استنجاء نہ کرتا ہو بلکہ صرف پانی سے کرتا ہو تو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟ (۴۵۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: امامت اس کی صحیح ہے، کتب فقہ میں ہے کہ صرف پانی یا صرف ڈھیلے سے استنجاء کرنے سے بھی سنتِ استنجاء حاصل ہوجاتی ہے، لیکن افضل اور بہتر یہ ہے کہ ڈھیلے اور پانی دونوں سے استنجاء کرے۔ شامی میں ہے: **ثمّ اعلم أن الجمع بین الماء والحجر أفضل ویلیه في الفضل الاقتصار علی الماء ، و یلیه الاقتصار علی الحجر وتحصل السّنّة بالکلّ إلخ**[1] فقط (۳/۲۳۸-۲۳۹)

سجدہ میں جاتے وقت دونوں ہاتھوں سے بار بار پاجامہ کو اوپر کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۷۲۴) امام کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچا ہے، سجدہ میں جاتے وقت دونوں ہاتھوں سے پاجامہ کو اوپر کو چڑھا لیتے ہیں، اور پھر سجدہ میں جاتے ہیں، یہ فعل نماز میں ہر رکعت میں برابر جاری رہتا ہے، ان سے کہا گیا تو جواب دیا کہ قسم خدا کی! اب دونا (دوگنا) کروں گا، ایسی حالت میں نماز ہم مقتدیوں کی ہوجائے گی یا نہیں؟ اور ہم نماز اُن کے پیچھے پڑھیں یا نہیں یا علیحدہ پڑھ لیا کریں؟ (۲۴۴۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: امام مذکور کو ایسا نہ کرنا چاہیے کیونکہ اوّل تو ٹخنوں سے نیچا پاجامہ خارج نماز سے پہننا بھی حرام اور ممنوع ہے، یہ امر موجبِ فسقِ امام ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور امام بنانا

(۱) **ردّ المحتار: ۱/۴۷۶، کتاب الطّهارة ، باب الأنجاس ، فصل في الاستنجاء ، مطلب: إذا دخلَ الْمُسْتَنْجِيْ في ماءٍ قلیلٍ .**

فاسق کو بدون توبہ کے مکروہ ہے[۱] اور ثانیاً نماز میں بار بار ایسی حرکت کرنا بھی نہیں چاہیے کہ اس میں بھی کراہت ہے[۲] اور بعض صورتوں میں خوفِ فسادِ صلاۃ ہے، بہر حال امام مذکور کو فعل مذکور سے روکنا چاہیے، اور اگر وہ باز نہ آوے تو اس کو معزول کر دینا چاہیے، اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو اسی کے پیچھے نماز {پڑھ لینی چاہیے نماز ہو جاتی ہے، اور درمختار وشامی میں ہے کہ تنہا نماز پڑھنے سے فاسق کے پیچھے نماز}[۳] پڑھنا بہتر ہے، اور جماعت کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے[۴] فقط واللہ اعلم (۱۱۷/۳)

چھ گرہ چوڑا پائجامہ پہننے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۲۵) اگر پاجامہ ۶ گرہ[۵] چوڑا اور ٹخنوں سے اونچا ہو، امام اس کو پہن کر نماز پڑھاوے جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴۹۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: نماز صحیح ہے[۶] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۳۰/۳)

---

(۱) ویکره .... إمامة عبد إلخ وفاسق . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار : ۲/۲۵۴-۲۵۵، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

(۲) و کره كفّه أي رفعه ولو لتراب كمشمّرٍ كُم أو ذيل ، وعبثه به أي بثوبه. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار : ۲/۳۵۰، کتاب الصّلاة ، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها ، مطلب في الكراهة التّحريمية والتّنزيهيّة) ظفیر

(۳) قوسین کے درمیان والی عبارت رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کی گئی ہے۔۱۲

(۴) وفي النّهر عن المحيط: صلّى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة (الدّرّ المختار) أفاد أنّ الصّلاة خلفهما أولٰى من الانفراد ، لكن لا ينال كما ينال خلف تقيٍّ وَرَعٍ . (الدّرّ المختار و ردّ المحتار : ۲/۲۵۷-۲۵۸، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

(۵) گرہ: گز کا سولہواں حصہ، تقریباً تین انگل کی چوڑائی، یعنی سوا دو انچ، ۶ گرہ چوڑا، یعنی ساڑھے تیرہ انچ چوڑا۔

(۶) جب لنگی پہن کر نماز پڑھنا درست ہے تو چھ گرہ چوڑا پائجامہ پہن کر نماز پڑھنا بہ طریق اولیٰ درست ہوگا۔ محمد امین پالن پوری

کمزوری کی وجہ سے جو شخص زیر ناف کی صفائی نہ کر سکے اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۲۶) اگر کوئی شخص موئے زیر ناف بہ وجہ کمزوری کے نہ مونڈے اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۲۳۰۶ھ)

الجواب: نماز اس کی صحیح ہے اور اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے [1] فقط (۱۷۶/۳-۱۷۷)

سفید بال اکھڑوانے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۲۷) زید امام مسجد اپنی ڈاڑھی کے سفید بال اکھڑوا دیتا ہے، اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۵/۱۸۴۷ھ)

الجواب: یہ فعل اچھا نہیں ہے مکروہ ہے [2] اور نماز اس کے پیچھے صحیح ہے مگر ایسا کرنا نہ چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۰۱/۳)

---

(۱) اگر معقول عذر نہ ہو تو ہر جمعہ کو صاف کرنا چاہیے اور چالیس دن سے زیادہ چھوڑے رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔

ویستحبّ حلق عانته وتنظیف بدنه بالاغتسال في کلّ أسبوع مرّة ، والأفضل یوم الجمعة ، وجاز في کلّ خمسة عشرة ، وکره ترکه وراء الأربعین (الدّرّ المختار) أي تحریمًا لقول المجتبیٰ ولا عذر فیما وراء الأربعین ویستحقّ الوعید اهـ . (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۴۹۷/۹، کتاب الحظر والإباحة ، فصل في البیع) ظفیر

(۲) عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جدّہٖ قال : قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم : لاتَنْتِفُوْا الشَّیْبَ ما من مسلمٍ یَشِیْبُ شیبةً في الإسلام ، قال عن سفیان : إلاّ کانت له نورًا یوم القیامة ، وقال في حدیث یحيٰ : إلاّ کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا حَسَنَةً وحَطَّ عَنه بها خَطیئةً. (سنن أبي داؤد، ص:۵۷۸، کتاب التّرجّل ، باب في نتف الشّیب ، وھٰکذا في مشکاة المصابیح بتغییر یسیر، ص:۳۸۲، کتاب اللّباس ، باب التّرجّل ، الفصل الثّاني)

سر کے بال سینے تک رکھنے والے کی امامت درست ہے

سوال: (۷۲۸) جس شخص کے سر پر بال اس قدر لمبے ہوں کہ سینہ تک پہنچتے ہوں اور وہ کسی مکر وفریب کے لیے نہیں رکھے گئے ہوں؛ اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟ (۱۴۳۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۰۶/۳)

مونڈھوں تک بال رکھنے والے کی امامت درست ہے

سوال: (۷۲۹) جس کے بال مونڈھوں تک ہوں اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ بکر کہتا ہے کہ ایسے شخص کی امامت جائز نہیں ہے؟ (۶۱۵/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: بکر کا قول غلط ہے، زید کی امامت اس وجہ سے مکروہ نہیں ہے، کیونکہ بعض اوقات آنحضرت ﷺ کے موئے مبارک مونڈھوں تک پہنچ جاتے تھے، چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں: **ووجه اختلاف الرّوايات في قدر شعره: لاختلاف الأوقات فإذا غفل عن تقصيرها بلغت المنكب وإذا قصرها كانت إلى أنصاف الأذنين**[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۰۳/۳)

گنجے کے پیچھے نماز درست ہے

سوال: (۷۳۰) گنجے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور گنجے کے پیچھے نماز کی کراہت کی کوئی حدیث ہے یا نہیں؟ (۴۰۸/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: گنجے کے پیچھے نماز جائز ہے جب کہ وہ اچھا ہوگیا ہو، اور زخم اس کے سر پر نہیں رہا تو نماز اس کے پیچھے بلا کراہت درست ہے، گنجے کے پیچھے کراہتِ نماز کی کوئی حدیث نہیں۔ فقط (۳۰۱/۳)

---

(۱) شرح النّووي للمسلم: ۲/۲۵۸، كتاب الفضائل، باب صفة شعره صلّى الله عليه وسلّم وصفاته وحليته.

جو فرض سے پہلے سنتِ مؤکدہ نہ پڑھ سکا وہ امام ہوسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۳۱) اگر امام جماعت سے پہلے سنت مؤکدہ نہیں پڑھ سکا تو امام ہوسکتا ہے یا نہیں؟ مقتدیوں کی نماز میں کوئی فرق تو نہ ہوگا؟ (۱۵۶۴/۱۳۴۱ھ)

الجواب: وہ شخص امام ہوسکتا ہے، اور مقتدیوں کی نماز میں کچھ کراہت اور خلل نہ ہوگا۔ فقط (۹۶/۳)

جس امام سے تمام نمازی خوش ہیں صرف ایک شخص ناراض ہے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۷۳۲) ایک مولوی سے ایک شخص کا جھگڑا ہوا تھا، یہ معلوم نہیں کہ زیادتی کس کی تھی، اب وہ مولوی محلّہ کی مسجد میں امام ہوگیا ہے، ان کی امامت سے تمام اہل محلّہ خوش ہیں، صرف وہ شخص جس سے جھگڑا ہوا تھا ناراض ہے، سنا ہے کہ اس امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی؟ (۱۴۴۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اگر سبب اس شخص کی ناراضی کا امام کا کوئی قصور نہیں ہے اور امام میں کوئی نقص شرعی نہیں ہے تو اس شخص کی ناراضی کا اعتبار نہیں ہے، نماز اس امام کے پیچھے بلا کراہت صحیح ہے۔ فقط (۲۵۱/۳)

جس امام سے دل صاف نہ ہو اس کے پیچھے نماز صحیح ہے

سوال: (۷۳۳) زید نے بہ حضور جماعت مسلمین یہ اقرار کیا کہ میرا دل امام مسجد سے صاف نہیں ہے، ایسی حالت میں زید کی نماز اس امام کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟ (۱۶۶۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: زید کی نماز اس امام کے پیچھے صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۵۴/۳)

معاصی سے توبہ کرنے والے کی امامت درست ہے

سوال: (۷۳۴) ایک شخص بہت گنہ گار ہے مگر وہ توبہ کرتا ہے تو امامت اس کی درست ہے یانہیں؟ (۶۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ایسی حالت میں جب کہ وہ تائب ہوتا ہے امامت اس کی درست ہے، اور اس کے گھر کا کھانا درست ہے [1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۹۶/۳)

خطاء سے توبہ کرنے والے کی امامت درست ہے

سوال: (۷۳۵) زید محتلم [2] نے خطاءً تنہا نماز پڑھ لی اور اپنی خطاء پر نادم اور تائب ہے، تو اب زید قابل امامت رہا یانہیں؟ (۱۸۶۶/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس نماز کی قضاء کر لیوے اور توبہ کے بعد گناہ اس کا معاف ہوگیا [1] وہ قابل امامت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۷۵/۳)

جس نے جھوٹ سے توبہ کر لی اس کے پیچھے نماز درست ہے

سوال: (۷۳۶) زید لوگوں سے جھوٹ بولتا تھا اور دھوکا دہی کرتا تھا، مگر اب اس نے توبہ کر لی ہے، اور لوگوں نے اس کو امام بنالیا ہے، آیا اس کے پیچھے نماز درست ہے یانہیں؟ (۱۰۶۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے: التّائب من الذّنب کمن لا ذنب له [1] پس بعد توبہ کے اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۴۶/۳)

---

(۱) عن عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم: التّائب من الذّنب كمن لا ذنب له. (مشكاة المصابيح، ص: ۲۰۶، كتاب اسماء اللّٰه تعالیٰ باب الاستغفار و التوبة، الفصل الثّالث) ظفیر

(۲) محتلم یعنی جس کو احتلام ہوا تھا۔ ۱۲

رقص وسرود سے توبہ کرنے والے کی امامت درست ہے

سوال: (۷۳۷) ایک امام مسجد ہے، اکثر رقص وسرود میں جاتا ہے، اگر ایسا شخص توبہ کرلے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کراہت سے خالی ہوگا یا نہیں؟ (۱۱۸۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: امام مذکور فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اگر وہ توبہ کرلے تو کراہت مرتفع ہوجاوے گی۔ لأنّ التّائب من الذّنب کمن لا ذنب له[1] فقط واللہ اعلم (۲۴۷/۳)

تصویر کھنچوانے سے توبہ کرنے والے کے پیچھے نماز بلا کراہت صحیح ہے

سوال: (۷۳۸) ایک لیڈر کی وجہ سے ایک مجلس قائم ہوئی، اس میں امام صاحب بھی آئے بلانے کی وجہ سے، تمام مجمع کے ساتھ امام صاحب کی بھی تصویر لی گئی، اور امام صاحب نے باوجود مسئلہ جاننے کے اپنی تصویر کھنچوائی تو ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ جب کہ وہ اپنی غلطی کا اب اِقرار کرتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں؟ (۱۹۵۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: تصویر کھینچنا اور کھنچوانا شریعت میں حرام ہے، یہ بے شک ان سے غلطی ہوئی اور گناہ ہوا، لیکن جب کہ وہ امام صاحب اب توبہ کرتے ہیں تو نماز ان کے پیچھے بلا کراہت صحیح ہے[1] فقط (۱۳۸/۳)

قتل اور قمار بازی سے توبہ کرنے والے کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے

سوال: (۷۳۹) کسی شخص نے ایک آدمی کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا، یا دوسرے سے قتل کرایا تھا، اور قمار بازی کا بھی بہت عادی تھا، مگر چندروز سے سنا جاتا ہے کہ قمار بازی وغیرہ ترک کردی ہے، ایسے شخص کو کسی مسجد کا امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا مکروہ؟ (۸۹۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: یہ مسلم ہے: التّائب من الذّنب کمن لاذنب له[1] پس جب کہ مرتکب کبیرہ نے

(۱) حوالہ: کتاب الصّلاۃ، باب الإمامة سوال نمبر (۷۳۶) کے حاشیہ نمبر: (۱) میں ملاحظہ فرمائیں۔

گناہ سے توبہ کرلی اور فسق اس کا مرتفع ہوگیا امامت اس کی بلا کراہت درست ہے۔ فقط (۲۲۰/۳)

بدچلن بیوی کو قتل کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۷۴۰) ایک شخص نے اپنی عورت کو بہ وجہ بدچلنی کے قتل کردیا، اسی وجہ سے گیارہ سال قید میں رہا؛ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۲۶۹۹ھ)

الجواب: قتل کرنا اس کو جائز نہ تھا اور اس قتل کی وجہ سے وہ فاسق مرتکب کبیرہ گناہ کا ہوا، توبہ کرنا اور وارثوں سے معاف کرانا اس کے ذمہ لازم ہے[1] اگر اس نے توبہ کرلی، اور وارثوں سے ان کا حق معاف کرالیا تو امامت اس کی صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۵۸/۳)

جس قاتل نے صرف توبہ کی ہو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۷۴۱) قاتل سے قصاص نہیں لیا گیا، مقتول سے خون معاف کرا نہیں سکتا، فقط توبہ کرلی، اب بعد توبہ بوجہ ذمہ داری حق العبد فاسق قرار دیا جائے گا یا نہیں؟ اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہوگی یا نہیں؟ (۱۳۳۴-۳۳/۵۴۸ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: **لا تصحّ توبة القاتل حتّى يسلم نفسه للقود وهبانية.** شامی میں ہے: **أي لا تكفيه التّوبة وحدها، قال في تبيين المحارم: واعلم أنّ توبة القاتل لا تكون بالاستغفار والنّدامة فقط بل يتوقف علىٰ إرضاء أولياء المقتول إلخ**[2] اس موقع پر شامی کو بھی دیکھ لی جائے، اتنی بات معلوم ہوئی کہ محض توبہ سے قتل کا گناہ معاف نہ ہوگا، اور فاسق رہے گا اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۱۲/۳)

---

(۱) قال في تبيين المحارم: واعلم أنّ توبة القاتل لا تكون بالاستغفار والنّدامة فقط بل يتوقّف علىٰ إرضاء أولياء المقتول إلخ. (ردّ المحتار: ۱۵۱/۱۰، كتاب الجنايات ، فصل فيما يوجب القود وما لا يوجبه) ظفیر

(۲) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۱۵۱/۱۰، كتاب الجنايات ، فصل فيما يوجب القود وما لا يوجبه.

سفلی عمل سے توبہ کرنے والے کی امامت درست ہے

سوال: (۷۴۲) جو شخص سفلی عمل کرتا ہو اور پھر توبہ صادقہ کرلیوے اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟ (۲۱۹۹/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: بعد توبہ کے امامت اس کی درست ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۲۰۸-۲۰۹)

جس شخص پر سفلی عمل پڑھنے کا الزام ہے اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۴۳) ایک شخص عمدہ قرآن شریف پڑھتا ہے اور شریف آدمی ہے، غرض شہر بھر قابل امامت کے اس شخص کو جانتا ہے، صرف ایک شخص اس پر یہ الزام لگاتا ہے کہ یہ سفلی عمل پڑھتا ہے (اس نے دو بندوں کو گواہ کرلیا ہے کہ بے شک یہ سفلی عمل پڑھتا ہے)[2] وہ امام بالکل انکار کرتا ہے، اب یہ فرمایئے جو شخص ایسے نیک امام پر کہ جس کو تمام بستی کے آدمی اچھا جانتے ہوں الزام لگاوے اس کی کیا سزا ہے؟ فقط (۱۹۵۵/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جب کہ اس الزام وتہمت کا (کچھ)[2] ثبوت نہ ہو جو امام پر لگایا تو امامت اس کی بلا کراہت صحیح ہے، جھوٹا الزام لگانے والا فاسق ہے اور عاصی ہے توبہ کرے۔ فقط (۳/ ۱۱۵)[3]

---

(۱) عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: التّائب من الذّنبِ كمن لا ذنب له . (مشكاة المصابيح، ص:۲۰۶، كتاب الأسماء الله تعالىٰ، باب الاستغفار ، الفصل الثّالث) ظفیر

(۲) قوسین کے درمیان والی عبارت رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کی گئی ہے۔ ۱۲

(۳) یہ سوال و جواب اور مطبوعہ فتاویٰ جلد: ۳/ ۳۱۱، سوال نمبر: ۱۱۱۵ کے بعینہٖ مکرر ہونے کی وجہ سے ایک کو حذف کیا ہے۔

ظلم سے بچنے کے لیے جھوٹ بولنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۷۴۴) خلاصہ یہ ہے کہ زید نے عمر پر جھوٹا دعوی عدالت میں دائر کیا، حال یہ ہے کہ زید کو عمر نے کسی بات پر مجبور ہو کر جوتے مارے تھے، مگر دعوی دوسرے عنوان سے اور دوسرے پیرایہ میں کیا گیا، عمر کے وکیل نے عمر کی طرف سے قطعًا انکار کیا کیونکہ اقرار سے سزا ہو جانے کا اندیشہ تھا، ایسی صورت میں عمر کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۸۰/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے کہ دفع ظلم کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے **الکذب مباح لإحياء حقّه ودفع الظّلم عن نفسه والمراد التّعريض إلخ** [۱] لہٰذا اس صورت میں عمر کی امامت صحیح ہے، اور نماز اس کے پیچھے بلا کراہت درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۰۷)

سوال: (۷۴۵) امام مسجد پر ایک جھوٹا مقدمہ ڈگری کرایا ہے، مولوی صاحب امام مسجد نے اپنی عزت بچانے کے لیے عدالت میں یہ عرض کیا کہ میں ڈگری شدہ روپیہ کے ادا کرنے سے قاصر ہوں، اس صورت میں مولوی صاحب کے پیچھے نماز صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۵۶۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے: **صلّوا خلف كلّ برّ وفاجر الحديث** [۲] نماز پڑھو ہر یک نیک وبد کے پیچھے، پس نماز اس امام کے پیچھے صحیح ہے، اتنا ہے کہ (فاسق وکذاب یا) [۳] جھوٹی گواہی دینے والے وغیرہ کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور ظلم سے بچنے کے لیے جھوٹ بولنا درست ہے، پس وہ شخص جب کہ مظلوم ہے فاسق نہ ہوگا، اور اس کے پیچھے نماز مکروہ نہ ہوگی۔ فقط (۳/۲۲۸-۲۲۹)

جس امام کی بیوی شاہ راہِ عام کی آمد ورفت کو دیکھتی رہتی ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۴۶) زید پیش امام کی اہلیہ اپنے سکنائی مکان کے درجوں میں سے شاہ راہ عام کی

---

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۹/۵۲۵، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع .

(۲) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الصّلاة، باب الإمامة کے سوال: (۷۱۳) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔۱۲

(۳) قوسین کے درمیان والے الفاظ رجسٹر نقول فتاوی سے اضافہ کیے گئے ہیں۔۱۲

آمد ورفت کو اپنا منظر رکھتی ہے، اور ممانعت پر امام مذکور کہتا ہے وہ کونسی عورت ہے جو، تاشا باجا کے وقت دروازہ پر آ کر نہ دیکھتی ہو، ایسے امام کے پیچھے سب کی نماز درست ہے یا نہیں؟ یا جن لوگوں نے بہ چشم خود واقعہ مذکورہ دیکھا ہے، ان کی نماز ناجائز یا مکروہ ہوگی؟ (۱۴۶۰/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس کے پیچھے سب کی نماز صحیح ہے، لیکن اس امام کو اس میں احتیاط کرنی چاہیے اور اپنی اہلیہ کو اس فعل منکر سے روکنا چاہیے[1] منع کرنے کے بعد اگر وہ نہ مانے تو گناہ اس پر ہے، شوہر بری الذمہ ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۶۶/۳)

جس کے لڑکے گناہ کے کام کرتے ہوں اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۷۴۷) ایک شخص کے چار لڑکے ہیں، ایک نمازی ہے، اور بعض شراب پیتے ہیں، اور ایک ناٹک کا کام کرتا ہے، یہ شخص ان لڑکوں سے خلط ملط رکھتا ہے، اور کھانا پینا سب ساتھ ہوتا ہے، اس شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ (۹۸۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

---

(۱) عن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما قال : قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم : ألا كلّكم راعٍ وكلّكم مسئول عن رعيته ، فالإمام الّذي على النّاس راعٍ وهو مسئول عن رعيته والرّجل راعٍ على أهل بيته وهو مسئول عن رعيته الحديث. (مشكاة المصابيح، ص:۳۲۰، كتاب الإمارة والقضاء ، الفصل الأوّل)

(۲) إنّ المذهب الصّحيح عند المحقّقين في معنى الآية أنّكم إذا فعلتم ما كلّفتم به فلا يضرّكم تقصير غيركم، مثل قوله تعالى: ﴿ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى ﴾ (الأنعام: ۱۶۴، الإسراء: ۱۵، فاطر: ۱۸، الزّمر، ۷) فإذا كان كذلك فممّا كلّف به الأمر بالمعروف إذا فعله ولم يمتثل المخاطب فلا عتب بعد ذلك عليه لكونه أدّى ما عليه. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح :۳۳۲/۹، كتاب الآداب ، باب الأمر بالمعروف ، الفصل الثّاني ، رقم الحديث: ۵۱۴۲)

وعن العُرس بن عَميرةَ رضي اللّٰه عنه عن النّبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم قال : إذا عُمِلَتِ الخطيئةُ في الأرض مَن شَهِدَها فكرهها كان كَمَن غاب عنها ، ومَن غابَ عنها فرضيها كان كمن شهدها. رواه أبوداؤد. (مشكاة المصابيح ،ص:۴۳۶، كتاب الآداب ، باب الأمر بالمعروف ، الفصل الثّاني ، رقم الحديث:۵۱۴۱)

الجواب: اگر وہ شخص خود صالح اور لائق امامت ہے تو اس کی امامت میں (کچھ حرج نہیں ہے اور)(۱) کچھ کراہت نہیں ہے(۲) بلکہ وہ درصورت احق بالامامت ہونے کے لائق تر ہے ساتھ امام بنانے کے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی الآیۃ﴾ (سورۂ انعام، آیت:۱۶۴) (۱۰۲/۳)

قانونی کارروائی کرنے والے کی امامت

سوال: (۷۴۸) حکیم محمد فخر عالم متبع شریعت پابند صوم وصلاۃ ہے، مولوی اور حافظ بھی ہے، چونکہ حکیم محمد فخر عالم نے کچھ دنوں زراعت اور ٹھیکہ داری کا کام بھی کیا جس کی وجہ سے مقروض ہوگیا، اوّل کچھ جائیداد فروخت کر کے قرض ادا کیا، لیکن جب اس پر بھی ادا ہونا ناممکن سمجھا گیا تو بوجہ خوف اپنے مخالفین کے اپنی جائیداد عدالت میں پیش کر کے انسامونٹ (؟) ہوگیا تو امامت حکیم محمد فخر عالم کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۱۴۴۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: حکیم محمد فخر عالم کی امامت درست ہے، اور انسامونٹ کی حقیقت بندہ کو معلوم نہیں ہے، اگر وہ کسی معصیت کو متضمن نہیں ہے اور اہلِ حقوق کے حقوق کو تلف نہیں کیا گیا، تو اس وجہ سے کچھ کراہت ان کی امامت میں نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۵۰/۳)

سائل اور مُردوں کو نہلانے والے کے پیچھے نماز صحیح ہے

سوال: (۷۴۹) جو شخص سوال کرتا ہے اور مُردہ کو غسل دیتا ہے، اس کے پیچھے نماز درست اور صحیح اور جائز ہوتی ہے یا نہ؟ (۸۹۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے: صلّوا خلف کلّ بَرٍّ وفاجر (۳) یعنی ''ہر ایک نیک و

(۱) قوسین کے درمیان والی عبارت رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کی گئی ہے۔۱۲

(۲) حوالہ؛ سابقہ جواب کے حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الصّلاۃ، باب الإمامۃ کے سوال: (۷۱۳) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔۱۲

بد کے پیچھے نماز پڑھ لو'، اس سے معلوم ہوا کہ سائل اور مُردہ شو وغیرہ کے پیچھے نماز صحیح ہے، البتہ اولیٰ بالا مامت وہ ہے جو مسائلِ نماز سے واقف ہو اور صالح ہو، خلافِ شرع امور نہ کرتا ہو۔ (۱۰۲/۳)

سوال: (۷۵۰) ایسے شخص کو امام یا قاضی مقرر کرنا جو مردے نہلاتا ہو، اور ایک چشم اور لنگڑا ہو، اور گداگری کرتا ہو کیسا ہے؟ اور وہ باوجود شادی ہونے کے اپنی لڑکی کو اس کے شوہر کے پاس نہ جانے دیتا ہو، اور وہ لڑکی آوارہ ہو اور اس کی آوارگی اس کے اشارہ سے ہوتی ہو، تو اس کو امام مقرر کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۳۲/۵-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مُردوں کا نہلانا گناہ نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز صحیح ہے، ایک چشم کی امامت درست ہے، اور لنگڑے کی امامت خلاف اولیٰ ہے[۱] اور گداگری کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور جو شخص اپنی دختر کو اس کے شوہر کے پاس نہ بھیجے، اور بے وجہ اس کو روکنے اور رکھنے اور اس کے آوارہ ہونے پر راضی وخوش ہے وہ فاسق اور بدکار ہے، امامت اس کی مکروہ ہے۔ فقط واللہ اعلم (۳۲۱/۳-۳۲۲)

مُردہ کو غسل دینے والے اور ذابح کی امامت درست ہے

سوال: (۷۵۱) غسال اور ذابح کی امامت درست ہے یا نہیں؟ (۱۵۰۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: غسال اور ذابح کی امامت درست ہے، نماز اس کے پیچھے جائز ہے کچھ کراہت نہیں ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۹۹/۳)

سوال: (۷۵۲) ایک شخص امام مسجد ہے اور مسائل نماز سے واقف ہے لیکن بکری وغیرہ ذبح کرتا ہے، بعض لوگ اس کی امامت پر بہ وجہ ذابح ہونے کے اعتراض کرتے ہیں؛

---

(۱) وكذا تكره خلف ...... مفلوج و أبرص شاع برصه (الدّرّ المختار) وفي الشّامي: قوله: (ومفلوج وأبرص شاع برصه) وكذلك أعرج يقوم ببعض قدمه، فالاقتداء بغيره أولٰى ...... والظّاهر أنّ العلّة النّفرة. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد)

(۲) کیوں کہ مردہ کو غسل دینا اور جانور کو ذبح کرنا دونوں کام جائز ہیں۔ محمد امین پالن پوری

ایسے امام کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۳۲۰ھ)

الجواب: ذابح ہونا کسی شخص کا مانع اس کے امام ہونے کے نہیں ہے[1] امامت کے لیے احق اعلم باحکام الصلاۃ ہے۔ کما في کتب الفقه، پس جب کہ شخص مذکور مسائل نماز روزہ سے واقف ہے تو اس کی امامت جائز بلکہ درصورت نہ ہونے اس سے زیادہ اعلم کے افضل و بہتر ہے، اور ذابح ہونا اس کا موجبِ کراہتِ امامت نہیں ہے، چنانچہ کراہتِ امامت میں جن اَسباب کو فقہاء نے شمار کیا ہے ان میں ذابح ہونا کسی نے نہیں لکھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۳۱/۳-۲۳۲)

سوال: (۷۵۳) جن فقیروں کا پیشہ بھیک مانگنے کا ہے ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: سوال کا پیشہ رکھنے والا فقیر اکثر امرِحرام کا مرتکب ہوتا ہے، کیونکہ ان کو سوال کرنا درست نہیں ہوتا، بہت سے ان میں سے غنی اور مال دار ہوتے ہیں، اور بہت سے توانا وتندرست ہوتے ہیں، جو محنت ومزدوری کر سکتے ہیں اور کھانے کو ان کے پاس موجود ہوتا ہے، اس صورت میں چوں کہ وہ فقیر جس کا یہ حال ہو جو مذکور ہوا شرعًا فاسق ہوجاتا ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۱۷)

فقیر کے پیچھے نماز درست ہے

سوال: (۷۵۴) ایک شخص ہے خواندہ، نماز بھی پڑھتا ہے، قوم فقیر ہے اور مویشی ذبح کرتا ہے فطرہ وزکاۃ کا مال کھاتا ہے، اور مسجد کی خدمت بھی کرتا ہے، اور یہاں کے لوگ نام کے مسلمان ہیں، اکثر ہندوؤں کی رسومات کرتے ہیں، اگر اس شخص مذکور کے پیچھے وہ لوگ نماز پڑھ لیا کریں تو جائز بھی ہے کہ نہیں؟ (۱۳۳۵/۷۹ھ)

الجواب: اس شخص کے پیچھے نماز درست ہے، نماز پڑھاتا رہے، اوران جاہلوں کو سمجھاتا رہے

---

(۱) ویجوز الاستیجارُ علی الذّکاۃ لأنّ المقصودَ منها قطعُ الأوداج دون إفاتۃ الرّوح إلخ . (الفتاوی الهندیة: ۴/۴۵۴، کتاب الإجارۃ ، الباب السّادس عشر في مسائل الشّیوع في الإجارۃ إلخ ، فصل في المتفرّقات)

کہ رفتہ رفتہ رسوم کفار چھوڑ دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۳۲/۳)

موچی اور مُردہ نہلانے والے کی امامت بلا کراہت درست ہے

سوال: (۷۵۵) موچی اور غسال کی امامت میں کوئی کراہت ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۲۹۲۷ھ)

الجواب: موچی اور غسال کے پیچھے نماز درست ہے اور محض اس وجہ سے ان کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے، البتہ اگر کوئی دوسری وجہ کراہت کی ہو تو نماز ان کے پیچھے مکروہ ہوگی، اور بہتر امامت کے لیے وہ شخص ہے جو مسائل نماز سے واقف ہو اور قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو اور صالح ہو(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۶۰-۱۵۹/۳)

پیشہ ور غاسلِ میت کی امامت و گواہی درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۵۶) جو شخص غسل میت کا پیشہ کرے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور گواہی اس کی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو 'فتاویٰ خیریہ' والے نے جو غاسلِ میت کی امامت کو مکروہ اور گواہی کو نامعتبر لکھا ہے اس کا کیا مطلب ہوگا؟ (۱۳۳۴-۳۳/۶۴۹ھ)

الجواب: غسلِ میت پر اُجرت لینے کے جواز وعدم جواز میں اختلاف ہے، درمختار میں ہے:
والأفضل أن يغسل الميّت مجانًا ، فإن ابتغى الغاسل الأجر جاز إن كان ثمّة غيره إلخ— وفيه تفصيل ذكره الشّامي— وعبارة الفتح : ولايجوز الاستيجار علىٰ غسل الميّت، ويجوز على الحمل والدّفن ، وأجازه بعضهم في الغسل أيضًا إلخ(۲) (شامي)

---

(۱) الأحقّ بالإمامة تقديمًا بل نصبًا ...... الأعلم بأحكام الصّلاة فقط صحّةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظّاهرة ، وحفظه قدر فرض ، وقيل: واجب ، وقيل: سنّة (الدّرّ المختار) وفي الشّامي وهو الأظهر. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار : ۲/۲۵۱، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

(۲) الدّرّ المختار و ردّ المحتار : ۳/۸۷، كتاب الصّلاة ، باب صلاة الجنازة، مطلب في حديث كلّ سبب ونسب منقطع إلّا سببي ونسبي .

پس مجوزین؛ قائلِ جوازِ امامت بلا کراہت وقبولِ شہادت ہیں، اور غیر مجوزین؛ قائلِ کراہتِ امامت وعدمِ قبولِ شہادت ہیں، پس قول صاحب 'فتاویٰ خیریہ' مبنی (۱) قول عدم جواز پر ہے۔ فقط (۳/۲۱۶-۲۱۷)

فقیر مویشی چرانے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۵۷) ایک شخص قوم سے فقیر مسجد میں رہتا ہے اور امامت کرتا ہے اور مویشی بھی چراتا ہے اور اس کی زوجہ دائی کا کام کرتی ہے، اور یہ شخص فطرہ بھی لیتا ہے، ایسی حالت میں اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۹۶/۱۳۳۵ھ)

الجواب: نماز اس شخص کے پیچھے ہو جاتی ہے، مویشی چرانے کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ اس کی زوجہ دائی جنائی ہے، اس کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے، لیکن امام کو امامت کے معاوضہ میں صدقہ فطر اور چرم قربانی دینا اور اس کو لینا درست نہیں ہے، اور اگر بوجہ اس کے غریب اور محتاج ہونے کے محض اللہ واسطے بدون خیال اس کے امام ہونے کے دے دیا جاوے تو گنجائش ہے۔ فقط (۳/۲۵۳-۲۵۴)

ختنہ کرنے والے کی امامت جائز ہے

سوال: (۷۵۸) ختنہ کرنے والے کی امامت کیسی ہے؟ (۴۷۴/۱۳۴۰ھ)

الجواب: جائز ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۶۱)

دکان دار کی امامت درست ہے

سوال: (۷۵۹) ایک دکان دار کی نظر سودا فروخت کرتے وقت مردوں اور عورتوں پر پڑتی ہے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ (۲۷۴۵/۱۳۳۹ھ)

---

(۱) مطبوعہ فتاویٰ میں (مبنی) کی جگہ ''یعنی'' تھا، تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔۱۲

(۲) کیوں کہ یہ کام کرنا خلافِ شرع نہیں ہے۔ محمد امین پالن پوری

الجواب: امامت اس کی جائز ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۵۹/۳)

نمائش میں دکان لگانے والے کی امامت درست ہے

سوال: (۷۶۰) ایک شخص نمائش میں دکان لے گیا، اس کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۱۹۳۴ھ)

الجواب: اس شخص کے پیچھے نماز صحیح ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۵۳/۳-۱۵۴)

مجبوراً سود دینے والے کی امامت درست ہے

سوال: (۷۶۱) میرے والد نے کچھ زمین بنئے کے پاس رہن کر دی تھی، والد فوت ہو گئے اور میرے پاس روپیہ اس کے چھڑانے کو نہیں ہے، میں مجبور ہوں اور مجبوراً سود دے رہا ہوں، مجھ پر کچھ مؤاخذہ ہے یا نہیں؟ اور میرے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۶۵۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: چونکہ تم مجبور ہو اس وجہ سے تم پر مؤاخذہ نہیں ہے[3] اور نماز تمہارے پیچھے

---

(۱) نگاہ پڑنے سے آدمی فاسق نہیں ہوتا، اوّلاً تو اس وجہ سے کہ یہ ضرورت کی وجہ سے ہے، جو جائز ہے، ثانیاً اس وجہ سے کہ چہرہ ستر میں داخل نہیں، فتنہ کی وجہ سے البتہ روکا گیا ہے۔ ثالثاً نگاہ کا پڑ جانا جس میں قصد وارادہ کو دخل نہیں، معاف ہے۔ گھورنا البتہ منع ہے، آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: **یا علي ! لاتتّبع النّظرة النّظرة ، فإن لك الأولىٰ وليست لك الآخرة. (مشكاة المصابيح، ص:۲۶۹، كتاب النّكاح ، باب النّظر إلى المخطوبة وبيان العورات ، الفصل الثّاني)**

ستر کے سلسلہ میں فقہاء لکھتے ہیں: **وللحرّة ولو خنثىٰ جميع بدنها إلخ ، خلا الوجه والكفّين إلخ والقدمين ...... وتمنع المرأة الشّابّة من كشف الوجه بين الرّجال ، لا لأنّه عورة بل لخوف الفتنة إلخ ، ولا يجوز النّظر إليه بشهوة إلخ ، أمّا بدونها فيباح ولو جميلاً إلخ . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۷۱/۲-۷۴، كتاب الصّلاة ، باب شروط الصّلاة ، مطلب في ستر العورة)** ظفیر

(۲) کیوں کہ نمائش میں دکان لگانا جائز ہے۔ محمد امین پالن پوری

(۳) **الضّروراتُ تبيح المحظورات. (الأشباه والنّظائر، ص:۲۵۱/۱، القاعدة الخامسة: الضّرر يزال ، رقم القاعدة:۵۶۸)**

بلا کراہت صحیح ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۴۲/۳)

جس کی بیوی سود خوار ہو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۷۶۲) جس شخص کی بی بی سود خوار ہو اور اس کو علم ہو تو وہ امام ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۹۷۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اگر شوہر اس کو اس فعل سے منع کرتا ہے تو شوہر کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۹۱/۳)

باغبان کی امامت درست ہے

سوال: (۷۶۳) ایک شخص متقی اور صاحب علم امام مسجد ہے، مگر چند روز باغبانی بھی کی ہے تو وہ امامت سے معزول ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۵۲۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: باغبانی کی وجہ سے معزول نہیں ہوسکتا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۵۳/۳)

جس کے ساتھ اغلام بازی کی ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے

سوال: (۷۶۴) کریم اور کلو دو لڑکے تھے، کریم نے کلو سے اِغلام کیا تو کریم کی نماز کلو کے پیچھے جو امام مسجد ہے جائز ہے یا نہیں؟ (۴۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: کریم کی نماز کلو کے پیچھے صحیح ہے۔(مگر کلو نے توبہ نہیں کی ہے تو اس کو امام بنانا درست نہیں۔محمد امین) (۲۴۴-۲۴۳/۳)

اغلام بازی سے توبہ کرنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے

سوال: (۷۶۵) مسمی عبدالغنی اغلام بازی میں مشہور تھا، اب اس نے صدق دل سے توبہ کرلی ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ؟ (۲۸۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: بعد توبہ کے بے تردد اور بے کراہت عبدالغنی کے پیچھے نماز درست ہے، کچھ شبہ

نہ کرنا چاہیے(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۰۹-۳۱۰)

مسجد کے پیش امام کے بارے میں گمنام خط کا کوئی اعتبار نہیں

سوال: (۷۶۶) یہاں کے مہتمم صاحب کے نام کسی شخص نے ایک خط لکھ کر مسجد کے پیش امام پر یہ الزام لگایا کہ تمہارے امام نے اپنی پہلی منکوحہ کی لڑکی سے نکاح کیا ہے، بھیجنے والے نے اپنا نام و پتا خط میں نہیں لکھا، اس خط کے سوا کوئی ثبوت اور گواہ نہیں ہے، اور امام مذکور کو اس معاملہ سے حلفًا انکار ہے تو شرعًا ایسے خط پر اعتبار کر کے مذکورہ امام کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے یا نہیں؟ (۱۴۴/۱۳۴۲ھ)

الجواب: ایسے خط اور تحریر لا پتا کا کچھ اعتبار نہیں ہے، اور جب کہ امام مذکور واقعہ مذکورہ سے انکار کرتے ہیں تو محض اس تحریر غیر ثابت کی بناء پر امام صاحب موصوف کو متہم بہ فعل مذکور نہیں کر سکتے، اور ان کو امامت سے معزول نہیں کر سکتے اور خیرات ومبرات سے ان کو محروم نہیں کر سکتے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿يٰـاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ الآية﴾ (سورۂ حجرات، آیت: ۱۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۷۹)

بدون ثبوت کے جس پر زنا کی تہمت لگائی جائے اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے

سوال: (۷۶۷) زید ایک مسجد میں امام ہے، عام لوگوں نے یہ شہرت دی ہے کہ زید نے ہندہ کے ساتھ زنا کیا ہے، عینی شہادت کوئی نہیں دیتا سنا سنائی کہتے ہیں، اس صورت میں زید کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہ؟ اور جن لوگوں نے یہ تہمت لگائی ان کے نسبت کیا ارشاد ہے؟

(۹۳۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

---

(۱) عن عبد اللّٰہ بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم: التّائب من الذّنب کمن لا ذنب له. (مشکاۃ المصابیح، ص:۲۰۶، کتاب أسماء اللّٰه تعالیٰ، باب التّوبة والاستغفار، الفصل الثّالث) ظفیر

الجواب: بدون کسی ثبوت کے زید پر ایسا اتہام لگانا حرام اور ناجائز ہے، تہمت لگانے والے گنہ گار اور عاصی ہیں وہ توبہ کریں، اور زید کی امامت درست ہے، بے تامل اس کے پیچھے نماز پڑھیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۲۱)

ثبوت کے بغیر زنا کی تہمت معتبر نہیں

سوال: (۷۶۸) زید کی والدہ نے چند مرتبہ یہ کہا ہے کہ زید کی زوجہ سے میرا شوہر صحبت کرتا ہے اور زید کو والدہ کے کہنے کا بالکل یقین نہیں ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے اور زید کو امام بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۶۷۵/۱۳۳۹ھ)

الجواب: زید کی والدہ کے اس کہنے سے زید کی زوجہ زید پر حرام نہیں ہوئی [(۱)] اور ایسی خبر کا یقین نہ کرنا چاہیے [(۲)] اور زید کو امام بنانا صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۴۶-۱۴۷)

جس حافظِ قرآن پر الزامات لگائے جاتے ہیں اس کی امامت صحیح ہے

سوال: (۷۶۹) ایک شخص حافظ قرآن ہے مگر اس پر چند الزامات لگائے جاتے ہیں کہ غیر مذہب کی عورت اس کے گھر میں بلا نکاح ہے، لیکن حافظ صاحب نکاح کرنا ظاہر کرتے ہیں، اور مسلمان کرنا بھی ظاہر کرتے ہیں، مگر ثبوت کامل نہیں ہے اس کی امامت صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۴۰۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: چونکہ مسلمان پر حسن ظن کرنا چاہیے اور بدظنی نہ کی جاوے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ (سورۂ حجرات، آیت:۱۲) لہٰذا جب کہ وہ امام صاحب مسلمان کرنا اس عورت کا اور نکاح کرنا بیان کرتے ہیں تو اس کا اعتبار کرنا چاہیے، اور الزام معصیت ان پر نہ لگایا جاوے اور امامت ان کی صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۴۹-۲۵۰)

---

(۱) تزوّج بكرًا فوجدها ثيبًا وقالت: أبوك فضّني، إن صدقها بانت بلا مهر ، وإلاّ لا. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۴/۸۶، كتاب النّكاح ، فصل في المحرمات) ظفير

(۲) الشّهادة في الزّناء يعتبر فيها أربعة من الرّجال. (الهداية: ۳/۱۵۴، كتاب الشّهادة) ظفير

یتیم بچے کی اگر طوائف کے یہاں پرورش ہوئی ہو تو امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۷۰) ایک لڑکے کے والدین بچپن میں مرگئے، اس نے طوائف کے یہاں پرورش پائی قرآن شریف بھی پڑھ لیا وہ امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۸۷۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: وہ لڑکا جس نے طوائف کے گھر پرورش پائی ہے، اگر اس نے قرآن شریف پڑھ لیا ہے، اور مسائل نماز سے واقف ہے تو اس کی امامت بلا کراہت درست ہے[1] فقط (۱۹۱/۳)

جس کے باپ کا حال معلوم نہ ہو اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۷۱) جس شخص کے باپ کا حال معلوم نہ ہو کہ کون تھا، کیا وہ مسجد کا مستقل امام ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۶۲۴/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اگر وہ خود لائق امام بنانے کے ہے مثلاً مسائل نماز سے واقف ہے، اور قراءت صحیح پڑھتا ہے اور فسق وفجور سے مجتنب ہے تو وہ امام بنایا جاسکتا ہے، شامی میں تصریح ہے کہ اگر ولدالزنا خود صالح وعالم وغیرہ ہو تو اس کی امامت بلا کراہت صحیح ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۰۴/۳)

---

(۱) والأحقّ بالإمامة تقديمًا بل نصبًا ...... الأعلم بأحكام الصّلاة ...... ثمّ الأحسن تلاوةً وتجويدًا للقراءة. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۱، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة)

(۲) ولد الزّنا هٰذا إن وُجِدَ غَيرُهُمْ وإلاّ فلا كَرَاهَةَ (الدّرّ المختار: ۲/۲۵۵) ولَو عُدِمَتْ أي عِلّة الكَرَاهةِ بأنْ كانَ الأعرابِيُّ أفْضَلَ مِن الحَضَرِيّ ، والعبدُ مِن الحُرّ ، وولدُ الزّنَا مِن وَلَدِ الرِّشْدَةِ ، والأعمٰى مِن البصيرِ فالحُكمُ بالضّدّ إلخ . ولعلّ وَجْهَهُ أنّ تَنْفِيْرَ الجَمَاعَةِ بتقدِيمِهٖ يَزُول إذَا كَانَ أفْضَلَ مِن غَيرِهٖ ، بَل التّنفيرُ يَكُوْنُ فِي تَقديم غَيْرِهٖ. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۵-۲۵۷، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

حرامی کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۲۷۷) حرامی کی امامت کا کیا حکم ہے؟ خصوصًا ایسی حالت میں کہ مسجد میں دس نمازی ہیں منجملہ ان کے ایک حرامی ہے، اور وہی مسائل سے واقف اور عالم ہے اور نو آدمی جاہل ہیں، تو اس صورت میں جاہلِ شریعت نماز پڑھاوے یا حرامی؟ مشہور ہے کہ حرامی کے پیچھے نماز درست نہیں ہے؟ (۱۷/۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: حرامی کے پیچھے نماز درست ہے، اور جو مشہور ہے بین الناس یہ غلط ہے (مگر مکروہ ہے)[1] اور صورتِ مسئولہ میں اس کا امام بنانا بلا کراہت جائز ہے، کیوں کہ احکام نماز سے سب سے زیادہ واقف ہے، اور فقہاء نے وجہ کراہت کی یہ تحریر فرمائی ہے کہ حرامی کا کوئی شفیق باپ نہیں ہوتا، لہٰذا جاہل رہتا ہے، تو معلوم ہوا کہ اگر جاہل نہ ہوتو بلا کراہت جائز ہے، بلکہ اس صورت میں سب سے زیادہ حق دار یہی ہے اس کو امام بنانا چاہیے۔ کما في الدّرّ المختار: **الأحقّ بالإمامة تقديمًا بـل نصبًا ...... الأعلم بأحكام الصّلاة**[2] وقال في الهداية: **يكره تقديم ...... الفاسق ...... وولـد الزّنا لأنّه ليس له أب يُشفِقُهُ فيغلب عليه الجهل**[3] وفي الشّامي: **ولو عدمت أي عـلّةُ الكـراهة بأن كان الأعرابي أفضل من الحضري والعبد من الحرّ وولد الزّنا من ولد الرّشدة والأعمى من البصير فالحكم بالضدّ**[4] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۲۲/۳)

ولد الزنا کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۷۸) وإمامة ولد الزّنا هل هي جائزة أم لا؟ (۴۵۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: إن كا ن صـالحًا عالمًا ورعًـا يجوز إمامته بل هو أولىٰ من (غيره)[5] و إذا

---

(۱) قوسین کے درمیان والی عبارت رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کی گئی ہے۔۱۲

(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۵۱/۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

(۳) الهداية: ۱۲۲/۱، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

(۴) ردّ المحتار: ۲۵۵/۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

(۵) مطبوعہ فتاویٰ میں (غیرہ) کی جگہ ''خیرہ'' تھا، اس کی تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔۱۲

لم یکن موصوفًا بالأوصاف المذکورة لا تجوز. کذا حقّقه في الشّامي وغیره[1] فقط (۳۰۸/۳)

ترجمہ سوال: (۷۷۳) کیا ولد الزنا کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر ولد الزنا نیک، عالم اور پرہیز گار ہو تو اس کی امامت جائز ہے، بلکہ اس کے علاوہ سے بہتر ہے، اور جب اس میں مذکورہ اوصاف نہ ہوں تو (اس کی امامت) جائز نہیں، شامی وغیرہ نے یہی تحقیق فرمائی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دین دار ولد الزنا کی امامت بلا کراہت درست ہے

سوال: (۷۷۴) زید کا قول ہے کہ امامت ولد الزنا کی جائز اور اولیٰ اور صحیح ہے، بکر کہتا ہے کہ مکروہ ہے، اس مسئلے کے متعلق دلائل دونوں کے پاس موجود ہیں، صحیح قول کونسا ہے؟ (۲۸۱/۳۰-۱۳۲۹ھ)

الجواب: قولِ زید حق ہے، یعنی ولد الزنا اگر صالح اور عالم ہے تو نماز اس کے پیچھے بلا کراہت درست ہے۔ کما في الشّامي: ولو عدمت أي علّة الکراهة بأن کان الأعرابي أفضل من الحضري والعبد من الحرّ و ولد الزّنا من ولد الرّشدة والأعمٰی من البصیر فالحکم بالضّدّ[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۲۵/۳-۳۲۶)

سوال: (۷۷۵) شخص ولد الزنا کی (جو ارکان اسلام سے پورا واقف ہو اور باعمل پرہیز گار ہو) اقتداء وامامت شرعًا جائز ہے کہ نہیں؟ (۲۱۰۲/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: امامت اس کی بلا کراہت درست ہے[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۱۵/۳)

سوال: (۷۷۶) ایک شخص جس کی ماں بے نکاح ہو، اور باپ اس کا یہ سمجھتا ہو کہ کنیز بے نکاح

---

(۱) الشّامي: ۲۵۵/۲، کتاب الصّلاة، باب الإمامة.

وفي غنیة المستملي: ویکره تقدیم ولد الزّنا بناء علی أنّ الغالب فیه الجهل — إلی قوله: — حتّی لو تحقّق منه عدم الجهل لا یکره تقدیمه. (غنیة المستملي ص: ۵۱۷، فصل في صفة الصّلاة) ظفیر

(۲) ردّ المحتار: ۲۵۵/۲، کتاب الصّلاة، باب الإمامة.

(۳) حوالہ: سابقہ جواب میں گذر چکا۔

مباح ہے، اور پھر بعد میں اس سے نکاح کرلے، اور وہاں سوائے اس کے اور کوئی شخص پڑھا لکھا جو امامت کر سکے نہ ہو تو ایسے شخص کی جب کہ وہ سعادت مند اور ہر طرح پر لائق ہو امامت درست ہے یا نہیں؟ فقط بینوا توجروا (۲۵۱/ ۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: شخص مذکور کو امام مقرر کرنا بہتر ہے جب کہ وہ قوم میں اعلم اور افضل ہے، کوئی خرابی اس کی امامت میں نہیں ہے۔ قال في الدّرّ المختار: ۱/۳۷۴ باب الإمامة، والأحقّ بالإمامة ...... الأعلم بأحكام الصّلاة فقط صحّةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظّاهرة إلخ. قال الشّامي: قوله: (بشرط اجتنابه إلخ) كذا في الدّراية عن المجتبیٰ وعبارة الكافي وغيره: الأعلم بالسّنّة أولیٰ إلاّ أن يطعن عليه في دينه إلخ[1] فقط رشید احمد عفی عنہ[2]

الجواب صحیح: قال في الشّامي: عن البحر وغيره: ولو عدمت أي علّة الكراهة بأن كان الأعرابي أفضل من الحضري، والعبد من الحرّ وولد الزّنا من ولد الرّشدة، والأعمیٰ من البصير فالحكم بالضّدّ، إلخ[3] فقط دستخط (۳/ ۲۹۸-۲۹۹)

حرامی کی اَولاد کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

سوال: (۷۷۷) ایک شخص حرامی تھا، اس کا عقد حسبِ فرمان قرآن وحدیث کے ہوا، اس کے نطفہ سے جو اَولاد ہوئی اس کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟ (۱۹۷۰/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اس کی اولاد اگر صالح اور عالم ہے تو ان کے پیچھے نماز درست ہے بلا کراہت، بلکہ افضل و بہتر ہے، اور خود اس شخص ولد الحرام کے پیچھے بھی درست ہے بلا کراہت جب کہ وہ خود صالح ہو قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ (سورۂ بنی اسرائیل، آیت: ۱۵) فقط واللہ اعلم (۳/ ۲۷۹)

حرامی کی اَولاد کی اولاد کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۷۸) زید نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دی، ایک سال کے بعد پھر اس کے شوہر

(۱) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۱، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.
(۲) ''کتبہ: رشید احمد'' یہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ نہیں ہیں، بلکہ کوئی ناقل فتاویٰ ہیں۔
(۳) ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

نے اس کو بلا عقد شرعی اپنی زوجیت میں رکھ لی، اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس سے کسی مسلمان نے نکاح کرلیا، اس سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟ اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۱۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اگر وہ اولاد صالح ہو اور قابل امامت ہو مثلاً یہ کہ عالم ہو مسائلِ شریعت سے واقف ہو تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے بلکہ افضل ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۳۰/۳)

جس کی بیوی برابر حرام کاری میں مبتلا ہے اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۷۹)...... (الف) زید کی زوجہ کو بہ وجہ زنا کرانے کے حمل حرام رہ کر ایک لڑکا پیدا ہوا ہے، ایسی عورت کو طلاق دینا چاہیے یا نہ؟ زید کہتا ہے کہ چاہے اللہ تعالیٰ مجھے دوزخ میں ڈال دے میں اس کو طلاق نہیں دوں گا۔

(ب) ایسے شخص کو دیوث کہنا جائز ہے یا نہیں؟

(ج) اور دیوث کہنے والے پر کیا جرم ہے؟ اور عورت برابر حرام کاری میں مبتلا ہے، اس شخص کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہ؟ (۸۱۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) طلاق دینا ضروری اور واجب نہیں ہے، کذا في الدّرّ المختار[2] ایسا کہنا نہ چاہیے یہ کہنا حرام ہے[3]

---

(۱) ویکره تقدیم الفاسق إلخ وتقدیم ولد الزّنا بناء علی أنّ الغالب فیه الجهل أیضًا إذ لیس له من یحمل علی التّخلق بالأخلاق الحمیدة من العلم وغیره حتّی لو تحقّق منه عدم الجهل لا یکره تقدیمه کالعبد والأعرابيّ، فإنّه لا ذنب له بزنی أبویه ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰی﴾. (غنیة المستملي، ص:۳۱۷، فصل في صفة الصّلاة)

(۲) لا یجب علی الزّوج تطلیق الفاجرة ولا علیها تسریح الفاجر، إلّا إذا خافا أن لا یقیما حدود اللّٰه، فلا بأس أن یتفرّقا. (الدّرّ المختار مع الشّامي: ۱۰۸/۴، کتاب النّکاح، فصل في المحرمات، مطلب فیما لو زوّج المولٰی أمته)

(۳) کیوں کہ ایسا کہنے میں کفر کا اندیشہ ہے۔

(ب) نہیں[1]

(ج) گنہ گار ہے[1] نماز اس کے پیچھے صحیح ہے لیکن اگر وہ اپنی زوجہ کے فعل سے راضی ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۱۸)

بیٹے نے زنا کیا تو اس کے باپ کے پیچھے نماز جائز ہے

سوال: (۷۸۰) زید نے اپنی پھوپھی سے زنا کرکے اس کو حاملہ کردی، اس کا والد امام ہے اور زید مسجد کا پانی بھرتا ہے، زید کے باپ کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور زید کے بھرے ہوئے پانی سے وضو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹۶۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: زید کی بدکاری کی وجہ سے زید کے باپ کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے، اور زید کے پانی بھرے ہوئے سے وضو جائز ہے، لیکن یہ ضرور ہے کہ ایسے شخص کو تنبیہ کی جاوے اور اس سے توبہ کرائی جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۳۸-۱۳۹)

جس امام کی بیوی کے پاس اجنبی شخص آتا ہو اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۸۱) زید امام مسجد ہے ایک روز عمر نے دیکھا کہ زید کے گھر میں ایک اجنبی شخص گیا

---

(۱) وعزّر الشّاتم بيا كافر .... يا ديّوث ، هو من لا يغار على امرأته أو محرمه (الدّرّ المختار) وفي الشّامي : لأنّ فيه إيذاءً ه بما يعلم اتّصافه به ، وتقدّم أنّه يعزّر بالغيبة وهي لا تكون إلاّ بوصفه بما فيه وإلاّ كانت بهتانًا ؛ فإذا عزّر بوصفه بما فيه ممّا لم يتجاهر به ، ففي شتمه به في وجهه بالأولىٰ ، لأنّه أشدّ في الإيذاء والإهانة ، هٰذا ما ظهر لي فتأمّله. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۶/۸۵-۸۷، كتاب الحدود، باب التّعزير، مطلب في الجرح المجرّد)

(۲) إنّ المذهب الصّحيح عند المحقّقين في معنى الآية أنّكم إذا فعلتم ما كلّفتم به فلا يضرّكم تقصير غيركم، مثل قوله تعالىٰ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ (الأنعام: ۱۶۴، الإسراء: ۱۵، فاطر: ۱۸، الزّمر، ۷) فإذا كان كذلك فممّا كلّف به الأمر بالمعروف إذا فعله ولم يمتثل المخاطب فلا عتب بعد ذلك عليه لكونه أدّى ما عليه. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: ۹/۳۳۲، كتاب الآداب ، باب الأمر بالمعروف ، الفصل الثّاني ، رقم الحديث: ۵۱۴۲)

عمر نے زید سے کہہ دیا زید نے مکان میں اس کو چھپا ہوا پایا اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکال دیا، زید کی زوجہ نے ایک اور مرتبہ کا اقرار کیا، مگر فعل ناجائز سے انکار کرتی ہے، زید اس کو طلاق دے یا نہ دے، زید کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ عمر بہت پشیمان ہے کہ پردہ فاش کرنے کی وجہ سے میں گنہ گار ہوں گا کیا حکم ہے؟ (۲۱۴۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: طلاق دینا ضروری نہیں ہے، رکھنا اس عورت کا جائز ہے [(۱)] اور زید کے پیچھے نماز درست ہے [(۲)] اور عمر نے بھی اچھا کیا کیونکہ اب اس غیر شخص کو تنبیہ ہوگئی، اور عورت بھی شاید ایسی حرکت پھر نہ کرے اس سے توبہ کرالی جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۴۰/۳-۱۴۱)

جس کی بیوی کے نام دوسرے کا خط نکلا اس کی امامت درست ہے

سوال: (۲۷۸۲) زید و بکر دونوں بھائی ہیں، زید کی شادی ہوگئی ہے، دونوں بھائی پردیس میں ملازم ہیں بہ وقت رخصت دونوں زید کی زوجہ کے مکان پر قیام کرتے ہیں، زید نے ایک کتاب میں ایک خط رکھا ہوا دیکھا جو زید کی زوجہ کے نام ہے، اور اس پر دستخط بکر کے نہیں ہیں جب زید نے اپنی زوجہ سے دریافت کیا تو اس نے حلفیہ خط سے لاعلمی ظاہر کی؛ تو اس صورت میں زید کی بیوی اور بھائی شرعاً مجرم ہیں یا نہ؟ اور زید اگر امام ہو تو نماز اس کے پیچھے صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۵۶۳/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس صورت میں زید کی زوجہ اور بھائی پر کچھ جرم ثابت نہیں ہے، اور زید کی امامت درست ہے اور اس کے پیچھے نماز صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۷۳/۳)

---

(۱) لا یجب علی الزّوج تطلیق الفاجرة ولا علیها تسریح الفاجر. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۱۰۸/۴، کتاب النّکاح، فصل في المحرمات، مطلب فیما لوزوّج المولٰی أمته) ظفیر

(۲) جب زید کی مرضی کے خلاف اس کی بیوی نے یہ حرکت کی ہے تو زید کا اس میں کوئی جرم نہیں ہے، البتہ زید کا فرض ہے کہ وہ بیوی کو تنبیہ کرے اور ایسا انتظام کرے کہ اس کی بیوی کو نہ اس طرح کی حرکت پر جرأت ہو اور نہ اُسے کوئی ایسا موقع مل سکے، زید کی طرف سے اس سلسلہ میں چشم پوشی ہوگی تو اسے دیوث کہا جائے گا، اور اس کی امامت مکروہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ظفیر

جس قاضی نے عورت کے حلفیہ بیان پر نکاح پڑھادیا اس کی امامت جائز ہے

سوال: (۷۸۳) ایک عورت نے حلفیہ بیان کیا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی، اس پر قاضی نے اس کا نکاح دوسرے شخص سے پڑھادیا، بعد کو محقق ہوا کہ طلاق نہیں ہوئی، لوگوں نے نکاح خواں کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی، اس قسم کا نکاح پڑھانے سے نکاح خواں کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کی زوجہ پر طلاق ہوگی یا نہیں؟ (۱۲۶۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: عورت کے حلفیہ بیان پر جب کہ وہ حلفیہ شوہر اول کا طلاق دینا بیان کرے نکاح کردینا دوسرے شخص سے درست ہے[1] اور اس وجہ سے نکاح خواں امامت سے معزول کرنے کے قابل نہیں ہے، اور اس کے پیچھے نماز صحیح ہے، لیکن جب محقق ہوگیا کہ وہ عورت غیر مطلقہ ہے تو اس وقت دوسرے نکاح کا باطل ہونا عام طور سے بیان کردینا ضروری ہے، اور علیحدگی کرادینا شوہر ثانی سے لازم، پھر اگر طلاق ہوجاوے تو عدت کے گزرنے پر دوبارہ نکاح ہونا چاہیے، اور اس سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ قاضی صاحب کی زوجہ ان کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی۔ فقط واللہ اعلم (۱۲۷/۳)

سوال: (۷۸۴) اگر کوئی شخص عورت کے حلفیہ بیان سے کہ میں بیوہ ہوں بے تحقیق کیے نکاح کردے تو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۱۱۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درست ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۳۳/۳)

شرابی کے مکان میں رہنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے

سوال: (۷۸۵) جو امامِ مسجد شرابی کے مکان میں رہتا ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲۱/۱۳۴۰ھ)

---

(۱) اس لیے کہ اس سلسلہ میں عورت کے بیان پر اعتماد کرنا جائز ہے۔ وحلّ نكاح من قالت: طلّقني زوجي وانقضت عدّتي أو كنت أمة لفلان واعتقني ان وقع في قلبه صدقها. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۵۱۶/۹، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع) ظفیر

الجواب: جائز ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۶۳/۳)

آیات سے عمل کر کے اجرت لینے والے کی امامت درست ہے

سوال: (۷۸۶) ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں جو آیات قرآنی سے عمل کرتا ہو، اور اجرت لیتا ہو؟ (۲۱۹۹/۱۳۳۸ھ)

الجواب: درست ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۰۸/۳)

جو امام جاہلانہ جواب دے اس کی امامت کیسی ہے؟

سوال: (۷۸۷)...... (الف) زید ایک مسجد کا امام ہے وہ بعد نماز عشاء نو بجے مسجد کے کواڑ بند کر لیتا ہے، اور جو نمازی کواڑ بند کرنے کے بعد آتا ہے تو زید کواڑ نہیں کھولتا؛ کیا کسی حدیث میں ہے کہ مسجد کے کواڑ بند کر کے پھر نہ کھولے جائیں؟[۳]

---

(۱) صرف کسی شرابی کے مکان میں رہنے سے فسق لازم نہیں آتا۔ ظفیر

(۲) آیاتِ قرآنی سے جھاڑ پھونک پر اجرت لینا جائز ہے۔ لأنّ المتقدّمين المانعين الاستيجار مطلقًا جوزوا الرّقية بالأجرة ولو بالقرآن كما ذكره الطّحاوي لأنّها ليست عبادة محضة بل من التّداوي. (ردّ المحتار: ۶۸/۹، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهمّ في عدم جواز الاستئجار على التّلاوة إلخ) ظفیر

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه إن ناسًا من أصحاب رسول الله صلّى الله عليه وسلّم كانوا في سفر، فمرُّوا بحيّ من أحياء العرب، فاستضافوهم، فلم يضيّفوهم، فقالوا لهم: هل فيكم راقٍ؟ فإنّ سيّد الحيّ لديغٌ أو مُصابٌ، فقال رجل منهم: نعم، فأتاه، فرقاه بفاتحة الكتاب، فبرأ الرجل، فأعطى قطيعا من غنم، فأبىٰ أن يقبلها، وقال: حتّى أذكر ذلك للنّبي صلّى الله عليه وسلّم، فأتى النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم، فذكر ذلك له، فقال: يا رسول اللّٰه! واللّٰه ما رقيت إلا بفاتحة الكتاب، فتبسّم وقال: وما أدراك أنها رقية، ثمّ قال: خذوا منهم واضربوا لي بسهم معكم. (الصّحيح لمسلم: ۲۲۴/۲، كتاب السّلام، باب جوازِ أخذِ الأجرةِ علَى الرُّقْيَةِ بالقرآن والأذكارِ)

(۳) سوال وجواب میں 'الف' والے پیراگراف کی پوری عبارت رجسٹر نقول فتاویٰ سے بڑھائی گئی ہے، مطبوعہ فتاویٰ میں نہیں ہے۔ ۱۲

(ب) جب زید سے صبح کو یہ بات کہی کہ رات تم نے کواڑ کیوں نہیں کھولے تو زید نے غصہ ہوکر یہ جواب دیا کہ نماز پڑھنا مسجد ہی میں منحصر نہیں ہے، گھر پڑھ لی ہوتی، اور جب زید کو وہ حدیث سنائی جس میں یہ ارشاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر مجھ کو اپنی اُمت کا خیال نہ ہوتا تو میں حکم کرتا کہ جو لوگ گھروں میں؛ مسجد کے ہوتے ہوئے اور تندرست ہوتے ہوئے نماز پڑھتے ہیں، ان کے گھروں میں آگ لگا دو، زید نے کہا کہ ایسی حدیثیں بہت ہیں میں نہیں سنتا، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۳۰۱ھ)

الجواب: (الف) درمختار میں ہے کہ دروازہ مسجد کا بند کرنا مکروہ ہے، لیکن اگر اَسبابِ مسجد کے گم ہو جانے کا اندیشہ ہے تو سوائے اوقاتِ نماز کے دروازہ مسجد کا بند کرنا درست ہے، اور شامی میں ہے کہ یہ امر اہلِ محلّہ کی رائے پر ہے جس وقت وہ مناسب سمجھیں سوائے اوقات نماز کے دروازہ بند کرادیا کریں (۱) صورت مذکورہ میں امام مسجد کا نمازیوں کے لیے دروازہ نہ کھولنا خلاف حکم شریعت ہے اور دروازہ بند کر کے پھر نہ کھولنا اگر چہ نمازیوں کی ضرورت سے ہو کہیں ثابت نہیں ہے۔

(ب) زید کا جواب جاہلانہ ہے ایسا شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے، اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۳۵/۳-۲۳۶)

جوامام یہ کہتا ہے کہ روحِ نبوی روضۂ انور میں یا مقامِ قربِ الٰہی میں ہے اور مؤمنین کی ارواح علیین میں ہیں اس کے پیچھے نماز صحیح ہے

سوال: (۷۸۸) ایک امام مسجد کہتے ہیں کہ روحِ پُرفتوح فخرِ عالم ﷺ روضۂ انور میں یا مقام قربِ خداوند عالم میں ہے، لیکن وہ کسی مسلمان کے بیوت (میں) یا ذکر میلاد مبارک کے وقت

---

(۱) وكما كره غلق باب المسجد إلّا لخوف على متاعه، به يفتىٰ، وقال في ردّ المحتار: هٰذا أولىٰ من التّقييد بزماننا، لأنّ المدار على خوف الضّرر، فإن ثبت في زماننا في جميع الأوقات ثبت كذٰلك إلّا في أوقات الصّلاة أولا فلا، أو في بعضها ففي بعضها، كذا في الفتح. وفي العناية: والتّدبير في الغلق لأهل المحلّة. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۳۷۰/۲ كتاب الصّلاة، باب ما يفسد الصّلاة و ما يكره فيها، مطلبٌ في أحكام المسجد)

حاضر نہیں ہوتی، اور عام مسلمانوں کے متعلق بھی وہ یہ کہتے ہیں کہ روح مقام علیین میں درج (ہے) اور مقام اس کا عالم برزخ ہے، ان کو گھروں میں آنے سے کیا غرض، اور دلیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں: ﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ الآية﴾ (سورۂ زُمر، آیت:۴۲) اور قبور اولیاء سے استمداد طلب کرنا ناجائز بتلاتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اہلِ قبور سننے کی طاقت نہیں رکھتے ﴿وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ اور ان کو جب کوئی یہ جواب دیتا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور نے سماع موتی فرمایا ہے تو امام صاحب یہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے اس شخص سے فرمایا کہ تم رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولتے ہو، اور یہ حدیث بخاری کی بتلاتے ہیں جس امام کا ایسا عقیدہ ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲۳۲۵/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: امام مذکور کا عقیدہ دربارۂ روح مبارک آنحضرت ﷺ واَرواح مؤمنین صحیح ہے، اور استمداد قبور سے بھی درست نہیں ہے، اور سماع موتی میں بے شک حضرت عائشہ صدیقہؓ نے انکار کیا ہے، اور ما أنتم بأسمع منهم[1] کی تاویل ما أنتم بأعلم منهم سے فرمائی ہے[2] اور انہیں

---

(۱) عن أبي طلحة رضي اللّٰه عنه أن نبيّ اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم أمر يوم بدرٍ بأربعة وعشرين رجلاً من صناديد قريشٍ، فقذفوا في طوىّ من أطواء بدرٍ خبيث مخبث وكان إذا ظهر علىٰ قوم أقام بالعرصة ثلاث ليال، فلمّا كان ببدرٍ اليوم الثّالثُ أمر براحلتهٖ، فشُدّ عليها رحلها، ثمّ مشى واتّبعه أصحابه و قالوا: ما نُرى ينطلق إلّا لبعض حاجتهٖ حتّى قام علىٰ شفة الرّكيّ ...... فقال النّبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم: والّذي نفس محمّد بيدهٖ ما أنتم بأسمع لما أقول منهم. (صحيح البخاري: ۲/۵٦٦، كتاب المغازي، باب قتل أبي جهل)

(۲) عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: إنّما قال النّبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم: إنّهم ليعلمون الآن أن ما كنت أقول لهم حقّ وقد قال اللّٰه: ﴿ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى ﴾ (صحيح البخاري: ۱/۱۸۳، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر إلخ)

قال الكرمانيّ: وكان حديث "ما أنتم بأسمع منهم" لم يثبت عندها، ومذهبها أنّ أهل القبور يعلمون ما سمعوا قبل الموت ولا يسمعون بعد الموت انتهىٰ، قال العيني في عمدة القاري وابن حجر في فتح الباري: هذا من عائشة ردّ على رواية ابن عمر إلخ. (هامش البخاري: ۱/۱۸۳، رقم الهامش: ۹، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر إلخ)

آیات: ﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ (سورۂ نمل، آیت: ۸۰) اور ﴿وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ﴾ (سورۂ فاطر، آیت: ۲۲) سے استدلال فرمایا اور یہی مذہب مشہور امام ابوحنیفہؒ کا ہے [۱]
الغرض امام مذکور کے پیچھے نماز صحیح ہے کچھ کراہت وغیرہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۸۱/۳)

باطل عقیدہ کی تردید کرنے والے کے پیچھے نماز درست ہے

سوال: (۷۸۹) امام صاحب کہتے ہیں کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ میں محض میلاد مبارک کرانے سے بخشا جاؤں، اور نماز وزکاۃ وغیرہ نہ ادا کروں تو یہ عقیدہ باطل ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ فرائض کے تارک کو دوزخ میں ڈالے گا؛ یہ درست ہے یا نہیں؟ اور ایسے عقیدہ والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہ؟ (۲۳۲۵/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: یہ قول بھی امام مذکور کا صحیح ہے، تارک فرائض نماز وروزہ وزکاۃ وغیرہ ہوکر مجلس میلاد شریف کر لینے کی وجہ سے مغفرت اور بخشش کی امید رکھنا خیال باطل ہے اور عقیدہ فاسد ہے، باقی قطعی طور سے یہ کہنا کہ تارک فرائض کو ضرور دوزخ کی آگ لگے گی، یا یہ کہنا کہ اس کی مغفرت نہ ہوگی صحیح نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (سورۂ نساء، آیت: ۴۸، اور آیت: ۱۱۶) یعنی سوائے شرک وکفر کے سب گناہوں کی مغفرت ہوسکتی ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہے، ہاں قاعدہ یہ ہے کہ تارک فرائض ومرتکب کبائر بہ قدر معاصی دوزخ میں ڈالا جائے گا، اور آخر میں نجات ہوگی، لیکن اگر حق تعالیٰ کسی کو ویسے ہی بخشنا چاہے تو بخش دے گا خلف وعید ہوسکتا ہے۔ هٰكذا في الكتب المعتبرة [۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۸۲/۳)

---

(۱) قال ابن الهمام في شرح الهداية: اعلم أنّ أكثر مشائخ الحنفية على أنّ الميّتَ لا يسمع على ما صرحوا به في كتاب الإيمان إلخ مردود من عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: كيف يقول رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم ذٰلك واللّٰه تعالى يقول: ﴿وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ، اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ إلخ (مرقاة المفاتيح: ۷/۴۷۵، كتاب الجهاد، باب حكم الأسراء، الفصل الأوّل، رقم الحديث: ۳۹٦۷)

(۲) وما كان من السّيئات دون الشّرك والكفر ولم يتب عنها صاحبها حتّى مات مؤمنًا فإنّه في مشيئة اللّٰه تعالى إن شاء عذّبه بالنّار، وإن شاء عفا عنه ولم يعذّبه بالنّار أصلاً. ==

وضاحت: جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ امام مذکور کے پیچھے نماز درست ہے۔ محمد امین

سوال: (۷۹۰) ایک شخص وہابی فرقہ کا حنفیہ اہل سنت والجماعت کی مسجد کا چند روز سے امام ہے، حسن اتفاق سے اس مسجد میں دو عالم واعظ تشریف لائے، اور وعظ میں رسول اللہ ﷺ کی حمد وثنا بیان فرمائی، امام مسجد نے ان کے پیچھے نماز پڑھنی ترک کردی، اور اسی روز شب کو ایک شخص نے اپنے مکان پر مولوی صاحبانِ نو وارد سے مجلس مولود شریف کرائی، امام مسجد شامل نہ ہوا اور امام مذکور کا باپ کھانے پر فاتحہ دینے کو برا سمجھتا تھا تو اس صورت میں ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۸۰۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ صحیح ہے کہ آج کل کی مجلس میلاد شریف چونکہ بہت سے ناجائز امور کو شامل ہے، اس لیے شرکت اس میں جائز نہیں، مثلاً روایات موضوعہ ضعیفہ کا ہونا، اور تخصیص قیام بہ وقت ذِکر ولادت آنحضرت ﷺ جو کہ ثابت نہیں ہے، اسی طرح بہت سے امور اس میں ناجائز ہیں؛ جو کہ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ وحضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ کے فتویٰ سے جو مطبوع ہو کر شائع ہو چکا ہے ظاہر ہے، اس کو ضرور دیکھ لیں، اور فاتحہ کھانے پر بھی بے اصل ہے، اس کا کہیں ثبوت نہیں ہے، ان وجوہ سے امام مسجد نے یا اس کے باپ نے فاتحہ خوانی وشرکت مجلس میلاد شریف سے احتراز کیا ہوگا، پس یہ امر موجبِ طعن نہیں ہے۔ (اور اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے۔ محمد امین) فقط (۲۸۸/۳-۲۸۹)

بدعت کے خلاف آواز بلند کرنے والے کی امامت درست ہے

سوال: (۷۹۱) زید متبع سنت اور صالح ہے، ایک قوم کا امام اور حافظ قرآن ہے، قوم نے ایک موقع پر زید پر زور دیا کہ وہ قرآن مجید قبر پر پھیرے اور دیگر رسومات کا مرتکب ہو، زید نے تنگ آکر یہ کہہ دیا کہ قرآن مجید پھیرنے کی بات نکالنے والے کی ایسی تیسی یعنی گالی دی، مقتدیوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا اور داد ودہش بند کردی شرعاً کیا حکم ہے؟ (۲۳۸۲/۱۳۴۲ھ)

== (شرح كتاب فقه الأكبر، ص:۱۲۷، بحث في أنّ الطّاعات بشروطها مقبولة، والمعاصي ما عدا الشّرك أمرها إلى مشيئة اللّٰه تعالىٰ، المطبوعة: دار الإيمان، سهارنفور)

الجواب: یہ ظاہر ہے کہ غرض زید کی اس جملہ مذکورہ کے کہنے سے رسم مذکورہ کے ایجاد کرنے والے کی مذمت کرنا اور اس کو سب وشتم کرنا ہے، اور یہ رسم قبور پر قرآن خوانی اور اس پر اجرت لینے دینے کی بلا شبہ ناجائز اور خلاف شریعت ہے، لہٰذا زید رسم مذکورہ کی نسبت کلمہ مذکورہ کہنے کی وجہ سے مرتکب کسی گناہ کا یا کافر وفاسق نہیں ہوا کیونکہ رسوم خلاف شرع کا انکار کرنا عین اتباع سنت ہے جو موجب اجر وثواب ہے، لہٰذا وہ بدستور لائق امامت ہے، مقتدیوں کو اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز نہ کرنا چاہیے، اور اس کی تذلیل وتحقیر کرنا حرام اور ناجائز ہے، اور اس وجہ سے معزول کرنا اس کا امامت سے درست نہیں ہے، اور اس کے حقوق کو روکنا درست نہیں ہے[1] فقط (۳/۱۸۵-۱۸۶)

نومسلمہ کے بطن سے پیدا ہونے والے لڑکے کی امامت بلا کراہت صحیح ہے

سوال: (۷۹۲) زید نے ہندہ نومسلمہ سے حسب شریعت حقہ نکاح کیا، بعد نکاح نومسلمہ کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا وہ شرعی احکام سے بہ خوبی واقف ہو کر بعد بلوغ نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی امامت جائز ہے تو ناجائز کہنے والا گنہ گار ہوگا یا نہیں؟ (۴۰/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اس کی امامت بلا کراہت صحیح ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے وہ غلطی پر ہے اس کو مسئلہ معلوم نہیں ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۰۳)

نومسلم کے پیچھے نماز جائز ہے

سوال: (۷۹۳) نومسلم کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۸۹/۱۳۳۹ھ)

الجواب: جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۴۸)

---

(۱) ولو أمّ قومًا وهم له كارهون إنّ الكراهة لفساد فيه إلخ ، كره له ذلك إلخ ، وإن هو أحقّ لا والكراهة عليهم. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفير

(۲) والأحقّ بالإمامة تقديمًا بل نصبًا ...... الأعلم بأحكام الصّلاة فقط صحّة وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظّاهرة وحفظه قدر فرض ، وقيل : واجب وقيل : سنّة (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۱، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفير

غیر مختون نومسلم کے پیچھے نماز درست ہے

سوال: (۷۹۴) جو شخص جوان عمر میں اسلام لایا ہو اور مسلمان ہوا ہو، اس کو ختنہ کرانی چاہیے یا نہیں؟ اور ختنہ کرانے سے پہلے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۶-۳۵/۳۳۹ھ)

الجواب: نومسلم کی ختنہ موافق سنت (نبویہ)[1] علی صاحبہا الصلاۃ والتحیہ کرانی چاہیے کیونکہ ختنہ کرانا شعائرِ اسلام میں سے ہے، اور بہ ضرورت جب کہ خود ختنہ نہ کرسکتا ہو ختان سے ختنہ کرانا درست ہے، اور ختان کی نظر موضع ختنہ پر بہ ضرورت درست ہے۔ کما في الدّرّ المختار ، كتاب الخطر والإباحة : ينظر الطّبيب إلى موضع مرضها بقدر الضّرورة ، إذ الضّرورات تتقدر بقدرها ، وكذا نظر قابلة وختّان إلخ. قوله: (وختّان) كذا جزم به في الهداية والخانية وغيرهما إلخ[2] (شامي) اور جب تک وہ ختنہ نہ کراوے تب بھی اس کے پیچھے نماز صحیح ہے۔ فقط (۲۶۴-۲۶۳/۳)

غیر مسلم کا بچہ اگر مسلمان ہو اور بالغ ہو تو اس کے پیچھے نماز صحیح ہے

سوال: (۷۹۵) ایک لڑکا جو کہ ذات کا چمار تھا اور عمر سوا برس کی تھی، ایک سید نے اس کو خرید کر مسلمان طریقہ پر رکھا پرورش کیا، اب وہ لڑکا بالغ ہے اور طریقہ اسلام پر قائم و مستحکم ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۱۰۲۲ھ)

الجواب: وہ شخص امامت کراسکتا ہے، نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔ فقط واللہ اعلم (۱۹۱/۳)

جو شخص غریب نومسلم کو مساجد میں نماز پڑھنے سے روکتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۹۶)......(الف) کیا فرماتے ہیں علماء دین ایسے شخص کی اقتداء وکفر و اسلام کی

---

(۱) مطبوعہ فتاوی میں (نبویہ) کی جگہ ''بغویہ'' تھا، اس کی تصحیح رجسٹر نقول فتاوی سے کی گئی ہے۔ ۱۲

(۲) الدّرّ المختار وردّ المحتار: ۹/۴۵۱-۴۵۲، كتاب الحظر والإباحة ، فصل في النّظر والمسّ.

نسبت جو کسی غریب نومسلم سند یافتہ کو کمین و رذیل سمجھ کر عید کے دن مسلمانوں کی جماعت سے نکلوادے، اوراس جلسے میں نماز نہ پڑھنے دے بلکہ تمام مساجد میں نماز پڑھنے سے مانع ہو؟

(ب) جولوگ تعصبًا شاہی عیدگاہ کی رونق بگاڑنے کے لیے گورستان کی مسجد میں نماز پڑھیں، پس ایسے حضرات کی اقتداء کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

(ج) اوراگر کسی شہر میں عید کی نماز دوجگہ پڑھی جاتی ہو، ایک گورستان کی مسجد میں جس کے پیش امام وہ حضرت موصوف الصدر ہوں، اور دوسری جگہ عیدگاہ میں جس کے امام صاحب دائم السکر اور بدون طلاق اور عدت کے ایام وحالت حمل حلال میں بہ طمع اجرت عورت کا دوسرے شخص سے نکاح پڑھا دینے کے عادی ومجوز ہوں، پس اگر کوئی شخص بہ وجوہات مذکورہ بالا ونیز بغرض رفع فساد ونیز بایں خیال کہ ہیچ آفت نہ رسد گوشۂ تنہائی راا پنی جماعت کے ساتھ تیسری جگہ شہر میں نماز پڑھ لیا کرے تو یہ نماز جائز ہے یانہیں؟ اور یہ نماز اوراس کا تیسرا خطبہ رئیس ریاست کے حق میں منحوس ومضر ہے یامسعود ومحمود؟ اوراس نماز کو منحوس ومضر بتلانے والے کے واسطے شریعت میں کیا حکم ہے؟ (۱)

(۲۹/۴۱۴-۱۳۳۰ھ)

الجواب: (الف) کسی مسلمان کی خواہ وہ قدیم الاسلام ہو یا نومسلم، بے وجہ تحقیر وتذلیل کرنا اور مسجد سے نکلوانا حرام اور ناجائز ہے، مرتکب ایسے امور کا فاسق ہے نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے۔

(ب) عیدگاہ کو چھوڑ کر گورستان کی مسجد میں نماز عید ادا کرنا مکروہ ہے۔

(ج) (باقی یہ کہ) (۲) اختلاف باہمی اور شقاق ونفاق سے پرہیز کرنا بھی لازم ہے، جوامر موجب تفرقہ بین المسلمین ہو اس سے بچنا چاہیے (اگر علیحدہ تیسری جماعت کرنے میں فتنہ ہے تو انہیں ہر دو امام میں سے کسی کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے کیوں کہ) حدیث شریف میں ہے: صلّوا خلف کلّ برّ وفاجر (۳) (تو اگر چہ) فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے، مگر (فتنہ) وتفرقہ ڈالنے سے

(۱) سوال کے بعض مقامات کی رجسٹر نقول فتاویٰ سے اصلاح کی گئی ہے۔۱۲

(۲) جواب میں قوسین کے درمیان جو الفاظ ہیں ان کی رجسٹر نقول فتاویٰ سے اصلاح کی گئی ہے۔۱۲

(۳) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الصّلاۃ، باب الإمامۃ کے سوال: (۱۴۷) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔۱۲

یہ اچھا ہے کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھ لیوے، کیوں کہ فتنہ وفساد سخت تر (اور وِزر) میں اشد ہے [۱]
قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت:۱۹۱) فقط (۲۹۲/۳-۲۹۳)

گورنمنٹ کے خطاب یافتہ کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۹۷) ایک شخص کو گورنمنٹ سے خطابات ملے ہوئے ہیں، اور انگریزوں سے ملتا جلتا رہتا ہے، اور رنگ روٹ [۲] بھی بھرتی کراچکا ہے، لیکن خلافت [۳] سے بھی اس کو دلی ہمدردی ہے، کیا ایسا شخص مسلمان نہیں ہے، اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ (۱۳۳۹/۱۸۷ھ)

الجواب: خلاصۂ جواب اس صورت میں یہ ہے کہ اس شخص کی تکفیر نہ کرنی چاہیے اور اگر وہ مامضیٰ سے تائب ہو اور اسلام اور اہلِ اسلام کے ساتھ سچے دل سے ہمدردی کرے اور اہل ظلم کی اعانت کسی قسم کی ان کے ظلم میں نہ کرے تو اس کی امامت وغیرہ درست ہے، اور نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۴۴/۳-۱۴۵)

شمس العلماء کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۹۸) سرکار کی طرف سے جو شخص "شمس العلماء" کا خطاب یافتہ ہو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۱۷۱۰ھ)

---

(۱) وفي النّهرعن المحيط: صلّى خلف فاسق أومبتدع نال فضل الجماعة اهـ (الدّرّ المختار) أفاد أنّ الصّلاة خلفهما أولى من الانفراد، ولكن لا ينال كما ينال خلف تقيّ ورع اهـ.
(ردّ المحتار: ۲/۲۵۷-۲۵۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

الخروج إلى الجَبّانة في صلاة العيد سنّةٌ وإن كان يسعهم المسجدُ الجامع، على هٰذا عامّة المشائخ وهو الصّحيح. (الفتاوى الهندية: ۱/۱۵۰، كتاب الصّلاة، الباب السّابع عشر في صلاة العيدين) جمیل الرحمٰن (نائب مفتی دارالعلوم دیوبند)

(۲) رنگ روٹ: (RECRUIT) موڑد: نیا سپاہی، نوآموز، نیا بھرتی کیا ہوا۔ (فیروز اللغات)

(۳) مطبوعہ فتاویٰ میں 'خلافت' کے بعد 'اسلامیہ' تھا، لیکن رجسٹر نقول فتاویٰ میں لفظ 'اسلامیہ' نہیں ہے؛ اس لیے ہم نے اس کو حذف کر دیا ہے۔ ۱۲

الجواب: نماز اس کے پیچھے بہ قاعدہ صلّوا خلف کلّ برّ وفا جر [(۱)] ہو جاتی ہے لیکن بہ غرض تنبیہ ایسے شخص کو امام مقرر کرنا نہ چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (۱۵۲/۳)

وضاحت: سرکار کی طرف سے جس کو ''شمس العلماء'' کا خطاب ملا ہے وہ خلافِ شرع کاموں کا مرتکب ہو تو اس کی امامت مکروہ ہے، ورنہ نہیں۔ محمد امین پالن پوری

معذورین کا امام معذور ہوسکتا ہے

سوال: (۷۹۹) تین چار شخص معذور ہیں لائق امامت نہیں ہیں، ایسی حالت میں فرداً فرداً نماز پڑھیں یا ان میں سے کوئی امامت کرائے؟ (۱۳۳۹/۱۱۷۶ھ)

الجواب: معذورین کا امام معذور ہوسکتا ہے [(۲)] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۴۸/۳)

بواسیر والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۰۰) ایک شخص کو مرض خونی بواسیر کا ہے، اور ہر وقت اس کے جاری رہنے کا خوف رہتا ہے، ایسے شخص کی امامت باوجود تندرست امام کے درست ہے یا نہیں؟ (رجسٹر میں نہیں ملا)

الجواب: خون جاری ہونے کے خوف سے وہ شخص معذور شرعاً نہیں ہوسکتا، معذور شرعاً اس وقت ہوتا ہے کہ اس کو تمام وقت نماز میں اتنا موقع نہ ملے کہ وضو کرکے بدون اس مرض حدث کے نماز پڑھ سکے جب کہ وہ ابھی معذور نہیں ہوا، امامت اس کی درست ہے، کچھ کراہت اس وجہ سے اس کی امامت میں نہیں ہے، اور جس وقت وہ معذور ہوگا اس وقت وہ امام تندرستوں کا نہیں ہوسکتا،

---

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الصّلاة ، باب الإمامة کے سوال: (۷۱۳) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔۱۲

(۲) ولا طاهر بمعذور إلخ وصحّ لو توضّأ على الانقطاع وصلّى كذلك كاقتداء بمفتصدٍ أمِنَ خروج الدّم وكاقتداء امرأة بمثلها ، وصبيّ بمثله ، ومعذور بمثله (الدّرّ المختار) أي إن اتّحد عذرهما وإن اختلف لم يجز إلخ. (الدّرّ المختار وردّ المحتار : ۲/۲۷۸، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب : الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصّبيّ وحده؟) ظفیر

اس وقت امامت اس کی بہ وقت عذر بالکل ناجائز ہے۔ قال في الدّرّ المختار : وصاحب عذر مَن به سلس بول إلخ ، إن استوعب عذره تمام وقت صلاةٍ مفروضةٍ بأن لا يجد في جميع وقتها زمنًا يتوضأ ويصلّي فيه خاليًا عن الحدث إلخ ، وهٰذا شرط العذر في حقّ الابتداء وفي حقّ البقاء كفٰى وجودُه في جزء من الوقت ولو مرّة [1] (الدّرّ المختار، شامي جلد اوّل، ص:۲۰۳) و في باب الإمامة منه : ولا طاهر بمعذور هٰذا إن قارن الوضوء الحدث إلخ ، وصحّ لو توضّأ على الانقطاع وصلّى كذلك كاقتداء بمفتصد أمِنَ خروج الدّم إلخ [2] (شامي جلد أوّل، ص:۳۸۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۰۲-۱۰۳)

سوال: (۸۰۱) جس کو بواسیر کا مرض ہو اور کبھی کبھی خون ٹپکتا ہو ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۳۴/۱۳۳۹ھ)

الجواب: جس وقت خون نہ آتا ہو اور وضو ہو اس وقت نماز اس کے پیچھے صحیح ہے [3] (۳/۱۴۷)

جس کو خروج قطرہ کا وہم ہوتا ہے وہ امام ہوسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۰۲) مرض سلسل البول تو نہیں ہے مگر ذَکر کے دبانے سے پیشاب کا قطرہ نکل آتا ہے، اور بعض وقت ایسا خیال ہوتا ہے کہ قطرۂ پیشاب نے اپنی جگہ سے خروج کیا مگر دیکھنے سے ظاہر نہیں ہوتا، ایسا شخص امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۲۲۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جس حالت میں خروجِ قطرہ نہ ہو امام ہوسکتا ہے، اور وہم وشک کا اعتبار نہیں [4] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۰۵)

---

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۱/۴۳۷-۴۳۸، كتاب الطّهارة ، باب الحيض ، مطلب في أحكام المعذور.

(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۷۸، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(۳) اس لیے کہ یہ معذور کے حکم میں نہیں ہے۔

(۴) اليقين لا يزول بالشّكّ. (غمز عيون البصائر على الأشباه والنّظائر: ۱/۱۸۳، القاعدة الثّالثة) ظفیر

جس کو کبھی کبھی قطرہ آجاتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۰۳) امام کو عارضہ قطرہ کا ہے، بعض وقت نیت توڑ کر وضو کرتے ہیں، اور استنجاء صاف کرتے ہیں جب کہ اس سے بہتر شخص موجود ہو تو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟
(۱۲۱۲/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اگر وہ معذور شرعی نہیں ہے، کبھی کبھی قطرہ آجاتا ہے تو جس حالت میں اس کو قطرہ نہ آوے نماز اس کے پیچھے درست ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۱۹/۳)

سوال: (۸۰۴) زید کو اکثر بلا احساس قطرہ پیشاب آجاتا ہے، اور کبھی آتا بھی نہیں مگر زید ہروقت متشکک رہتا ہے کہ شاید قطرہ آگیا ہو، اور وہ پانی سے استنجاء کرنے کے بعد کپڑے سے خشک کر کے پھر ڈھیلے سے خشک کر کے وضو کر لیتا ہے، اور لنگوٹ بھی باندھتا ہے، اس ترکیب سے اس کو قطرہ کم آتا ہے اور جب قطرہ آجاتا ہے تو پھر صرف ڈھیلے سے صاف کر کے وضو کر کے نماز پڑھتا ہے قطرہ کے بعد پانی سے صاف نہیں کرتا، اس حالت میں زید کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ اور وہ امام بھی ہے اس کی امامت صحیح ہے؟ اور آئندہ بھی صحیح ہوگی یا نہیں؟ (۱۷۱۵/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اس حالت میں زید کی نماز ہوجاتی ہے، اور اس کی امامت بھی صحیح ہے اور آئندہ بھی اس کی امامت میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۸۴/۳)

سوال: (۸۰۵) ایک شخص مجبوری سے امامت کرتا ہے کیونکہ دوسرا اس کے برابر وہاں کوئی شخص نہیں کہ جو امامت کرائے، اگر اس امام کو نماز میں قطرہ آجائے تو امامت پوری کرے یا نماز کو پھر سے پڑھے اور امام کو قطرہ کا مرض ہو۔ (۲۰۲۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جب تک یقین قطرہ نکلنے کا نہ ہو نماز پوری کرے اور سنت ونفل سب پڑھے (۲) فقط (۳۱۲/۳)

---

(۱) ولاَ طَاهر بمعذورٍ هٰذَا إنْ قَارَنَ الوُضُوْءُ الْحَدَثَ أوْ طَرَأَ عَلَيْهِ بَعْدَه ، وَصَحّ لَو تَوَضّأَ عَلَى الانْقِطَاعِ. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۷۸، کتاب الصّلاۃ ، باب الإمامۃ) ظفیر

(۲) الیقین لا یزول بالشّكّ. (غمز عیون البصائر علی الأشباہ والنّظائر: ۱/۱۸۳، القاعدۃ الثّالثۃ) ظفیر

برص کے مریض کو امام بنانا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۰۶) جو شخص سید اور مسائل سے واقف ہو اور پرہیز گار ہو لیکن اس کے پیر میں دو تین انگل برص کا داغ ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲۷۱۳/۱۳۴۱ھ)

الجواب: امام مذکور کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے، برص کے اس قدر داغ سے امام مذکور کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہوتی۔ کذا في الشّامي[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۱۰/۳)

سوال: (۸۰۷) زید ایک خواندہ دینیات سے واقف محتاط حنفی مسجد کا امام ہے، بعض احباب نے ان کے پیچھے بدیں وجہ نماز پڑھنی چھوڑ دی ہے کہ ان کے بدن پر چند دانے برص کے ہیں جن کا وہ علاج کرتے رہتے ہیں اور موجودہ حاضرین محلّہ کو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی نفرت وکراہت نہیں، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا مکروہ؟ اگر مکروہ ہے تو کراہت تنزیہی ہے یا تحریمی؟ اور وجہ کراہت کیا ہے؟ (۱۷۴۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس امام کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے کیوں کہ ابرص کے پیچھے اس حالت میں فقہاء نے نماز مکروہ بکراہت تنزیہی لکھی ہے کہ برص اس کا ظاہر اور باہر ہو یعنی زیادہ نشانات برص کے ہوں جس کی وجہ سے مقتدیوں کو تنفر ہو اور جب کہ نہ برص ایسا ظاہر ہو اور نہ مقتدیوں کو تنفر ہو تو پھر کچھ کراہت اس کی امامت میں نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: **وكذا تكره خلف أمرد وسفيه ومفلوج وأبرص شاع برصه إلخ . قال في الشّامي: قوله: (وكذا تكره خلف أمرد إلخ) الظّاهر أنّها تنزيهية**[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۵۵/۳-۲۵۶)

---

(۱) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲۵۸/۲، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(۲) وكذا تكره خلف أمرد إلخ وأبرص شاع برصه (الدّرّ المختار) والظّاهرُ أنّ العلّةَ النّفرة ولذا قيّدَ الأبرصَ بالشُّيُوعِ لِيَكُونَ ظاهرًا. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲۵۸/۲، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

زیرناف سفید داغ والے کی امامت درست ہے

سوال: (۸۰۸) اگر کسی شخص کے زیرناف سفید داغ ہوں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۹۵۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے، کیونکہ فقہاء نے جو ابرص کی امامت کو مکروہ لکھا ہے تو اس میں یہ قید ہے کہ برص اس کا ظاہر ہو اور یہ داغ ظاہر نہیں، **وكذا يكره خلف أمرد وسفيه ومفلوج وأبرص شاع برصه إلخ**[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۱۱-۳۱۲)

غیر مختون حافظ کی امامت درست ہے

سوال: (۸۰۹) ایک حافظ قرآن کی عمر تقریباً ۲۵ سال ہے، ختنہ نہیں ہوئی، لوگ امامت پر اعتراض کرتے ہیں؛ کیا اب ان کو ختنہ کرانا جائز ہے اور امامت درست ہے یا نہیں؟ (۲۶۶۶/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس کو ختنہ کرالینا ضروری ہے کہ یہ شعارِ اسلام ہے[2] اور امامت اس کی درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۹۶-۱۹۷)

عنین کے پیچھے نماز درست ہے

سوال: (۸۱۰) عنین کے پیچھے غیر عنین کی نماز درست ہے یا نہیں؟ (۲۲۲۱/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: عنین کے پیچھے غیر عنین کی نماز صحیح ہے، کیونکہ فقہاء نے عنین کی امامت کو ناجائز یا مکروہ نہیں لکھا، اور جن لوگوں کی امامت کو ناجائز اور مکروہ لکھا ہے ان میں عنین کو شمار نہیں کیا، دیکھو درمختار[3] وہدایہ وغیرہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۷۹)

---

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد.

(۲) وقيل: في ختان الكبير إذا أمكنه أن يختتن نفسه فعل، وإلّا لم يفعل إلّا أن لا يمكنه النّكاح أو شراء الجارية، والظّاهر في الكبير أنّه يختتن ويكفى قطع الأكثر. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۹/۴۶۶-۴۶۷، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره) ظفیر

(۳) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۹، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

سوال: (۸۱۱) عنین کے پیچھے نماز درست ہے یانہیں؟ (۱۳۳۹/۲۳۰۵ھ)

الجواب: عنین کے پیچھے نماز درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۵۶/۳)

سوال: (۸۱۲) عنین کے پیچھے نماز درست ہے یانہیں؟ اور پیدائشی نامرد اور عارضی نامرد میں کچھ فرق ہے یانہیں؟ (۱۳۳۴-۳۳/۱۱۰۸ھ)

الجواب: عنین یعنی نامرد ست کے پیچھے بلا کراہت نماز درست ہے، خواہ وہ پیدائشی نامرد ہو یا بہ وجہ عارض کے ہو گیا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۲۲/۳)

سوال: (۸۱۳) مخنث امام نہیں ہوسکتا لیکن اگر کوئی شخص بہ وجہ حدوثِ اَمراض نا قابلِ جماع ہوجاوے تو امام ہوسکتا ہے یانہیں؟ جب کہ جماعت میں یہی شخص صاحبِ فضل وکمال ہے۔ (۱۳۴۵/۱۲۹۳ھ)

الجواب: عنین یعنی نامرد کی امامت صحیح ہے، عنین کا حکم خنثیٰ کا سا نہیں ہے، لہٰذا مریض معذور مذکور کی امامت صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۰۰/۳)

عالم باعمل زَنخا کی امامت جائز ہے

سوال: (۸۱۴) ہجڑا[۱] اگر عالم باعمل نہایت دین دار ہو اور سب کے سب جاہل ہوں تو ہجڑا کو امام بنایا جاوے یا کسی دوسرے کو؟ (۱۳۴۱/۱۳۰۶ھ)

الجواب: ہجڑا جب عالم باعمل ہو اور باقی سب جاہل ہوں تو اس کی امامت جائز ہے۔ کما قالوا في ولد الزّنا : و ولد الزّنا هٰذا إن وجد غيرهم ، وإلّا فلا كراهة [۲] (الدّرّ المختار) قال اللّٰه تعالىٰ : ﴿ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت: ۲۷) فقط (۱۷۳/۳)

جس کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ ہو اس کی امامت درست ہے

سوال: (۸۱۵) جس کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ ہو اس کے پیچھے نماز ہوگی یانہ؟ (۱۳۳۷/۱۲۲۵ھ)

---

(۱) ہجڑا: یعنی زَنخا، وہ مرد جو عورتوں کی طرح بات چیت یا حرکات کرے۔ (فیروز اللغات)

(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۷، کتاب الصّلاۃ ، باب الإمامة .

الجواب: جس کے ہاتھ پیروں میں رعشہ ہو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔ فقط (۱۰۴/۳)

جس کے مُنہ میں دانت نہ ہوں اس کو امام بنانا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۱۶) جس شخص کو پائے خانہ صاف نہ ہونے کی وجہ سے یا طفلی کی کسی علت کی وجہ سے تمبا کو کی گاڑی مقعد میں رکھتا ہے، اس کی امامت کیسی ہے؟ یا مُنہ میں ایک بھی دانت نہ ہو جس کی وجہ سے حروف کی ادائیگی برابر نہ ہو یا جس کے پاؤں کی انگلیاں زمین سے اُدّھر رہتی ہیں، اور اچھا شخص مل سکتا ہے تو امامت کیسی ہے؟ (۴۶۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: سب صورتوں میں نماز ہو جاتی ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ امام ایسے شخص کو بناویں جس سے مقتدیوں کو نفرت نہ ہو، اور وہ امام صالح اور مسائل نماز سے واقف ہو، اور قرآن شریف اچھا پڑھتا ہو[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۲۲/۳)

مصنوعی دانت والے کو امام بنانا درست ہے

سوال: (۸۱۷) ایک شخص امام مسجد ہے، اس کے دانت مصنوعی ہیں تو مصنوعی دانت لگا کر قرآن شریف پڑھنا اور امامت کرانا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ (۱۰۰۶/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: درست ہے (اس لیے کہ دانت لگوانا فقہاء نے درست لکھا ہے خواہ وہ چاندی کا ہی کیوں نہ ہو، بلکہ امام محمدؒ سونے کا دانت لگوانا بھی درست کہتے ہیں، **إذا جدع أنفه أو أذنه أو سقط سنّه فأراد أن يتّخذ سِنًّا آخر فعند الإمام يتّخذ ذٰلك من الفضّة فقط، وعند محمّد من الذّهب أيضًا. (ردّ المحتار: ۹/۴۴۱، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللّبس.** ظفیر) (۲۰۶/۳)

---

(۱) والأحقّ بالإمامة تقديمًا بل نصبًا .... الأعلم بأحكام الصّلاة فقط، صحّة وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظّاهرة إلخ. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۱، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

بہرہ کی امامت درست ہے

سوال: (۸۱۸) جو شخص بہرہ ہو اور بالکل نہ سنتا ہو اس کی امامت کیسی ہے؟ (۱۳۹۴/۱۳۴۲ھ)

الجواب: بہرہ کی امامت درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۸۲/۳)

چیچک رو، بدشکل کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۱۹) ایک شخص کوچہ گرداں [۱] ہے، دکان داروں کا بھی کھاتا لکھتا ہے، زکاۃ لیتا ہے، نماز میں ایک پیر کو اونچا رکھتا ہے، چیچک رو اور بدشکل ہے، مقتدی اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، اس صورت میں اس شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ؟ (۱۲۱۵/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: ان مذکورہ امور میں کوئی امر ایسا مذکور نہیں ہے جو مطلقًا موجبِ عدمِ جوازِ امامت و کراہتِ امامت ہو، البتہ اگر باوجود صاحبِ نصاب ہونے کے زکاۃ لیتا ہو تو یہ برا ہے، اور اگر وہ اعرج ہے کہ بعض قدم پر کھڑا ہوتا ہے تو اس کی امامت کو بھی مکروہ لکھا ہے، اور اگر کوئی دوسرا امر اس امام میں موجبِ فسق ہو یا وہ مبتدع ہے تو امامت اس کی مکروہ ہے [۲] باقی نماز ہر حال (میں) ہو جاتی ہے۔ لقولہٖ علیه الصّلاة والسّلام: صلّوا خلف کلّ برّ وفاجر. الحدیث [۳] فقط (۲۷۸/۳)

لنگڑے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۲۰) لنگڑا آدمی اگر عالم ہو اور دوسرا آدمی مسائل نماز سے واقف ہو تو اس حالت

---

(۱) آوارہ، بدچلن ۱۲۔

(۲) ویُکرہ ...... إمامةُ عبدٍ إلخ وفاسق إلخ ومبتدع (الدّرّ المختار) وکذلك أعرج یقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغیرہٖ أولٰی. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۸، کتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۳) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الصّلاة، باب الإمامة کے سوال: (۷۱۳) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں ۱۲۔

میں اس لنگڑے عالم کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ صاحبِ ہدایہ نے امامتِ اعمٰی کو مکروہ لکھا ہے باوجودیکہ عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام بنایا ہے، لوگوں کی نفرت کی وجہ سے مکروہ فرمایا ہے؟ (۲۳۱۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: ایسا لنگڑا جو بعض قدم پر کھڑا ہوتا ہے اس کی امامت کو مکروہ تنزیہی لکھا ہے کہ اگر غیر اعرج عالم مسائل نماز سے واقف موجود ہو تو وہ اولیٰ ہے۔ شامی میں ہے: **وكذلك أعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيره أولىٰ إلخ** [۱] لیکن اگر دوسرا عالم مسائل نماز موجود نہ ہو اور لنگڑا عالم ہو تو وہی افضل ہے امامت کے لیے، جیسا کہ اعمٰی کے بارے میں بھی فقہاء نے ایسا ہی لکھا ہے۔ شامی میں ہے: **قيد كراهة إمامة الأعمى في المحيط وغيره بأن لا يكون أفضل القوم فإن كان أفضلهم فهو أولىٰ** [۲] اور اسی طرح قوم کی نفرت اُس وقت موجبِ کراہت ہے کہ امام میں کوئی عیب شرعی یعنی فسق وغیرہ ہو۔ درمختار میں ہے: **ولو أمّ قومًا وهم له كارهون إنّ الكراهة لفساد فيه أو لأنّهم أحقّ بالإمامة منه كره له ذلك تحريمًا لحديث أبي داؤد إلخ ، وإن هو أحقّ لا والكراهة عليهم إلخ** [۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۷۷/۳)

سوال: (۸۲۱) ایک شخص کے پیر میں لنگ ہے، اور مسجد کا امام ہے، لیکن قرآن شریف اچھا پڑھتا ہے؛ نماز ایسے امام کے پیچھے (پڑھنی) [۴] درست ہے یا نہیں؟ (۱۹۵۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: شامی میں ہے: **وكذا أعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيره أولىٰ، تاترخانية** [۵] اس روایت سے معلوم ہوا کہ لنگڑے کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۱۲/۳-۱۱۳، اور ۳۱۱/۳) [۶]

---

(۱) ردّ المحتار: ۲۵۸/۲، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(۲) ردّ المحتار: ۲۵۵/۱، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(۳) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۵۴/۲، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(۴) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیا گیا ہے۔ ۱۲

(۵) ردّ المحتار: ۲۵۸/۲، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(۶) یہ سوال (۶۷۸) وجواب اور مطبوعہ فتاویٰ، جلد: ۳۱۱/۳، سوال (۱۱۱۶) کے بعینہٖ مکرر ہونے کی وجہ سے ایک کو حذف کیا گیا ہے۔

سوال: (۸۲۲) ایک شخص لنگڑا ہے بدون لاٹھی کے چل نہیں سکتا نہ سیدھا کھڑا ہو سکتا ہے؛ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۴۱۳/۱۳۳۹ھ)

الجواب: نماز اس کے پیچھے صحیح ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص جو لنگڑا نہ ہو لائق امامت کے موجود ہو تو اس کو امام بنایا جاوے۔ **وکذٰلك أعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيره أولٰى إلخ**[1] (شامي) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۴۶/۳)

سوال: (۸۲۳) ایک عالم باعمل لنگڑا ہے مگر چل پھر سکتا ہے، اس لیے ایک مسجد کا امام ہے، لوگ کہتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز درست نہیں اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۴۴۱/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: لنگڑے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، لیکن اگر دوسرا امام مقرر کیا جاوے تو یہ بہتر ہے۔ **كما في الشّامي: وكذٰلك أعرج يقوم ببعض قدمه، فالاقتداء بغيره أولٰى إلخ**[1] (۲۶۶/۳)

کھڑے ہونے والے کی نماز بیٹھنے والے کے پیچھے درست ہے

سوال: (۸۲۴) ایک شخص لنگڑا ہے کھڑا نہیں ہو سکتا بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے، اگر وہ امام ہو جاوے تو مقتدیوں کی نماز جو اس سے بہتر ہیں اور کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں ہو جاوے گی یا نہیں؟ (۱۱۷۹/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: بیٹھنے والے کے پیچھے کھڑے ہونے والے کی نماز درست ہے[2] لیکن ایسے لنگڑے سے دوسرا امام بہتر ہے جو لنگڑا نہ ہو[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۷۷/۳)

سوال: (۸۲۵) ایک شخص ہے وہ اس طریقہ سے نماز کی امامت کراتا ہے کہ امام تو بیٹھا رہتا ہے اور مقتدی کھڑے رہتے ہیں؟ (۶۰۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

---

(۱) ردّ المحتار: ۲۵۸/۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

(۲) وصحّ اقتداء متوضّيء لاماء معه بمتيمّم إلخ وقائم بقاعد يركع ويسجد لأنّه صلّى اللّٰه عليه وسلّم صلّى آخر صلاته قاعدًا وهم قيام. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۸۹/۲-۲۹۰، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

(۳) وكذلك أعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيره أولٰى. (ردّ المحتار: ۲۵۸/۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

الجواب: کھڑے ہونے والی کی نماز بیٹھنے والے کے پیچھے درست ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے: **وقائم بقاعد یرکع ویسجد لأنّه صلّی اللّٰه علیه وسلّم صلّی آخر صلاته قاعدًا وهم قیامٌ إلخ** [1] پس اگر امام معذور ہے کہ کھڑا نہیں ہوسکتا تو اس کو بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے، اور اس کے پیچھے کھڑے ہونے والوں کی نماز درست وصحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۱۵/۳-۲۱۶)

پستہ قد کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۲۶) اعرج اور قصیر کی امامت کا کیا حکم ہے؟ مکروہ ہے یا کیا؟
(۵۵۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر اعرج ایسا ہے کہ پورا کھڑا نہیں ہوسکتا ہے تو اس کی امامت کو مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ لکھا ہے، اور قصیر کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ **وکذٰلك أعرج یقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغیرہٖ أولٰی إلخ** [2] (الشّامي) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۰۹/۳)

جس کا ایک بازو کٹا ہوا ہو اور نابینا بھی ہو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۲۷) جس شخص کے ایک بازو نہ ہو اور وہ نابینا بھی ہو اس کی امامت جائز ہے یا نہ؟
(۱۱۵۳/۱۳۴۰ھ)

الجواب: نماز اس کے پیچھے ہو جاتی ہے، لیکن دوسرا امام جو بینا ہو اور دونوں ہاتھ و پیر اس کے صحیح وسالم ہوں اور مسائل نماز سے واقف ہو اور نیک شخص ہو بہتر ہے [3] فقط واللہ اعلم (۱۶۵/۳)

---

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۹۰/۲، کتاب الصّلاة، باب الإمامة.

(۲) ردّ المحتار: ۲۵۸/۲، کتاب الصّلاة، با الإمامة.

(۳) ویکره تنزیهًا إمامة عبد إلخ وأعمٰی (الدّرّ المختار) حیث قال: قید کراهة إمامة الأعمٰی في المحیط وغیره بأن لا یکون أفضل القوم فإن کان أفضلهم فهو أولٰی إلخ. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲۵۴/۲-۲۵۵، کتاب الصّلاة، باب الإمامة)

وکذا تکره خلف أمرد وسفیه ومفلوج (الدّرّ المختار) وکذلك أعرج یقوم ببعض قدمهٖ إلخ، وکذا أجزم إلخ، ومن له ید واحدة إلخ. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲۵۸/۲، کتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

جس کا دایاں ہاتھ خشک ہو اور سارا کام بائیں ہاتھ سے کرتا ہو اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۲۸) اگر کسے شخص را یدِ یمنیٰ خشک شدہ، محض بے کار شدہ باشد، وکلوخ و استنجاء ومضمضہ و استنشاق و وضو واکل وشرب وغیرہ افعال حمیدہ وقبیحہ بہ ید یسری می نماید، وطبائع ناظرین از وتنفر می شوند؛ ایں چنیں شخص قابل امامت ہست یا نہ؟ (۴۳۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: امامت ایں چنیں شخص مکروہ تنزیہی یعنی خلافِ اولیٰ است اگر مقتدیان از وتنفر کنند في الشّامي: وكذٰلك أعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيره أولىٰ ...... وكذا أجزم ...... ومجبوب و حاقن ومن له يد واحدة إلخ والظّاهر أنّ العلّة النّفرة إلخ [1] فقط (۳/۲۸۵-۲۸۶)

ترجمہ سوال: (۸۲۸) اگر کسی شخص کا دایاں ہاتھ خشک ہو کر بالکل بے کار ہو گیا ہو، اور کلوخ، استنجاء مضمضہ، استنشاق، وضو اور کھانا پینا وغیرہ اچھے اور برے کام بائیں ہاتھ سے کرتا ہو، اور دیکھنے والوں کی طبیعتیں اس سے نفرت کرتی ہوں تو کیا ایسا شخص قابل امامت ہے یا نہیں؟

الجواب: امامت اس شخص کی مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے، اگر مقتدی اس سے نفرت کریں۔ شامی میں ہے: وكذا أعرج يقوم إلخ .

جس کا دایاں ہاتھ کان کی لو تک نہ جائے اس کی امامت جائز ہے

سوال: (۸۲۹) میرا داہنا ہاتھ کان کی لو تک نہیں جاتا، ایسی حالت میں میری امامت نماز پنج گانہ اور جمعہ وغیرہ میں جائز ہے یا نہیں؟ (۲۸۸۸/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس صورت میں سائل کی امامت نماز پنج گانہ و جمعہ وغیرہ میں بلا کراہت صحیح ہے، کوئی وجہِ کراہت امامت کی نہیں ہے، کیوں کہ یہ جو فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اِبہامین کو بہ وقت تحریمہ کانوں کی لو سے لگاوے، وہ اصل میں محاذات حاصل کرنے کے لیے ہے، جیسا کہ

---

(۱) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة .

تحقیق فقہاء اور روایاتِ حدیث سے ظاہر ہوتا ہے، پس اگر کسی عذر کی وجہ سے چھونا کان کی لو کا نہ ہو سکے اور محاذات ابہامین کی اُذنین سے حاصل ہو جاوے تو یہ سنت ادا ہو جاوے گی۔ درمختار میں ہے: ورفع يديه .... ماسًا بإبهاميه شحمتي أذنيه هو المراد بالمحاذاة ، لأنّها لا تتيقّن إلاّ بذٰلك إلخ ، قوله: (هو المراد بالمحاذاة) أي الواقعة في كتب ظاهر الرّواية ، وبعض روايات الأحاديث كما بسطه في الحلية ، ووفّق بينها وبين روايات الرّفع إلى المنكبين بأنّ الثّاني إذا كانت اليدان في الثّياب للبرد كما قاله الطّحاوي أخذًا من بعض الرّوايات وتبعه صاحب الهداية وغيره ، واعتمد ابن الهمام التّوفيق بأنّه عند محاذاة اليدين للمنكبين من الرّسغ تحصل المحاذاة للأذنين بالإبهامين وهو صريح رواية أبي داؤد [۱](شامي جلد اوّل) اور صاحب ہدایہ نے صرف محاذات کو لیا ہے، یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت ابہامین کو محاذیٔ اُذنین کے کرے۔ ويرفع يديه .... حتّٰی يحاذي بإبهاميه شحمة أذنيه [۲](ہدایہ) اور اس کی دلیل میں یہ حدیث پیش کی ہے: و لنا رواية وائل بن حجر والبراء وأنس أنّ النّبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم كان إذا كبّر رفع يديه حذاء أذنيه إلخ [۲](ہدایہ) اس سے معلوم ہوا کہ اصل عندالحنفیہ یہ ہے کہ ابہامین کو محاذیٔ اذنین کے کردے، پس اگر کسی عذر سے ہاتھ کان کی لو تک نہ پہنچے اور محاذات حاصل ہو جاوے تو یہ سنت ادا ہو گئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۰۱-۲۰۲)

جس کے داہنے ہاتھ کی ایک انگلی کٹی ہوئی ہو اُس کی امامت درست ہے

سوال: (۸۳۰) یہاں پر ایک طالب علم؛ علم سے خوب آ گاہ ہے، اور اس کی ایک انگلی داہنے ہاتھ کی نہیں ہے، اور لوگ بھی اس سے خوش ہیں تو اس کی امامت درست ہے یا نہ؟ (۱۳۴۴/۶۰۷ھ)

الجواب: درست ہے [۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۹۸)

---

(۱) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۱۶۰، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، مطلب في حديث : الأذان جزم .

(۲) الهداية: ۱/۱۰۰، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة .

(۳) انگلی کا نہ ہونا شرعًا کوئی ایسا عیب نہیں ہے جس کی وجہ سے امامت میں کوئی کراہت یا فساد پیدا ہوتا ہو۔ ظفیر

کانے کے پیچھے نماز درست ہے

سوال: (۸۳۱) زید حافظ قرآن ہے اور ایک چشم ہے، اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور اگر کوئی شخص علم میں اس سے زیادہ ہو کیا اس کو بھی وہ ایک چشم امام نماز پڑھا سکتا ہے؟

(۲۰۴۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: حافظ یک چشم مثل بینا دو چشم کے ہے، اس سے زیادہ علم والے کی یا اس جیسے علم والے کی نماز اس کے پیچھے ہو جاوے گی بلا کراہت۔ (نابینا کی امامت کی کراہت کی وجہ فقہاء نے یہ لکھی ہے کہ آنکھیں نہ ہونے کی وجہ سے نجاست سے بچنا اس کے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ **والأعمیٰ بأنّہ لا یتوقّی النّجاسۃ**[۱] کانے شخص کا کام ایک آنکھ سے اسی طرح چلتا ہے جس طرح بینا کا۔ ظفیر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۱۳/۳-۳۱۴)

سوال: (۸۳۲) امام کا ایک آنکھ سے کانا ہونا، یا ایک دن میں تین مرتبہ جوڑے بدلتا ہے، اس کا چلن کیسا ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۴۰۷/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: پیش امام عالم، مسائل داں اور صالح پرہیزگار ہونا چاہیے، امام موصوف کی کوئی بات سوال کی رو سے ایسی معلوم نہیں ہوئی کہ اس کے پیچھے نماز ناجائز ہو، کانا ہونا امام کا موجب کراہت امامت نہیں، علیٰ ہذا ان کا چلن بھی مطلقاً موجبِ عدم جواز امامت نہیں ہے۔ فقط (۳۰۰/۳)

جس کی بینائی میں کمی ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۳۳) اگر امام کی بینائی میں کمی ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہ؟[۲]

(۶۵۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جس کی بینائی میں نقصان ہو مگر نجاسات سے بچتا ہو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے، اور اگر نجاست سے نہیں بچ سکتا تو مکروہ ہے، درمختار میں ہے: **ویکرہ ...... إمامۃ ......**

---

(۱) ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، کتاب الصّلاۃ، باب الإمامۃ.

(۲) اس سوال کی عبارت رجسٹر میں نہیں ہے۔۱۲

أعمٰی ونحوه الأعشٰی [۱] (الدّرّ المختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۲۳)

نابینا کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۳۴) نابینا کی امامت کا کیا حکم ہے؟ اگر مکروہ ہے تو کیوں؟ اور جب کہ اس سے اَعلم موجود ہوں اور اس کی امامت سے نفرت کرتے ہوں تو کیا حکم ہے؟ اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے تنہا نماز پڑھنا اَولیٰ ہے یا نہ؟ (۱۳۳۸/۱۹۱۰ھ)

الجواب: صاحبِ ہدایہ نے اعمٰی کی امامت کے کراہت کی دو وجہ لکھی ہیں، ایک یہ کہ وہ نجاست سے نہیں بچتا، دوسری یہ کہ لوگوں کو اس کی امامت سے تنفر ہو، پس اگر یہ دونوں وجہ نہ ہوں تو امامت اعمی کی بلا کراہت درست ہے [۲] اور شامی میں امامت اعمی بلا کراہت پر استدلال کیا ہے عبداللہ ابن ام مکتوم اور عتبان رضی اللہ عنہما کو آنحضرت ﷺ کے امام بنانے سے: **لکن ورد في الأعمى نصّ خاصّ هو استخلافه صلّى الله عليه وسلّم لابن أمّ مكتوم وعتبان على المدينة وكانا أعميين، لأنّه لم يبق من الرّجال من هو أصلح منهما إلخ** [۳] الغرض جب کہ اعمی سے اعلم موجود ہیں اور لوگوں کو اعمی کی امامت سے نفرت بھی ہے تو بہتر یہ ہے کہ اعمی امام نہ ہو، اور اگر ہو گیا تو نماز اس کے پیچھے پڑھنی چاہیے، تنہا نماز پڑھنے سے اس کے پیچھے افضل ہے جیسا کہ درمختار وشامی میں ہے: **صلّى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة إلخ. قوله: (نال فضل الجماعة) أفاد أنّ الصّلاة خلفهما أولى من الانفراد إلخ** [۴] (شامی، ۱/۳۷۷) فقط واللہ اعلم (۳/۱۳۷)

سوال: (۸۳۵) جو مسئلہ شرح وقایہ کتاب الصلاۃ (ص: ۱۱۲) میں دربارۂ ممانعت نماز پیچھے

---

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

(۲) ويكره تقديم العبد إلخ والأعمى لأنّه لا يتوقّى النّجاسة إلخ ولأنّ في تقديم هؤلاء تنفير الجماعة فيكره. (الهداية: ۱/۱۲۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۳) ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

(۴) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۷-۲۵۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، قبيل مطلب في إمامة الأمرد.

اندھے کے لکھا ہے، اس کی تشریح درکار ہے کیونکہ اکثر مساجد میں حافظ قرآن اندھے امام ہیں، ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲۶۵۳/۱۳۴۰ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: ویکرہ تنزیهًا إمامة عبد …… وأعرابي …… وفاسق وأعمی …… إلاّ أن یکون أي غیر الفاسق أعلم القوم إلخ [(۱)] اس کا حاصل یہ ہے کہ اندھے وغیرہ کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے یعنی خلاف اولیٰ ہے اور بہتر نہیں ہے، لیکن اگر اندھا مسائل نماز سے واقف ہے اور محتاط ہے تو پھر کچھ کراہت نہیں ہے، چنانچہ ایک صحابی ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو نابینا تھے ان کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مقرر فرمایا تھا [(۲)] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۶۸-۱۶۹)

سوال: (۸۳۶) ایک حافظ نابینا جو قرآن شریف صحیح پڑھتے ہیں، اور مسائل شرعیہ سے بھی بخوبی واقف ہیں، مگر ختم تراویح کے علاوہ پنج گانہ نماز جمعہ وغیرہ میں ان کی اقتداء کرنے سے مردمانِ دیہ انکار کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ نابینا کے پیچھے نماز درست نہیں ہے، آیا اس حافظ کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۲۰/۷۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: حافظ نابینا جو کہ مسائل شرعیہ سے واقف ہے، اور صالح ومحتاط ہے تو اس کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے، بلا کراہت اس کے پیچھے نماز صحیح ہے، بلکہ شامی میں تحقیق کیا ہے کہ ایسے نابینا کی امامت اس بینا سے افضل ہے، جس میں اوصافِ (مذکورہ) [(۳)] موجود نہ ہوں، اور احادیث سے حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم نابینا کا امام ہونا ثابت ہے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سفر میں جاتے وقت اہل مدینہ کا امام مقرر کیا تھا، وکفیٰ بہ حجّةً. فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۱۸)

---

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، کتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد.

(۲) قید کراهة إمامة الأعمیٰ في المحیط وغیره بأن لا یکون أفضل القوم، فإن کان أفضلهم فهو أولیٰ اهـ إلخ، لکن ورد في الأعمیٰ نصّ خاصّ هو استخلافه صلّی اللّٰه علیه وسلّم لابن أمّ مکتوم وعتبان علی المدینة وکان أعمیین لأنّه لم یبق من الرّجال من هو أصلح منهما وهٰذا هو المناسب لإطلاقهم واقتصارهم علی استثناء الأعمیٰ. (ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، کتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۳) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیا گیا ہے۔۱۲

سوال: (۸۳۷) نابینا کے پیچھے نماز درست ہے یا نہ؟ (۸۳/۸۴۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر نجاست سے محفوظ رہتا ہے، اور مسائلِ صلاۃ سے واقف ہے تو امامت اس کی درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۰۱/۳)

سوال: (۸۳۸) ایک شخص ۴۰ سال سے امامت کرتا ہے، لیکن اب تین چار سال سے اس کی نظر میں کچھ فرق آ گیا ہے، لیکن پاکی اور ناپاکی کو خود دیکھ سکتا ہے، لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۸۹۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: صورت مذکورہ میں امام مذکور کے پیچھے نماز مکروہ نہیں ہے بلا کراہت نماز صحیح ہے [1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۹۴/۳)

محتاط حافظِ قرآن نابینا کی امامت درست ہے

سوال: (۸۳۹) زید نابینا و نیز محتاط اور نماز روزہ کے مسائل سے بہ نسبت اور قوم کے بخوبی واقف ہے، اور حافظ قرآن ہے، اور قوم مسائل دین کے جاننے اور قرآن شریف کے پڑھنے میں اس سے کمتر ہے، ایسی صورت میں اس نابینا کا امام بنانا افضل ہے یا نہ؟ (۱۱۶۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ایسی حالت میں نابینا کا امام بنانا افضل ہے۔ **كما في الشّامي عن البحر: قيّد كراهة إمامة الأعمٰى في المحيط وغيره بأن لا يكون أفضل القوم فإن كان أفضلهم فهو أولى** [2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۲۳/۳)

کانے، نابینا، چغل خور، کوڑھی، لولے اور جھوٹ بولنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے

سوال: (۸۴۰) کانا، اندھا، چغل خور، کوڑھی، لولا اور جس کی مستورات پردہ نہ کرتی ہوں، ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ؟ اور جھوٹ بولنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۸۱/۱۳۴۳ھ)

---

(۱) حوالہ؛ **كتاب الصّلاة، باب الإمامة** سوال نمبر (۸۳۵) کے حاشیہ نمبر: (۲) میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) **ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.**

الجواب: یک چشم کے پیچھے نماز مکروہ نہیں ہے، اور اندھا اگر نجاست سے نہ بچتا ہو اور غیر محتاط ہو اور اعلم قوم نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور اگر وہ اعلم وافضل ہو تو مکروہ نہیں ہے، اور جذامی اور لولے اور چغل خور کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور جس کی مستورات پردہ نہ کرتی ہوں اور وہ ان کو منع نہ کرے اور ان کی بے پردگی سے راضی ہو تو اس کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے، اور اگر وہ اپنے گھر والوں کو بے پردہ پھرنے سے منع کرے اور اس کو بُرا سمجھے تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت صحیح ہے، اور جھوٹ بولنے والے کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۹۴-۱۹۵)

جو شخص کبھی کبھی دیوانہ ہوجاتا ہے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۴۱) جو شخص کبھی کبھی دیوانہ ہوجاتا ہے اس کی امامت درست ہے یا نہیں ہے؟
(۴۰۷/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: جنون اور دیوانگی اگر ایسی ہو کہ کسی وقت اس کو ہوش نہ آوے اور اسی حالت میں نماز پڑھاوے تو اس کے پیچھے نماز درست نہیں، اور اگر بوقت نماز پڑھانے کے اپنے ہوش میں ہو تو نماز اس کے پیچھے صحیح ہے، کما في الدّرّ المختار: وكذا لايصحّ الاقتداء بمجنونٍ مُطْبِقٍ أو مُتَقَطِّعٍ في غير حالة إفاقته إلخ ، قال الشّامي : و أمّا في حالة الإفاقة فيصحّ كما في البحر عن الخلاصة[2] (شامي: ۱/۶۰۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۰۰-۳۰۱)

---

(۱) ويُكره ...... إمامةُ عبدٍ إلخ وفاسق وأعمٰى ونحوه الأعشٰى ...... إلّا أن يكون اي غير الفاسق أعلم القوم فهو أولٰى إلخ ، وكذا تكره خلف أمرد وسفيه ومفلوج وأبرص شاع برصه وشارب الخمر وآكل الرّبا ونمّام (الدّرّ المختار) قوله: (أي غير الفاسق) تبع في ذلك صاحب البحر: حيث قال : قيد كراهة إمامة الأعمٰى في المحيط وغيره بأن لا يكون أفضل القوم فإن كان أفضلهم فهو أولٰى اهـ. قوله: (ومفلوج إلخ)وكذلك أعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيره أولٰى تاترخانية وكذا أجذم. (ردّ المحتار : ۲/۲۵۵-۲۵۸، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

(۲) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۷۷-۲۷۸، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب : الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصّبيّ وحدة ؟.

قیدی کے پیچھے نماز جائز ہے

سوال: (۸۴۲) اگر کوئی مسلمان حنفی قید میں ہو تو قیدی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟
(۱۷۹۲/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: قیدی حنفی کے پیچھے نماز درست ہے، قیدی ہونا امامت کو مانع نہیں ہے۔ فقط
(۲۷۸/۳)

کارِ منصبی ادا نہ کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۴۳) جو شخص کسی محکمہ میں ملازم ہو، اور کار منصبی ادا نہ کرتا ہو، اور ماہ بہ ماہ تنخواہ لیتا ہو، اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۵۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایسے شخص کی امامت بہ وجہ فسق کے مکروہ ہے(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۱۰/۳)

جمعیۃ علماء ہند کے متفقہ فتوے کو غلط کہنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال: (۸۴۴) جو شخص جمعیۃ العلماء ہند کے متفقہ فتویٰ کو جھوٹا سمجھتا ہو، فتویٰ مذکور پر مہر کرنے والے علماء کو اور اس کے حق ماننے والوں کو کافر کہتا ہو، انگریزی اسکول میں پڑھاتا ہو، اس شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: وہ شخص فاسق ہے، نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔ **كذا حققه في الشّامي: إن الصّلاة خلف الفاسق مكروه بكراهة التّحريم،** اور امام بنانا ایسے شخص کا حرام ہے کیونکہ اس میں اس کی تعظیم ہے اور تعظیم فاسق کی حرام ہے(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۶۰/۳-۱۶۱)

---

(۱) ويكره .... إمامة عبد إلخ وفاسق (الدّرّ المختار) ولعلّ المراد به من يرتكب الكبائر. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۲) وأمّا الفاسق فقد علّلوا كراهة تقديمه بأنّه لا يهتمّ لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعًا. (ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

جو کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھے اس کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۴۵) ایک شخص بلا اجازت امام مسجد کے کسی کے اشارہ پر نماز پڑھاوے اور وہ اکثر کسی کے پیچھے نماز بھی نہیں پڑھتا، جماعت ہوتی دیکھ کر یا تو واپس چلا جاتا ہے یا وضو وغیرہ میں اتنا وقت صرف کرتا ہے کہ جماعت ختم ہو جاتی ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ (۲۹۳۸/۱۳۳۹ھ)

الجواب: نماز اس کے پیچھے صحیح ہے، اور یہ فعل اس کا بُرا ہے اور شرعًا قبیح ہے کہ کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۶۰/۳)

جس امام کا یہ عقیدہ ہے کہ ہندوستان میں جمعہ کی نماز صحیح نہیں ہوتی اس کے پیچھے جمعہ کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۴۶) ایک شخص امام مسجد کا یہ عقیدہ ہے کہ ہندوستان میں جمعہ نہیں ہوتا، اس وجہ سے کہ بادشاہ اور اس کے نائب کی شرط مفقود ہے، اور سب نمازیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جمعہ ہو جاتا ہے، پس ایسے نمازیوں کی نماز جمعہ ایسے امام کے پیچھے ہو جاتی ہے یا نہیں؟ (۹۸۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: صحیح یہ ہے کہ بلادِ ہند میں جمعہ صحیح ہے، بادشاہ مسلمان کی شرط فقہاء نے لکھ دیا ہے کہ ساقط ہے[2] پس امام مذکور کا عقیدہ غلط ہے، اور اس کا ایسا عقیدہ رکھنے سے جمعہ میں کچھ فرق نہیں آتا کیونکہ یہ عقیدہ اس کا غلط ہے، لہٰذا ان مقتدیوں کی نماز جو جمعہ کی فرضیت کے قائل ہیں امام مذکور کے پیچھے صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۴۶/۳)

---

(۱) والجماعة سنّة مؤكّدة للرّجال .... وأقلّها اثنان .... وقيل: واجبة وعليه العامّة .... فتسنّ أو تجب ثمرته تظهر في الإثم بتركها مرّة على الرّجال العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الصّلاة، بالجماعة من غير حرج . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۴۴-۲۴۸، باب الإمامة) ظفیر

(۲) فَلَو الْوُلَاةُ كُفَّارًا يجوزُ للمُسلِمينَ إقامةُ الجُمُعَةِ. (ردّ المحتار: ۳/۱۴، كتاب الصّلاة، باب الجمعة، مطلب في جواز استنابة الخطيب) ظفیر

خلافت کے مخالف کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۴۷) جو شخص خلافت سے قطع تعلق کرے اور اس کے متعلق نہ کوئی کوشش کرے نہ کسی جلسہ میں شریک ہو، اور اگر اس سے سبب دریافت کیا جاوے تو اس کو غیر اہم اور خلاف مصلحت بتلاوے، اور اپنے زیر اثر اشخاص کو بھی اس کی تلقین کرتا ہے اور فرقہ بندی قائم کردے، کیا یہ شخص مسلمان ہے اگر ہے تو اس کی امامت جائز اور اولیٰ ہو سکتی ہے؟ (۱۶۳۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: وہ شخص غلطی پر ہے، اسلام اور سلطنت وخلافت اسلام کے ساتھ ہمدردی مسلمانوں کا اوّلین فرض ہے، مسلمان ہو کر خلافت اسلامیہ سے ہمدردی نہ رکھنا سخت خطاء ہے، تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے، بالاجمال یہ ہے کہ خیال مذکور اس شخص کا غلط ہے اور باطل ہے، باقی تکفیر اس کی درست نہیں ہے، اور جھگڑا کرنا مناسب نہیں ہے، اور کچھ تعرض اس کے ساتھ نہ کیا جاوے اور فتنہ وفساد نہ بڑھایا جاوے، صبر وسکون کے ساتھ اپنا کام کیے جاؤ جو شریک ہو فبہا اور جو شریک نہ ہو وہ اس کے ذمہ ہے، اس کے ساتھ کچھ تعرض کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (اور اس کی امامت جائز مگر خلافِ اولیٰ ہے[۱] محمد امین) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۳۳-۱۳۴)

جس امام کا لڑکا سرکاری اسکول میں پڑھتا ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے

سوال: (۸۴۸) سرکاری پرائمری اسکول میں فارسی اُردو اور حساب برائے کاروبار تجارت سیکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جس امام کا لڑکا پڑھتا ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۹۹/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس تعلیم وتعلم میں کچھ حرج نہیں ہے، اور جس امام کا لڑکا پڑھائی مذکور پڑھتا ہے تو اس وجہ سے اس امام کی امامت میں کچھ حرج نہیں ہے اور کچھ فساد وکراہت نہیں ہے۔ فقط (۳/۱۴۰)

---

(۱) عن عبد اللّٰه بن عمرو أنّ رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم کان یقول: ثلاثة لا یقبل اللّٰه منهم صلاة من تقدّم قومًا وهم له کارهون ، الحدیث. (سنن أبي داؤد: ۱/۸۸، کتاب الصّلاة، باب الرّجل یؤمّ القوم وهم له کارهون)

جو شخص گورنمنٹ کا پنشن خوار ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے

سوال: (۸۴۹) جو شخص گورنمنٹ کا پنشن خوار ہو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

(۱۸۲۶/۱۳۳۹ھ)

الجواب: امامت اس کی صحیح ہے اور نماز اس کے پیچھے درست ہے [(۱)] فقط واللہ اعلم (۱۵۳/۳)

جس نے پندرہ دن کے اندر مرنے کا دعویٰ کیا اور مرا نہیں اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۵۰) ایک شخص اس امر کا دعوی کرتا ہے کہ وہ ۲۵ ذی الحجہ سے عشرۂ محرم تک ضرور مر جائے گا، لیکن وہ اب تک زندہ ہے؛ ایسا دعوی کرنے والا مسلمان رہتا ہے یا نہیں؟ اس کا نکاح بحال ہے یا نہیں؟ امامت اس کی درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: وہ شخص کافر نہیں ہوا مسلمان ہی ہے، اور نکاح اس کا قائم ہے، مگر ایسا اِدّعا اس کو کرنا نہ چاہیے تھا یہ اس کی غلطی تھی، ایسا دعوی کرنا گناہ ہے، اس کو اس سے توبہ کرنی چاہیے اور آئندہ ایسا دعوی نہ کرے اگر وہ توبہ کر لیوے تو نماز اس کے پیچھے بلا کراہت صحیح ہے [(۲)] فقط (۱۴۳/۳)

جس امام نے توبہ کرنے والے فاسقوں سے کپڑے کا جوڑا لیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے

سوال: (۸۵۱) ایک گروہ اہل اسلام کا جو ظاہراً نماز نہیں پڑھتے اور پوشیدہ عبادت کرتے ہیں،

---

(۱) اس لیے کہ پنشن عامل کے عمل کا صلہ ہے، اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں۔ محمد امین پالن پوری

(۲) عن عبد اللّٰه بن مسعود رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : التّائب من الذّنب كمن لا ذنب له. (مشكاة المصابيح، ص:۲۰۶، كتاب اسماء الله تعالى والاستغفار، الفصل الثّالث) ظفیر

اور اشیاء نشلی وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں، ان لوگوں نے ایک جلسہ کیا اور پنچان سے معافی چاہی، سب نے ان کی معافی پر دعوت قبول کر لی اور شریک شادی ہوئے جب کہ انہوں نے اقرار کیا کہ ہم نماز بھی پڑھیں گے (انہوں نے) امام کو جوڑا دیا تو امام قصور مند ہے یا نہ؟ اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۸۴/۱۳۳۹ھ)

الجواب: جب کہ وہ گروہ اہل اسلام میں سے ہے اور نماز پڑھنے کا وعدہ کیا اور نماز شروع کر دی اور تمام فرائض مذہبی کے ادا کرنے کا وعدہ کیا تو اس کی شادی میں شرکت درست ہے (۱) اور کھانا کھانا جائز ہے، اور امام صاحب جنہوں نے وہاں کھانا کھایا، اور جوڑا لیا وہ کچھ قصور مند نہیں ہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۵۴/۳)

اصلاح سازی کا پیشہ حلال ہے اور ایسے پیشہ والے کی امامت درست ہے

سوال: (۸۵۲) ایک شخص حنفی قاری اور متقی شریف صوم وصلاۃ کے پابند ضروری مسائل سے واقف ہیں، ان کا پیشہ اصلاح سازی (۲) فی الوقت ہے اور اصلاح سازی میں جو کچھ حاصل ہوتا ہے اس سے اہل وعیال کی بسر اوقات کرتے ہیں؛ آیا شرعاً یہ پیشہ جائز ہے یا نہیں؟ اور امامت ایسے شخص کی جائز ہے یا نہیں؟ (۲۳۸۴/۱۳۳۹ھ)

الجواب: پیشہ مذکورہ حلال ہے اور امامت اس کی درست ہے، اس وجہ سے اس کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۵۶/۳)

استاذ کے کہنے پر جو اپنی بیوی کو طلاق نہ دے اس کے پیچھے نماز درست ہے

سوال: (۸۵۳) اگر استاذ وشاگرد کو کہے کہ تم اپنے استاذ کی بیوہ کو جو فی الحال تمہاری منکوحہ ہے

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) اصلاح سازی: یعنی حجامت بنانے کا پیشہ۔

طلاق دے دو ورنہ تم مجھ سے عاق ہو، اگر شاگرد طلاق نہ دے تو یہ وجہ عاق ہونے کی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور عاق کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۲۶۴۸/۱۳۳۹ھ)

الجواب: یہ وجہ شاگرد کے عاق ہونے کی نہیں ہو سکتی اور اس وجہ سے شاگرد کو عاق کرنا صحیح نہیں ہے، اور اس وجہ سے اگر استاذ اس کو عاق کرے تو وہ درحقیقت عاق نہیں ہے، اور نماز اس کے پیچھے صحیح و درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۵۷-۱۵۸)

ایک امام کا تین وقت کی نماز ایک مسجد میں اور دو وقت کی نماز دوسری مسجد میں پڑھانا درست ہے

سوال: (۸۵۴) جو امام تین وقت کی نماز ایک مسجد میں پڑھاوے اور دو وقت کی ایک مسجد میں تو جائز ہے یا نہیں؟ (۲۷۱۹/۱۳۴۰ھ)

الجواب: کوئی وجہ ممانعت کی اس میں نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۶۹)

ہنود کے جنازے میں شریک ہونے والے کے پیچھے نماز صحیح ہے

سوال: (۸۵۵)......(الف) جو شخص ہنود کی میت کے ساتھ جاوے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ؟

(ب) اور منع کرنے پر شخص مذکور یہ جواب دیوے کہ ہنود سے ہمیشہ سے رسم ہے، وہ ہماری اموات میں شریک ہوتے ہیں، ہم اُن کے یہاں؛ یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۵۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: (الف) اس کے پیچھے نماز صحیح ہے۔

(ب) کافر کی عیادت اور تعزیت کی فقہاء نے اجازت دی ہے[1] پس بہ ضرورت یا بہ نیت

---

(۱) (وعيادته) يعني تجوز عيادة الذّمّي المريض لما روي أن يهوديًّا مرض بجوار النّبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم فقال : قوموا بنا نعود جارنا اليهوديّ فقاموا ، ودخل النّبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم وقعد عند رأسه ، وقال له : قل : أشهد أن لا إلٰه إلاّ اللّٰه وأنّ محمّدًا رسول اللّٰه ، فنظر المريض إلى أبيه ، فقال: أجبه. فنطق بالشّهادة ==

مکافات ان کی میت کے ساتھ جانا بھی جائز ہے، خصوصاً جب کہ اس کی ضرورت کسی دوسری وجہ سے بھی ہو[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۷۲/۳)

بھنگی کی نمازِ جنازہ پڑھانے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۵۶) ایک شخص چوہڑوں کا جنازہ پڑھاتا ہے، جب چوہڑے کے گھر میں بچہ پیدا ہوتو اس کے کان میں اذان دیتا ہے، کیا ایسا شخص امامت کے قابل ہوسکتا ہے؟ ایسے شخص کے لیے شریعت کیا سزا تجویز کرتی ہے؟ (۲۶۶۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اگر وہ بھنگی مسلمان ہیں تو ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا ضروری ہے، اوران کے بچہ کے کان میں اذان کہنا بھی مشروع ہے، لہٰذا اس شخص پر اعتراض نہیں ہے، اوراگر وہ بھنگی کافر ہیں اسلام کا کلمہ نہیں پڑھتے تو پھر یہ امور نا جائز ہیں، اس امام کو اس سے توبہ کرنی چاہیے اور بعد توبہ کے وہ امام رہ سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۰۹/۳)

== فقال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: الحمد لله الّذي أنقذ بي نسمة من النّار الحديث. ولأنّ العيادة نوع من البرّ وهي من محاسن الإسلام فلا بأس بها . (البحر الرّائق: ۳۷۴/۹، كتاب الكراهية ، فصل في البيع)

جار يهوديّ أومجوسيٌ مات ابن له أوقريب ينبغي أن يعزيه ويقول: أخلف الله عليك خيرًا منه وأصلحك ، وكان معناه: أصلحك الله بالإسلام : يعني رزقك الإسلام ورزقك ولدًا مسلمًا. كفاية. (الشّامي: ۴۷۳/۹، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع)

(۱) یہ حکم اس وقت ہے جب ضرورت ہو، بلاضرورت غیر مسلم کے جنازہ میں شرکت کرنا مکروہ ہے، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد: ۱۶ میں ہے:

سوال: مسلمانوں کے جنازہ کے ساتھ ہندوؤں کا قبرستان تک جانا اور مردہ کو مٹی دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور مسلمانوں کو ان کے مرگھٹ تک جانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ طریق اچھا نہیں ہے، بالخصوص مسلمانوں کو کفار کے مرگھٹ میں جانا مکروہ ہے اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۸۲/۱۶، سوال نمبر: ۷۵۳)

سچی گواہی دینے والے کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے

سوال: (۸۵۷) جو شخص بہ وجہ کسی ضرورت کے سچی گواہی دے، اس کے پیچھے نماز درست ہے یا مکروہ؟ (۱۳۳۸/۱۷۱۷ھ)

الجواب: سچی گواہی دینا موجبِ ثواب ہے، اور بعض مواقع میں ضرورت ہو جاتی ہے، پس نماز اس کے پیچھے بلا کراہت درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۰۸/۳)

نماز میں سونے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۵۸) مرض نوم ہے جو اکثر اوقات نائم رہتا ہے حتیٰ کہ حالت نماز میں بھی سوتا رہتا ہے، دوسرے کے فتح سے ہوش میں آتا ہے، اور تعویذ گنڈہ بھی کرتا ہے، اور قرآن شریف بھی ٹھیک نہیں کرتا اور کذب وغیرہ بھی بولتا ہے وغیرہ وغیرہ، ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور وہ شخص قابل امامت ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۱۳۱ھ)

الجواب: نماز میں سو جانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور نماز میں کچھ خلل نہیں آتا[۱] البتہ اگر کوئی غلطی قراءت میں ایسی کرے جس سے معنی بدل جائیں وہ غلطی مفسدِ صلاۃ ہو تو نماز فاسد ہو جاوے گی، مگر اس میں سونے والا اور غیر سونے والا برابر ہیں، اسی طرح تعویذ گنڈہ کرنا آیات قرآنیہ سے اور ادعیہ ماثورہ سے درست ہے، اس میں بھی کچھ گناہ نہیں ہے، اور اس وجہ سے اس کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے، اور نماز اس کے پیچھے صحیح ہے، البتہ کذب و افتراء پردازی کی خصلت موجبِ فسق و معصیت ہے، اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور ایسا شخص اگر تائب نہ ہو تو لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۸۷/۳-۱۸۸)

---

(۱) وفي فصل ما يفسد الصّلاة، من فتاوى قاضيخان: لو نام في ركوعه أو سجوده إن لم يتعمد لا تفسد وإن تعمد فسدت في السّجود دون الرّكوع اهـ، كأنّه مبني على قيام المسكة حينئذ في الرّكوع دون السّجود ومقتضى النّظر أن يفصل في ذلك السّجود إن كان متجافيا لايفسد للمسكة وإلاّ يفسد. (فتح القدير: ۴۹/۱، كتاب الطّهارات، فصل في نواقض الوضوء) والفتاوى الخانية مع الفتاوى الهندية: ۱۳۳/۱، كتاب الصّلاة، فصل فيما يفسد الصّلاة.

جھینگا کھانے والے کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۵۹) یہاں ایک شخص امام ہے اور بندہ کا استاذ بھی ہے، وہ جھینگا کھاتا ہے، اس بارے میں اگر اس سے جھگڑتے ہیں تو استاذ ہونے کے سبب سے شرم آتی ہے، ان کی ناراضی نہیں چاہتا ہوں اس شخص کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ (۳۱۰/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: واضح ہو کہ دین کے مسئلہ کے بارے میں کسی سے شرمانا نہ چاہیے اور اس کی ناراضی اور خفگی کا خیال نہ کرنا چاہیے، اور جو شخص مرتکب فعل حرام کا ہے وہ فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، باقی آپ نے یہ تشریح سوال میں نہیں کی کہ جھینگا سے مراد آپ کی جھینگا مچھلی ہے یا یہ جھینگا جو گھروں میں ہوتا ہے، جو جھینگا گھروں میں ہے یہ تو حشرات الارض اور خبائث میں سے ہے، اس کا کھانا تو حرام ہے[1] اور جو جھینگا دریائی ہے جس کو جھینگا مچھلی کہتے ہیں اگر وہ از قسم مچھلی ہے تو درست ہے[2] اور اگر قسم مچھلی سے نہیں ہے تو حرام ہے، اس کی تحقیق کر لینا چاہیے۔ فقط (۳/۲۶۳)

جس امام نے یوم الشک کا روزہ رکھ کر توڑ دیا اس کی امامت درست ہے

سوال: (۸۶۰) ایک موضع میں چاند ۲۹ تاریخ کو نظر نہیں آیا احتیاطاً روزہ رکھا، دوپہر کے وقت پیش امام نے خود بھی روزہ توڑ دیا اور لوگوں کے روزے بھی تڑوا دیئے شام کو چاند بڑا تھا، سب نے یقین کر لیا کہ چاند ۲۹ تاریخ کا ہوا ہے؛ چنانچہ اور اطراف میں ۲۹ کو چاند دیکھا گیا اس روزہ کی قضاء آوے گی یا نہیں؟ اور روزہ توڑنے والے گنہ گار ہوئے یا نہیں؟ اور امام کے لیے کیا حکم ہے؟ امامت اس کی درست ہے یا نہیں؟ (۲۷۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

---

(۱) ولا يحلّ ذوناب إلخ ولا الحشرات هي صغار دوابّ الأرض. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۹/۳۶۸-۳۶۹، كتاب الذّبائح) ظفیر

(۲) وحلّ الجراد إلخ وأنواع السّمك بلا ذكاة. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۹/۳۷۲، كتاب الذّبائح) ظفیر

الجواب: اس صورت میں اس امام اور دیگر روزہ توڑنے والوں پر کچھ گناہ نہیں ہوا[۱] امامت اس کی درست ہے اس روزہ کی قضاء لازم آوے گی[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۰۹)

جو امام تحریری یا زبانی اجازت کے بعد غیر حاضری کرتا ہے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۶۱) زید مؤمن کامل ہے، نہایت متبع شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام ہے، مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند کا فارغ التحصیل ہے، مشاہیر علماء مثلاً حضرت تھانوی، مولانا عبدالرحیم صاحب رائے پوری وغیرہ کے نزدیک اس کی علمیت وصلاحیت افتاء قابل اعتماد ہے، حضرت الحاج امداداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے غائبانہ بیعت ہے، بعد وفات حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے تجدید بیعت کی، ان کی وفات کے بعد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری سے تجدید بیعت کی، تبلیغ اسلام وہدایت خلق اللہ واصلاح احوال عوام مؤمنین کا زید مذکور میں کامل جذبہ ہے، اور اسی کے مطابق عمل پیرا ہے، زید مذکور طبیب بھی ہے، اور مذہباً ومعاشاً جامع مسجد کلاں کیرانہ کی امامت کرتا ہے، عیدین کی امامت بھی اسی کے سپرد ہے، حسبِ ضرورت شہر و دیہات میں مخالفینِ اسلام کے حملوں اور اعتراضوں کا جواب دیتا ہے، سال میں چار پانچ مرتبہ چھ روز کے لیے بعد حصول رخصت اپنی ضروریات یا دیگر اشخاص کی حاجات کے لیے باہر بھی جاتا ہے، اور خدمات مفوضہ سے غیر حاضری زبانی یا تحریری اجازت کے بعد کرتا ہے، ایسے شخص کے بارے میں مندرجہ ذیل امور دریافت طلب ہیں:

(الف) زبانی یا تحریری اجازت کے بعد زید مذکور غیر حاضری کرے تو اس وجہ سے زید مذکور کو جو امام مسجد کیرانہ ہے فحش اور خلافِ شان تنبیہ کرنے والے اور فحش لوگوں کو آمادۂ بدگوئی کرنے والے

(۱) اس لیے کہ یہ رمضان کا روزہ نہیں تھا، یوم الشک کا روزہ تھا اور نفل روزہ تھا۔

(۲) وإن أفطر خطأً …… قضٰی …… فقط . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۳/۳۳۴-۳۴۱، کتاب الصّوم ، باب ما یفسد الصّوم ومالا یفسده ، مطلب في حکم الاستمناء بالکف)

اور معتد بہ زمانہ تک کے لیے امامت سے معطل کرنے والے کہ جس کی وجہ سے تفریق بین المؤمنین پیدا نہ ہو شرعًا قابلِ تولیت وقف ہیں یا نہیں؟ اور مسلمان کامل ہیں یا نہیں؟

(ب) اگر کوئی مذہبی واقف کار یا ناواقف زید مذکور سے ذاتی غرض وعداوت وغیرہ کے باعث زبانی یا تحریری مجمع قلیل یا کثیر میں یہ اعتراض کرے کہ زید کو ایام غیر حاضری کی تنخواہ پانے کا حق نہیں ہے حالاں کہ وہ بعد حصول رخصت غیر حاضر ہوا ہے، معترض کی غرض اس اعتراض سے یہ ہے کہ عوام زید سے بدعقیدہ ہو جائیں اور یہ خیال کریں کہ زید امام ہونے کے باوجود اپنی روزی حرام کر لیتا ہے۔

پس اگر زید اپنی نہیں بلکہ کل اہل اسلام اور اسلام کی توہین سمجھ کر یہ جواب دے کہ تم کو اس سے کیا تعلق کہ میں روزی حلال حاصل کروں یا ناجائز وحرام؟ میں خود اس امر کو خوب جانتا ہوں، پھر ادب کے ساتھ یہ کہے کہ تم اپنی روزی کے حلال وحرام ہونے کو دیکھو۔ کما قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۱۳۹) اس جواب کے لحاظ سے زید قابلِ امامت رہا یا نہیں؟ اور اس کے ایمان واسلام میں کوئی نقص آیا یا نہیں؟

(ج) جس جگہ زید مذکور امام اور واعظ ومفتی ہے، وہاں ۱۹۱۱ء میں ایک باقاعدہ گئو رکشا قائم ہوئی ہے، جس کی کوشش کا اثر قوم ہنود سے متجاوز ہو کر بعض اہلِ اسلام تک بھی پہنچا ہے کہ وہ بہ حیثیت اس کے عہدہ دار ہونے کے اس کے بقاء ودوام اور مقاصد کی انجام دہی کی سعی کرتے ہیں، گوشت خوری کی قباحت اور اس کا مضر صحت ہونا وغیرہ بیان کرتے ہیں، اور چوں کہ قوم ہنود گوشت خوری کو مذہبًا معیوب اور گئو رکشا کو عقیدۂ مذہبی خیال کرتی ہے، اس لیے ان دو تین مسلمانوں کی شرکت سے ان کے ممتاز وباحیثیت ہونے کے باعث سخت مضرت محسوس ہوتی ہے، اور اس حرکت سے مسلمانوں میں باہمی مناظروں ومباحثوں کی نوبت آ گئی ہے، اس تفریق کو دور کرنے کے خیال سے بعض درد منداور اہلِ دانش کی یہ رائے ہوئی کہ حضرت تھانوی مدظلہ سے استفتاء کر کے جواب منگایا جائے تاکہ مسلمان اس کو شرعی فیصلہ ناطق سمجھ کر گئو رکشا کی بھلائی یا برائی سے واقف ہو جائیں، چنانچہ فتویٰ اس حرکت کے خلاف صادر فرمایا گیا، چوں کہ علمائے حقانی نے اس فتویٰ میں یہ تصریح فرما دی تھی کہ گئو رکشا میں شرکت کرنے والے قریب بہ کفر ہیں، اور اس عمل سے بہ عجلت اُنہیں توبہ کرنا فرض ہے، اس لیے زید مذکور نے رمضان شریف میں جمعۃ الوداع میں وعظ کے دوران بعض باوقعت اور دردمند حضرات

کے ایماء پر ناواقف مسلمانوں کو آگاہ کرنے کی غرض سے حضرت تھانوی کا فتویٰ سنایا اور یہ اعلان کر دیا کہ یہ میری ذاتی رائے نہیں ہے، بلکہ معتمد عالم حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا فتویٰ ہے، بعض کم فہم لوگوں نے اس کا تذکرہ گئو رکشا کے معاون وممبر حضرات سے جا کر کیا جس پر وہ بہت برہم ہوئے، اور مولوی عبداللہ ٹونکی سے سابق فتویٰ کے جواب میں استفتاء کی عبارت کو ردّ وبدل کر کے ایک فتویٰ منگایا اور زید مذکور اور حضرت تھانوی کی شان میں نازیبا الفاظ کہے اور اپنا حق پر ہونا ثابت کیا، اور ان لوگوں پر کفر کا الزام لگایا، مولانا عبداللہ صاحب ٹونکی سے اس پیرایہ کا سوال کر کے جواب حاصل کرنے پر مستفتی اور اس کے ہم خیال لوگوں کے متعلق دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ لوگ کیسے ہیں؟ اور زید مذکور اور حضرت مولانا تھانوی کیسے ہیں؟ اور زید کی امامت کے متعلق اس شورش کے بعد شرعاً کیا حکم ہے؟ اور مخالفین کے لیے اہل فتنہ ہونے کے علاوہ شرعی حکم کیا ہے؟ (۳۰۲/۳۰-۱۳۲۹ھ)

الجواب: زید جو صفاتِ مذکورہ کے ساتھ متصف ہے، بلا شک وشبہ شرعاً خصوصیت کے ساتھ مستحق امامت ہے، اور اس کی امامت باعثِ فضیلت اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہے ایسے شخص کی امامت سے انحراف اور ناخوشی ظاہر کرنا اور اس کی ایذا رسانی کے درپے ہونا دراں حالیکہ وہ امورِ مذکورہ کے ساتھ متصف ہے، دین داروں کا کام نہیں ہے۔ كما ورد في الهداية: من صلّى خلف عالم تقيّ فكأنّما صلّى خلف نبيّ (۱) عالم امام کے پیچھے نماز کی قبولیت اقرب ہے۔ لقولهٖ عليه الصّلاة والسّلام: إنّ سرّكم أن تُقبلَ صلاتُكم فليؤمّكم علماؤكم فإنّهم وفدُكم في ما بينكم وبين ربّكم (۲) رواه الطّبراني. وأخرج الحاكم والبيهقي نحوه اور امامت اس کی خیر کثیر ہے۔ قال في شرح المنية: ومن كراهة تقديم الفاسق على ما يأتي أنّ العالم أولٰى بالتّقديم إذا كان يجتنب الفواحش وإن كان غيره أورع منه ذكره في المحيط (۳) وقال

---

(۱) الهداية: ۱/۱۲۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

(۲) عن مرثد بن أبي مرثد الغنويّ قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: إنّ سرّكم الحديث. (نصب الرّاية: ۲/۲۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، الحديث الحادي والسّتّون المطبوعة: زكريّا بك دبو، ديوبند) وهامش الهداية: ۱/۱۲۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، رقم الحاشية: ٦۔

(۳) غنية المستملي المعروف بالحلبي الكبير، ص: ۴۴۲، فصل في الإمامة.

في شرعة الإسلام (في فصل في فضيلة الصّلاة مع الجماعة) ويؤم النّاس أعلمهم بالسّنّة[1]

(الف) امام مذکورہ (زید) جب کہ اطلاع کے بعد جاتا ہے تو اس کو غیر حاضری سے تعبیر کرنا سخت جہالت ہے، اور طرفہ بریں اس کو علی الاعلان فحش اور خلاف شان کہنا کامل دین داروں کا کام نہیں ہے، جو لوگ ایسی حرکت کریں وہ واقعی خلاف پر ہیں، اور عالم کو بلا سبب برا کہنا اور اس کی شان میں گستاخی کرنا واقعی فسق ہے، اور فسق متولی موجب عزل ہے۔ وإنّ النّاظر إذا فسق استحقّ العزلَ[2] (شامي: ۵۳۲/۳) جو شخص عالم کو سبّ وشتم کرے اس کے حق میں کتب فقہ میں شدید وعیدات وارد ہیں۔ قال في شرح الفقه الأكبر لملاّ علي قاري: مَن أبْغَضَ عالمًا من غير سببٍ ظاهرٍ خِيْفَ عليه الكفر، قلت: الظّاهر أنّه يكفر لأنّه إذا أبْغَضَ العالمَ من غير سبب دنيوي أو أخروي فيكون بغضه لعلم الشّريعة إلخ[3] (شرح فقه أكبر: ص:۲۱۳، فصل في العلم والعلماء)

اور امام کا بہ ضرورت باہر جانا اور چندروز کے لیے انجام دہی کار امامت سے غیر حاضر رہنا موجبِ وضع تنخواہ نہیں ہے، قال في الشّامي عن القنية: إمام يترك الإمامة لزيارة أقربائه في الرّساتيق أسبوعًا أو نحوه أو لمصيبة أو لاستراحةٍ لابأس به ومثله عفو في العادة والشّرع[4] (شامي: ۵۶۴/۳)

غرض اس عبارت سے بہ خوبی واضح ہے کہ اگر بدون اجازت بھی امام چندروز کے لیے کہیں چلا جائے تو درست ہے، اور مدتِ غیر حاضری کی تنخواہ حلال ہے، بہ شرطیکہ یہ بلا عذر شرعی غیر حاضری سال بھر میں ایک ہفتہ کے واسطے ہو۔ كما قال في الشّامي: وهٰذا مبني على القول بأنّ خروجه أقلّ من خمسة عشر يومًا بلا عذر شرعيّ، لا يسقط معلومه، وقد ذكر في الأشباه في قاعدة: العادة محكمة، عبارة القنية هٰذه وحملها على أنّه يسامح أسبوعًا في كلّ شهر — إلى أن قال — أنّ الظّاهر أنّ المراد في كلّ سنةٍ[4] (شامي: ۵۶۴/۳)

---

(۱) شرح شرعة الإسلام، ص:۱۱۳، الفصل الأوّل في التّحريض على اتّباع السّنّة، فصل في فضيلة الصّلاة مع الجماعة، المطبوعة: دار الخلافة العلميّة.

(۲) ردّ المحتار: ۴۵۳/۶، كتاب الوقف، مطلب في شروط المتولّي.

(۳) شرح كتاب الفقه الأكبر، ص:۲۸۷، أوّل فصل في العلم والعلماء، المطبوعة: دار الإيمان، سهارن فور.

(۴) ردّ المحتار: ۴۹۳/۶، كتاب الوقف، قبل مطلب في الغيبة الّتي يستحقّ بها العزل عن الوظيفة وما لا يستحقّ.

الغرض ان عبارات سے جو فقہ کی ایک مستند کتاب سے لی گئی ہیں، یہ امر بہ خوبی ظاہر ہوگیا کہ اس معاملہ میں شریعت نے وسعت فرمائی ہے، پس امر موسع شرعی پر کسی کو متہم کرنا اور بدنام کرنا درست نہیں ہے، لہٰذا اگر امام سال بھر میں ایک ہفتہ بلا عذر شرعی اور بغیر اجازت متولی وغیرہ بھی غیر حاضر ہوجائے تو یہ معاف ہے، اور تنخواہ اس غیر حاضری کی مدت کی بھی لینا درست ہے، اور اگر کسی عذر شرعی کی وجہ سے غیر حاضری ہو یا بہ حصول رخصت ہو جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو ایک ہفتہ کی بھی تعیین نہیں ہے۔

(ب) زید کو ایسا جواب نہ دینا چاہیے جس سے حلال روزی حاصل کرنے سے بے پروائی اور بہ ظاہر بے رغبتی معلوم ہو، کیوں کہ حلال روزی کا حاصل کرنا، حلال کھانا اور حرام سے بچنا بہ نص قطعی مامور بہ ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا﴾ (سورۂ مؤمنون، آیت: ۵۱) قال المفسّرون: أراد بالطّيّبات الحلال[1] (خازن: جلد: ۵)

پس اعتراض مذکورہ کا جواب یہ نہ ہونا چاہیے تھا کہ تم کو اس سے کیا تعلق ہے، الخ امر بالمعروف سے ہر ایک مسلمان کو تعلق ضرور ہے، اور نیت کا حال حق تعالیٰ شانہٗ جانتا ہے، پس جواب اس اعتراض کا یہ دینا چاہیے تھا کہ میں حلال روزی کھاتا ہوں اور حلال تنخواہ لیتا ہوں، اس طرح تنخواہ لینا شرعًا حرام نہیں ہے، حلال روزی کے حاصل کرنے میں مجھے اور تم کو سب کو اہتمام ہونا چاہیے، مگر زید اس جواب کی وجہ سے کافر یا فاسق نہیں ہوا کہ امامت سے معزول کیے جانے کا مستحق ہو، اور امامت اس کی جائز نہ رہے۔

(ج) گئو رکشا کی شرکت جو بعض اہلِ اسلام سے صادر ہوئی وہ قابل تعزیر ہے، اور جو کچھ حضرت مولانا اشرف علی صاحب سلمہٗ نے اس بارے میں تحریر فرمایا وہی حق اور عین ایمان ہے، اور حضرت مولانا سلمہٗ کا یہ تحریر فرمانا کہ اس کی حالت قریب بہ کفر ہے، مزید احتیاط پر مبنی ہے، جو علمائے ربانیین کا معمول رہا ہے۔ کما قال في شرح الفقه الأكبر: وقد ذكروا أنّ المسئلة المتعلّقة بالكفر إذا كان لها تسع وتسعون احتمالاً للكفر واحتمال واحد في نفيه فالأولٰى للمفتي

(۱) لُباب التّأويل في معاني التّنزيل المعروف بتفسير الخازن: ۳۲/۵، تفسير سورة المؤمنون، رقم الآية: ۵۱، المطبوعة: المطبعة العلمية، مصر.

والقاضي أن يعمل بالاحتمال النّافي لأنّ الخطأ في إبقاء ألف كافر أهون من الخطأ في إفناء مسلم واحد[1] (شرح فقه أكبر لملاّ علي القاري مجتبائي:ص:۱۹۹)

اور توبہ کے متعلق جو حضرت مولانا سلمہٗ نے تحریر فرمایا ہے کہ عجلت کے ساتھ توبہ کرنی فرض ہے، کتب فقہ اور شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف سلام وتحیہ کے مطابق ہے۔ كما قال في الدّرّ المختار عن شرح الوهبانية: ما يكون كفرًا اتّفاقًا يبطل العمل والنّكاح وأولاده أولاد زنا وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتّوبة وتجديد النّكاح[2] (الدّرّ المختار مع الشّامي: ۳/۴۱۴)

مگر افسوس ہے ان حضرات پر کہ اس ناطق بالحق فیصلہ سے منحرف ہوکر انہی حضرات کے سبّ وشتم کے درپے ہوئے، مگر کسی کا کیا کھویا؟ اپنی عاقبت خراب کی، كما ورد في الحديث الشّريف: من قال لأخيه يا كافر! فقد باء بها أحدهما[3] (رواه البخاري ومسلم) اور علماء کے سب وشتم کے متعلق جو عبارت شرح فقہ اکبر سے تحریر کی گئی قابل غور ہے، چہ جائے کہ ایسے علمائے حقانیین کی تکفیر کے درپے ہونا اپنا دین وایمان برباد کرنا ہے، جس سے ان لوگوں کے حال پر افسوس ہے، اور سوئے خاتمہ کا خوف ہے، اس خیال سے رجوع کریں، ورنہ خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق بنیں گے كما ورد في الحديث القدسي: مَن عادىٰ لي وليًا فقد آذنته بالحرب[4] ﴿وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ

(۱) شرح الفقه الأكبر، ص:۱۹۹، المسئلة المتعلّقة بالكفر إذا كان لها تسع وتسعون احتمالاً للكفر واحتمال واحد في نفيه. المطبوعة: المطبع المجتبائي، الدّهلي.

(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۶/۲۹۸، كتاب الجهاد، باب المرتدّ، مطلب: جملة من لا يُقتل إذا ارتدّ.

(۳) عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالىٰ عنه أنّ رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم قال: إذا قال الرّجل لأخيه: يا كافر! فقد باء به أحدهما.

وعن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما أنّ رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم قال: أيّما رجل قال لأخيه: كافر، فقد باء بها أحدهما. (صحيح البخاري: ۲/۹۰۱، كتاب الأدب، من كفر أخاه بغير تأويل فهو كما قال)

(۴) عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالىٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم: إنّ اللّٰه قال: من عادىٰ لي وليًّا الحديث. (صحيح البخاري: ۲/۹۶۳، كتاب الرّقاق، باب التّواضع)

الْفَسَادَ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت:۲۰۵) وفي البحر الرّائق : ويكفر .... بقولهٖ لمسلم يا كافر! عند البعض......والمختار للفتوىٰ أن يكفر إن اعتقده كافرًا لا إنْ أراد شتمه[1] انتهى (۵:۱۳۳)

اور جولوگ اہل حق کی تکفیر کرتے ہیں وہ تکفیر اُنہیں پر عود کرتی ہے۔قال في شرح الفقه الأكبر : ومَن قال: يا كافر ! فسكت المخاطب ، كان الفقيه أبوبكر البلخي يقول: يكفر هٰذا القاذف أي الشّاتم[2] (شرح فقه أكبر مجتبائي: ص:۲۲۳)

اور گئوشالہ کی شرکت درحقیقت کفر کی اعانت ہے، اور اسلام کی اہانت اور بربادی کی فکر ہے۔ قال اللّٰه تبارك وتعالىٰ: ﴿ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت:۲) اور اس میں شریک ہوکر گوشت خوری کی مذمت ومضرت ثابت کرنا سخت بے باکی اور اندیشہ ناک ہے۔قال في شرح الفقه الأكبر: ولو شبّه نفسه باليهود والنّصارىٰ أي صورة أو سيرة على طريق المزاح والهزل أي ولو على هٰذا المنوال كفر[3] (شرح فقه أكبر مجتبائي: ۲۲۸) وفيه أيضًا عن الخلاصة: مَن قال: أحسنت لما هو قبيح شرعًا أو جودت كفر[4] (شرح فقه أكبر، ص:۲۳۳) قال اللّٰه تبارك وتعالىٰ: ﴿ وَلَا يَرْضَى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ﴾ (سورۂ زمر، آیت:۷) (وقال اللّٰه تعالىٰ) ﴿ وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴾ (سورۂ رعد، آیت:۳۳)

اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب سلمہ بلاشبہ علمائے ربانیین میں سے ہیں، نمونۂ سلف ہیں، اللہ والے ہیں، حق گو ہیں، جو کچھ ان کی مدح کی جاوے کم ہے، اور آیت کریمہ: ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (سورۂ آلِ عمران، آیت:۱۰۴) میں داخل ہیں، اور اس کے مصداق ہیں، ان کے محبّ ان شاء اللہ فلاح کو پہنچنے والے ہیں اور مبغوضون کی حالت خطرناک ہے۔

قال الشّيخ ولي اللّٰه الدّهلوي رحمه اللّٰه تعالىٰ في القول الجميل في علامات

---

(۱) البحر الرّائق: ۵/ ۲۰۷، كتاب السّير ، باب أحكام المرتدّين .

(۲) شرح كتاب الفقه الأكبر، ص:۲۹۹، فصل في الكفر صريحًا وكناية .

(۳) شرح كتاب الفقه الأكبر، ص:۳۰۳، فصل في الكفر صريحًا وكنايةً .

(۴) شرح كتاب الفقه الأكبر، ص:۳۱۰، فصل في الكفر صريحًا وكنايةً .

العالم الرّبّاني : ومنها مواساة الفقراء وطالبي العلم بقدر الإمكان، فإن لم يقدر وكان له إخوان موافقون حرّضهم وحثّهم على المواساة ، فإذا وُجدتْ هذه الصّفات مجتمعةً في شخص واحد فلا تشكّنّ أنّه وارث الأنبياء والمرسلين، وأنّه الّذي يُدعى في الملكوت عظيمًا وأنّه الّذي يدعو له خلق اللّٰه حتّى الحيتان في جوف الماء كما ورد في الحديث : فلازِمْه لايفوتنك فإنّه الكبريت الأحمر واللّٰه أعلم[1](شفاء العليل ترجمة قول الجميل:ص:۱۰۴)

اوررہی یہ بات کہ کسی عالم نے ان حضرات کی تکفیر کی ہے،تو یہ قابل توجہ نہیں ہے۔ واعلم أنّ من انتصب منصب الهداية والدّعوة إلى اللّٰه ما أخل في شيء من هذه الأمور فإن فيه ثلمة حتّى يسدّها إلخ، بہرحال امام مذکور یقیناً امامت کے لائق ہے،اوراس کے عقائدوحالات و صفات جوسوال میں ذکر کیے گئے ہیں وہ عقائد اہل السنّت والجماعت کے موافق ہیں، اور اتباع شریعت ہے،اگرفی الواقع اس شخص میں ایسی ہی صفات ہیں تواس کے عالم ربانی ہونے میں کیا شبہ ہے، اوراس کی متابعت واقتداءضروری ہے۔فقط واللّٰہ تعالیٰ أعلم وعلمہ أتم(۳/۳۲۶-۳۳۳)

حدث کے وہم کی وجہ سے امامت نہ چھوڑنا چاہیے

سوال: (۸۶۲) میں عرصہ سے امامت کراتا ہوں،اب مجھ کوکچھ وہم سا ہونے لگا ہے کہ وضو ٹوٹ گئی ہوگی،اس وجہ سے قلب کے اندر یہ تقاضا ہے کہ تو امامت سے علیحدہ رہ،اور جب لوگوں کو فرداًفرداًنماز پڑھتے دیکھتا ہوں تو جی بغیرامامت رہ نہیں سکتا؛شرعًا کیا حکم ہے؟(۱۲۸۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: وہم پرکچھ کاربند نہ ہونا چاہیےاورایسے وسوسہ کودفع کرنا چاہیےاورلاحول ولا قوّة إلاّ باللّٰه اکثر پڑھتے رہیں،اور جب تک یقین وضو کے ٹوٹنے کا نہ ہواس وقت تک کچھ التفات اس طرف کو نہ کرنا چاہیے[2] اورامامت کرانا چاہیے،حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ جب تک آواز

---

(۱) القول الجميل ترجمہ اردو شفاء العليل،ص:۱۴۱، الفصل التّاسع في علامات العالم الرّبّاني ، المطبوعة : كتب خانه رحيميه ، ديوبند .

(۲)إذ اليقين لا يزول بالشّك. (ردّ المحتار :۱/۲۵۱،كتاب الطّهارة ، مطلب في ندب مراعاة الخلاف إذا لم يُرتكب مكروهُ مذهبيه)ظفیر

حدث کی یا بد بو معلوم نہ ہو اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۲۸)

سبز اور نارنگی رنگ کا عمامہ باندھ کر نماز پڑھانا درست ہے

سوال: (۸۶۳) اماموں کو سبز یا نارنجی عمامہ باندھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۶۶۶/۱۳۴۳ھ)

الجواب: سبز اور نارنجی رنگ کی شرعاً ممانعت نہیں ہے، لہٰذا اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے البتہ نارنجی رنگ کا عمامہ اچھا نہیں ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۹۶-۱۹۷)

عمامہ والوں کی نماز بے عمامہ امام کے پیچھے صحیح ہے

سوال: (۸۶۴) اگر مقتدیان ہمہ یا بعض بہ عمامہ، وامام بے عمامہ، یا بالعکس نماز گذارند؛ در وے چہ نقص افتد۔ بیّنوا بالأحاديث الصحيحة تو جروا بالنعماء العظيمة (۵۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درآں نماز ہیچ نقص نیست در ہر دو صورت۔ لحدیث: أو كلُّكم يجد ثوبين[۳] وفي شرح المنية: والمستحبّ أن يصلّي الرّجل في ثلاثة أثواب: إزار وقميص وعمامة ولو صلّى في ثوب واحد متوحّشًا به جميع بدنه كما يفعله القصار في المقصرة جاز من

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: إذا وجد أحدكم في بطنه شيئًا، فأشكل عليه أخرج منه شيء أم لا؟ فلا يخرجنّ من المسجد حتّى يسمع صوتًا أو يجد ريحًا، رواه مسلم. (مشكاة المصابيح، ص:۴۰، كتاب الطّهارة، باب ما يوجب الوضوء، الفصل الأوّل) ظفیر

(۲) وكره لبس المعصفر والمزعفر الأحمر والأصفر للرّجال، مفاده أنّه لا يكره للنّساء، ولا بأس بسائر الألوان (الدّرّ المختار) ففي جامع الفتاوى قال أبو حنيفة والشّافعي ومالك يجوز لبس المعصفر، وقال جماعة من العلماء: مكروه بكراهة التّنزيه. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۹/۴۳۶، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللّبس) ظفیر

(۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قامَ رجلٌ إلى النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم فسئله عن الصّلاة في الثّوب الواحد، فقال: أوَ كلُّكم يجدُ ثوبين الحديث. (صحيح البخاري: ۱/۵۲-۵۳، كتاب الصّلاة، باب الصّلاة في القميص والسّراويل والتّبّان والقَبَاءِ)

غير كراهةٍ مع تيسّر وجود الظّاهر الزّائد ، ولكن فيه ترك الاستحباب إلخ [۱] ص:۳۳۷.
فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۴۴)

ترجمہ سوال: (۸۶۴) اگر سب مقتدی یا کچھ مقتدی پگڑی کے ساتھ اور امام بغیر پگڑی کے، یا اس کے برعکس نماز پڑھیں؛ تو اس صورت میں (نماز میں) کوئی نقصان ہوگا؟

الجواب: ان دونوں صورتوں میں نماز میں کچھ نقصان نہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بلا عمامہ نماز مکروہ نہیں ہوتی

سوال: (۸۶۵) یہ مشہور ہے کہ بلا عمامہ اگر امام نماز پڑھاوے تو نماز مکروہ ہوتی ہے یہ صحیح یا غلط ہے؟ (۱۳۸۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: بلا عمامہ نماز مکروہ نہیں ہوتی، لیکن عمامہ کے ساتھ بہتر وافضل ہے ثواب زیادہ ہوجاتا ہے [۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۲۵)

سوال: (۸۶۶) ایک کتاب (الإمامة بالعِمامة والصّلاة بالمِروحة) میں ایک بزرگ نے بہت زور سے ثابت کیا ہے کہ ٹوپی سے نماز نہیں ہوتی، اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین میں سے کسی نے ٹوپی سے نماز نہیں پڑھی، اور حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ کے فتاویٰ میں تحریر ہے کہ اگر جماعت بھی ٹوپی سے کرائی جائے تو مکروہ نہیں ہے؛ آیا واقعی نماز ٹوپی سے پڑھنا خلافِ سنت ہے؟ (۱۳۴۱/۱۱۵ھ)

الجواب: امامت ساتھ عمامہ کے افضل واحسن ومستحب ہے، لیکن صرف ٹوپی سے بلا عمامہ کے مکروہ نہیں ہے۔ كما في شرح المنية الكبير: والمستحبّ أن يصلّي الرّجل في ثلاثة أثواب: إزار وقميص وعمامة ، ولو صلّى في ثوب واحد متوشّحًا به جميع بدنه كما يفعله القصار في المقصرة ، جاز من غير كراهة مع تيسّر وجود الظّاهر الزّائد إلخ [۳] اس عبارت سے

---

(۱) غنية المستملي في شرح منية المصلّي المعروف بـ الحلبي الكبيري ، ص:۳۰۳، فصل في صفة الصّلاة .
(۲) حوالہ؛ سابقہ جواب میں گذر چکا۔
(۳) غنية المستملي ، ص:۳۰۳، صفة الصّلاة .

واضح ہے کہ بلا عمامہ وغیرہ کے صرف ٹوپی سے نماز پڑھنا اور امامت کرانا مکروہ نہیں ہے، اگر چہ افضل یہ ہے کہ عمامہ کے ساتھ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۶۹-۱۷۰)

رومال لپیٹنے کو عمامہ کہا جائے گا یا نہیں؟

سوال: (۸۶۷) عمامہ تو سات یا گیارہ گز کا ہوتا ہے، آج کل امام جو کوئی رومال وغیرہ امامت کے وقت لپیٹ لیتے ہیں اس کو عمامہ کیسے کہیں گے؟ (۲۹/۷۰۷-۱۳۳۰ھ)

الجواب: سات یا گیارہ گز کی تحدید شارع نے نہیں لگائی، عرف میں جس کو عمامہ کہتے ہیں، اسی پر عمامہ کا اطلاق کیا جاوے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۰۳)

دھوتی پہن کر امامت کرنا درست ہے

سوال: (۸۶۸) دھوتی اور دو پلی ٹوپی اونچا کرتا پہن کر امامت کرنا مسجد میں درست ہے یا نہیں؟ (۱۸۱۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اگر سترِ عورت پورا ہے نماز ہوجاتی ہے[1] لیکن بہتر یہ ہے کہ عمامہ ولباس شرعی کے ساتھ نماز پڑھاوے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۶۶)

صرف تہہ بند اور رومال کے ساتھ امامت درست ہے

سوال: (۸۶۹) امام کو ایک تہ بند باندھ کر اور ایک رومال اوڑھ کر امامت کرانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۰۰۶/۴۶-۱۳۴۷ھ)

---

(۱) والرّابع ستر عورته إلخ وهي للرّجل ما تحت سُرَّته إلى ما تحت ركبته. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۶۹-۷۰، كتاب الصّلاة، باب شروط الصّلاة، مطلب في ستر العورة) ظفیر

(۲) والمستحبّ أن يصلّي الرّجل في ثلاثة أثواب: إزار و قميص وعمامة، ولو صلّى في ثوب واحد متوحّشًا به جميع بدنه كما يفعله القصار في المقصرة جاز من غير كراهة مع تيسّر وجود الظّاهر الزّائد، ولكن فيه ترك الاستحباب. (غنية المستملي، ص: ۳۰۳، فصل في صفة الصّلاة) ظفیر

الجواب: درست ہے [۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۰۶)

کوٹ پہن کر امامت درست ہے

سوال: (۸۷۰) امام اگر کوٹ پہن کر امامت کرے تو درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: امامت اس کی بلا کراہت درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۸۸)

جس امام کی بیوی ساڑی پہنتی ہو اس کی امامت جائز ہے

سوال: (۸۷۱) امام کی بیوی ساڑی لہنگا یعنی جو ہندوؤں کی عورتیں پہنتی ہیں، اس امام کے پیچھے نماز کیسے ہوتی ہے؟ (۷۰۷/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: پیش امام کی امامت میں اس سے کچھ کراہت نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم (۳/۳۰۳)

مستورات کا مسجد سے متصل مکان میں اقتداء کرنا درست ہے

سوال: (۸۷۲) مستورات جو مسجد کے نزدیک مکان ہو اس میں کھڑے ہو کر نماز جمعہ وعیدین امام کی تکبیر پر ادا کر سکتی ہیں یا نہ؟ (۲۸۹۴/۱۳۳۹ھ)

الجواب: کر سکتی ہیں [۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۰۷)

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) والحائلُ لا يمنعُ الاقتداءَ إن لم يشتبهْ حالُ إمامِهِ بسماعٍ أورؤيةٍ وَلَوْ مِن بابٍ مُشَبَّكٍ ، يمنعُ الوُصُولَ في الأصحّ ولم يختلف المكانُ حقيقةً كمسجدٍ وبيتٍ في الأصحّ إلخ ، ولو اقتدى مِن سطح دارِهِ المتّصلةِ بالمسجدِ لم يجز لاختلاف المكان إلخ ، لكن تعقّبه في الشّرنبلالية ونقل عن البرهان وغيره: أنّ الصّحيحَ اعتبارُ الاشتباه فقط (الدّرّ المختار) أي ولا عبرة باختلاف المكان إلخ . والّذي يصحّح هٰذا الاختيار ما روينا أنّ رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم كان يصلّي في حجرة عائشة (رضي اللّٰه عنها) والنّاس يصلّون بصلاته إلخ . (الدّر المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۸۷-۲۸۹، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة، قبل مطلب في رفع المبلغ صوته زيادة على الحاجة) ظفیر

صرف ایک امام کی پیروی کرنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے

سوال: (۸۷۳) جولوگ ایک ہی امام کی پیروی کرتے ہیں، اور باقی تین اماموں کی پیروی سے انکار کرتے ہیں، ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۴۴۴/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: مقلدین ایک ہی امام کی پیروی کرتے ہیں، اور ان کو ایک ہی امام کی تقلید کرنی چاہیے، مثلاً جولوگ امام ابوحنیفہؒ سابق الائمہ کے مقلد ہیں وہ امام ابوحنیفہؒ ہی کی پیروی کریں گے، امام شافعیؒ وغیرہ کی پیروی نہ کریں گے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۶۶/۳)

امام کے فاسق ہونے کی صورت میں جماعت علیحدہ کی جائے یا نہیں؟

سوال: (۸۷۴) جس شہر میں ایک ہی مسجد ہو اور اس کا امام فاسق ہو تو حنفی لوگ اپنی جماعت علیحدہ قائم کر لیویں یا اسی کے پیچھے نماز پڑھیں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۶۵/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: تفریق جماعت سے یہ بہتر ہے کہ اسی کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے، جیسا کہ درمختار میں نہر سے نقل کیا ہے: وفي النّهر عن المحيط: صلّى خلف فاسق أو مبتدع نال فضلَ الجماعة (۲) اور دوسری جماعت کرنا برا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۸۴/۳)

---

(۱) وأنّ الْحُكمَ المُلَفَّقَ باطلٌ بالاجماعِ (الدّرّ المختار) والتّلفيقُ باطلٌ، فصحّتُهُ مُنْتَفِيَةٌ اهـ. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۱/۱۶۲-۱۶۳، مقدمة المؤلّف، مطلب: لا يجوز العمل بالضّعيف حتّى لنفسهٖ عندنا) ظفیر

(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/ ۲۵۷، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

علامہ شامی لکھتے ہیں: أفاد أنّ الصّلاة خلفهما أولٰى من الانفراد، لكن لاينال كما ينال خلف تقي ورع لحديث: مَن صلّى خلف عالم تقي فكأنّما صلّى خلف نبيّ. (ردّ المحتار: ۲/ ۲۵۷-۲۵۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

جس کی وجہ سے گروہ بندی ہو اس کو امامت سے علیحدہ کرنا بہتر ہے

سوال: (۸۷۵) کسی امام کی وجہ سے مسلمانوں میں گروہ بندی اور جھگڑے ہوجاویں اس کو امامت پر رکھنا اولیٰ ہوگا یا علیحدہ کردیا جاوے؟ (۱۵۸۰/۱۳۴۲ھ)

الجواب: ایسے شخص کا علیحدہ ہوجانا امامت سے بہتر ہے۔ فقط واللہ اعلم (۱۸۲/۳-۱۸۳)

حقیر ورسوا کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۷۶) زید در بہ در روٹی مانگتا ہے اور اجرت سے مردہ بھی نہلاتا ہے اور زوجہ زید بے پردہ پھرتی ہے؛ ایسا شخص امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۵۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: نماز تو اس کے پیچھے ہوجاتی ہے، مگر ایسے شخص کی امامت دوسرے لائق امامت صالح آدمیوں کے ہوتے ہوئے بہتر نہیں ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۴۹/۳)

غلط خواں کی امامت کا حکم

سوال: (۸۷۷) جو شخص سورۂ فاتحہ کو اس طرح پڑھتا ہے کہ الرحمٰن کے حاء اور میم کو اور الرحیم کی حاء کو مشدّد پڑھتا ہے، اور ایاك نعبد کو ان یاگ؛ بہ نون غنہ وگاف پڑھتا ہے، اور ایاك نستعین کو ان یاگ بہ نون غنہ اور گاف پڑھتا ہے، اور مستقیم کو مستگیم اور مشدّد کو مخفف اور مخفف کو مشدد اور ممدود کو مقصور اور مقصور کو ممدود پڑھتا ہے؛ ایسے شخص کے پیچھے اَقرء اور صحیح پڑھنے والے کی موجودگی میں نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟ (۱۴۴/۱۳۳۹ھ)

---

(۱) لو أمّ قومًا وهم له كارهون إنّ الكراهة لفساد فيه أو لأنّهم أحقّ بالإمامة منه كره له ذلك تحريمًا لحديث أبي داؤد: لا يقبل الله صلاة من تقدم قومًا وهم له كارهون. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

الجواب: اس شخص کی امامت جائز نہیں ہے باوجود موجود ہونے اَقرأ وصحیح خواں کے اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے نہ اس کی نماز ہوتی ہے نہ مقتدیوں کی (۱) فقط واللہ اعلم (۳/۱۴۳-۱۴۴)

سوال: (۸۷۸) امام مسئلہ سے واقف نہیں قران شریف غلط پڑھتے ہیں کپڑا بُنتے فروخت کرتے ہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۶۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: کپڑا بننے کی وجہ سے اس کی امامت میں کچھ نقصان نہیں ہے، لیکن اگر قرآن شریف ایسا غلط پڑھتا ہے کہ جس سے نماز میں نقصان یا فساد آتا ہے تو اس کو امام نہ بنایا جائے (۱) فقط (۳/۱۴۹)

سوال: (۸۷۹) ایک شخص امام ہے مگر الفاظ صحیح نہیں پڑھتا، کھڑے پڑے حروف کی تمیز نہیں ہاء اور حاء میں کچھ فرق نہیں کرتا، ایسے شخص کے پیچھے حافظ کی نماز درست ہے یا نہیں؟ (۲۷۵۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: جو شخص لفظ صحیح ادا نہ کرے اور ہاء وحاء وتاء وطاء وغیرہ میں فرق نہ کر سکے، اس کے پیچھے صحیح خواں حفاظ کی نماز صحیح نہیں ہوتی (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۵۹)

سوال: (۸۸۰) جو شخص قرآن شریف کے الفاظ میں بہ وجہ بے علمی کے تمیز نہیں کرسکتا، اور الف، وع، وت، وط وغیرہ میں فرق نہیں کرسکتا اور اعراب بھی باقاعدہ نہ پڑھ سکے اس کی پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۹۶۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس کے پیچھے نماز صحیح پڑھنے والوں کی درست نہیں ہے (۱) فقط واللہ اعلم (۳/۱۲۴)

صحیح خواں کی موجودگی میں غلط خواں کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۸۱) ایک مسجد کا امام قرآن شریف غلط پڑھتا ہے، اس کے پیچھے نماز درست ہے

(۱) ولا غيرِ الألثَغِ بهٖ أي بالألثَغِ على الأصحّ كما في البحر عن المجتبیٰ ، وحرّر الحلبيُّ وابنُ الشِّحْنَةِ أنّه بعد بذلِ جهدهٖ دائمًا حتمًا كالأمّيّ ، فلا يؤمّ إلّا مثلَه ، ولا تصحّ صلاته إذا أمكنه الاقتداء بمن يُحسنُهُ أو ترك جهده أو وجد قدر الفرض ممّا لا لَثَغَ فيه ، هٰذا هو الصّحيح المختار في حكم الألثَغِ ، وكذا مَن لا يقدر على التّلفّظ بحرف من الحروف أو لا يقدر على إخراج الفاء إلّا بتكرار. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۸۲-۲۸۳، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب في الألثَغِ) ظفیر

یانہیں؟ دوسرا حافظ موجود ہے، امام غلط خواں کی امامت صحیح اور درست ہے یا حافظ کی؟ امام غلط خواں اَلَـمْ تَـرَ کَیْفَ سے تراویح پڑھاتا ہے، اور حافظ نے اس مسجد میں دوسری جگہ قرآن شریف پڑھنا شروع کیا، ایک ہی وقت میں دونوں جماعتوں سے کونسی جماعت صحیح ہوئی اور جو شخص تراویح میں قرآن سننے سے انکار کرے وہ کیسا ہے؟ (۶۶۷/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: امامت کے لیے افضل، اعلم واقرأ وغیرہ حسب تفصیل فقہاء ہے[۱] اور جو شخص نماز میں قراءت میں ایسی غلطی کرے کہ جو مفسد صلاۃ ہے تو نماز صحیح نہ ہوگی، اور اگر وہ غلطی مفسد صلاۃ نہیں ہے تو نماز صحیح ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ غلط خواں کو امام نہ بنایا جاوے، کیوں کہ ممکن ہے کہ اس سے کوئی غلطی مفسد صلاۃ واقع ہوجاوے[۲] اور اَلَـمْ تَرَ کَیْفَ سے تراویح پڑھانا درست ہے، اس مسجد میں دوسری جماعت تراویح کی پہلی جماعت کے ہوتے ہوئے درست نہیں ہے[۳] اور تخفیف قراءت بہ رعایت مقتدیان مامور بہ ہے، بناءً علیہ اگر مقتدیوں کو پورا قرآن شریف سننے کی ہمت نہ ہوتو اَلَـمْ تَـرَ کَیْفَ سے ہی تراویح پڑھ لیں اور اَلَـمْ تَـرَ کَیْفَ سے تراویح پڑھنے والوں پر طعن نہ کیا جاوے[۴] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۷۲/۳-۲۷۳)

---

(۱) والأحقّ بالإمامة تقديمًا بل نصبًا ...... الأعلم بأحكام الصّلاة فقط ، صحّةً وفسادًا إلخ ، ثمّ الأحسن تلاوة وتجويدًا للقراء ة. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۱، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة)

(۲) ولا غير الألثغ به أي بالألثغ على الأصحّ إلخ فلا يؤمّ إلاّ مثله ولا تصحّ صلاته إذا أمكنه الاقتداء بمن يحسنه (الدّرّ المختار) وفي الظّهيرية : وإمامة الألثغ لغيره تجوز، وقيل: لا إلخ وظاهره اعتمادهم الصّحّة إلخ ، ينبغي له أن لا يؤم غيره . (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۸۲-۲۸۳، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب في الألثغ) ظفير

(۳) ولو صلّى التّراويح مرّتين في مسجدٍ واحدٍ يكره كذا في فتاوىٰ قاضي خان . (الفتاوى الهندية: ۱/۱۱۶، كتاب الصّلاة ، الباب التّاسع في النّوافل ، فصل في التّراويح) ظفير

(۴) واختار بعضهم سورة الإخلاص في كلّ ركعةٍ ، وبعضهم سورة الفيل ، أي البداء ة منها ثمّ يعيدها، وهٰذا أحسن. (ردّ المحتار: ۲/۴۳۵، كتاب الصّلاة ، باب الوتر والنّوافل ، مبحث صلاة التّراويح) ظفير

غلط خواں کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۸۲) زید ایک مسجد کا امام ہے وہ حافظ نہیں ہے، حرکتوں کو اتنا بڑھاتا ہے کہ الف، و، ی بھی اچھی طرح ظاہر ہوجاتے ہیں، اور إنَّ کی جگہ جب إنَّا ہوجائے گا تو معنی بدل جائیں گے یضربون کی جگہ صاف یدربون پڑھتا ہے۔ تَطّلِعُ (کی جگہ) تَطّلِیُ ایک دفعہ پڑھا، ث، میں اور ص میں اور س میں بہت کم فرق کرتا ہے، اور ان کے درست کرنے کی کوشش نہیں کرتا، ایسے شخص کے پیچھے نماز میں کچھ کراہت ہے یا نہیں؟ (۱۱۹۶/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: ایسی طرح قرآن شریف پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے میں فساد نماز کا اندیشہ ہے، لہٰذا اس کو امام نہ بنایا جاوے اور کسی صحیح خواں کو امام مقرر کیا جاوے۔ فقط (۳/ ۲۴۷)

صحیح خواں کی موجودگی میں ناخواندہ کی نماز صحیح نہیں ہوتی، نہ وہ صحیح خواں کا امام ہوسکتا ہے

سوال: (۸۸۳) ایک شخص ناخواندہ جو الفاظ قرآن شریف کے صحیح طور پر ادا نہیں کرسکتا، نماز فرض ادا کرتا ہے، ایک دوسرا صحیح پڑھنے والا اگر اسی جگہ پر اس سے الگ پڑھنے لگا تو نماز دونوں کی درست ہے یا نہیں؟ جو قرآن صحیح نہ پڑھ سکے اس کے پیچھے صحیح پڑھنے والے کی نماز صحیح ہوگی یا نہ؟

(۱۱۸۱/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: ایسے شخص کا حکم اُمی کا سا ہے کہ وہ صحیح خواں کا امام نہیں ہوسکتا، اور صحیح خواں کی موجودگی میں اس کی نماز صحیح نہیں ہوتی۔ وحرّر الحلبيُّ وابنُ الشِّحْنَةِ أنّه بعد بذلِ جهدهِ دائمًا حتـمًا كالأمّيّ، فلا يؤمّ إلاّ مثلَه، ولا تصحّ صلاته إذا أمكنه الاقتداء بمن يُحسنُهُ إلخ، هٰذا هو الصّحيح المختار في حكم الألْثَغِ، وكذا مَن لايقدرعلى التّلفّظ بحرف من الحروف أو لا يقدر على إخراج الفاء إلاّ بتكرار إلخ[1] (درمختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۲۷۷)

(۱) الدّرّالمختارمع ردّ المحتار: ۲/ ۲۸۲-۲۸۳، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في الألْثَغ

مختلف قسم کے قرآن خوانوں کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۸۴) صوبہ بہار کے اَن پڑھے ذال، زاء، ضاد کی جگہ جیم بولتے ہیں یعنی ذاکر کو جاکر اور زور کو جور، اور ضماد کو جماد اور ظاہر کو جاہر کہتے ہیں، اسی طرح ثاء، شین، صاد کی جگہ سین، اور خاء کی جگہ کھا، اور عین کی جگہ الف، غین کی جگہ گاف، اور نماز میں قرآن شریف کے الفاظ بھی اسی طرح ادا کرتے ہیں ــــ اور عوام پڑھے ہوئے (تعلیم یافتہ) ذال، ضاد، ظاء کو زاء سے ادا کرتے ہیں اور ثاء وصاد کو سین سے (اور طاء کو تاء سے) [1] اور عین کو الف سے جس طور پر کہ اردو بولی جاتی ہے، اور نماز میں قرآن بھی اسی طور سے پڑھتے ہیں، اور فتحہ، کسرہ، ضمہ کو اس قدر کھینچتے ہیں کہ الف، یاء، واوَ کے قریب ہو جاتا ہے، پس پڑھے ہوؤں کی نماز اَن پڑھوں کے پیچھے درست ہوگی یا نہیں؟ علی ہذا جو لوگ تجوید سے واقف ہیں حروف کو مخارج سے، اور اعراب کو صحیح طور پر ادا کرتے ہیں، ان کی نماز اوپر کی دونوں قسموں کے پیچھے درست ہوگی یا نہیں؟ جہاں کہ دوسری قسم کا امام ہو اور صوم وصلاۃ کے مسائل سے واقف ہو، اور تیسری قسم کے پیچھے ــــ بہ سبب اختلاف مذہب جیسا کہ اہلِ حدیث اور غیر مقلدین کا اختلاف ہے یا بدعت وعدم کا ــــ نماز پڑھنا جائز نہ سمجھتے ہوں تو اس تیسرے شخص کا جمعہ و جماعت امام کے پیچھے جائز ہے یا نہ؟ اور جو شخص حروف کو مخارج سے ادا نہیں کرتا اس کو اس کے مقابلہ میں جو ادا کرتا ہے یہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں کہ قرآن صحیح نہیں پڑھتا؟ (۵۵۹/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: **ولا غيرِ الألثَغ بهٖ أي بالألثغِ على الأصحّ كما في البحر عن المجتبٰى، وحرّر الحلبيُّ وابنُ الشِّحْنَةِ أنّه بعد بذلِ جهدهٖ دائمًا حتمًا كالأمّيّ، فلا يؤمّ إلّا مثلَه، ولا تصحّ صلاته إذا أمكنه الاقتداء بمن يُحسنُهُ أو ترك جهده أو وجد قدر الفرض ممّا لا لَثَغَ فيه، هٰذا هو الصّحيح المختار في حكم الألثغِ، وكذا مَن لا يقدر على التّلفّظ بحرف من الحروف أو لا يقدر على إخراج الفاء إلّا بتكرار إلخ** [2] **قال في**

(۱) قوسین کے درمیان والے الفاظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیے گئے ہیں۔۱۲

(۲) **الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۸۲-۲۸۳، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في الألثغ)**

الشّامي في شرح: قوله: (وكذا من لا يقدر إلخ) وذٰلك كالرّهمن الرّحيم، والشّيتان الرّجيم، والآلمين وإيّاك نأبُد، وإيّاك نستئين، السّرات، أنأمتَ؛ فكلّ ذلك حكمُهٗ ما مرّ مِن بذل الجهد دائمًا و إلّا فلا تصحّ الصّلاة به إلخ [۱] (شامي) و فيه: قوله: (فلايؤمُّ إلّا مثلَه) يحتمل أن يراد المثليّةُ في مطلق اللَثغَ فيصحّ اقتداءُ من يبدل الرّاء المهملة غينًا معجمةً بمن يبدلها لامًا، وأن يراد مثليّةٌ في خصوص اللثغ، فلا يقتدي بمن يبدلها غينًا إلّابمن يبدلها غينًا و هٰذا هو الظّاهر كاختلاف العذر فليراجع [۱]

وفي الدّرّ المختار أيضًا: ولا حافظِ آيةٍ من القرآن بغيرِ حافظٍ لها وهو الأمّيُّ ولا أمّيّ بأخرسَ إلخ، قوله: (بغير حافظ لها) شمل من يحفظُها أو أكثرَ منها، لكن بلحنٍ مفسدٍ للمعنىٰ لما في البحر: الأمي عندنا من لا يُحسن القراء ة المفروضة إلخ. قوله: (ولا أميّ بأخرس) أمّا اقتداء أخرسَ بأخرسَ أو أميٍّ بأميٍّ فصحيحٌ [۲]

پس ان تحقیقات سے واضح ہوا کہ پہلی اور دوسری قسم غلط خوانوں کی از قبیل اُمی ہیں، اور اُمی کی نماز اُمی کے پیچھے صحیح ہے، لیکن شامی نے جو فلا یؤمّ إلّا مثله میں تحقیق نقل کی ہے، اس میں اس کو ظاہر کہا ہے کہ ایک قسم کی نماز دوسری قسم کے پیچھے صحیح نہ ہو، مگر اطلاق صحت نماز اُمی خلف اُمی صحت کو مقتضی ہے، اور جو لوگ قرآن شریف صحیح باقاعدہ تجوید پڑھتے ہیں ظاہر ہے کہ ان کی نماز پہلی دونوں قسموں کے پیچھے صحیح نہ ہوگی، اور مخارج سے حروف کو ادا کرنے کے مراتب ہیں، اعلیٰ درجہ کے مجوّد جس طرح ہر ایک حرف کو اس کے مخرج سے نکالتے ہیں دوسرے لوگ اگرچہ قرآن شریف صحیح پڑھتے ہیں مگر اس درجہ سے قاصر ہیں؛ تو ان کم درجہ والے صحیح خوانوں کو یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ قرآن شریف غلط پڑھتے ہیں، البتہ مجوّد جیّد نہ کہیں گے، اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ صحیح خواں مثل ان حروف بدلنے والوں کے ہیں جو ظاء وضاد کو زاء یا ذال پڑھتے ہیں، اور طاء کو تاء، کمال تجوید جو حروف کو پوری طرح سے مخارج سے ادا کرنا وغیرہ ہے وہ محسنات میں سے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۶۷-۲۶۹)

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۷۹، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب: الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصّبيّ وحده؟

جو شخص ایسی غلطی کرتا ہے جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۸۵) جو شخص نماز میں ایسی غلطی کرے جس سے نماز فاسد ہو جاوے؛ اس کے پیچھے نماز صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس کو امام بنانا کیسا ہے؟ (۱) (۱۲۰۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اگر نماز میں ایسی غلطی کرے جس سے نماز فاسد ہو جاوے تو اس کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے، بہتر ہر حال میں یہی ہے کہ امام ایسے شخص کو بنایا جاوے جو قرآن شریف صحیح پڑھے اور مسائل نماز سے واقف ہو، اور صالح و پابند شریعت ہو، کیونکہ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور قرآن شریف غلط پڑھنے کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر غلطی ایسی کرے جو مفسدِ صلاۃ ہو تو اس کو امام نہ بناویں، اس کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے، اور اگر ایسی غلطی نہیں کرتا جو مفسدِ صلاۃ ہو تو نماز ہو جاتی ہے مگر بہتر نہیں ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۲۴/۳)

جو فن تجوید میں ماہر نہ ہو اُس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۸۶) اگر امام قرآن شریف تو صحیح پڑھتا ہو، لیکن فن تجوید سے پورا ماہر نہ ہو، تو اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ (۲۰۹۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: نماز میں کچھ نقصان نہیں آتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۱۵/۳)

---

(۱) اس سوال کی عبارت رجسٹر میں نہیں ہے۔۱۲

(۲) إذا كـان إمامه لحّانًا ، لا بأس بأن يترك مسجده ويطوف ...... لا ينبغي للقوم أن يقدموا في التّراويح الخوشخوان ولكن يقدموا الدّرستخوان (الفتاوى الهندية) وفي هامشه قوله : الخوشخوان معناه حسن الصّوت، والدّرستخوان: صحيح القراءة. (الفتاوى الهندية: ۱/۱۱۶، كتاب الصّلاة ، الباب التّاسع في النّوافل ، فصل في التّراويح)

جو نوعمر بے ریش امام آللہ اکبر کہتا ہے اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۸۷) ایک نوعمر بے ڈاڑھی مونچھ کا لڑکا ایک مسجد کی امامت پر مقرر کیا جاتا ہے، وہ حالت قیام نماز میں بے باکانہ آسمان کی طرف دیکھتا ہے، اور اکثر اپنی مصنوعی تجوید میں آ کر آللہ اکبر —— نعوذ باللہ منہ —— کہتا ہے، جماعت کے اکثر ناواقف مسلمان اس کی امامت کو جائز سمجھ کر اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، اور جو شخص بہ وجہ مذکورہ اس کی اقتداء کو مکروہ جان کر انکار کرتا ہے، اور اپنے گھر میں یا مسجد میں بعد نماز جماعت علیحدہ نماز پڑھنے کو ترجیح دیتا ہے، اس کو جماعت کا گنہ گار سمجھ کر ترک تکلم وغیرہ کرتے ہیں، امام مذکور کی امامت، مقتدیین کا یہ فعل اور منکر کا انکار جائز ہے یا کیا؟ اقتداء کرنے والے حق پر ہیں یا وہ لوگ جو اقتداء نہیں کرتے؟ (۴۹۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: **وكذا تكره خلف أمرد وسفيه إلخ** (۱) اور شامی میں ہے: **الظّاهر أنّها تنزيهية إلخ** (۱) حاصل یہ ہے کہ امرد کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی یعنی خلافِ اولیٰ ہے، نماز ہو جاتی ہے، لیکن اگر کوئی غلطی مفسدِ صلاۃ اس سے سرزد ہو تو نماز نہیں ہوتی، جو لوگ امرد مذکور کے پیچھے نماز جائز سمجھ کر پڑھتے ہیں وہ حق پر ہیں، نماز اس کے پیچھے صحیح ہے، البتہ اللہ (اکبر) (۲) کی ہمزۂ اُولیٰ کو مد کرنا مفسدِ صلاۃ ہے، ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی (۳) لیکن اگر اس مد کو وہ چھوڑ دے اور اللہ اکبر وہ صحیح طریقہ سے پڑھے یعنی بالحذف تو نماز صحیح ہے، پس اگر یہ نسبت مد کرنے کی اس امام کی طرف صحیح ہے تب تو تارکین نماز خلف امام مذکور حق پر ہیں، ان پر طعن نہیں ہو سکتا، اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اس امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے حق پر ہیں، امام کے امرد ہونے کی وجہ سے

---

(۱) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد.

(۲) اکبر کا اضافہ ہم نے کیا ہے، کیوں کہ ہمزۂ اولیٰ سے مراد اللہ کا الف ہے۔

(۳) وإذا أراد الشّروعَ في الصّلاة كبّر إلخ بالحَذْفِ إذ مَدُّ إحدى الهمزتين مفسدٌ، وتعمُّدُه كُفرٌ. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۱۵۷، كتاب الصّلاة، فصل) ظفیر

ترکِ جماعت درست نہیں ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۱۴-۲۱۵)

قرآن یاد کر کے بھولنے والے اور تارکِ جماعت کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال: (۸۸۸) ایک شخص نے قرآن شریف حفظ کیا، ایک دو سال مسجد میں سنایا بھی، اب آکر بھول گیا، اور وہ جماعت کا بھی پابند نہیں ہے، اس کا امام بنانا کیسا ہے؟ دوسرا شخص جو عالم ہے اور جماعت کا پابند ہے، اور قرآن شریف جیسا کہ ناظرہ خواں پڑھتے ہیں ویسا ہی پڑھتا ہے؛ اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟ (۸۶/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: قرآن شریف حفظ کر کے بھولنا کبیرہ گناہ ہے[2] اور ترک جماعت پر اصرار کرنا بھی معصیت کبیرہ ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور دوسرا شخص جو عالم اور پابند شریعت ہے اور قرآن شریف صحیح پڑھتا ہے اس کی امامت افضل ہے[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۵۸-۲۵۹)

---

(۱) جب فاسق مبتدع کی وجہ سے ترکِ جماعت کا حکم نہیں ہے تو امرد کے امام ہونے کی وجہ سے جماعت کا چھوڑنا کس طرح درست ہوگا؟ صلّی خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة (الدّرّ المختار) أفاد أنّ الصّلاةَ خَلْفَهُمَا أولٰی مِنَ الانفراد إلخ . (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۷-۲۵۸، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

(۲) عن سعد بن عبادة رضي اللّٰه عنه قال : قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم : ما من امرئ يقرأ القرآن ثمّ ينساه إلّا لَقِيَ اللّٰهَ يومَ القيامةِ أجذمَ ، رواه أبوداؤد والدّارمي . (مشكاة المصابيح، ص:۱۹۱، كتاب فضائل القرآن ، باب ، الفصل الثّاني)

مشکاۃ شریف کے حاشیہ میں ہے: قوله: (ثمّ ينساه) ظاهره نسيانهٗ بعد حفظه فقد عُدَّ ذلك من الكبائر . (هامش مشكاة المصابيح، ص:۱۹۱، كتاب فضائل القرآن ، رقم الحاشية:۴) محمد امین

(۳) ويكره تنزيهًا إمامة عبدٍ إلخ وفاسق (الدّرّ المختار) بل مشٰى في شرح المنية علٰى أنّ كراهة تقديمه كراهة تحريم . (الدّرّ والرّدّ : ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة)

والأحقّ بالإمامة تقديمًا بل نصبًا...... الأعلم بأحكام الصّلاة فقط صحّةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظّاهرة إلخ . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۱، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

ترتیل سے نہ پڑھنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال:(۸۸۹) زید جس کے تالو میں بہ سبب بیماری سوراخ پڑ گیا ہے، اور حروف کی ادائیگی پوری نہیں ہوتی اور ترتیل سے نہیں پڑھ سکتا اور زید سے زیادہ خوبی سے پڑھنے والے کی موجودگی میں زید کی امامت درست اور نماز اس کے پیچھے صحیح ہوگی یا نہیں؟ (۸۹۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: نماز اس کے پیچھے بھی ہوجاتی ہے جب تک کہ کوئی غلطی مفسد نماز نہ ہو، لیکن بہتر یہ ہے کہ دوسرا شخص جو صحیح پڑھتا ہے، اور قرآن شریف کو ترتیل وتجوید سے پڑھتا ہے اس کو امام بنایا جاوے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۱۴۷-۱۴۸)

فاسق وفاجر کی تعریف اور اس کی امامت کا حکم

سوال:(۸۹۰) فاجر کس کو کہتے ہیں؟ اور فاسق کس کو کہتے ہیں؟ ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ (۲۵۲/ ۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: فاسق اس شخص کو کہتے ہیں جو اوامر شرع کا تارک ہو اور منہیات کا مرتکب ہوتا ہو خواہ بعض کا یا اکثر کا یا کل کا اور فاجر سے بھی یہی مراد ہے، امامت ایسے شخص کی مکروہ تحریمی ہے، نماز اس کے پیچھے ہوجاتی ہے مگر مکروہ ہوتی ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۲۹۹-۳۰۰)

---

(۱) والأحقّ بالإمامة تقديمًا بل نصبًا ...... الأعلم بأحكام الصّلاة ...... بشرط اجتنابه للفواحش الظّاهرة وحفظه قدر فرض وقيل: واجب وقيل: سنّة، ثمّ الأحسن تلاوة وتجويدًا للقراءة. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/ ۲۵۱، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۲) كُره إمامةُ الفاسق (مراقي الفلاح) والفسقُ لغة خروج عن الاستقامة وهو معنى قولهم: خروج الشّيء عن الشّيء على وجه الفساد، وشرعًا خروج عن طاعة اللّٰه تعالیٰ بارتكاب كبيرة، قال القهستاني: أي أو إصرار على صغيرة، قوله: (فتجب إهانته شرعًا فلا يعظم بتقديمه للإمامة) تبع فيه الزّيلعيّ: ومفاده كون الكراهة في الفاسق تحريمية. (حاشية طحطاوي على مراقي الفلاح، ص: ۳۰۲-۳۰۳، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، فصل في بيان الأحقّ بالإمامة)

==

جس کے فسق کی وجہ سے لوگ ناراض ہوں اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۹۱) جس پیش امام سے اکثر قوم بہ سبب فسادی اور چغل خوری اور حاسد اور مغرور اور بدعتی ہونے کے ناراض ہوں، اس کے سبب بعض تارک جماعت بعض تارکِ مسجد ہوئے اس کو امام ہمیشہ کا بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۹۱۳/ ۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: ایسے شخص کو جس کے فسق ومعصیت اور بے دینی کی وجہ سے اس سے لوگ ناراض ہوں، اس کو امام دائمی بنانا جائز نہیں اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے، ایسا شخص واجب العزل ہے، اس کو معزول کیا جاوے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۰۴/۳) کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ دارالعلوم دیوبند

تارکِ نماز کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۹۲) ایک مسجد میں چار بھائی نمبروار نماز پڑھاتے ہیں، اور اپنی باری پر نماز پڑھاتے ہیں، بعد میں نماز چھوڑ دیتے ہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲۱/ ۷-۱۳۴۰ھ)

الجواب: مکروہ ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۱۶۳-۱۶۴)

== قال في الدّرّ المختار: والأحقّ بالإمامة تقديمًا بل نصبًا .... الأعلم بأحكام الصّلاة فقط صحّةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظّاهرة. (الدّرّ مع الرّدّ: ۲/ ۲۵۱، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

(۱) رجلٌ أمّ قومًا وهم له كارهون ، إن كانت الكراهة لفساد فيه أو لأنّهم أحقّ بالإمامة يكره له ذلك. (الفتاوى الهندية: ۱/ ۸۶-۸۷، كتاب الصّلاة ، الباب الخامس في الإمامة ، الفصل الثّالث في بيان من يصلح إمامًا لغيره) جمیل الرحمٰن (نائب مفتی دارالعلوم دیوبند)

(۲) تارکِ نماز فاسق وعاصی ہے۔ وتاركها عمدًا مجانةً أي تكاسلاً فاسق. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/ ۷، كتاب الصّلاة) اور فقہاء نے فاسق کی امامت کے سلسلہ میں صراحت کی ہے۔ إنّ كراهة تقديمه كراهة تحريم . (ردّ المحتار: ۲/ ۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

جس امام سے بعض مقتدی ناراض ہوں اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۸۹۳) امام نے نماز کے فرائض و واجبات وغیرہ اچھی طرح ادا کیے، جماعتِ مقتدی دوقسم کی ہیں: بعض اس کی امامت سے رضامند ہیں بعض ناخوش، کس طبقہ کا اختیار ہوگا؟ اور حدیث ابوداؤد: ولا یقبل اللّٰہ صلاۃ من تقدم قومًا وھم لہ کارھون کا کیا مطلب ہے؟

(رجسٹر میں نہیں ملا)

الجواب: کتب فقہ میں ہے کہ اگر امام میں کچھ نقصان نہیں تو مقتدیوں کی ناراضی کا اثر نماز میں کچھ نہیں، امام کی نماز بلاکراہت درست ہے، اور گناہ مقتدیوں پر ہے، اور اگر امام میں نقص ہو اور اس وجہ سے مقتدی ناخوش ہیں تو امام کے اوپر مواخذہ ہے، اور اس کو امام ہونا مکروہ ہے اور موردِ حدیث من تقدم قومًا إلخ (۱) وہی امام ہے جس کے اندر خلل و نقص ہو ورنہ مقتدی گنہ گار ہیں کہ بے وجہ ناراض ہیں (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۰۴/۳)

اگر امام بے قصور ہے تو ترکِ جماعت کا گناہ تارکین پر ہے

سوال: (۸۹۴) یہاں پر دو فریق مخالف ہیں، ایک شخص نے دوسرے پر ناحق زبردستی کی، فریقِ ثانی نے اس شخص مظلوم کی جانب ہوکر مقدمہ فوج داری میں دائر کرادیا، مظلوم کو یہ اندیشہ ہوا کہ

(۱) عن عبد اللّٰہ بن عمرو أنّ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کان یقول: ثلاثۃ لا یقبل اللّٰہ منھم صلاۃ من تقدم قومًا وھم لہ کارھون، الحدیث . (سنن أبي داؤد: ۸۸/۱، کتاب الصّلاۃ ، باب الرّجل یؤمّ القوم وھم لہ کارھون)

(۲) لو أمّ قومًا وھم لہ کارھون إن الکراھۃ لفساد فیہ أو لأنّھم أحقّ بالإمامۃ منہ کرہ لہ ذلک تحریمًا لحدیث أبي داؤد: لا یقبل اللّٰہ صلاۃ من تقدم قومًا وھم لہ کارھون ، وإن ھو أحقّ لا ، والکراھۃ علیھم. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۵۴/۲، کتاب الصّلاۃ ، باب الإمامۃ) ظفیر

اگر ظالم کو کچھ سزا ہوگئی تو مجھ کو ہمیشہ کے لیے دق کرے گا، امام مسجد سے اس مظلوم نے کہا کہ اگر آئندہ مجھے تنگ نہ کرے تو میں معافی دیتا ہوں، چنانچہ امام مسجد نے اس ظالم سے اقرار کرالیا آئندہ کے لیے، فریق ثانی کو جب اس بات کا علم ہوا کہ امام مسجد نے ہمارے مخالف کو مقدمہ سے چھوڑا دیا، امام مسجد کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی تو وہ مرتکب گناہ کے ہوئے یا نہ؟ (۱۰۶۸/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر امام بے قصور ہو، اور لوگ اس کی اقتداء سے کراہت کریں تو گناہ ان تارکین پر ہے، اور اگر امام میں قصور ہو تو اس امام کو امامت کرانا ایسے لوگوں کو جو اس کی امامت سے ناخوش ہوں مکروہ ہے، مگر صورت مسئولہ میں امام کی خطاء نہیں ہے، لہٰذا وہ لوگ گنہ گار ہیں جو اس کی اقتداء سے احتراز کرتے ہیں، آئندہ ان کو اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے(۱) فقط (۳/ ۷۷-۷۸)

فجر کی نماز قضاء کرنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۹۵) امام مسجد کو وقف سے پندرہ روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے، لیکن وہ ہمیشہ فجر کی نماز پڑھانے کے لیے حاضر نہیں ہوتے کیونکہ آٹھ بجے تک سوتے ہیں، کیا ایسا شخص فاسق ہے، اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے یا نہیں؟ (۲۴۵/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: ایک وقت کی امامت نہ کرانے سے بہ وجہ نوم وغیرہ کے اس کو تنخواہ لینا ممنوع نہیں ہے، اور نہ یہ وجہ کراہتِ امامت کی ہوسکتی ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: **لا تفريط في النّوم إنّما التّفريط في اليقظة الحديث** (۲) البتہ اگر تارک صلاۃ فجر ہونا محقق ہوجائے تو پھر وہ فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے (۳) لیکن اگر وہ کہے کہ میں نماز پڑھتا ہوں، تو پھر

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) عن أبي قتادة رضي الله عنه أنّ النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم كان في سفر له .... فقال النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم: إنّه لا تفريط في النّوم ، الحديث. (سنن أبي داؤد: ص:۶۳، كتاب الصّلاة ، باب في مَن نام عن صلاة أو نسيها) ظفیر

(۳) وتاركها (أي الصّلاة) عمدًا مجانةً أي تكاسلاً فاسق. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/ ۷، كتاب الصّلاة) ظفیر

اس کی تکذیب جائز نہیں ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۴۵-۱۴۶)

تارکِ جماعت کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۸۹٦) خضاب مہدی جائز است یا نہ؟ وامامت تارک جماعت جائز است یا نہ؟

(۲۹/۹۵۲-۱۳۳۰ھ)

الجواب: خضاب مہدی جائز است [1] وترک جماعت بلا عذر معصیت است [2] امامت تارک جماعت مکروہ است [3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۰۴-۳۰۵)

ترجمہ سوال: (۸۹٦) (بالوں میں) مہدی کا خضاب جائز ہے یا نہیں؟ اور تارکِ جماعت شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: خضاب مہدی کا جائز ہے، اور بلا عذر جماعت ترک کرنا معصیت ہے، تارکِ جماعت کی امامت مکروہ ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورت کی امامت مکروہ ہے

سوال: (۸۹۷) عورتوں کا امام عورت ہوسکتی ہے یا نہیں نماز پنج گانہ اور تراویح میں؟

(۲۹/۴۲۳-۱۳۳۰ھ)

---

(۱) وفصّل في المحيط بين الخضاب بالسّواد– إلى قولهٖ – ومذهبنا أنّ الصّبغ بالحناء والوسمة حسن كما في الخانية. (الشّامي: ۱۰/۴۰۵، كتاب الخنثىٰ ، مسائل شتّى)

(۲) الجماعة سنّة مؤكّدة – إلىٰ قولهٖ – وقيل : واجبةٌ ، وعليه العامّة (الدّرّ المختار) في الأجناس : لا تقبل شهادته إذا تركها استخفافًا أو مجّانة. (الشّامي: ۲/۲۴۴-۲۴۷، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة)

(۳) و تجوز إمامة الأعرابي .... و الفاسق كذا في الخلاصة إلاّ أنّها تكره . (الفتاوى الهندية : ۱/۸۵، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، الفصل الثّالث في بيان من يصلح إمامًا لغيرهٖ)

الجواب: عورتوں کا امام اگر عورت ہے تو ہر نماز میں مکروہ ہے[۱] فقط واللہ اعلم (۳۰۱/۳)

عورت کے پیچھے مرد کی نماز جائز نہیں اور عورت جہری نماز میں بھی جہر نہیں کرسکتی

سوال: (۸۹۸) زوجۂ زید حافظ قرآن ہے اگر اس رمضان شریف میں اس کا شوہر اور ابن اور بنات اس کی اقتداء فرض وتراویح میں کریں تو جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ تنہا تراویح پڑھے تو جہر کے ساتھ قراءتِ قرآن درست ہے یا نہیں؟ (۲۰۷۵/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ولا يصحّ اقتداء رجل بامرأة وخنثٰى وصبي مطلقًا إلخ[۲] (الدّرّ المختار) ويكره (تحريمًا) جماعة النّساء ولو في التّراويح[۳] (الدّرّ المختار) ولا تجهر في الجهرية بل لو قيل في الفساد بجهرها لأمكن بناءً على أن صوتها عورة[۴] (شامی: ۳۳۹/۱) ان روایات سے معلوم ہوا کہ مرد کی نماز عورت کے پیچھے نہیں ہوتی اور تنہا عورتوں کی جماعت بھی مکروہ تحریمی ہے اور عورت تنہا بھی جہریہ نماز میں جہر نہیں کرسکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۵۵/۳)

تراویح میں عورتوں کی جماعت مکروہ ہے

سوال: (۸۹۹) ایک عورت حافظِ قرآن ہے، اگر وہ عورت کلام ربانی تراویح کے اندر پڑھنا چاہے تو عورتوں کی جماعت ہوسکتی ہے یا نہیں؟ (۱۶۱۴/۱۳۳۵ھ)

---

(۱) ويكره إمامة المرأة للنّساء في الصّلوات كلّها من الفرائض والنّوافل . (الفتاوى الهندية: ۸۵/۱، كتاب الصّلاة ، الباب الخامس في الإمامة ، الفصل الثّالث في بيان من يصلح إمامًا لغيره) جمیل الرحمٰن (نائب مفتی دارالعلوم دیوبند)

(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۷۶/۲، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، قبل مطلب: الواجب كفاية إلخ .

(۳) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۶۲/۲، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(۴) ردّ المحتار: ۱۸۷/۲، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، آداب الصّلاة .

الجواب: عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے نہ کرنی چاہیے[1] فقط واللہ اعلم (۳/۷۰-۷۱)

نابالغ کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۰۰) نابالغ کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ (۱۵٦۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: حنفیہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ نابالغ کی اقتداء بالغین کو فرض ونفل کسی میں درست نہیں ہے، پس تراویح بھی نابالغ کے پیچھے نہیں ہوتی یہی مذہب صحیح حنفیہ کا ہے، اور بلوغ پندرہ برس کی عمر میں ہے، لہٰذا تاوقتیکہ لڑکا بالغ ہو اس کو امام نہ بناویں، ویسے نفلوں میں قرآن شریف اس کا سنتے رہیں یعنی وہ لڑکا نفل کی نیت باندھ کر کھڑا ہوجاوے اور سننے والے ویسے ہی بیٹھ کر اس کا قرآن شریف سنتے رہیں، جب پندرہ برس کا پورا ہوجاوے امام تراویح بناویں۔ قال في الدّرّ المختار: ولا یصحّ اقتداء رجل بامرأة وخنثیٰ وصبيّ مطلقًا ولو في جنازة ونفل (علی الأصحّ إلخ)[2] اور شامی میں ہے: والمختار: أنّه لا یجوز في الصّلوات کلّها إلخ[3] فقط واللہ اعلم (۳/۱۱۵-۱۱٦)

سوال: (۹۰۱) إمامة صبيّ لم یبلغ الحلم في الفرائض والنّوافل یجوز أم لا؟ (۴۵۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: لا تجوز إمامة الصّبيّ الّذي لم یبلغ الحلم مطلقًا لا في الفرائض ولا في النّوافل والتّراویح (وغیرهما)[4] علی الصّحیح من المذهب[5] فقط (۳/۳۰۸)

ترجمہ سوال: (۹۰۱) اور نابالغ بچے کی امامت فرائض اور نوافل میں جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: مطلقًا نابالغ بچے کی امامت جائز نہیں ہے نہ فرائض میں اور نہ نوافل وتراویح وغیرہ میں مذہب صحیح کے مطابق۔ فقط

---

(۱) ویکره تحریمًا جماعة النّساء ولو في التّراویح في غیر صلاة جنازة. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲٦۲، کتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب: إذا صلّی الشّافعي قبل الحنفيّ إلخ)

(۲) قوسین کے درمیان والی عبارت رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کی گئی ہے۔ ۱۲

(۳) ردّ المحتار: ۲/۲۷٦-۲۷۷، کتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب: الواجب کفایة هل یسقط بفعل الصّبيّ وحده؟

(۴) مطبوعہ فتاویٰ میں (غیرهما) کی جگہ ''غیرہ'' تھا، اس کی تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔ ۱۲

(۵) حوالہ؛ سابقہ جواب میں مذکور ہے۔

نابالغ کے پیچھے تراویح درست نہیں

سوال: (۹۰۲) تراویح میں نابالغ لڑکا امام ہوسکتا ہے یا نہیں؟ نابالغ کے پیچھے تراویح درست ہے یا نہیں؟ (۳۲/۲۷۰-۱۳۳۳ھ)

الجواب: صحیح اور مفتی بہ مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ نابالغ کے پیچھے تراویح درست نہیں ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۱۰)

عشاء کی نماز ایک شخص نے اور تراویح کی نماز دوسرے نے پڑھائی تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۹۰۳) زید نے عشاء کے فرض پڑھائے اور عمر نے تراویح پڑھائی اور عمر ہی نے وتر بھی پڑھائی تو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۹۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: یہ صورت جائز ہے تروایح پڑھانے والا وتر بھی پڑھا سکتا ہے جب کہ وہ بالغ ہو کیونکہ نابالغ کے پیچھے نہ تراویح درست ہے اور نہ وتر درست ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۹۲)

ڈاڑھی منڈے کے پیچھے تراویح درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۰۴) ایک شخص ڈاڑھی منڈواتا ہے اور صوم وصلاۃ کی پابندی نہیں کرتا اور تراویح پڑھاتا ہے، آیا اس کے پیچھے تراویح درست ہے یا نہیں؟ (۱۴۷۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: وہ شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت جیسے فرائض میں مکروہ تحریمی ہے تراویح میں بھی مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۲۶)

---

(۱) فلا يصحّ اقتداء رجل بامرأة وخنثٰى وصبيّ مطلقًا ولو في جنازة، ونفل على الأصحّ (الدّرّ المختار) وفي ردّ المحتار: قال في الهداية: وفي التّراويح والسّنن المطلقة جوزه مشائخ بلخ، ولم يجوز مشائخنا -إلى قوله:- والمختار أنّه لا يجوز في الصّلوات كلّها. (الدّرّ المختار وردّ المحتار: ۲/۲۷۶-۲۷۷، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفير

غیر مقلد کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۰۵) جو شخص غیر مقلد ہو مگر ائمہ دین کو برا نہ کہتا ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۶۴۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اگر عقائد بھی اس کے موافق اہل سنت و جماعت کے ہوں اور سلف کو برا نہ کہتا ہو تو نماز اس کے پیچھے صحیح ہے(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۱۶/۳)

سوال: (۹۰۶) ایسے غیر مقلدین کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں جو متعصب اور بزرگوں کی شان میں بے ادب نہ ہوں، اور ائمہ اربعہ کو حق جانتے ہوں اور ان شرائط کا بھی خیال رکھتے ہوں جن سے امام صاحبؒ کے نزدیک نماز فاسد ہوتی ہے۔ (۱۱۲/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ایسے غیر مقلدین کے پیچھے نماز صحیح ہے(۱) بہ شرطیکہ ان کے عقائد موافق اہلِ سنت والجماعت کے ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۴۲/۳-۱۴۳)

سوال: (۹۰۷) غیر مقلد امام کے پیچھے مقلد مقتدی کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ (۳۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: غیر مقلد امام اگر رعایت اس امر کی کرتا ہے کہ وہ امر نماز میں نہ کرے جس سے مقلد حنفی کی نماز فاسد یا مکروہ ہو، اور وہ متعصب نہ ہو تو اقتداء اس کی درست ہے، کتب فقہ حنفیہ میں اس کی تفصیل درج ہے۔ درمختار میں ہے: إن تيقّن المراعاة لم يكره إلخ (۱) (الدّرّ المختار: ۵۲۶/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۰۸/۳)

سوال: (۹۰۸) غیر مقلدین کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۱۷۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

---

(۱) ومخالف كشافعي لكن في وتر البحر: إن تيقّن المراعاة لم يكره أو عدمها لم يصحّ وإن شكّ كره، والتّفصيل في الشّامي. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/ ۲۵۸-۲۵۹، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في الاقتداء بشافعيّ ونحوه هل يكره أم لا؟) ظفیر

الجواب: غیر مقلدین متعصبین کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے (۱) فقط واللہ اعلم (۳/۳۱۰)

سوال: (۹۰۹) اگر غیر مقلد امام شود دریں حالت مذہب حنفیہ اقتداء نماز کند روا باشد یا نہ؟ (۱۲۰۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: فقہاء تصریح فرمودہ اند کہ اگر مخالف مذہب امام شود پس اگر مراعات خلاف کند نماز خلف او صحیح است واگر مراعات خلاف نہ کند پس اگر مرتکب مفسد صلاۃ شود نماز خلف او درست نیست اور اگر مرتکب مفسد نشود مکروہ است۔ قال في الدّر المختار: وكذا تكره خلف امرد سفيه — إلى أن قال: — ومخالف كشافعي لكن في وتر البحر إن تيقّن المراعاة لم يكره أو عدمها لم يصح وإن شك كره (۲) وتفصيله في الشّامي. بہر حال احتیاط در ترک اقتداء است خصوصًا وقتیکہ امام غیر مقلد باشد کہ از ارتکاب مفسدات ومکروہات امن نیست۔ (۳/۲۴۷-۲۴۸)

ترجمہ سوال: (۹۰۹) اگر امام غیر مقلد ہے تو حنفی مذہب والا نماز میں اس کی اقتداء کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر امام مخالف مذہب کا ہے، پس اگر وہ اختلافی مسائل کا لحاظ رکھتا ہے تو اس کے پیچھے نماز صحیح ہے، اور اگر وہ اختلافی مسائل میں رعایت نہیں کرتا ہے اور مفسد نماز امور کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے پیچھے نماز درست نہیں، اور اگر مفسد نماز امور کا ارتکاب نہیں کرتا ہے تو مکروہ ہے۔ درمختار میں ہے: وكذا تكره خلف إلخ بہر حال احتیاط اقتداء نہ کرنے میں ہے

(۱) درّ مختار میں ہے: وكذا تكره خلف أمردٍ (إلى قوله) وزاد ابن ملك: ومخالف (الدّرّ المختار: ۲/۲۵۸) شامی میں مخالف کی اقتداء کے سلسلہ میں مذکور ہے: وخالفهم العلّامة الشّيخ ابراهيم البيري بناء على كراهة الاقتداء بهم لعدم مراعاتهم في الواجبات والسّنن. (ردّ المحتار: ۲/۲۶۰، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب: إذا صلّى الشّافعيّ قبل الحنفي هل الأفضل الصّلاة مع الشّافعي أم لا؟)

وإن أنكر بعض ما علم من الدّين ضرورة كفر بها (إلى قوله) فلا يصحّ الاقتداء به أصلاً. (الدّرّ المختار: ۲/۲۵۷، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة أقسام)

(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۸-۲۵۹، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب: في إمامة الأمرد. ۱۲

بالخصوص اس وقت جب امام غیر مقلد ہو کہ مفسدات نماز اور مکروہات کے ارتکاب سے امن نہیں ہے۔

سوال: (۹۱۰) ہماری بستی میں ایک مولوی زمین دار ہیں اور وہی نماز پڑھاتے ہیں، لیکن اس عقیدہ کے ہیں کہ مولودشریف منعقد کرتے ہوئے اور زیارت بزرگانِ دین کرتے ہوئے اور گیارہویں کرتے ہوئے اور نظر ونیاز کرتے ہوئے بدعت فرماتے ہیں، اور آمین ورفع یدین کی لوگوں کو ترغیب دیتے ہیں، اور عیدین کی نماز بارہ (۱۲) تکبیر سے پڑھاتے ہیں؛ ایسے شخص کے پیچھے سنت جماعت کی نماز ہوتی ہے یا نہ؟ (۱۷۰۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: انعقاد محفل میلا دشریف اور گیارہویں وغیرہ رسوم مروجہ کرنا بدعت ہیں، ان سے پرہیز کرنا چاہیے، اور رفع یدین اور بارہ تکبیر عیدین میں کہنا امام شافعی کا مذہب ہے، حنفیہ رفع یدین کو سنت نہیں کہتے بلکہ ان کے مذہب میں سوائے تکبیر تحریمہ کے اور کسی وقت رفع یدین نہیں ہے، اور تکبیرات زوائد ہر ایک رکعت میں تین تین ہیں۔ درمختار میں ہے: **وهي ثلاث تكبيرات في كلّ ركعة ولو زاد تابعه إلى ستّة عشر لأنّه مأثور إلخ** [1] پس حنفیہ کو رفع یدین نہ کرنا چاہیے اور تکبیرات زوائد عیدین میں تین تین ہونی چاہیے، اور باقی رسوم محفل میلاد وغیرہ کو ترک کرنا چاہیے اصل حنفیت یہ ہے، وہ مولوی صاحب زمین دار غالباً غیر مقلد ہیں جو رفع یدین کی ترغیب دلاتے ہیں ان کا قول نہ ماننا چاہیے، اور ان کو امام بھی نہ بنانا چاہیے [2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۵۴/۳)

غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنے میں احتیاط کرنی چاہیے

سوال: (۹۱۱) غیر مقلدوں کے پیچھے نماز حنفیوں کی جائز ہے کہ نہیں؟ (۲۱۰۲/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس میں کچھ تفصیل ہے، جس کے لکھنے کی اس جگہ گنجائش نہیں اور نہ ضرورت ہے، کیوں کہ کتب ورسائل اس بارے میں موجود ہیں، مختصر یہ ہے کہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھنے میں احتیاط کرنی چاہیے [2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۱۵/۳)

---

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۳/۵۰-۵۱، کتاب الصّلاة، باب العيدين.

(۲) تكره خلف أمرد إلخ ومخالف كشافعيّ، لكن في وتر البحر: إن تيقّن المراعاة لم يكره أو عدمها لم يصحّ، وإن شكّ كره. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۸-۲۵۹، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

سوال: (۹۱۲) محمود حدیث نبوی کے سامنے اجتہادی مسائل پر عامل نہیں، مگر عدم موجودگی حدیث نبوی کے اجتہادی مسائل کا قائل ہے، پس ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایسے شخص کی امامت فی نفسہٖ تو جائز ہے مگر چونکہ اس زمانہ میں جو لوگ ائمہ اربعہ کی تقلید نہیں کرتے اور بہ زعم خود حدیث پر عمل کرنے کے مدعی ہیں، ان کے بعض افعال ایسے ہیں جو مفسد صلاۃ ہوتے ہیں؛ مثلاً وہ لوگ ڈھیلے سے استنجاء نہیں کرتے اور اس زمانہ میں قطرہ کا آنا عموماً یقینی ہوگیا ہے(۱) اس لیے ایسے لوگوں کے پائجامے اکثر ناپاک ہوتے ہیں، بایں وجہ ان کی امامت سے احتراز کیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۸۳-۲۸۴)

غیر مقلدین کی مختلف قسمیں اور اُن کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

سوال: (۹۱۳) ما قولكم رحمكم الله تعالىٰ في هذه المسئلة اقتداء الحنفي خلف غير المقلدين جائز أم لا؟ بينوا توجروا (۲۹/۳۷۶ -۱۳۳۰ھ)

الجواب: حامدًا ومصليًا: أقول: التفصيل عندي أنّ غير المقلدين هم أصناف شتّٰى؛ فمنهم من يختلف مع المقلدين في الفروع الاجتهادية فقط. فحكمهم في جواز الاقتداء بهم للحنفيّة كالشّافعيّة حيث يجوز بشرط المراعاة في الخلافيات الصّلاتية وفاقًا، وعند عدم المراعاة خلافًا، وبالأولى أفتى الجمهور فإنّ أمر الصّلاة ممّا ينبغي أن يحتاط فيه. ومنهم من يختلف في الاجماعيات عند أهل السّنة كتجويز نكاح ما فوق الأربع وتجويز المتعة وتجويز سبّ السّلف وأمثال ذٰلك، وحكمهم كأهل البدعة حيث يكره الاقتداء بهم تحريمًا عند الاختيار وتنزيهًا عند الاضطرار، وحيث يشتبه الحال فالأولىٰ

(۱) عام طور پر ضعفِ مثانہ یا بوڑھاپے کی وجہ سے پانی سے استنجاء کرنے کے بعد قطرہ آتا ہے؛ اس لیے پیشاب کرنے کے بعد ڈھیلے یا ٹیشو پیپر سے استبراء ضروری ہے، جو حضرات ڈھیلے وغیرہ سے استبراء نہیں کرتے اُن کی نمازوں کے فساد کا اندیشہ ہے، جیسا کہ مفتی صاحب قدس سرہٗ نے ارقام فرمایا ہے۔

آج کل عام طور پر نمازی حضرات ڈھیلے یا ٹیشو پیپر سے استبراء نہیں کرتے، صرف پانی پر اکتفاء کرتے ہیں؛ یہ مناسب نہیں، ہر نمازی کو استبراء کا خیال رکھنا چاہیے، اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے اور امام کو خاص طور پر اس کا خیال رکھنا چاہیے ورنہ اس کی نماز کے ساتھ تمام مقتدیوں کی نماز فاسد ہوگی۔ محمد امین پالن پوری۔

أن يقتدى بهم دفعًا للفتنة ، ثمّ يعيد آخذًا بالأحوط ولو كانت الفتنة في الاقتداء فلا يقتدي صونًا للمسلمين عن التّخليط في الدّين . واللّٰه تعالىٰ أعلم . وعنده علم اليقين والحقّ المبين . والكاتب حضرت مولانا مولوي أشرف علي صاحب ، ثاني يوم النّفر من ذي الحجّة سنة ۱۳۲۹ من الهجرة المقدّسة. (۳/۳۳۴-۳۳۵)

ترجمہ سوال: (۹۱۳) کیا فرماتے ہیں آپ حضرات ـــــ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائیں ـــــ اس مسئلہ میں کہ غیر مقلدین کے پیچھے حنفی کی اقتداء جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً: میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک تفصیل ہے کہ غیر مقلدین مختلف قسم کے ہیں، ان میں کچھ وہ ہیں جو مقلدین کے ساتھ صرف اجتہادی مسائل میں اختلاف کرتے ہیں، ان کا حکم احناف کے لیے ان کی اقتداء کے بارے میں شوافع جیسا ہے کہ نماز کے اختلافی مسائل میں مراعات کی شرط کے ساتھ بالاتفاق اقتداء کرنا جائز ہے، اور عدم مراعات کی صورت میں اختلاف ہے اور اولیٰ کے ساتھ جمہور فقہاء نے فتویٰ دیا ہے، کیوں کہ نماز کے معاملہ میں احتیاط مناسب ہے۔

اور اُن میں سے کچھ وہ ہیں جو اہل سنت کے اجماعی مسائل میں اختلاف کرتے ہیں، جیسے چار سے زائد عورتوں سے نکاح کرنے کو جائز قرار دینا، اور متعہ کو جائز قرار دینا اور سلف کو برا بھلا کہنے کو جائز قرار دینا اور ان کے مانند ان کا حکم اہل بدعت کے مانند ہے کہ ان کی اقتداء کرنا اختیار کے وقت مکروہ تحریمی ہے، اور اضطرار کے وقت مکروہ تنزیہی ہے، اور جہاں حال مشتبہ ہو ان کی اقتداء کرنا اولیٰ ہے فتنے کو دفع کرنے کے لیے، پھر نماز کو لوٹالے احوط پر عمل کرتے ہوئے، اور اگر اقتداء میں فتنہ ہو تو اقتداء نہ کی جائے، مسلمانوں کو دین میں خلط ملط کرنے سے بچانے کے لیے۔ واللہ اعلم وعندہ علم الیقین والحق المبین۔ کاتب: حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب، ۱۳/ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ

غیر مقلد فاسق امام کو معزول کرنا ضروری ہے

سوال: (۹۱۴) جو شخص غیر مقلد ہو جو آج کل اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں، اور نیز اپنی جائداد سودی رہن رکھتا ہو، اور حافظ کلام اللہ نہ ہو بلکہ کلام پاک غلط پڑھتا ہو اور بہ وجہ کاروبار کے اور مشاغل دُنیوی پابندیٔ اوقات نماز اکثر نہ کرسکتا ہو؛ ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہ؟ اور ایسے

شخص کو اپنا امام بنانا درست ہے یا نہ؟ خصوصًا جب کہ ایک دوسرا شخص بھی موجود ہو جو کہ حافظ کلام اللہ اور بہ ظاہر ان تمام امورِ مذکورہ سے پاک صاف نظر آتا ہو؛ کس کو اپنا امام مقرر کیا جائے؟ اور نیز اگر وہ پہلا شخص بہ وجہ لاعلمی مقتدیان امام القوم ہو کیوں کہ وہ ہمیشہ اپنے کو حنفی المذہب ظاہر کرتا رہا، اور نیز ان تمام امور سے پرہیز کرتا رہا، مگر اب چندروز سے امامت کا استحکام خیال کر کے خود کو غیر مقلد ظاہر کیا، اور دیگر ائمہ پر سب وشتم شروع ہوگیا، اور دیگر افعال مذکور الصدر صادر ہوئے جس کی وجہ سے اسلامی جمعیت میں تفرقہ اور فساد شروع ہوگیا، اور باوجود کراہتِ مقتدیان اکثر قوم کے اپنی امامت پر مصروف رہا، یہاں تک کہ عدالت عالیہ سرکار میں دعوی کی نوبت ہوگئی، اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ بغیر اجازت میرے نہ دوسرا شخص مقرر ہوسکتا ہے، اور نہ کوئی شخص بلکہ تمام یا اکثر نمازی بھی مجھ کو علیحدہ نہیں کرسکتے، کیا آئندہ امام مقرر کرنے کا اختیار پہلے امام کے قبضے میں چلا گیا؟ (۱۱۰۷/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: اس غیر مقلد کی امامت میں چند خرابیاں ہیں جو موجبِ کراہتِ امامت ہیں، لہٰذا اس کو معزول کر کے دوسرا امام مقرر کرلینا لازم ہے، اور اس شخص امام ثابت غیر مقلد کا کوئی حق امامت میں نہیں ہے، عزل اس کا لازم ہے۔ قال في الدّرّ المختار : ولو أمّ قومًا وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنّهم أحقّ بالإمامة منه كره له ذلك تحريمًا لحديث أبي داؤد: لا يقبل الله صلاة من تقدم قومًا وهم له كارهون إلخ[1] وفي الشّامي باب الإمامة أيضًا[2]

الغرض شخص مذکور بہ سبب محرمات اور عدم تقلید وسب وشتم ائمہ دین کے جو شعار غیر مقلدین کا ہے فاسق ہے اور مبتدع ہے اور ان دونوں کی امامت مکروہ ہے، اور حدیث ابوداؤد ماسبق سے معلوم ہوا کہ جو شخص باوجود کراہتِ مقتدیان کے اور ان کے برا سمجھنے کے امام ہو اور اس پر اصرار کرے اور جبرًا امام ہونا چاہے اور مقتدیان کو اس کی امامت سے کراہت کرنا بہ سبب خرابی وفساد امام کے ہو تو ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، اور عبارت شامی سے معلوم ہوا کہ معزول کرنا فاسق کا ضروری ہے۔ قال في الشّامي : وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه ، وقد وجب عليهم إهانته شرعًا إلخ[2] فقط (جلد: ۱/ ۵۸۵، باب الإمامة) واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۳۰۵-۳۰۶)

---

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/ ۲۵۴، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(۲) ردّ المحتار: ۲/ ۲۵۵، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

غیر مقلدین کا تعارف اوران کی امامت کا حکم

سوال: (۹۱۵) جو لوگ کہ آمین بالجہر کہتے ہیں اور رفع یدین کرتے ہیں اور سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں اور ائمہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے کیسے ہیں؟ (۳۸۳-۳۸۴/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: عامی کو تقلید کسی امام مجتہد کی ضروری ہے، ورنہ خود رائی اور اتباع ہواء کی وجہ سے اکثر گمراہ ہوتے ہیں، جیسا کہ غیر مقلدین زمانۂ حال کے حال سے مشاہدہ ہے، بڑے بڑے علماء بھی مجتہدین کی تقلید سے مستغنی نہیں ہوئے، ائمہ حدیث، ائمہ فقہ کو دیکھئے کہ سب کے سب مقلدین گذرے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ غیر مقلدین زبان سے تو دعوی عمل بالحدیث اور قرآن کا کرتے ہیں، مگر ایسے متبع (ہواء)(۱) ہیں کہ مخالفت اجماع کی بھی پرواہ نہیں کرتے (۲) محرمات شرعیہ کو خود رائی سے حلال کر لیتے ہیں، عقائد میں خلاف سلف باتیں نکالتے ہیں (۳) بعض متعہ کو جائز کہتے ہیں (۴) بعض مافوق اربع نساء سے ایک وقت میں نکاح جائز بتلاتے ہیں (۵) بعض مطلقۂ ثلاثہ بکلمۃٍ واحدۃ میں بلا حلالہ نکاح ورجعت جائز بتلاتے ہیں (۶) سبّ سلفِ صالحین ان کا شعار ہے (۷)

---

(۱) مطبوعہ فتاویٰ میں (ہواء) کی جگہ ''ہوتے'' تھا، اس کی تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔۱۲

(۲) اجماع چیزے نیست۔ (عرف الجادی من جنان ہدی الہادی، ص:۳، مطبوعہ: المطبع الصدیقی، بھوپال)

(۳) اس کے لیے ہدیۃ المہدی جز واوّل مشتمل بر عقائد اہل حدیث، مؤلفہ: وحید الزمان کا مطالعہ کرنا چاہیے۔۱۲

(۴) وكذلك لا بأس بتتبّع الرّخص .... واختيار قول أهل مكّة في المتعة إذا اجتهد وعرف أنّ الحقّ معهم. (هدية المهدي، متضمّن عقائد أهل حديث، ص:۱۱۲، المطبوعة : ميور پريس دهلي)

(۵) قوله تعالىٰ: ﴿مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ يستفاد منه جواز نكاح النّساء اثنتين اثنتين ، وثلاثًا ثلاثًا ، وأربعًا أربعًا ، والمراد جواز تزوّج كلّ دفعة من هذه الدّفعات في وقت من الأوقات وليس في هٰذا تعرض لمقدار عددهنّ، بل يستنفاد من الصّيغ الكثرة من غير تعيين (ظفر اللاّضي بما يجب في القضاء على القاضي، ص:۱۴۱۔ مؤلفہ: نواب صدیق حسن خاں صاحب)

(۶) از ادلۂ متقدمہ ظاہر است کہ سہ طلاق بیک لفظ یا الفاظ در یک مجلس بدون تخلل رجعت یک طلاق باشد، اگرچہ بدعی بود (عرف الجادی من جنان ہدی الہادی، ص:۱۲۱، باب در بیان طلاق، مطبوعہ: المطبع الصدیقی، بھوپال)

(۷) افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ وغیرہا کتب اہل حدیث کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ ظفیر

ایسے لوگ اہل سنت والجماعت میں داخل نہیں اور نماز اُن کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے، البتہ جن غیر مقلدین کا اختلاف صرف فروعی مسائل میں ہے، وہ اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں، اور نماز ان کے پیچھے بشرط مراعات فی مواقع الاختلاف درست وصحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۹۰-۲۹۱)

حنفی غیر مقلد کی امامت کا حکم

سوال: (۹۱۶) زید حنفی کہلاتا ہے اور بعض وقت غیر مقلدوں کے ساتھ ہو جاتا ہے اور فاتحہ خلف الامام کا اور بہت سے غیر مقلدین کے مسائل کا معتقد ہے، الغرض نہ پورا حنفی ہے نہ پورا غیر مقلد ہے، اور عرصہ آٹھ دس سال سے اس کے گھر میں ایک جوان لڑکا رہتا ہے، اس کی بیوی اس لڑکے سے پردہ نہیں کرتی ہے، اور لوگ اس کے ساتھ متہم کرتے ہیں ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۶۵ھ)

الجواب: وہ شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے اس کو امام مقرر نہ کیا جاوے[1] فقط واللہ اعلم (۳/۲۳۴)

جو امام وتر کی ایک رکعت پڑھتا ہے اس کی اقتداء کرنا درست نہیں

سوال: (۹۱۷) جو امام ایک رکعت وتر کی پڑھتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ (۱۳۳۹/۲۰۵۰ھ)

الجواب: اس شخص کا امام بنانا اچھا نہیں ہے، وہ غیر مقلد معلوم ہوتا ہے اس کے پیچھے نماز حتی الوسع نہ پڑھیں، دوسرے شخص حنفی عالم و متقی کو امام بناویں۔ فقط (۳/۱۵۴-۱۵۵)

وضاحت: جو امام ایک رکعت وتر کی پڑھتا ہے حنفی حضرات کو اس کی اقتداء کرنا درست نہیں، **وظهر بهٰذا أنّ المذهبَ الصّحيحَ صحّة الاقتداء بالشّافعيّ في الوتر إن لم يسلّم**

---

(۱) ويُكره .... إمامةُ عبدٍ إلخ وفاسق (الدّرّ المختار) ولعلّ المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزّاني وآكل الرّبا ونحو ذلك. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفير

علٰی رأس الرّکعتین ، وعدمها إن سلّم. (البحر الرّائق: ۲/۷۰، کتاب الصّلاۃ، باب الوتر والنّوافل) وصحّ الاقتداء فیه .... بشافعي مثلاً لم یفصّلهٗ بسلام لا إنْ فصّله علی الأصحّ فیهما للاتّحاد وإن اختلف الاعتقاد. (ردّ المحتار: ۲/۳۸۵-۳۸۶، کتاب الصّلاۃ ، باب الوتر والنّوافل ، مطلب : الاقتداء بالشّافعيّ)

دارالعلوم دیوبند کے موجودہ مفتیان کرام کا بھی یہی فتوی ہے کہ حنفی کے لیے ایک رکعت پڑھنا جائز نہیں، اگر ایک رکعت پڑھی تو اس کی وتر صحیح نہ ہوگی، وہ نماز واجب الاعادہ ہوگی، درج ذیل سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں:

سوال: آج کل حرم شریف میں جو ائمۂ کرام وتر کی نماز پڑھاتے ہیں، وہ دو رکعت پر سلام پھیرتے ہیں، پھر وتر کی ایک رکعت پڑھتے ہیں، حنفی مقتدیوں کو اُن کے پیچھے نماز وتر پڑھنی چاہیے یا نہیں؟ اور جن حضرات نے اُن کے پیچھے ایک رکعت پڑھی ہے اُن کے لیے کیا حکم ہے؟ یعنی وہ نماز واجب الاعادہ ہے یا نہیں؟ (ب/ ۳۹۵)

مستفتی: محمد یونس قاسمی

معاون مرتب فتاوی دارالعلوم دیوبند

۷/ ربیع الاوّل ۱۴۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب وباللہ التوفیق! احناف کے نزدیک ایک سلام سے تین رکعت وتر پڑھنا واجب ہے حنفی کے لیے ایک رکعت پڑھنا جائز نہیں، اگر ایک رکعت پڑھی تو اس کی وتر صحیح نہ ہوگی، وہ نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ رمضان شریف میں جماعت کے ساتھ وتر پڑھنا واجب نہیں، صرف مستحب ہے، اس لیے حنفی حضرات کو چاہیے کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے تسبیحات وغیرہ میں مشغول ہوجائیں، یا طواف شروع کردیں، اس کے بعد اپنی اپنی وتر خود پڑھ لیں۔ فقط واللہ اعلم۔

کتبہ: حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند، ۱۲/ ربیع الاوّل ۱۴۳۹ھ (تتمہ: ب/ ۴۸)

الجواب صحیح: محمود حسن غفرلہٗ بلند شہری، ۱۲/۳/ ۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح: نعمان سیتاپوری غفرلہٗ، ۱۲/۳/ ۱۴۳۹ھ

جو غیر مقلد ائمۂ اربعہ کی تقلید کو کفر وشرک بتلاتا ہے اس کی امامت کا حکم

سوال: (۹۱۸) زید غیر مقلد تقلید ائمہ اربعہ کو کفر وشرک بتلاتا ہے، زید کا کہنا صحیح ہے یا غلط اور اس کے پیچھے نماز صحیح ہے یا نہیں؟ (۴۹/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: قول اس غیر مقلد کا غلط ہے اور گمراہی وخطاء ظاہر ہے، ایسے غیر مقلد کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۵۷)

فاتحہ خلف الامام کے قائل کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۱۹) جو شخص امام کے پیچھے قراءت فاتحہ کا قائل ہو، اس کے پیچھے حنفیہ کو نماز پڑھنا شرعاً ممنوع ہے؟ (اگر ممنوع ہے)[۱] تو اکثر علماء احناف وصوفیاء کرامؒ جو قراءت خلف الامام کے قائل تھے؛ ان کی اقتداء بھی جائز تھی یا نہیں؟ بینوا وتوجروا (۳۳۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: امام کے پیچھے سورت فاتحہ شافعیہ بھی پڑھتے ہیں اور ضروری سمجھتے ہیں ان کی اقتداء کو کوئی حنفی منع نہیں کرتا، جھگڑا تمام عدم تقلید پر ہے چونکہ تقلید نہ کرنے والے گروہ یا یوں کہو کہ مقلدینِ ائمہ کو مشرک کا خطاب دینے والا فریق بہ اعتبار عقائد کے اہل سنت والجماعت کے طریق سے بر طرف نظر آتے ہیں، اور سب سلفِ صالحین خصوصاً امام ہمام ابوحنیفہؒ پر جو کہ بشارت ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَ نْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ الآية﴾ (سورۂ توبہ، آیت: ۱۰۰) میں بالیقین داخل ہیں، طعن کرنے کو اپنا دین بنالیا ہے، اس لیے علماء احناف احوط سمجھتے ہیں کہ غیر مقلد کو امام نہ بنایا جاوے، کاش اگر وہ شافعی ہوکر قراءت خلف الامام کرتا مجتہد بن کر خطاء میں نہ پڑتا تو پھر کچھ احتراز واعتراض نہ ہوتا[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۳۷-۲۳۸)

---

(۱) قوسین کے درمیان والی عبارت رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کی گئی ہے۔۱۲

(۲) زاد ابن ملك ومخالف كشافعي، لكنْ فِي وِتْرِ الْبَحْرِ إنْ تَيَقَّنَ الْمُراعَاةَ لَمْ يُكْرَهْ.
(الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۸-۲۵۹، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

سوال: (۹۲۰)......(الف) محمود فاتحہ خلف امام کا عامل نیز رفع یدین وآمین بالجہر کا مدام فاعل ہے، پس ایسے شخص کے عمل سے کیا اہل جماعت کی نماز میں کچھ حرج ہوتا ہے یا نہیں؟

(۱۳۱/ ۱۳۳۷ھ)

(ب) فاتحہ خلف امام ورفع الیدین وآمین بالجہر کا عامل اگر خود جماعت کراوے تو کیا اہل جماعت کی نماز میں قرآن وحدیث کی رو سے کچھ حرج ہوتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۱/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: (الف) صرف اس عمل سے تو اہل جماعت کی نماز میں کوئی حرج وضرر نہیں ہوتا، لیکن اس زمانے میں چونکہ اس عمل کے کرنے والے اکثر وہ لوگ ہیں جو ائمہ دین کے مقلد نہیں اور محض اپنی خواہشات کے موافق احادیث کے معنی سمجھ کر اُن پر عمل کرتے ہیں اس لیے اکثر احکام میں مخالفت کی نوبت آتی ہے اس وجہ سے حرج وضرر ہوتا ہے۔

(ب) ایسے شخص کی امامت فی نفسہ جائز ہے، لیکن بعض وجوہ خارجیہ کی وجہ سے ناجائز کہا جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۸۳/۳)

بہ آواز بلند آمین کہنے والے کے پیچھے حنفیوں کی نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۲۱) آمین بہ آواز بلند کہنے والوں کے پیچھے حنفیوں کی نماز درست ہے یا نہیں؟

(۵۶۲/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اس میں کچھ تفصیل ہے عموماً نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ صحیح نہیں ہے اور نہ یہ کہ صحیح ہے، خلاصہ یہ ہے کہ حتی الوسع غیر مقلدین کو امام نہ بنایا جاوے، کہ بہ وجہ فساد بعض عقاید غیر مقلدین احتمال فساد صلاۃ ہے، اور اگر اتفاقاً ان کے پیچھے نماز پڑھ لی تو بہ حکم **صلّوا خلف کلّ برّ وفاجر، الحدیث**[1] وہ نماز ہوگئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۶۹/۳)

رفع یدین کرنے والے کے پیچھے حنفیوں کی نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۲۲) اگر حنفی نے اس امام کے پیچھے نماز پڑھی جو آمین بہ آواز بلند کہتا ہے اور

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الصّلاۃ، باب الإمامة کے سوال: (۷۱۳) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں

رفع یدین کرتا ہے تو نماز صحیح ہوگئی یا نہیں؟ (۵۶۲/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: نماز صحیح ہوگئی بہ شرطیکہ کوئی امر مفسد صلاۃ امام میں ظاہر نہ ہو(۱) فقط (۲۷۰/۳)

مذاہبِ اربعہ کو گمراہی سے تعبیر کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال: (۹۲۳) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے حق میں جس کا عقیدہ ذیل کے اشعار میں درج ہے:

بجاں نفور ز اہل مذاہب شتی	۞	کہ غرق بحر ضلال اند و حرق نار ہوا
نہ شافعی نہ حنفی نہ مالکی مذہب	۞	نہ نقشبندی و چشتی و نہ کذا و کذا
منم کہ غرۂ نامم بنام صاحب نشست	۞	علی ولی ملقب بہ خاتم الخلفاء

ایسے شخص کے پیچھے نماز میں اقتداء جائز ہے یا نہیں؟ (۹۶۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اگر یہ واقعی اس کا عقیدہ ہے اور مذاہب ائمۂ اربعہ وطرق مشائخ اربعہ کو ضلال وگمراہی جانتا ہے، اوراس کا معتقد ہے تو وہ فاسق ومبتدع ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، اور عجب نہیں کہ ایسا شخص بہ وجہ انکار نصوصِ قطعیہ کفر وارتداد تک پہنچ گیا ہو، ایسی حالت میں اس کے پیچھے نماز صحیح نہ ہوگی، بہر حال اجتناب اس کی اقتداء سے لازم ہے، اور معزول کرنا ایسے امام کا لازم و واجب ہے(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۰۰/۳)

---

(۱)ویکره ...... إمامةُ عبدٍ إلخ ، ومخالف کشافعي ، لکن في وتر البحر : إن تیقّن المراعاة لم یکره أو عدمها لم یصحّ وإن شكّ کره. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار : ۲۵۴/۲-۲۵۹، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب في الاقتداء بشافعي ونحوه أم لا؟)ظفیر

(۲) ویُکره ...... إمامةُ عبد إلخ وفاسق إلخ ومبتدع إلخ (الدّرّ المختار) أمّا الفاسق فقد علّلوا کراهة تقدیمه بأنّه لا یهتمّ لأمر دینه وبأن في تقدیمه للإمامة تعظیمه ، وقد وجب علیهم إهانته شرعًا ، ولا یخفی أنّه إذا کان أعلم من غیره لا تزول العلّة فإنّه لایؤمن أن یصلّی بهم بغیر طهارة ، فهو کالمبتدع تکره إمامته بکلّ حال ، بل مشی في شرح المنیة علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم لما ذکرنا. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار : ۲۵۴/۲-۲۵۶ کتاب الصّلاة ، باب الإمامة)ظفیر

قادیانی کی امامت درست نہیں ہے

سوال: (۹۲۴) فرقہ قادیانی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴۷۸/۱۳۴۰ھ)

الجواب: درست نہیں ہے کیونکہ ان کے کفر کا فتویٰ ہے(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۱۰/۳)

سوال: (۹۲۵) جو لوگ مرزا قادیانی کے مرید ہوں یا اس کو اچھا سمجھتے ہوں؛ ان کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ ان کے پیچھے ادا کردہ نماز کا اعادہ واجب ہے یا کیا کچھ؟ (۱۴۱۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جائز نہیں (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۲۵/۳)

سوال: (۹۲۶) قادیانیوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ (۱۷۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: قادیانیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۱۰/۳)

تقلید کو ناجائز اور قادیانی کو مسلمان کہنے والے کی امامت کا حکم

سوال: (۹۲۷) جس شخص کا عقیدہ حسب ذیل ہو اس کو امام بنانا کیسا ہے؟ تقلید ناجائز اور بدعت ہے، مرزائی اور مرزا مسلمان ہیں، مقلدوں کا مذہب قرآن میں نہیں ایسے شخص کو امام بنانا اور ترجمہ قرآن شریف اس سے پڑھنا کیسا ہے؟ (۱۳۵۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایسے شخص کو امام بنانا جس کے عقائد سوال میں درج کیے ہیں درست نہیں ہے اور اس سے ترجمہ قرآن شریف بھی نہ پڑھنا چاہیے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۰۶/۳)

---

(۱) وإن أنكر بعض ما علم من الدّين ضرورة كفر بها إلخ فلايصحّ الاقتداء به أصلاً. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/ ۲۵۷، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة أقسام) ظفیر

(۲) ويكره إمامة عبد إلخ وفاسق إلخ ومبتدع أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرّسول إلخ وإن أنكر بعض ما علم من الدّين ضرورة كفر بها إلخ فلا يصحّ الاقتداء به أصلاً. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/ ۲۵۴-۲۵۷، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

جس کا داماد احمدی ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۲۸) جس کا داماد احمدی ہو اور وہ اس سے تعلق رکھے اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ (۲۳۰۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: وہ شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے تاوقتیکہ اس کا داماد توبہ وتجدیدِ اسلام کر کے دوبارہ نکاح نہ کرے، یا وہ شخص اپنی دختر کو اس سے علیحدہ کر لے (احمدی یعنی قادیانی متفقہ طور پر کافر ہے، لہٰذا اس سے مسلمان لڑکی کا نکاح جائز نہیں ہے، اور نہ اس سے اپنا دینی تعلق ہی قائم رکھنا درست ہے۔ظفیر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۴۲/۳)

مرزائی سے تعلق رکھنے والے کی امامت کا حکم

سوال: (۹۲۹) اگر کوئی مرزائی مسجد کے حجرہ میں امام مسجد کے پاس بیٹھ کر نمازیوں میں نفاق پیدا کرا کر گروہ بندی کرائے اور امام جو اس کی باتوں پر عمل کرتا ہے، نمازیوں کے روکنے پر بھی نہ مانے تو ایسا امام مسجد میں رکھنے کی لائق ہے یا نہیں؟ (۱۱۰۶/۱۳۴۲ھ)

الجواب: امام مذکور سے صاف کہا جاوے کہ اگر تو نے مرزائی کے ساتھ تعلق اور ربط رکھا، اور اس کو اپنے پاس رکھا تو تجھ کو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے گا، اگر وہ پھر بھی باز نہ آوے تو اس کو امامت سے علیحدہ کر دیا جاوے، اور اس مرزائی کو مسجد کے حجرہ میں نہ رکھا جاوے فوراً نکال دیا جاوے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۸۱/۳-۱۸۲)

منکرینِ حدیث کی امامت کا حکم

سوال: (۹۳۰) جو فرقہ حدیث کا منکر ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہ؟ (۱۶۵۵/۱۳۴۱ھ)

الجواب: قادیانی فرقہ جو کہ حدیث کا منکر ہے وہ کافر ہے ان کے پیچھے نماز درست نہیں ہے، اور غیر مقلدوں کا فرقہ جو کہ اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں وہ بھی درحقیقت اہلِ حدیث نہیں ہیں، ان

کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے، امام عالم سنی حنفی کو مقرر کرنا چاہیے [۱] (فرقہ منکرین حدیث کی امامت بھی درست نہیں ہے، علماء نے ان کے کافر ہونے کا فتویٰ دے دیا ہے۔ ظفیر) فقط (۱۷۳/۳)

رافضی کی امامت کا حکم

سوال: (۹۳۱) فرقہ امامیہ جو رافضی کہلاتے ہیں، ان کے پیچھے اہلِ سنت کی نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر غلطی سے ان کے پیچھے عید کی نماز پڑھ لی ہوتو اس کو لوٹا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۱۹۷۱ھ)

الجواب: رافضی کے پیچھے سنی کی نماز نہیں ہوتی [۲] اس نماز کا اعادہ چاہیے، اور عید الفطر کی نماز کا اعادہ اس صورت میں ہوسکتا ہے کہ اہل سنت کی جماعت بعد میں ہو ورنہ تنہا عید کی نماز نہیں ہوسکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۳۹/۳)

شیعہ تبرائی کی امامت کا حکم

سوال: (۹۳۲) ایک شخص مذہب اہلِ تشیع کا رکھتا ہے اور حدیث شریف وفقہ کو نہیں مانتا اور اصحابِ کبار کی توہین کرتا ہے، سبّ (یعنی گالیوں) تک نوبت پہنچ جاتی ہے، اور مجالسِ شیعہ میں مرثیہ خوانی کرتا ہے، ایسے شخص کے پیچھے تراویح اور نماز پنج گانہ میں اقتداء کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بلکہ یہ شخص رمضان شریف سے ہفتہ عشرہ پہلے تائب ہوجاتا ہے، بعد رمضان شریف کے پھر افعال مذکورہ کرنے لگتا ہے۔ (۱۳۴۳/۵۴۲ھ)

الجواب: ایسے شخص کی اقتداء تراویح اور فرائض میں نہ کی جائے، لیکن جس وقت وہ توبہ کرلیتا ہے، اس وقت اس کی اقتداء درست ہوجاتی ہے، اور اگر تجربہ اور بار بار کی اس کی اس حرکت

---

(۱) وحاصله إن كان هوى لايكفر به صاحبه تجوز الصّلاة خلفه مع الكراهة وإلاّ فلا، هٰكذا في التّبيين والخلاصة، وهو الصّحيح هٰكذا في البدائع. (الفتاوى الهندية: ۸۴/۱، كتاب الصّلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثّالث في بيان من يصلح إمامًا لغيره) ظفير

(۲) ولا تجوز — الصّلاة — خلف الرّافضي والجهمي والقدري والمشبّه ومن يقول بخلق القرآن. (الفتاوى الهندية: ۸۴/۱، كتاب الصّلاة، الباب الخامس في الإمامة) ظفير

سے یہ ظاہر ہو کہ اس کا عقیدہ وہی ہے جو کہ یہ بعد رمضان شریف کے کرتا ہے تو اس کو کبھی امام نہ بنایا جاوے، تاوقتیکہ اس کی توبہ صادقہ کا یقین نہ ہو جاوے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۸۹/۳)

رافضی جو اپنے آپ کو سنّی ظاہر کرتا ہے
اس کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۳۳) ایک شخص امام مسجد اندھا ہے، اس کے ماں باپ شیعہ ہیں، محض اپنے پیٹ کی وجہ سے اپنے آپ کو اہل سنت ظاہر کر کے نماز پڑھاتا ہو؛ ایسے شخص کی امامت یا جنازہ و نکاح وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟ (۸۵/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اگر وہ درحقیقت مذہب اہل سنت وجماعت رکھتا ہو رافضی نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز صحیح ہے، اور نکاح خوانی اس کی درست ہے مگر اس امر کی تحقیق ضرور کر لی جائے کہ وہ رافضی تو نہیں ہے، اگر رافضی ہے تو اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۵۸/۳)

شیعہ کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۳۴)......(الف) شیعہ کے پیچھے نماز اہل سنت کی ہوتی ہے یا نہیں؟

(ب) نام سنت وجماعت اس فرقہ کا کب سے رکھا گیا؟ اور وجہ تسمیہ کیا ہے؟

(ج) شیعہ کے ساتھ اہل سنت والجماعت کو پرہیز کرنا چاہیے یا میل جول رکھے؟

(۵۳۲/۱/۲۹-۱۳۳۰ھ)

---

(۱) ويكره إمامة عبد إلخ وفاسق إلخ ومبتدع أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرّسول (الدّرّ المختار) أمّا الفاسق فقد علّلوا كراهة تقديمه بأنّه لا يهتمّ لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعًا إلخ بل مشى في شرح المنية على أنّ كراهة تقديمه كراهة تحريم . (الدّرّ المختار و ردّ المحتار : ۲/۲۵۴-۲۵۶، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، قبيل مطلب: البدعة خمسة أقسام) ظفیر

قال المرغيناني إلخ لا تجوز — الصّلاة — خلف الرّافضي. (الفتاوى الهندية: ۱/۸۴، كتاب الصّلاة ، الباب الخامس في الإمامة) ظفیر

الجواب: (الف) شیعہ کے پیچھے سنی کی نماز نہیں ہوتی کیوں کہ عقائد اُن کے بعض ایسے ہوتے ہیں کہ جو موجبِ کفر ہیں، لہٰذا اس صورت میں تو نماز کا صحیح نہ ہونا امر یقینی ہے، اور اگر کوئی شیعہ غالی نہ ہو تب بھی احتیاط لازم ہے کہ عقیدہ امر مخفی ہے اور سبّ شیخین سے جو عند البعض کفر ہے اور قذفِ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو بالاتفاق کفر ہے کوئی شیعہ خالی نہیں ہوتا۔ قال الشّامي: وينبغي تقييد الكفر بإنكار الخلافة بما إذا لم يكن عن شبهة إلخ . باب الإمامة (۱) فقط

(ب) اس گروہ کو اہل سنت والجماعت اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ فرقہ اہلِ حق وتبعِ سنت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور طریقۂ صحابہؓ کو مضبوط پکڑے ہوئے ہے۔ قال النّبيّ صلّی اللّٰه عليه وسلّم: إنّ اللّٰه تعالٰی يغرس في هذا الدّين غرسًا يستعملهم على طاعته لا يبالون من خذلهم ولا من يضرّهم حتّى يأتى أمر اللّٰه عزّ وجلّ. أو كما قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم رواه بن ماجة عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه (۲)

(ج) روافض کے ساتھ میل جول نہ کرنا چاہیے۔ قال اللّٰه تعالٰی: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (سورۂ اَنعام، آیت: ۶۸) (۳/۳۰۲-۳۰۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) ردّ المحتار: ۲/۲۵۷، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب: البدعة خمسة أقسام .

(۲) یہ ابن ماجہ کی درج ذیل چار روایتوں کا خلاصہ ہے:

۱) عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أنّ رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم قال : لا تزال طائفة من أمّتي قوّامة على أمر اللّٰه ، لا يضرّها من خالفها .

۲) وعن أبي عنبة الخولاني – وكان قد صلّى القبلتين مع رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم – قال : سمعتُ رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم يقول : لا يزال اللّٰه يغرس في هذا الدّين غرسًا يستعملهم في طاعته .

۳) وعن عمرو بن شعيب عن أبيه قال : قام معاوية خطيبًا ، فقال : أين علماؤكم ؟ أين علماؤكم ؟ سمعت رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم يقول: لا تقوم السّاعة إلّا وطائفة من أمّتي ظاهرون على النّاس ، لا يبالون من خذلهم ولا من نصرهم .

۴) وعن ثوبان أنّ رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم قال : لا يزال طائفة من أمّتي على الحقّ منصورين ، لا يضرّهم من خالفهم حتّى يأتي أمر اللّٰه عزّ وجلّ. (سنن ابن ماجة ، ص: ۲-۳، باب اتّباع سنّة رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم)

روافض کے پیچھے نماز پڑھی تو ہوئی یا نہیں؟

سوال:(۹۳۵) رافضی جو اصحابِ ثلاثہ کو برا کہتا ہو اور حضرت علیؓ کو اچھا کہتا ہو اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا کیا؟ اگر نماز پڑھ لی تو دوہرانا چاہیے یا کیا؟ (۴۰۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: رافضی سبِّ شیخین کرنے والے کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے [۱] اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اگر پڑھ لی ہو تو دوہرانا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۱۴/۳)

جو شخص رافضیوں کا طرف دار ہے وہ امامت کے لائق نہیں

سوال:(۹۳۶) ایک شخص جو کہ پہلے رافضی تھا وہ درمیان قوم شیعہ وسنی امام بن کر آیا، اور چونکہ اکثر لوگ سُنّی تھے اس نے اپنا طرز انداز نماز میں سنیوں کا سا رکھا، جو لوگ اس کے شیعہ ہونے پر خیال رکھتے ہیں نماز نہیں پڑھتے اور اطمینان قلب کے واسطے یہ سوال پیش کرتے ہیں کہ اگر یہ شخص امام اس فرقہ شیعہ پر ــــ جو ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ پر قذف لگاتے ہیں، اور حضرت علیؓ کو خدا جانتے ہیں اور جبرئیل علیہ السلام کا سہو نزول وحی میں، اور صحابہ کرام کو لعن طعن کرتے ہیں بالخصوص شیخین کو جو بہ موجب روایاتِ فقہیہ کافر ہیں روا رکھتے ہیں اور قائل ہیں ــــ لعنت کہے اور اپنا یہ عقیدہ بیان کرے جو اہل سنت والجماعت کا ہے کہ ایسے لوگ کافر ہیں، تب یقین کر کے نماز پڑھتے ہیں، ورنہ ہمیں اطمینان نہیں ہوتا جب تک صفائی نہ دے، وہ شخص اس امر سے انکار کرتا ہے کہ یہ بات ہرگز نہیں کہوں گا، اس انکار سے اور شک پڑتا ہے اس کے شیعہ ہونے کا، آیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا ایسے شخص کی موجودگی میں جس کے پیچھے ایک عرصہ سے بلا عذر پڑھ رہے ہیں درست ہے یا نہیں؟ (۱۰۰۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ ظاہر ہے کہ اگر وہ شخص سنی ہوتا تو غلاۃ روافض کو جن کا اعتقاد حد کفر کو بالیقین پہنچا

---

(۱) ومبتدع ...... لا يكفر بها إلخ وإن أنكر بعض ما علم من الدّين ضرورة كفر بها ، كقوله: إنّ اللّٰه تعالىٰ جسم كالأجسام ، وإنكاره صحبة الصّدّيق فلا يصحّ الاقتداء به أصلاً. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۶-۲۵۷، كتاب الصّلاة، باب الإمامة ، مطلب: البدعة خمسة أقسام) ظفیر

ہوا ہے، اور بہ اتفاق اہل سنت وہ کافر ہیں، کافر کہنے اور ملعون کہنے میں اس کو کیا تامل ہوتا، پس جب کہ وہ شخص اس امر میں اہل سنت و جماعت کی موافقت نہیں کرتا تو ضرور وہ شخص شیعہ اور رافضی ہے[۱] یا رافضیوں کا طرف دار ہے بہر حال لائق امام بنانے کے نہیں ہے[۲] اور امام سابق جس میں کوئی وجہ عدم جواز وکراہت امامت کی نہیں ہے اسی کو امام رکھنا چاہیے۔ فقط (۱۲۵/۳-۱۲۶)

جو نہ شیعہ ہو اور نہ اہلِ سنت اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۹۳۷) جو شخص نہ شیعہ ہو نہ اہل سنت اس کے پیچھے نماز اہل سنت کی جائز ہے یا نہیں؟ (۵۳۲/۱-۲۹/۱۳۳۰ھ)

الجواب: ایسے شخص کی اقتداء سے احتراز لازم ہے کہ جس کو اپنے دین کی حفاظت کا خیال بالکل نہیں یہ شخص فاسق ہے۔ قال النبي صلّى الله عليه وسلّم: الإمام ضامن والمؤذّن مؤتمن رواه الترمذي[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۰۲/۳-۳۰۳)

شیعوں کے جنازہ میں شامل ہونے والے کی امامت کا حکم

سوال: (۹۳۸) ایک شخص جو جامع مسجد کا امام ہو اور شیعوں کے جنازہ وتجہیز وتکفین میں برابر شامل رہے اور لوگوں کو ترغیب دیوے؛ اس کا کیا حکم ہے؟ (۹۸۸/۱۳۳۹ھ)

---

(۱) وبهذا ظهر أنّ الرّافضيّ إن كان ممّن يعتقد الألوهية في عليّ رضي الله عنه أو أنّ جبريل عليه السّلام غلط في الوحي، أو كان ينكر صحبة الصّدّيق، أو يقذف السّيّدة الصّدّيقة فهو كافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدّين بالضّرورة. (ردّ المحتار: ۱۰۲/۴، كتاب النّكاح، فصل في المحرمات، مطلب مهمّ في وطي السّراري اللّاتي يؤخذن غنيمة في زماننا) ظفیر

(۲) ويكره إمامة عبد إلخ وفاسق (الدّرّ المختار) بل مشى في شرح المنية على أنّ كراهة تقديمه كراهة تحريم (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲۵۴/۲-۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۳) عن أبي هريرة — رضي الله عنه — قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: الإمام ضامن الحديث. (جامع التّرمذي: ۵۱/۱، أبواب الصّلاة، باب ما جاء أنّ الإمام ضامن والمؤذّن مؤتمن)

الجواب: ایسا شخص عاصی و فاسق ہے اس کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۴۸)

حنفی لڑکی کا شیعہ لڑکے سے نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال: (۹۳۹) لڑکی حنفی اور شیعہ لڑکے کا نکاح باہم ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہوسکتا تو جو شخص نکاح پڑھادے اور اِصرار کرے کہ ہوسکتا ہے، اس کے لیے کیا حکم ہے؟ اگر وہ امام مسجد ہو تو اس کے پیچھے نماز ہوجائے گی یا نہ؟ (۱۹۰۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: رافضی جو تبرا گو ہو اس سے مسلمان سنیہ حنفیہ عورت کا نکاح درست نہیں ہے، اور اگر نکاح ہوگیا ہے تو علیحدہ کردی جاوے[۱] اور امام مسجد جو ایسا نکاح کرے لائق امام بنانے کے نہیں ہے، اگرچہ نماز اس کے پیچھے ہوجاتی ہے مگر مکروہ ہوتی ہے، ایسا امام اگر توبہ نہ کرے تو لائق معزول کرنے کے ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۳۶-۱۳۷)

جس کی شیعوں میں شادی ہو اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۴۰) جو شخص کہ شیعوں میں شادی شدہ ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۱۱۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اگر وہ خود سُنّی ہے اور مبتدع اور فاسق نہیں ہے تو نماز اس کے پیچھے ہوجاوے گی۔ فقط اللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۳۲)

---

(۱) وفي النّهر: تجوز مناكحة المعتزلة لأنّا لا نكفر إلخ (الدّرّ المختار) وبهذا ظهر أنّ الرّافضيّ إن كان ممّن يعتقد الألوهية في عليّ أو أنّ جبريل غلط في الوحي أو كان ينكر صحبة الصّدّيق أو يقذف السّيّدة الصّدّيقة فهو كافر. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۴/۱۰۲، كتاب النّكاح، فصل في المحرمات) ظفير

شیعہ سے جس نے اپنی لڑکی کی شادی کردی اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۹۴۱) زید حنفی نے اپنی لڑکی کی شادی دانستہ شیعہ سے کردی ہے، اور مجالس شیعہ میں شریک ہوتا ہے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟ (۳۱۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: یہ فعل اس کا برا ہے اور مجالس روافض میں شامل ہونا (شعبہ)[1] رفض کا ہے، ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۳۷)

تعزیہ پرست کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۹۴۲) ایک شخص امام مسجد تعزیہ پرستی بہت کرتا ہے، اور لوگوں کو بھی اس کی ترغیب دیتا ہے، اور جو چڑھاوہ چڑھاتا ہے اس کو اپنے صرف میں لاتا ہے، اور ایک تصویر لا کر کہتا ہے کہ یہ تصویر امام حسین کی ہے، لوگوں سے روپیہ پیسہ لے کر اس کی زیارت کراتا ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۶۶۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: وہ شخص فاسق اور بدعتی ہے اس کو امام بنانا حرام ہے، اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، ایسا شخص اگر امام ہے تو اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کو امامت سے معزول کردینا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۱۷-۲۱۸)

---

(۱) مطبوعہ فتاویٰ میں (شعبہ) کی جگہ ''شیوہ'' تھا، اس کی تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔۱۲

(۲) ویُکرہ .... إمامةُ عبدٍ إلخ وفاسق (الدّرّ المختار) قوله: (وفاسق) مِن الفسق : وهو الخروج عن الاستقامة ، ولعلّ المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزّاني وآكل الرّبا ونحو ذلك إلخ وفي المعراج : قال أصحابنا: لا ينبغي أن يقتدى بالفاسق إلخ ، أمّا الفاسق فقد علّلُوا كراهة تقديمه بأنّه لا يهتمّ لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه ، وقد وجب عليهم إهانته شرعًا إلخ ، بل مشى في شرح المنية على أنّ كراهة تقديمه كراهة تحريمٍ لما ذكرنا. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة، آخر مطلب في تكرار الجماعة في المسجد) ظفیر

تعزیہ پرست کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۴۳) مشرک، تعزیہ پرست، جھنڈا پرست وغیرہ کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور ذبیحہ ان کا حلال ہے یا نہیں؟ جب کہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کریں۔ (۱۰۱۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے: **صلّوا خلف کلّ برّ وفاجر الحدیث** [۱] لہٰذا تعزیہ پرست (وجھنڈا پرست) [۲] چونکہ کلیۃً حقیقۃً مشرک نہیں ہیں، اس لیے اگر نماز ان کے پیچھے پڑھی گئی تو ہوگئی، اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ اس نماز کا اعادہ کرلیا جاوے، اور حتی الوسع ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جاوے [۳] یہی حکم ان کے ذبیحہ کا ہے کہ حلال ہے، مگر احتیاط اس میں ہے کہ ان سے ذبح نہ کرایا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۲۱/۳-۲۲)

جو شخص تعزیہ کے سامنے مرثیہ خوانی کرتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۴۴) جو محرم میں تعزیہ کے روبہ رو بیٹھ کر مرثیہ خوانی کرے سُنیّوں کو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۱۱۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے ایسے فاسق ومبتدع کو امام نہ بنایا جاوے [۴] (۲۳۲/۳)

---

(۱) **عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال: صلّوا خلف كلّ برّ و فاجر وصلّوا علىٰ كلّ برّ وفاجر، وجاهدوا مع كل برّ وفاجر. (سنن الدّار قطني: ۱/۱۸۵ كتاب الصّلاة، باب صفة من تجوز الصّلاة معه والصّلاة عليه، المطبوعة: المطبع الأنصاري الواقع في الدّهلي)**

(۲) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیا گیا ہے۔۱۲

(۳) **ويُكره ...... إمامةُ عبدٍ (إلىٰ قوله) ومبتدع أي صاحب بدعة. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۶، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة أقسام)** ظفیر

(۴) **ويكره ...... إمامةُ عبدٍ إلخ ومبتدع أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرّسول .... لا يكفر بها. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۶، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)** ظفیر

تعزیہ دار بدعتی کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۴۵) ایک شخص بدعتی ہے اور تعزیہ دار ہے اور یہ شخص اس بکری کا گوشت جو قبر پر چڑھایا جاتا ہے بے تکلف کھاتا ہے، ایسے شخص کو امام مسجد بنائیں یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۴۱۷ھ)

الجواب: ایسے شخص بدعتی تعزیہ پرست کو امام بنانا درست نہیں ہے کیونکہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اور شامی میں ہے کہ فاسق کے امام بنانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے اور تعظیم فاسق کی حرام ہے اور ظاہر ہے کہ بدعتی فاسق ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۳۸/۳)

محرم منانے والے کی امامت کا حکم

سوال: (۹۴۶) ایک قریہ کا قاضی جو پیش امام بھی ہو، اور شدّہ[۲] پرستی کا دل دادہ بھی، اپنی ملکیت کی تھوڑی سی زمین بھی بنائے عاشورہ خانہ کے لیے دے دی ہو، شدّہوں کے آگے جو نذر نیاز آئے اس پر فاتحہ خوانی بھی کیا کرے، اور خود بھی اپنی کسی چیز کے چوری ہو جانے پر منت مانی ہو کہ اگر چور ظاہر ہو جاوے تو فلاں چیز چڑھاؤں گا، خطبہ وقراءت میں اکثر اغلاط سرزد ہوا کرتے ہوں، مخرج وتلفظ ٹھیک طور پر ادا نہ کرسکتا ہو حتی کہ کئی بار ٹوکنے پر بھی سورۂ اِخلاص میں لَمْ یَلِدْ کو لَام یَلِدْ پڑھا کرے؛ آیا ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟[۳] (۱۳۳۶-۳۵/۳۷۷ھ)

---

(۱) ویُکرہ …… أمامةُ عبدٍ إلخ وفاسق إلخ ومبتدع أي صاحب بدعة (الدّرّ المختار) وأمّا الفاسق فقد علّلوا کراھة تقدیمه بأنّه لا یھتمّ لأمر دینه وبأن في تقدیمه للإمامة تعظیمه، وقد وجب علیھم إھانته شرعًا إلخ بل مشی في شرح المنیة علی أنّ کراھة تقدیمه کراھة تحریم. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۶، کتاب الصّلاۃ، باب الإمامة) ظفیر

(۲) شدّہ: علَم، وہ جھنڈا یا نشان جو محرم میں شہدائے کربلا کی یاد میں تعزیوں کے ساتھ نکالا جاتا ہے۔ (فیروز اللغات)

(۳) یہ سوال رجسٹر نقول فتاویٰ کے مطابق کیا گیا ہے۔۱۲

الجواب: قال في الدّرّ المختار: ویکره نتزیهًا إمامة عبد إلخ ، وأعرابي ...... وفاسق إلخ و مبتدع أي صاحب بدعة ...... لا یکفر بها إلخ ، وإن ...... کفر بها ...... فلا یصحّ الاقتداء به أصلًا إلخ (الدّرّ المختار) وفي الشّامي: وأمّا الفاسق فقد علّلوا کراهة تقدیمه بأنّه لا یهتمّ لأمر دینه و بأنّ في تقدیمه للإمامة تعظیمه ، و قد وجب علیهم إهانته شرعًا ، ولا یخفی أنّه إذا کان أعلم من غیره لا تزول العلة فإنّه لا یؤمن أن یصلي بهم بغیر طهارة، فهو کالمبتدع تکره إمامته بکل حال، بل مشی في شرح المنیة علی أنّ کراهة تقدیمه کراهة تحریم لما ذکرنا إلخ [1] (ص:۳۷٦،شامی،جلداوّل) اس عبارت سے واضح ہوا کہ فاسق ومبتدع کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، اور وہ امام بنانے کے لائق نہیں ہے، پس شخص مذکور مبتدع بھی ہے اور فاسق بھی ہے اور علاوہ اس کے قرآن شریف بھی غلط پڑھتا ہے، لہٰذا وہ کسی طرح امام بنانے کے لائق نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲٦۴/۳)

مولود مروجہ اور قوالی وعرس میں شریک ہونے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۹۴۷) جو شخص مولود مروجہ کرتا ہو اور اس میں گانا بجانا ہوتا ہو، اور عرس وغیرہ میں بھی شریک ہوتا ہو، اور قوالی سنتا ہو اس کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہوتی اور اس کو علیحدہ کرنے میں فتنہ ہوتا ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۴۰۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: نماز ہوجاتی ہے، لیکن اگر اس کے علیحدہ کرنے میں فتنہ نہ ہو تو اس کو امامت سے علیحدہ کردیا جائے، اور اگر فتنہ ہو تو اسی کے پیچھے نماز پڑھے کہ تنہا نماز پڑھنے سے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جماعت کے ساتھ بہتر ہے، کذا في الشامي وغیرہا [2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۱۴/۳)

---

(۱) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۷، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(۲) وفي النّهر عن المحیط : صلّی خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة (الدّرّ المختار) أفاد أنّ الصّلاة خلفهما أولٰی من الانفراد ، لکن لا ینال کما ینال خلف تقيّ ورع. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۷-۲۵۸، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

بعد وفات اولیاء کی کرامات کا جو قائل نہ ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۴۸) جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اولیاء کرام بعد از وفات حیات نہیں رہتے (اور کوئی مدد نہیں دے سکتے)[۱] اور اُن سے اِمداد طلب کرنے والے مشرک ہیں، اس شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲۳۱۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اولیاء اللہ کی کرامات اور تصرفات بعد ممات بھی ثابت ہیں[۲] اس کو شرک کہنا بھی غلط ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے مدد نہ مانگی جاوے، جیسا کہ ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ میں مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۷۸/۳)

غیر اللہ کے سامنے سجدہ کے قائل کی امامت

سوال: (۹۴۹)...... (الف) زید کا یہ عقیدہ ہے کہ سجدہ سوائے اللہ تعالیٰ کے خواہ قبور ہوں یا اور کچھ حرام ہے، شرک نہیں، اگر معبود سمجھ کر کرے گا تو شرک ہوگا، اور اگر شرک ہوتا تو حضرت آدم وحضرت یوسف علیہما السلام کو سجدہ نہ کرایا جاتا، آیا اس بارے میں شرک ہوا یا نہیں؟

(ب) جس شخص کا یہ عقیدہ ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۸۴۴/۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف) درمختار اور شامی میں منقول ہے کہ غیر اللہ کو تعظیمًا اور عبادۃً سجدہ کرنا حرام ہے، اور کفر ہے، پس معلوم ہوا کہ تعظیمًا سجدہ کرنا بھی عبادت میں داخل ہے، اور سجدۂ تعظیمی عین سجدۂ عبادت ہے جو کہ بہ اتفاق کفر ہے، البتہ سجدۂ تحیہ میں جو کہ سلام کی جگہ ہوتا ہے اختلاف ہے کہ کفر ہے یا نہیں، مگر حرمت میں اور گناہ کبیرہ ہونے میں اس کے بھی اختلاف نہیں ہے، اور سجدہ حضرت

---

(۱) قوسین کے درمیان والی عبارت رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کی گئی ہے۔۱۲

(۲) عن عائشة رضي الله عنها قالت : لما مات النّجاشي كنّا نتحدّث أنّه لا يزال يُرى على قبره نور. (سنن أبي داؤد، ص:۳۴۱-۳۴۲، كتاب الجهاد ، باب في النّور يُرى عن قبر الشّهيد) ظفير

آدم علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کا اس شریعت میں منسوخ ہو گیا ہے (۱)

(۱) حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ نے سجدۂ تعظیمی کے منسوخ ہونے کی دلیل میں بیس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایتیں نقل فرمائی ہیں، چنانچہ بیان القرآن میں ہے:

سجدة التّحيّة كان مشروعًا في شرع من قبلنا ونسخ في شرعنا ، والنّاسخ ما رواه التّرمذي عن أبي هريرة عن النّبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم قال: لو كنت امر أحدًا أن يسجد لأحد ، لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها وفي العزيز: قال الشّيخ: حديث صحيح اهـ وقال التّرمذي: وفي الباب عن معاذ بن جبل و سراقة بن مالك وصهيب و عقبة بن مالك بن جعشم وعائشة وابن عبّاس وعبد اللّٰه بن أبي أوفٰى وطلق بن علي وأمّ سلمة وأنس وابن عمر اهـ ...... فهذهٖ أسانيد عديدة بعضها صحيح و بعضها حسن وبعضها ضعيف يقوي بآخر ومنتهٰى هـذهٖ الأسانيد إلى عشرين صحابيًا لو اقتصرنا على الطّريق المارة ، والحديث إذا روي من عشرة فهو متواتر على القول المختار كما في تدريب الرّاوي ، فهذا الحديث متواتر بالأولٰى وإن اختلف أحد في تواترهٖ للاختلاف في العدد الّذي يحصل بهٖ التّواتر فلا يمكنه أن ينكر من كونهٖ مشهورًا، ويكفى المشهورلنسخ المتواترعلى ما تقرر في الأصول، وأطلنا الكلام فيه للضّرورة الدّاعية في هذا الزّمان وإلاّ يكفينا إجماع الأمّة .

(بیان القرآن: ۲۲/۱، تفسیر آیت : وإذ قلنا للملائكة اسجدوا لآدم الآية)

نیز حضرت مفتی شفیع صاحب علیہ الرحمۃ آیت: ﴿لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ الآية﴾ کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں:

اس آیت سے ثابت ہوا کہ سجدہ صرف خالق کائنات کا حق ہے، اس کے سوا کسی ستارے یا انسان وغیرہ کو سجدہ کرنا حرام ہے، خواہ وہ عبادت کی نیت سے ہو یا محض تعظیم وتکریم کی نیت سے، دونوں صورتیں بہ اجماع امت حرام ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ جو عبادت کی نیت سے کسی کو سجدہ کرے گا وہ کافر ہو جاوے گا اور جس نے محض تعظیم وتکریم کے لیے سجدہ کیا اس کو کافر نہ کہیں گے، مگر ارتکاب حرام کا مجرم اور فاسق کہا جائے گا۔

سجدۂ عبادت تو اللہ کے سوا کسی کو کسی امت وشریعت میں حلال نہیں رہا، کیوں کہ وہ شرک میں داخل ہے اور شرک تمام شرائع انبیاء میں حرام رہا ہے، البتہ کسی کو تعظیما سجدہ کرنا، یہ پچھلی شریعتوں میں جائز تھا، دنیا میں آنے سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے لیے سب فرشتوں کو سجدہ کا حکم ہوا، یوسف علیہ السلام کو ان کے والد اور بھائیوں نے سجدہ کیا جس کا ذکر قرآن میں موجود ہے مگر بہ اتفاق فقہائے امت یہ حکم ان شریعتوں میں تھا، اسلام میں منسوخ قرار دیا گیا، اور غیر اللہ کو سجدہ مطلقًا حرام قرار دیا گیا۔ (تفسیر معارف القرآن: ۶۵۵/۷، تفسیر آیت: لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ إلخ)

(ب) پس زید مذکور کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: وهل يكفر؟ إن علىٰ وجه العبادة والتّعظيم كفر، وإن علىٰ وجه التّحيّة لا، وصار آثمًا مرتكبًا للكبيرة، انتهىٰ ملخّصًا. وفي الشّامي: وذكر الصّدر الشّهيد أنّه لا يكفر بهذا السّجود، لأنّه يريد به التّحيّة. وقال شمس الأئمّة السّرخسيّ: إن كان لغير اللّٰه تعالىٰ على وجه التّعظيم كفرَ اهـ قال القهستانيّ: وفي الظّهيريّة: يكفر بالسّجدة مطلقًا [1] (شامي، جلد:۵) پھر اس کے بعد علامہ شامی نے یہ تحقیق فرمائی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جو سجدہ ملائکہ نے کیا تھا وہ منسوخ ہوگیا اس حدیث سے لو أمرت أحدًا أن يسجد لأحد لأمرت المرء ة أن تسجد لزوجها إلخ، پھر لکھا ہے: وكان جائزًا فيما مضى كما في قصّة يوسف عليه السّلام. قال أبو منصور الماتريديّ: وفيه دليل علىٰ نسخ الكتاب بالسّنّة [2] (شامي) پس اس عبارت سے سب شبہات رفع ہوگئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۸۹-۱۹۰) [3]

غوثِ اعظم سے امداد طلب کرنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۵۰) جو شخص اس قسم کے اشعار پڑھتا ہو:

امداد کن امداد کن از درد و غم آزاد کن	❁	در دین و دنیا شاد کن یا غوث اعظم دست گیر

اس شخص کو امام بنانا کیسا ہے؟ فقط (۲۱/۷/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: ایسے شخص کو امام بنانا مناسب نہیں ہے، بلکہ متقی اور متبع سنت کو بنانا چاہیے۔ فقط (قال

(۱) الدّرّ والرّدّ: ۹/۴۶۸، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيرہ.

(۲) تتمّة: اختلفوا في سجود الملائكة: قيل: كان للّٰه تعالىٰ، والتّوجّه إلى آدم للتّشريف، كاستقبال الكعبة، وقيل: بل لآدم على وجه التّحيّة والإكرام، ثمّ نسخ بقوله عليه الصّلاة والسّلام: لو أمرت أحدًا .... تاترخانية. قال في تبيين المحارم: والصّحيح الثّاني ولم يكن عبادةً له بل تحيّةً وإكرامًا، ولذا امتنع عنه إبليس، وكان جائزًا إلخ. (ردّالمحتار على الدّرّ: ۹/۴۶۸، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيرہ)

(۳) یہ سوال وجواب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۸/۵۰۱-۵۰۳، سوال (۴۴۷) پر بھی شائع ہو چکا ہے۔

عزّ وجل: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ﴾ (سورہ اَعراف، آیت: ۱۹۴) وقال تعالیٰ: ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾ غیر اللہ سے ان اشعار میں استمداد ہے جو حرام ہے اور مرتکب حرام فاسق ومبتدع ہے اور امامت اس کی مکروہ ہے۔ جمیل الرحمٰن) (نائب مفتی دارالعلوم دیوبند) (۳/۳۰۳-۳۰۴)

غوث پاک کا جھنڈا رکھنے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۵۱) ملک گجرات وعلاقہ ممبئی میں بعض لوگوں نے کمانے کا یہ ذریعہ نکال رکھا ہے کہ دس پانچ لمبے لمبے بانسوں کے سرے میں تانبے کے پنجے لگا کر اور مختلف رنگین کپڑے باندھ کر گھر میں رکھ لیے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حضرت غوث پاک کے نشان (علم) ہیں، پس جب مرض وبائی کے زمانہ میں لوگ فقراء ومساکین کو کھانا کھلاتے ہیں تو ان نشانوں کو منگا کر ان کے نیچے بکری ذبح کرتے ہیں، غرضیکہ ان نشانوں کی بڑی تعظیم وتکریم ہوتی ہے، اور ان نشانوں کے رکھنے والے کو خلیفہ کہتے ہیں، ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور مصافحہ کرنا اور میل جول رکھنا کیسا ہے؟ (۱۱۰/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اس میں شک نہیں کہ یہ رسوم جاہلیت ہیں اور بدعت وشرک کے افعال ہیں، ان افعال کے مرتکبین کو مبتدع وفاسق کہا جائے گا، کافر کہنے میں احتیاط کی جاوے اور نماز ان کے پیچھے نہ پڑھیں، اور سلام ومصافحہ ایسے مبتدعین سے ترک کردیں اور تعلقات ان سے منقطع کردیں، اور ان نشانوں کے نیچے بکرا ذبح کرنے والے اگر تقرّبًا الی صاحب العلم ذبح کرتے ہیں تو خوفِ کفر ہے اور وہ ذبیحہ حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۵۹)

جو شخص خلفائے ثلاثہ کو جاہل کہتا ہے وہ امامت کے قابل نہیں

سوال: (۹۵۲) بکر یہ کہتا ہے کہ خلفاء ثلاثہ جاہل تھے، وہ کیا فیصلہ کرتے؛ وغیرہ الفاظ کہتا ہے ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟ (۱۴۵۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ایسا عقیدہ رکھنے والا اور الفاظ نازیبا کہنے والا سخت عاصی اور فاسق وظالم وجاہل ہے قابل امامت کے نہیں ہے۔ والتّفصيل في الكتب. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(جو رافضی خلفاء ثلاثہ کو گالیاں دیتا ہے، وہ بعض فقہاء کے نزدیک کافر ہے، اور فاسق بالاتفاق ہے نقل في البزّازية عن الخلاصة أن الرّافضي إذا كان يسبّ الشيخين ويلعنهما فهو كافر. (ردّ المحتار: ۶/۲۸۷، كتاب الجهاد، باب المرتدّ، مطلب مهمّ في حكم سبّ الشّيخين. ظفیر)(۳/۲۲۵-۲۲۶)

جو علمائے دیوبند کو کافر کہتا ہے اس کی امامت درست نہیں

سوال: (۹۵۳) جو شخص حسام الحرمین لے کر لوگوں کو علماء احناف دیوبند کے برخلاف کفر تک کی وعدم جواز امامت علماء پر برانگیختہ کرتا رہتا ہے ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہ؟ (۲۰۴۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ایسا شخص فاسق ہے لائق امام ہونے کے نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے: سباب المسلم فسوق الحديث [1] اور علمائے اہلِ حق کو برا کہنے والا اور تکفیر کرنے والا بھی لائق امامت کے نہیں ہے، اور اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۴۰)

صاحبِ ہدایہ کو مشرک کہنے والے کی امامت کا حکم

سوال: (۹۵۴) جو شخص صاحب ہدایہ کو مشرک کہتا ہے اور ہدایہ کو منطق اور فلسفہ بتلاتا ہے اور صاحب مذہب کو بدعتی کہتا ہے اور نیز اس کو لقب ہذا کے ساتھ خط لکھتا ہے: السّلام عليكم من اتّبع بهداية محمّد صلّى الله عليه وسلّم، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ؟ (۳۰۹/۱۳۳۹ھ)

الجواب: وہ شخص فاسق ہے، نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے، كما صرّح به في الشّامي: أنّ إمامة الفاسق مكروه تحريمًا [2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۴۶)

---

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج كتاب الصّلاة، باب الإمامة کے سوال: (۹۵۵) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔۱۲

(۲) ويكره ...... إمامة عبد ...... وفاسق (الدّرّ المختار) وفي الشّامي: أنّ كراهة تقديمه كراهة تحريم (الدّرّ المختار وردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

بزرگانِ دین کو کافر کہنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۵۵) جو شخص حضرات بزرگانِ دین کو کافر کہے اور جو کافر نہ کہے اس کو بھی کافر کہے تو اس شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۱۲۷۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے: من عادی لي ولیًّا فقد آذنتهٗ بالحرب [1] أو کما قال صلّی اللّٰه علیه وسلّم یعنی جس نے میرے دوست اور ولی سے دشمنی کی اس کو میں اطلاع دیتا ہوں اپنی لڑائی کی یعنی اس کا مقابلہ مجھ سے ہے، پس ظاہر ہے کہ جس مَردُود کا مقابلہ اللہ تعالیٰ سے ہو اس کا کہاں ٹھکانا ہے سوائے جہنم کے، وقال علیه الصّلاة والسّلام: سباب المسلم فسوق وقتاله کفر الحدیث [2] پس ایسے مردود کے پیچھے جو علماءِ ربانیین اور اولیاء اللہ کی توہین کرے اور ان کو کافر کہے نماز درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۲۴۸-۲۴۹)

جھوٹے قصوں کی تصدیق کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال: (۹۵۶) ایک شخص امام مسجد ہے اور وہ بعد نماز عشاء ایک بھنگ نوش قوّال سے حضرت پیر صاحب قدس سرہ کی اس قسم کی تعریف سنتا ہے کہ پیر صاحب نے ایک دفعہ اپنے مرید کے لیے قبر میں مَـــــن رَّبّك کے سوال ہونے پر منکر اور نکیر کو قید کر دیا، اور ایک دفعہ انھوں نے بہت مُردوں کی اَرواح ملک الموت سے جب کہ وہ آسمان چہارم سے گزر رہا تھا چھین لیں، اور وہ قوّال یہ سب باتیں بہ الفاظ بلند مسجد میں بہ صیغۂ خطاب پڑھتا ہے، سجدہ کو مخصوص پیر ہی کے لیے کہتا ہے، اور امام مسجد

---

(۱) عن أبي هریرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم: إنّ اللّٰه تعالیٰ قال: من عادیٰ لي ولیًّا الحدیث (مشکاة المصابیح، ص:۱۹۷، کتاب الدّعوات، باب ذکر اللّٰه عزّ وجلّ والتّقرّب إلیه، الفصل الأوّل) ظفیر

(۲) عن عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم: سباب المسلم فسوق الحدیث. (مشکاة المصابیح، ص:۴۱۱، کتاب الآداب، باب حفظ اللّسان والغیبة والشّتم، الفصل الأوّل)

اس کو ذرا بھی منع نہیں کرتا بلکہ اس کی تائید میں کہتا ہے کہ یہ سب کچھ صحیح ہے اور عاشق کے لیے تو بالکل جائز ہے، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے؟ اور روکنے والے منکرِ اولیاء اللہ ہیں یا نہ؟ (۲۲/۲۷۲۲-۱۳۳۹ھ)

الجواب: ایسا امام جو ایسے قصص واہیہ کاذبہ سنتا ہے اور تحسین کرتا ہے، اور ان قصص کی تصدیق کرتا ہے فاسق ہے، لائق امام بنانے کے نہیں ہے، اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے، اور روکنے والے ایسے قصص باطلہ کے پڑھنے اور سننے سے حق پر ہیں، ان کو منکرِ اولیاء اللہ کہنا اور بدعقیدہ سمجھنا فسق اور معصیت ہے اور افتراء و کذب صریح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۱۵۸-۱۵۹)

لامذہب کے پیچھے نماز درست نہیں

سوال: (۹۵۷) ایک آدمی کے ساتھ مذہب کا ذکر ہو رہا تھا اس کو مجموعہ مولود مصنفہ مولانا اشرف علی صاحب دکھائی جس میں آیات و احادیث موجود ہیں، شخص مذکور نے کتاب مذکورہ کے بارے میں کئی مرتبہ یہ الفاظ کہے کہ میں اس کتاب میں پیشاب کروں، علانیہ طور پر یہ الفاظ کہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہ؟ اور وہ شخص گنہ گار ہے یا کافر، اور جو ہندو کو مسلمانوں کے برابر سمجھے اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۳۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: وہ شخص فاسق اور عاصی ہے۔ ولولا احتمال التّأویل لحکم بکفرہٖ اور ایسے لامذہب کے پیچھے نماز درست نہیں ہے، اور جو شخص ہندو اور مسلمانوں کو یکساں جانے وہ بھی گنہ گار ہے، اور اگر کفر و اسلام کو یکساں جانتا ہے تو کافر ہے، الغرض ایسے شخص کی صحبت سے احتراز لازم ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۲۸۲-۲۸۳)

جو امام مسجد کا مال اپنی ذات پر خرچ کرے وہ لائق امامت ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۵۸) طاعون کے زمانے میں لوگوں نے امام مسجد کو زیور و پارچہ و نقد مسجد میں لگانے کے لیے دیا، لیکن امام نے اس کو مسجد میں صرف نہیں کیا بلکہ اپنے مصارف میں خرچ کرلیا، اس

(۱) وإنْ أنْكَرَ بَعْضَ مَا عُلِمَ مِنَ الدِّينِ ضَرُوْرَةً كَفَرَ بِهَا إلخ فَلَا يصحُّ الاقتداءُ بهٖ أصلاً .
(الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/ ۲۵۷، کتاب الصّلاۃ ، باب الإمامۃ) ظفیر

امام کے لیے کیا حکم ہے وہ لائق امامت ہے یا نہیں؟ (۲۵۱۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: یہ صریح خیانت ہے اور ضمان اس کے ذمہ لازم ہے، اور اگر وہ امام توبہ نہ کرے اور ضمان ادا نہ کرے تو امام رکھنے کے لائق نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۷۸/۳)

دھوکا باز کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۵۹) ایک مولوی صاحب نے ایک حافظ امام مسجد کو جو گھڑی ساز بھی ہیں اپنی گھڑی دی کہ اس میں نیا فنر [۱] ڈال دو، اور ایک روپیہ اس کی قیمت بھی دے دی، حافظ مذکور نے اسی فنر کو جوڑ دیا نیا فنر نہیں ڈالا، اس وجہ سے گھڑی بند ہوگئی، پھر دوسرے گھڑی ساز کو ایک روپیہ دے کر فنر ڈلوایا، اس حافظ کے لیے کیا حکم ہے؛ نماز اس کے پیچھے ہوتی ہے یا نہیں؟ (۹۵/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے [۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۷۸-۱۷۹)

امام مسجد کی موجودگی میں دوسرے کو امام بنانا

سوال: (۹۶۰) امام مسجد باہر صحن میں ہو اور اندر مسجد میں دوسرے شخص کو بلا اجازت امام کے امام بنا کر کھڑا کردیں تو کیسا ہے؟ (۳۸۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: امام مسجد کی موجودگی میں دوسرے کو امام ہونا بلا ضرورت و بلا وجہ شرعی کے اچھا نہیں ہے؛ لیکن جس شخص کو اہل مسجد نے امام بنادیا اس کے پیچھے بھی نماز صحیح ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے: **واعلم أنّ صاحب البیت ومثلُه إمام المسجد الرّاتب أولی بالإمامة من غیره مطلقًا — وقال قبیله— أو الخیار إلی القوم فإن اختلفوا اُعتبر أکثرُهم ، ولو قدّموا غیر الأولی أساؤا بلا إثم إلخ** [۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۷۶/۳)

---

(۱) 'فنر': لوہے کا چکر جو گھڑی کے اندر لگا ہوتا ہے؛ انگریزی لفظ (Funnel فنل) کا مورد (فیروز اللغات)

(۲) **ویکره إمامة عبد إلخ وفاسق. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة)** ظفیر

(۳) **الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۳-۲۵۴، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة.** ظفیر

امام متعین کی اجازت کے بغیر دوسرے کو امامت کا حق نہیں

سوال: (۹۶۱) جب کہ ایک اہل شخص کسی مسجد میں امام مقرر ہو، اور اس کی موجودگی میں کسی وقت اس سے بھی زیادہ کوئی ذی فضیلت صاحب اس مسجد میں آجائیں، اور چند آدمی مسجد کے ان کو بلا اجازت امام کے کسی نماز کے لیے امامت کی اجازت دے دیں تو ان کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟ یہ امر جو ہمارا مسلمہ ہے کہ چند لوگوں میں جو زیادہ صاحبِ فضیلت ہو وہی امامت کا مستحق ہے تو یہ استحقاق کیا اُن مساجد میں بھی حاصل ہے کہ جن میں امام پہلے سے مقرر ہوں اور اس وقت حاضر ہوں، اور ایسے صاحبِ فضیلت کو امام مقررہ مسجد سے اجازت لینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ (۱۹۱۶/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: امام مسجد جو مقرر ہے اور اس میں اہلیتِ امامت موجود ہے تو وہ اولیٰ بالامامت ہے اس کے غیر سے، اگرچہ وہ غیر افضل اور اعلم واقرأ ہو، لیکن اگر چند مقتدیوں نے ان کو امام بنادیا تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں۔ درمختار اور شامی میں ہے: واعلم أنّ صاحب البیت ومثلهٗ إمام المسجد الرّاتب أولیٰ بالإمامة من غیره مطلقًا. قوله: (مطلقًا) أي وإن کان غیره من الحاضرین مَن هو أعلم وأقرأ منه . وفي التّاترخانیة: جماعة أضیاف في دار یرید أن یتقدّم أحدُهم ینبغي أن یتقدّم المالکُ ، فإن قدّم واحدًا منهم لعلمه وکبره فهو أفضل إلخ [1] آخر عبارت سے واضح ہے کہ اگر اس زیادہ فضیلت والے کو کسی مقتدی نے امام بنادیا ہے تو مضائقہ نہیں، لیکن بہتر یہ ہے کہ بدون اجازت امام معین کے امامت نہ کی جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۸۵-۸۶) [2]

سوال: (۹۶۲)......(الف) باشندگانِ قصبہ نے ایک شخص پابند صوم وصلاۃ عالم ونیک وصالح کو امام بناء بر ادائے ارکانِ اسلام مثلاً نماز پنج گانہ وجنازہ ونماز جمعہ وعیدین ونکاح خواں مقرر کر رکھا ہے، وہ برابر اپنے فرائض مرجوعہ کو نیک چلنی کے ساتھ ادا کر رہا ہے۔

(ب) یہ کہ غیر شخص زید بلا اجازت امام کے خطبہ عیدین ممبر پر چڑھ کر پڑھنا شروع کر دیتا ہے جو کہ امام مذکورہ بالا کے علم وفضیلت کے برابر ایک شمہ نہیں ہے۔

(۱) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد .

(۲) سوال وجواب رجسٹر نقول فتاویٰ کے مطابق کیے گئے ہیں۔۱۲

(ج) یہ غیر شخص زید پابند صوم وصلاۃ نہیں ہے، بلکہ ممنوعاتِ شرع شریف کا مرتکب ہے جس کی خطبہ خوانی سے نمازی نفرت کرتے ہیں۔

(د) یہ کہ خطبہ خواں زید فخر یہ وضد یہ بناء براعزاز دُنیاوی وطمع نفسانی سے خطبہ پڑھتا ہے، اب امام صالح کو چھوڑ کر خطبہ خوانی زید کی کہاں تک روا ہوسکتی ہے؟

(ھ) جس شخص کا والد اپنے فرزند سے قطعی ناراض ہو، اوراس کی صورت کو بھی دیکھنا روا نہ رکھتا ہو، اوراس سے نفرت کھا کر علاحدہ سکونت کرلی ہو، کیا وہ خطبہ جمعہ وعیدین پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ (۱)

(۱۲۵۹/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: (الف-ھ) قال في الدّرّ المختار : واعلم أنّ صاحب البيت ، ومثله إمام المسجد الرّاتب أولٰى بالإمامة من غيره مطلقًا إلخ أي وإن كان غيره من الحاضرين مَن هو أعلم وأقرأ منه إلخ (۲) (شامي) اس روایت سے معلوم ہوا کہ امام معین مسجد کی موجودگی میں دوسرے شخص کو اگر وہ دوسرا شخص امام معین سے افضل ہو بلا اجازت امام معین کے امامت نہ کرانی چاہیے، پس جب کہ وہ دوسرا شخص لائق امامت بھی نہیں بلکہ فاسق ہے، اورامام معین عالم وصالح ہے تو کسی طرح اس دوسرے شخص کو درست نہیں ہے کہ از راہِ ضد ونفسانیت وہ امام بنے اور خطبہ پڑھے، یہ اس کی جہالت پر دال ہے، اورفاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، كما حققه في الشّامي وشرح المنية وغيرهما (۳) اور جو شخص پابند صوم وصلاۃ بھی نہیں ہے؛ اس کا فاسق ہونا ظاہر ہے، اس طرح نافرمان والد کا فاسق ہے لائق امام ہونے کے نہیں ہے، اورنماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۸۷-۸۸)

---

(۱) یہ سوال رجسٹر نقول فتاویٰ کے مطابق کیا گیا ہے۔۱۲

(۲) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد .

(۳) و أمّا الفاسقُ فقد علّلوا كراهة تقديمه ، بأنّه لا يهتمّ لأمر دينه ، و بأنّ في تقديمه للإمامة تعظيمه ، وقد وجب عليهم إهانته شرعًا ، ولا يخفى أنّه إذا كان أعلم من غيره لا تزول العلّةُ ...... بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه (أي الفاسق) كراهة تحريم . (الشّامي: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، قبيل مطلب : البدعةُ خمسة أقسام)

امامِ معین کی موجودگی میں کسی اور کا جبراً امامت کرنا

سوال: (۹۶۳) زید کو اپنے والد سے کامل حق امامتِ مسجد وغیرہ کا ملا، اور زید میں خلافِ شریعت ہرگز کوئی بات ثابت نہیں ہوتی، بلکہ نہایت متقی، پرہیزگار، دین دار، سید، عالم، کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر مستقیم اور قوم بھی زید ہی کی امامت پر خوش اور راضی ہے، اگر ایسے شخص کا حق جبراً ضبط کر کے خالد نماز پنج گانہ جمعہ وغیرہا پڑھائے زید کی موجودگی میں تو شرعًا خالد کو امامت کرنا، اور اس کے پیچھے لوگوں کو اقتداء کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۸۳۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: **واعلم أنّ صاحب البیت ومثله إمام المسجد الرّاتب أولی بالإمامة من غیره مطلقًا أي وإن کان غیره من الحاضرین من هو أعلم وأقرأ منه إلخ** (۱) (**شامي**) پس معلوم ہوا کہ اولیٰ بالامامت اس صورت میں زید ہے نہ خالد، اور ایسی حالت میں کہ زید امام قدیم ومقرر کردۂ قوم ہے، خالد کو جبراً امام بننا ناجائز اور مکروہ ہے، **لحدیث أبي داؤد: ولا یقبل اللّٰه صلاة من تقدّم قومًا وهم له کارهون** (۱) (**الدّرّ المختار**) فقط (۸۲/۳-۸۳) (۲)

اہلِ محلّہ نے جس کو امام مقرر کیا ہے
اس کو امامت سے منع کرنا درست نہیں

سوال: (۹۶۴) ایک مولوی صاحب بیس سال سے قرآن شریف سنانے آیا کرتے تھے، تین سال سے بالکل آنا موقوف کر دیا تھا گویا لاپتا تھے، ہم لوگوں نے رمضان شریف سے چھ مہینہ پہلے ایک مولوی صاحب کو ملازم رکھ لیا تھا، شروع رمضان میں پہلے مولوی صاحب نے آ کر دوسرے مولوی صاحب کو مصلے سے اُتار دیا اور ان کو مارا اور ان کا حق خود لے لیا ان کو کچھ نہیں دیا، اس بارے میں شرعی فیصلہ کیا ہے؟ (۲۷۵۹/۱۳۴۳ھ)

---

(۱) **الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴، کتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد.** ظفیر

(۲) سوال وجواب رجسٹر نقول فتاویٰ کے مطابق کیے گئے ہیں۔۱۲

الجواب: جومولوی صاحب تین برس سے نہ آئے تھے اور دوسرے صاحب کو مقرر کرلیا تھا ان کو یہ جائز نہ تھا کہ امام جدید کو جس کو نمازیوں نے اور اہل محلّہ نے مقرر کرلیا تھا امامت سے منع کریں، اور مصلے سے ہٹادیں، یہ فعل ان کا حرام اور ناجائز تھا اور مارنا ظلم صریح ہے، وہ فاسق ہوگیا، اور اس کا کچھ حق اس میں نہیں ہے جو کہ امام ثانی کے لیے جمع کیا گیا، یہ اس امام سابق کا ظلم صریح ہے کہ اس کو اپنا حق سمجھتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۹۷/۳)

متعین امام کے علاوہ کسی کو امام بنا کر جماعت شروع کردی اور امام آجائے تو وہ کیا کرے؟

سوال: (۹۶۵) محلے کا امام اگر کسی عذر کے سبب سے نماز کے وقت مسجد میں نہ ہو اور نمازی کسی کو امام کرکے نماز شروع کردیں پھر امام آجائے تو وہ شریک جماعت ہو یا نہ ہو اور ان لوگوں کی نماز ہوجاوے گی یا نہیں؟ (۲۵۲/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: صورت مسئولہ میں نماز مقتدیوں کی دوسرے امام کے پیچھے درست ہوگئی، اور امام مذکور کو بھی جماعت میں ضرور شریک ہونا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۹۹/۳-۳۰۰)

زیادہ علم والا؛ کم علم والے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۶۶) ایک شخص مسائل سے اچھا واقف ہے، دوسرا شخص امام کم علم ہے ان دونوں میں مستحق امامت کا کون ہے؟ اور کم علم والے کے پیچھے زیادہ علم والا اگر نماز پڑھ لیوے تو درست ہے یا نہیں؟ (۷۹۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: احق بالامامت وہ شخص ہے جو مسائل نماز کو زیادہ جانتا ہو، لیکن اگر زیادہ علم والا کم علم والے کے پیچھے نماز پڑھ لے (تو) نماز ہوجاتی ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۸۲/۳)

---

(۱) الأولٰى بالإمامة أعلمهم بأحكام الصّلاة ، هٰكذا في المضمرات وهو الظّاهر؛ هٰكذا في البحر الرّائق . هٰذا إذا علم من القراء ة قدرَ ما تقوم به سنة القراء ة ، هٰكذا في التّبيين ==

عالم کی نماز امام مقرر کے پیچھے صحیح ہے

اور ناپاک جانماز پر پڑھی ہوئی نماز کا حکم

سوال: (۹۶۷)......(الف) ایک مسجد میں امام مقرر ہے اور ایک عالم بھی موجود ہے تو نماز کس کے پیچھے پڑھنی چاہیے؟ اور عالم کی نماز اس امام مقرر شدہ کے پیچھے صحیح ہے یا نہیں؟

(ب) ایسے امام کی اقتداء جس نے دو ماہ تک باوجود علم نجس (ناپاک) جانماز پر نماز پڑھی اور لوگوں کو پڑھائی درست ہے یا نہ؟ (۹۹۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) امام مقرر کے پیچھے ہی نماز پڑھنی چاہیے، یہی افضل ہے، اور عالم کی نماز امام مقرر کے پیچھے صحیح ہے، درمختار میں ہے: **ومثله إمام المسجد الرّاتب أولى بالإمامة من غيره مطلقًا وفي الشّامي: قوله: (مطلقًا) أي وإن كان غيره من الحاضرين من هو أعلم وأقرء منه**[1] **(شامي: ۱/۵۲۲)**.

(ب) جانماز اگر نجس ہے تو اس پر نماز پڑھنے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر موضع سجود وقدمین پاک ہے تو نماز صحیح ہے ورنہ نہیں، اور موضع یدین اور رکبتین میں خلاف ہے، صحیح یہ ہے کہ نماز فاسد ہوجاتی ہے، پس اگر ماسوا ان مواقع کے کوئی جگہ جانماز کی نجس ہے تو نماز ہوجاتی ہے، اس صورت میں اعتراض کچھ نہیں ہے۔ درمختار میں ہے، باب شروط الصّلاۃ میں: **ومكانِهٖ أي موضعِ قدميه أو إحداهما رفع الأخرى وموضع سجودِهٖ اتّفاقًا في الأصحّ ، لا موضع يديه وركبتيه على**

== ولم يُطْعَن في دينهٖ إلخ ، ويجتنب الفواحشَ الظّاهرةَ وإن كان غيرُه أورعَ منه كذا في المحيط ، وهٰكذا في الزّاهدي ، وإن كان متبحّرًا في علم الصّلاة لكن لم يكن له حظٌّ في غيرهٖ من العلوم فهو أولٰى إلخ ، دخل المسجد من هو أولٰى بالإمامة من إمام المحلّة فإمام المحلّة أولٰى كذا في القنية. (الفتاوى الهندية: ۱/۸۳، كتاب الصّلاة ، الباب الخامس في الإمامة ، الفصل الثّاني في بيان مَن هو أحقّ بالإمامة) ظفیر

(۱) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

الظّاهر إلخ[۱] شامی میں ہے: وفي البحر: واختار أبو اللّيث أنّ صلاته تفسد وصحّحه في العيون إلخ[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۱۹-۳۲۰)

بڑے عالم کی موجودگی میں کم علم والے متعین امام کی امامت درست ہے

سوال: (۹۶۸) جو امام کسی جگہ امامت پر متعین ہے، اور اسی جگہ دیگر شخص اس سے علم میں زاید ہو تو بلا اجازت اس کی وہ امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کرسکتا تو بلا اجازت نکاح خوانی کس طرح کرسکتا ہے؟ (۱۳۳۸/۵۲۹ھ)

الجواب: احادیث اور روایاتِ فقہ سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ جو شخص امام کسی مسجد ومحلّہ کا ہو اس کی موجودگی میں اس کی مرضی کے خلاف دوسرا امام نہ ہو[۳] اور نکاح خوانی کے لیے شارع علیہ السلام نے قاضی نکاح خواں کو معین اور مقرر نہیں کیا، بلکہ یہ کام اولیاء کے سپرد کیا گیا ہے جس کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے، پس نکاح خوانی کو امامت پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم (۳/۸۱-۸۲)

ناظرہ خواں کے پیچھے عالم کی نماز بلا کراہت درست ہے

سوال: (۹۶۹) ایک امام مسجد جو ناظرہ خواں اور نہایت نمازی ہے بہ وقت مغرب نماز پڑھا رہا تھا، ایک رکعت ہوگئی تھی کہ اتنے میں ایک عالم آگئے، انہوں نے امام سے زبردستی نیت تڑوا کر خود نماز پڑھائی، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۹/۱۴۸۵ھ)

الجواب: یہ فعل اس مولوی کا نہایت قبیح اور معصیت ہے وہ سخت گنہ گار ہوا، کوئی وجہ بظاہر ایسی معلوم نہیں ہوتی کہ فرض نماز امام اور مقتدیوں کی تڑوائی جاوے، شاید اس کو یہ خیال ہو کہ ناظرہ خواں کے پیچھے عالم کی نماز نہیں ہوتی حالانکہ یہ غلط ہے[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۵۲)

---

(۱) الدّرّ المختار مع الشّامي: ۲/۶۸-۶۹، كتاب الصّلاة، أوائل باب شروط الصّلاة.
(۲) ردّ المحتار: ۲/۶۹، كتاب الصّلاة، باب شروط الصّلاة، قبيل مطلب في ستر العورة.
(۳) واعلم أنّ صاحبَ البيتِ ومثله إمام المسجد الرّاتب أولٰى بالإمامة من غيره (الدّرّ المختار) وفي الشّامي: قوله: (مطلقًا) أي و إن كان غيره من الحاضرين مَن هو أعلم واقرأ منه إلخ. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

معین امام قاری نہیں ہے تو قاری کا انتظار کرنا چاہیے یا نہیں؟

سوال: (۹۷۰) اگر جماعت تیار ہے، اور امام مقررہ قراءت سے ناواقف ہے، ایک قاری وضو کر رہا ہے تو اس کا انتظار کیا جاوے یا نہیں؟ (۱۰۵۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس صورت میں انتظار قاری صاحب کا مناسب و بہتر ہے۔ فقط (۷۸/۳)

جاہل کی اقتداء عالم کرسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۷۱) اگر ایک جاہل نماز پڑھا رہا ہے، اور ایک عالم یا عالم مسائل بہ قدر ضرورت آ گیا تو وہ عالم اس کے پیچھے اقتداء کرے یا نہ؟ اگر اقتداء کیا تو نماز میں کچھ قصور تو نہیں آیا؟ (۹۶۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اقتداء کرلے نماز میں کچھ نقص نہیں ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۱۱/۳)

عالم کی نماز توتلے کے پیچھے درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۷۲) ایک توتلا آدمی نماز پڑھا رہا تھا اور اس کے پیچھے کئی ایک اُمی (۲) مقتدی تھے، بعد ایک رکعت کے ایک عالم نماز پڑھنے کی غرض سے آیا، وہ جماعت میں شریک ہو یا نہ ہو، اگر شریک ہو گیا تو سب لوگوں کی نماز تو باطل نہ ہو جائے گی، اور عالم کی نماز توتلے کے پیچھے درست ہوگی یا نہیں؟ (۱۹۷۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: وہ عالم جو بعد میں آیا اگر اپنی نماز علیحدہ پڑھے تو اس کی نماز بھی صحیح ہوگی، اور جو اُمی

(۱) واعلم أنّ صاحبَ البيت ومثلُهُ إمام المسجد الرّاتب أولى بالإمامة من غيره مطلقًا . وفي الشّامي : قوله: (مطلقًا) أي وإن كان غيره من الحاضرين مَن هو أعلم وأقرأ منه. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲۵۴/۲، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد)

(۲) مطبوعہ فتاویٰ میں 'اُمی' کی جگہ 'آدمی' تھا، تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔

پہلے سے نماز پڑھ رہے تھے ان کی بھی نماز صحیح ہوگی، اور اگر وہ عالم اُمی مذکور کے پیچھے اقتداء کرے گا تو پھر کسی کی نماز بھی صحیح نہ ہوگی نہ اس عالم کی اور نہ ان اُمیوں کی جو پہلے سے پڑھ رہے تھے، چنانچہ عبارت درّمختار: وإذا اقتدى أمّيٌّ وقارئ بأميٍّ تفسد صلاةُ الكلّ إلخ (۱) اس کو شامل ہے۔ وصحّت لو صلّى كلٌّ من الأمّيِّ والقارئ وحده في الصّحيح إلخ (۱) (الدّرّ المختار) فقط (۱۱۲-۱۱۱/۳)

تاجر عالم یا حافظ امامت کر سکتا ہے

سوال: (۹۷۳) کوئی عالم یا حافظ تجارت کا پیشہ کرتا ہو کیا ان کے پیچھے نماز ہو جاوے گی؟ (۱۳۳۵/۶۵ھ)

الجواب: وہ عالم یا حافظ تجارت پیشہ نماز پڑھا سکتے ہیں اور نماز ان کے پیچھے صحیح ہے، نماز فرض وجمعہ سب میں وہ امام ہو سکتے ہیں (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۳۲/۳)

استاذ کی موجودگی میں شاگرد کی امامت درست ہے

سوال: (۹۷۴) امام کا لڑکا نابالغ ہو اور اہل محلّہ اس کے والد کی وفات کے بعد اور کسی کو امام بنالیں، اور وہ لڑکا واسطے تعلیم علم دین کے چلا جائے، پھر علم حاصل کر کے واپس آئے، اور وہ امام ثانی متعدد مرتبہ گناہ کبیرہ کر چکا ہو، اور لوگوں نے اس کو (امامت سے) (۳) معزول کر دیا، مگر کہیں گیا نہیں نماز پڑھاتا رہا، اب لوگ چاہتے ہیں بہ وجہ استحاق اوّل اور فسقِ ثانی کے امام کو معزول کر کے لڑکے کو اپنا امام بناویں، اگر معزول کہے کہ یہ لڑکا میرا شاگرد ہے میری جگہ کھڑا ہو کر نماز پڑھاوے، اس کی نماز جائز نہ ہوگی، یہ کیسا ہے؟ اگر معزول نے اس لڑکے عالم سے کچھ مسائل شرعی سیکھ لیے تو اس کا شاگرد بن سکتا ہے یا نہ؟ (۱۳۳۴-۳۳/۱۹۰۹ھ)

---

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۹۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب: المواضع الّتي تُفسِدُ صلاة الإمام دون المؤتمّ.

(۲) تجارت جائز پیشہ ہے، ارشاد ربّانی ہے: ﴿أَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۲۷۵) ظفیر

(۳) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیا گیا ہے۔ ۱۲

الجواب: قوم کو اختیار ہے کہ امام ثانی کو معزول کر کے امام اوّل کے پسر کو جو کہ اب بالغ ہوگیا ہے اور عالم ہے امام بناویں، اس میں قوم پر کچھ مواخذہ نہیں، بلکہ یہ فعل ان کا شرعاً مستحسن ہے، اس لڑکے کا استحقاق اگر چہ باپ کے امام ہونے کی وجہ سے نہیں مگر بہ وجہ علم کے؛ قوم اس کو امام بنا سکتی ہے (۱) اور معزول کا یہ قول غلط ہے، اور جس سے مسائل شرعیہ سیکھے جاویں وہ استاد ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۳۰-۲۳۱)

جو شاگرد اپنے استاذ کی مخالفت کرے

اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۷۵) زید ایک مسجد کا امام ہے، اور زید کا ایک بہنوئی ہے اس سے زید نے دو چار سبق عربی کے پڑھے ہیں، زید اور اس کے بہنوئی میں امور خانگی پر جھگڑا ہوا، بہنوئی کہتا ہے کہ میں تیرا استاد ہوں تو نے میرا مقابلہ کیا تیرے پیچھے نماز جائز نہیں، کیوں کہ جب شاگرد استاد میں مخالفت ہو تو شاگرد کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۲۲۹۴/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: یہ بات تو غلط ہے کہ اگر استاد اور شاگرد میں خلاف ہو تو شاگرد کے پیچھے نماز جائز نہ ہو، البتہ بے وجہ استاد علم دین کی مخالفت اور عداوت کرنا اور توہین کرنا معصیت ہے، اور شامی میں ہے: **وقال الزّندويسي: حقّ العالم على الجاهل وحقّ الأستاد على التّلميذ واحد على السّواء إلخ وحقّ الزّوج على الزّوجة أكثر من هٰذا إلخ** (۲) اس کا حاصل یہ ہے کہ عالم کا حق جاہل پر اور استاد کا حق شاگرد پر برابر ہے، اور شوہر کا حق اس کی عورت پر اس سے زیادہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۷۹-۲۸۰)

(۱) **والأحقّ بالإمامة تقديمًا بل نصبًا ...... الأعلم بأحكام الصّلاة فقط صحّةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظّاهرة . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار : ۲/۲۵۱، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد)** ظفیر

(۲) **ردّ المحتار: ۱۰/۴۰۵، كتاب الخنثٰى ، مسائل شتّٰى ، قبيل كتاب الفرائض .**

تیمّم کرنے والے کے پیچھے وضو کرنے والوں کی نماز صحیح ہے

سوال: (۹۷۶) تیمّم والے کی امامت جائز ہے یا نہ؟ (۱۰۹۹/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے جس میں تیمّم جائز ہے تیمّم کرے تو اس کے پیچھے وضو کرنے والوں کی نماز صحیح ہے، اور امام ہونا اس کو جائز ہے [۱] جیسا کہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ تیمّم طہارت مطلقہ یعنی کاملہ ہے [۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۷۲/۳-۱۷۳)

مسجد کا خدمت گار امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۷۷) بکر مسجد کا خدمت گار ہے، یہ امام کی عدم موجودگی میں نماز پڑھا دیتا ہے؛ آیا نماز اس کے پیچھے ہوجاتی ہے یا نہیں؟ (۱۳۶۴/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس کے پیچھے نماز صحیح ہے (اگر وہ لائق امامت ہے، یعنی مسائل نماز سے واقف ہے اور قراءت صحیح کرتا ہے۔ ظفیر) فقط (۱۵۲/۳)

مندرجہ ذیل تین شخصوں میں سے

امامت کے لائق کون ہے؟

سوال: (۹۷۸) زید، عمر، بکر تینوں ایک جگہ ملازم ہیں زید سواروں میں، عمر سپاہیوں میں، بکر ستار بجانے میں، زید حافظ ہے اور طوائف سے پیدا ہوا ہے، پابندِ صوم وصلاۃ ہے، ممنوعاتِ شرعیہ

---

(۱) وَصَحّ اقْتِدَاءُ مُتَوَضِّیءٍ لَا مَاءَ مَعَهُ بِمُتَيَمِّمٍ . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۸۹، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، قبيل مطلب في رفع المبلّغ صوته زيادة على الحاجة) ظفیر

(۲) وَيجوز أن يؤم المتيمّم المتوضّئين ، وهٰذا عند أبي حنيفة وأبي يوسف ، وقال محمّدٌ: لا يجوز لأنّه طهارة ضرورية، والطّهارة بالماء أصلية، ولهما أنّه طهارة مطلقة ولهٰذا لا يتقدّر بقدر الحاجة. (الهداية: ۱/۱۲۶، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة)

سے بچتا ہے، اخلاق اچھا ہے، عمر کا تلفظ درست نہیں، چھوٹی سورت بھی صحیح نہیں پڑھتا، پابند صوم وصلاۃ ہے، اور بکر بھی پابند صوم وصلاۃ ہے، مگر پیشہ ستار بجانے کا کرتا ہے، قرآن شریف صحیح پڑھتا ہے؛ ان تینوں میں مستحق امامت کون ہے؟ (۱۰۰۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ان تینوں میں زید احق بالامامت ہے، اور اگر زید نہ ہو اور عمر وبکر موجود ہوں تو بکر اگرچہ فاسق ہے بہ وجہ پیشہ حرام کے لیکن عمر اگر قرآن پڑھنے میں ایسی غلطی کرتا ہے کہ اس سے نماز فاسد ہوجائے تو بکر امام ہونا چاہیے کہ وہ قرآن شریف تو صحیح پڑھتا ہے، اگرچہ امامت فاسق کی مکروہ ہے، مگر اس کی پیچھے نماز ہوجاتی ہے، بہ خلاف عمر کے کہ اس کے پیچھے نماز فاسد ہونے کا خوف ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۹۴/۳)

ایک شخص نے جنابت کا تیمّم کیا اور دوسرے نے حدث کا تو ان میں کس کی امامت افضل ہے؟

سوال: (۹۷۹) ایک شخص نے جنابت کا تیمّم کیا اور دوسرے نے حدث کا اور دونوں علم اور ورع میں برابر ہیں تو امامت کس کی افضل ہوگی؟ (۲۸۳۵/۱۳۴۵ھ)

الجواب: دونوں برابر معلوم ہوتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۷۶/۳)

نابینا عالم اور بینا غیر عالم میں سے احق بالامامت کون ہے؟

سوال: (۹۸۰) ایک شخص نابینا ہے لیکن عالم ہے اور محتاط ہے، دوسرا شخص بینا مگر عالم نہیں تو احق بالامامت کون ہے؟ (۱۲۱۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اگر اندھا عالم ہے تو حقِ امامت اس کو ہے: شامی، جلد اوّل (میں ہے) **تَبِعَ في ذٰلك صاحبَ البحر حيث قال: قيد كراهةَ إمامةِ الأعمٰى في المحيط وغيرِه بأن لا يكون أفضلَ القوم فإن كان أفضلَهم فهو أولٰى**[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۹۱/۳)

(۱) ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد.

مولوی احق بالامامت ہے یا حافظِ قرآن؟

سوال: (۹۸۱) عید کی نماز کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف ہوا، بعض کہتے تھے کہ عید کی نماز امام صاحب جو ہمیشہ سے (نماز)[1] پڑھاتے ہیں پڑھاویں گے، اور بعض کہتے تھے کہ عید کی نماز حافظ صاحب پڑھاویں گے، جنہوں نے رمضان شریف میں قرآن تراویح میں سنایا ہے، اور کہتے ہیں کہ حافظ کے ہوتے ہوئے امام صاحب کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، آخر کار امام صاحب نے نماز پڑھائی اور حافظ صاحب نیت توڑ کر چلے گئے، ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟ بینوا توجروا (۱۶۵۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: تفرقہ مسلمانوں میں برا ہے، نماز حافظ صاحب کے پیچھے بھی ہوجاتی ہے، اور امام صاحب کے پیچھے بھی، نفسانیت بری ہے جو کوئی نفسانیت سے جماعت سے علیحدہ ہوا، اور نیت توڑ کر نماز سے چلا گیا، اس نے برا کیا اور گنہ گار ہوا، توبہ کرے اور سب کو باہم اتفاق سے رہنا چاہیے، اور اتفاق کے ساتھ امام مقرر کرنا چاہیے۔ (قاعدہ میں عالم احق بالامامت ہے۔ **والأحقّ بالإمامة تقديمًا بل نصبًا ...... الأعلم بأحكام الصّلاة فقط صحّةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظّاهرة إلخ . الدّرّ المختار مع الرّدّ: ۲/۲۵۱، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد.** ظفیر) (۳/۹۱-۹۲)

حافظ دین دار اور نیم ملا فاسق میں سے احق بالامامت کون ہے؟

سوال: (۹۸۲) زید نے بچپن میں کلام مجید حفظ کیا، ہمیشہ تلاوت کرتا ہے اور ماتجوز بہ الصلاۃ کو خوب جانتا ہے، اور قواعد تجوید سے بھی واقف ہے اور نیک وصالح ہے، اس کی امامت سے سب نمازی خوش ہیں، اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ؟ اور عمر ہدایہ، مشکاۃ پڑھ کر بھول گیا، اور نمازی اس کی امامت سے خوش نہیں، اور شطرنج کھیلتا ہے اور اکثر جمعہ کے (روز نمازِ) جمعہ چھوڑ کر شکار کو چلا جاتا ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۵/۳۵-۱۳۳۶ھ)

---

(۱) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیا گیا ہے۔ ۱۲

الجواب: ان دونوں میں (شخص اوّل الذکر)(۱) کی امامت افضل ہے، اور دوسرے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ ھٰکذا فی کتب الفقه(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۹۳/۳)

نماز کے مسائل سے ناواقف حافظ اور ناظرہ خواں واقف مسائل میں سے احق بالامامت کون ہے؟

سوال: (۹۸۳) زید حافظ ہے اور اس کی عورتیں بے پردہ ہیں، اور مسائل ضروری سے اچھی طرح واقف نہیں، عمر ناظرہ خواں ہے قرآن شریف صحیح پڑھتا ہے، اور مسائل ضروری سے بہ نسبت زید کے زیادہ واقف ہے، اور اس کی عورتیں پردہ نشین ہیں، اس حالت میں احق امامت کون ہے؟

(۱۷۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس حالت میں عمر زیادہ تر لائق امامت کے ہے، اگر چہ زید کے پیچھے بھی نماز صحیح ہے، مگر عمر کے پیچھے افضل ہے(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۹۷/۳)

فقیر اور نابینا سید میں سے احق بالامامت کون ہے؟

سوال: (۹۸۴) ایک مسجد میں امام قوم کا فقیر ہے، اس کے گھر میں پردہ نہیں ہے، دوسری مسجد میں امام سید ہے اور اس کے گھر میں پردہ ہے لیکن نابینا ہے، نماز جمعہ میں کس امام کو ترجیح ہے؟

(۱۰۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: امامت کے لیے افضل وہ شخص ہے جو مسائل نماز کے جانتا ہو اور صالح ومتقی ہو، اندھے ہونے سے امامت میں کچھ حرج نہیں ہے، جب کہ وہ نیک اور محتاط ہو اور مسائل سے واقف ہو، پس اگر وہ امام اندھا مسائل داں ہے اور نیک ہے تو جمعہ کی امامت کے لیے بھی

(۱) سوال وجواب میں قوسین والے الفاظ کی تصحیح یا اضافہ رجسٹر نقول فتاویٰ سے کیا گیا ہے۔ ۱۲

(۲) حوالہ؛ کتاب الصّلاۃ ، باب الإمامة سوال نمبر (۹۸۰) کے حاشیہ نمبر: (۱) میں ملاحظہ فرمائیں۔

وہی افضل ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۹۷)

شیخ اور سید کی موجودگی میں دوسرا امام بن سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۸۵) شیخ سید کی موجودگی میں بڈھے کو امام بنانا کیسا ہے؟ اور دکان دار جو شریف ومتقی ہے وہ امامت کراسکتا ہے یا نہ؟ (۱۲۱۲/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: نماز سب کے پیچھے ہو جاتی ہے، شیخ وسید کی تخصیص نہیں ہے، شیخ وسید کی نماز غیر شیخ و سید کے پیچھے ہو جاتی ہے، امام کو لائق امامت ہونا چاہیے، نسب کی اس میں کچھ قید نہیں ہے جو شخص مسائل نماز سے واقف ہو اور متقی ہو وہی احق بالامامت ہے، سید ہو یا (نہ ہو)[۲] دُکان دار ہو یا پیشہ والا ہو بڈھا ہو یا جوان ہو[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۱۹)

یہ غلط ہے کہ سوائے سادات کے اور کوئی مستحق امامت نہیں

سوال: (۹۸۶) بعض لوگ کہتے ہیں کہ سوائے سادات کے اور کوئی مستحق امامت نہیں ہے؛ یہ کہنا صحیح ہے یا غلط؟ (۳۱۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: یہ غلط ہے کہ سوائے سادات کے اور کوئی شخص مستحق امامت نہ ہو، امامت کا استحقاق علم وفضل وتقوی پر ہے، اور جو شخص مسائل سے واقف ہو وہ اگرچہ سید نہ ہو بہ نسبت سید کے جو مسائل سے ناواقف ہو احق واولیٰ بالامامت ہے۔ کما بین في کتب الفقه[۱] فقط واللہ اعلم (۳/۹۳)

---

(۱) والأحقّ بالإمامة تقديمًا بل نصبًا .... الأعلم بأحكام الصّلاة فقط صحّةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظّاهرة إلخ. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۱، کتاب الصّلاة باب الإمامة)

قيد كراهة إمامة الأعمٰى في المحيط وغيره بأن لا يكون أفضل القوم، فإن كان أفضلهم فهو أولىٰ اهـ. (ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، کتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۲) قوسین کے درمیان والے الفاظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیے گئے ہیں ۱۲

کنجڑا اور بھٹیارا وغیرہ کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۹۸۷) جو امام تنخواہ دار ہو یا جولاہا یا کنجڑا یا بھٹیارا یا سقا ہو، ایسے لوگوں کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۲۲۳ھ)

الجواب: امام تنخواہ دار کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے، اور جولاہا، حجام، سقا، کنجڑا وغیرہ کوئی قوم ہو جو صالح و متقی ومسائل نماز سے واقف ہے، اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے، بلکہ شیخ سید وغیرہ اگر فاسق ہوں تو ان سے افضل ہے۔ کما قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ الآية﴾ (سورۂ حجرات، آیت: ۱۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۸۵/۳)

خودغرض کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۹۸۸) زید کا کام جس سے نکلتا ہے اس کی خاطر تواضع کرتا ہے، اور جس سے کام نہ نکلے اس سے حسد کرتا ہے؛ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ (۱۳۳۵/۳۰۱ھ)

الجواب: ایسا شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۳۶/۳)

وہمی کو امام نہیں بنانا چاہیے

سوال: (۹۸۹) ایک شخص اس قدر وہمی ہے کہ کسی سے مصافحہ نہیں کرتا، اگر کوئی مسلمان اس کو کوئی چیز دیوے تو اپنے ہاتھ میں نہیں لیتا، اس سے کہتا ہے کہ زمین پر رکھ دو پھر زمین پر سے اٹھاتا ہے؛ ایسے شخص سے بیعت کرنا اور اس کو امام بنانا کیسا ہے؟ (۱۳۳۶-۳۵/۷۰ھ)

---

(۱) امام کو متقی دین دار ہونا چاہیے۔ والأحق بالإمامة تقديمًا بل نصبًا ...... الأعلم بأحكام الصّلاة فقط صحّةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظّاهرة (الدّرّ المختار) كذا في الدّراية عن المجتبیٰ وعبارة الكافي وغيره: الأعلم بالسّنّة أولىٰ إلّا أن يطعن عليه في دينه، لأنّ النّاس لا يرغبون في الاقتداء به. (الدّرّ المختا و ردّ المحتار: ۲۵۱/۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

الجواب: ایسا وہمی شخص جس کو اتباع شریعت کا کچھ خیال نہیں ہے لائق بیعت کرنے کے اور پیرومقتدا بنانے کے نہیں ہے، اور امام بنانا بھی اس کو نہیں چاہیے، لیکن اگر اس نے نماز پڑھائی تو اگر کوئی امر مفسدِ صلاۃ اس سے سرزد نہیں ہوا تو نماز ہوگئی (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۵۷)

مستورالحال کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۹۰) زید جو کہ ایک مشتبہ حالت کا شخص ہے جس کی نسبت کوئی بھی واقفیت نہیں رکھتا کہ وہ دراصل کہاں کا رہنے والا ہے؟ کون ذات؟ کتنے علم؟ اور کس چال میں کا ہے؟ اور مزید برآں یہ کہ جب اس سے خود پوچھا جاتا ہے مثلاً یہ کہ تم نے کہاں تعلیم پائی ہے؟ جس کے جواب میں وہ مدرسہ اسلامیہ دیوبند بتلاتا ہے، لیکن تحقیقات سے یہ بات غلط اور جھوٹ ثابت ہوئی ہے، پس اگر ایسے شخص کو صلاۃ جمعہ اور عیدین وغیرہ کے لیے امام مقرر کرلیا جاوے تو کیا یہ جائز ہے؟

(۱۰۴۴/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اگر وہ شخص بہ ظاہر حال صالح اور نمازی اور مسائل سے واقف ہے، تو اگر چہ کہیں کا پڑھا ہوا ہو نماز اس کے پیچھے درست ہے، اور حدیث شریف میں ہے: **صلّوا خلف کلّ برّ وفاجر الحدیث** (۲) یعنی ہر ایک نیک وبد کے پیچھے نماز پڑھو، مطلب یہ ہے کہ نماز بہ کراہت فاسق کے پیچھے بھی ہوجاتی ہے، اگر چہ اولیٰ بالامامت عالم ومتقی وغیرہ ہے، الغرض اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۷۶)

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) اس حدیث شریف کی تخریج **کتاب الصّلاۃ ، باب الإمامة** کے سوال: (۷۱۳) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔۱۲

(۳) **والأحقّ بالإمامة تقديمًا بل نصبًا ...... الأعلم بأحكام الصّلاة فقط ، صحّةً وفسادًا إلخ بشرط اجتنابه للفواحش الظّاهرة وحفظه قدر فرض إلخ .**
(الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۱، کتاب الصّلاۃ ، باب الإمامة) ظفیر

جس کو نماز کی حالت میں مذی نکلتی ہو اس کی امامت درست نہیں

سوال: (۹۹۱) میں مجرد ہوں، بعض ایام میں شہوت کا زور ہوتا ہے، اور نماز میں بھی خیالات آتے ہیں اور مذی کے قطرے ٹپکتے ہیں، ایسی حالت میں نماز پڑھنا اور امام بننا جائز ہے یا نہیں؟ اور چونکہ مجھے کہیں نکاح ہونے کی توقع نہیں، اس لیے میرا ارادہ ہے کہ ایسی دوا کھاؤں جس سے شہوت کا مادہ جاتا رہے یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۲۶۶/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: حدیث شریف میں یہ مضمون آیا ہے کہ جو شخص نکاح کا سامان اور طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کرے، اور جس کے پاس نکاح کا سامان نہ ہو اور اس کا نکاح کہیں نہ ہوسکتا ہو؛ وہ روزے رکھے کہ روزہ رکھنا اس کے لیے وجاء ہے، یعنی شہوت کو روکتا ہے (۱) اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نامرد بننے سے منع فرمایا ہے، اور اس کو حرام فرمایا ہے (۲) ایسا ارادہ ہرگز نہ کرنا چاہیے، اگر آپ اس حدیث پر عمل کریں گے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب سے نکاح کا سامان بھی فرما دیوے گا۔ ''می دہد یزداں مراد متقی'' (۳) قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهٗ مَخْرَجًا الآية﴾ (سورۂ طلاق، آیت:۲)۔ ترجمہ: ''اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کشائش فرماتا ہے''۔

---

(۱) عن عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال : قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم : يا معشر الشّباب ! من استطاعَ منكم الباءة فليتزوّج ، فإنّه أغضّ للبصر وأحسن للفرج ، ومَن لم يستطعْ فعليه بالصّوم ، فإنّه له وجاء ، متّفق عليه. (مشكاة المصابيح ، ص:۲۶۷، كتاب النّكاح ، الفصل الأوّل)

(۲) عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قلتُ: يا رسول اللّٰه ! إنّي رجلٌ شابٌّ وأنا أخاف على نفسي العنت ، ولا أجد ما أتزوّج به النّساء كأنّه يستأذنه في الاختصاء ، قال : فسكت عنّي، ثمّ قلت مثل ذلك ، فسكت عنّي ، ثمّ قلت مثل ذٰلك ، فسكت عنّي ، ثمّ قلت مثل ذٰلك ، فقال النّبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم : يا أبا هريرة ! جفّ القلم بما أنت لاق ، فاختصّ على ذٰلك أو ذَر ، رواه البخاري. (مشكاة المصابيح ، ص:۲۰، كتاب الإيمان ، باب الإيمان بالقدر ، الفصل الأوّل)

(۳) اللہ تعالیٰ پرہیزگار کی مراد پوری فرماتے ہیں۔۱۲

اور مذی کے قطرہ ٹپکنے کی حالت میں نماز نہیں ہوتی، ایسے شخص کو امام نہ بننا چاہیے، البتہ جب روزہ رکھنے سے شہوت کم ہو جاوے اور مذی نہ آوے اس وقت امام بن جاوے۔ فقط (۳/۲۶۲-۲۶۳)

ٹخنوں سے نیچا پائجامہ پہننے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۹۲) اگر امام کا پائجامہ ٹخنوں سے نیچا ہو تو اس کی امامت کیسی ہے؟

(۲۸۰/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: قصداً اگر نیچا رکھتا ہو تو نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۶۳)

ڈاڑھی منڈانے اور کٹانے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۹۳) ......(الف) زید حاجی ہے اور بہت پابند پنج گانہ ہے، اور زید کے تین لڑکے ہیں ایک ڈاڑھی نہیں منڈاتا بلکہ لمبی ڈاڑھی شرعی لباس میں مثل زید کے ہے، اور دو (۲) ڈاڑھی منڈاتے ہیں، زید اور تینوں لڑکے دُکان داری میں جھوٹ بول کر سودا بیچتے ہیں تو ایسی حالت میں زید اور اس کے لڑکے امامت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(ب) زید حافظ پابند صوم وصلاۃ ہے، مگر ڈاڑھی قدرے کتروا دیتا ہے، ایک انگل کے اندازہ سے رکھتا ہے، اس حالت میں زید کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اگر کوئی مولوی اس کو مجمع میں کہے کہ یہ فاسق ہے اور مرتد ہے تو کیا حکم ہے؟ (۱۴۸۰/۳۵-۱۳۳۶ھ)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: ما أسفل من الكعبين من الإزار في النّار، رواه البخاري. (مشكاة المصابيح، ص:۳۷۳، كتاب اللّباس، الفصل الأوّل) جب یہ ناجائز ہوا تو جو اس کا مرتکب ہوگا وہ فاسق ہوا۔ اور فاسق کی امامت مکروہ ہے۔ ويُكره .... إمامةُ عبدٍ إلخ وفاسق. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

الجواب: (الف) زید اور زید کے لڑکوں میں سے جو متشرع پابند صوم وصلاۃ ہے اور ظاہراً کوئی علامت فسق کی اس میں نہیں ہے، اس کی امامت بلا کراہت درست ہے اور جو کوئی امر فسق کا ان میں ہے تو امامت اس کی مکروہ ہے [1]

(ب) ایک قبضہ سے کم ڈاڑھی کو کتروانا یعنی اس قدر کتروانا کہ قبضہ سے کم رہ جاوے ممنوع ہے [2] ایسے ڈاڑھی کتروانے والے اور منڈوانے والے پر فسق کا اطلاق صحیح ہے وہ فاسق ہے، مرتد اور کافر کہنا اس کو حرام اور ناجائز ہے، اور مرتد کہنے میں سخت گناہ کہنے والے کو ہے، اور فاسق کی امامت مکروہ ہے نماز اس کے پیچھے بہ کراہت ادا ہوجاتی ہے، اور مرتد کہنے والا مولوی سخت معصیت اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، وہ اس کہنے سے فاسق ہوگیا توبہ کرے [3] فقط (۳/۸۹-۹۰)

سوال: (۹۹۴) جو مسلمان ڈاڑھی منڈاتے ہیں یا ایک مشت سے کم کترواتے ہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۵۷۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جو مسلمان ڈاڑھی منڈواتے ہیں یا ایک مشت سے کم کترواتے ہیں وہ فاسق ہیں ان کے پیچھے نماز مکروہ ہے [3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۴۰)

ڈاڑھی منڈنے والوں کی امامت ڈاڑھی منڈانے والا کرسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۹۵) ایک شہر میں انگریزی مدرسہ میں علاوہ درسی تعلیم کے دینیات بھی پڑھاتے ہیں، لیکن سرکاری قانون پر عمل درآمد ہوتا ہے، آج کل مدرسہ کا وقت دس بجے صبح سے تین بجے شام تک ہے

---

(۱) ویکره …… إمامة عبد إلخ وفاسق. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، کتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۲) والسّنّة فیها القبضة إلخ ولذا یحرم علی الرّجل قطع لحیته. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۹/۴۹۸، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع) ظفیر

(۳) وعزّر الشّاتم بیا کافر وهل یکفر إن اعتقد المسلمَ کافرًا؟ نعم، وإلّا لا، به یفتی. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۶/۸۵، کتاب الحدود، باب التّعزیر، مطلب في جرح المجرّد) ظفیر

درمیان میں ایک بجے بیس منٹ کی چھٹی ہوتی ہے، اور اس وقت وہ نماز کو جاتے ہیں، اور جمع ہو کر باجماعت نماز ادا کرتے ہیں، اگر طلباء کو کسی وجہ سے دیر ہوجاتی ہے تو قطع نظر نقصان کے ان سے اسکول میں جواب طلب کیا جاتا ہے، ایسی حالت میں اگر امام نہ ہو اور لڑکوں کو دیر ہوتی ہو تو کسی طالب علم کو جو کہ ڈاڑھی منڈاتا ہے لیکن حافظ قرآن اور صوم وصلاۃ کا پابند ہے، اور دیگر طلباء میں فوقیت رکھتا ہے، امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو لڑکوں کو جداگانہ نماز پڑھ کر مدرسہ جانا چاہیے یا نہیں؟ یا بالکل نہ پڑھنا چاہیے؟ (۱۹۱۴/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: اگر اس مسجد کا امام ونمازی نہ رہتے ہوں تو لڑکوں کو مسجد میں جماعت نہ کرنا چاہیے، البتہ مسجد سے خارج کوئی جگہ ہو تو اس میں جماعت کر سکتے ہیں، اور اپنی جماعت میں سے جو امامت کے لائق ہو اس کو امام بنالیا جاوے، نماز ہر ایک مسلمان کے پیچھے ہو جاتی ہے، لیکن یہ فرق ہے کہ نیک آدمی کے پیچھے زیادہ ثواب ہے اور ڈاڑھی منڈے کے پیچھے مکروہ ہے اور ثواب کم ہے[1] فقط (۳/۳۲۳-۳۲۴)

جو شخص ایک مشت ڈاڑھی رکھنے کی مخالفت کرتا ہے اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۹۶) ایک مولوی صاحب ایک مسجد کے امام اور خطیب ہیں محدث اور طبیب ہیں، ڈاڑھی خش خشی رکھواتے ہیں، اور اثباتِ مدعا میں فرماتے ہیں کہ ڈاڑھی کا رکھوانا کسی صحیح واجب العمل حدیث سے ثابت نہیں، منڈوانا یا زائد از قبضہ مشت کٹوانا حرام تو بجائے خویش مکروہ تحریمی بھی نہیں، اور احیاناً عنـد الهيجان و الغليان یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ ڈاڑھی منڈوانے والے احباب کا سردار اور پیشوا ہوں، ڈاڑھی منڈوانا یا کٹوانا حرام ہے یا مکروہ؟ قبضہ کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں؟ (۸۴۸/۱۳۳۷ھ)

---

(۱) وفي النّهر عن المحيط: صلّى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة (الدّرّ المختار) أفاد أنّ الصّلاة خلفهما أولى من الانفراد، لكن لا ينال كما ينال خلف تقيٍّ وَرَعٍ. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۷-۲۵۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

الجواب: حدیث میں ڈاڑھی کے بڑھانے اور چھوڑنے کا حکم ہے، جیسا کہ حدیث مسلم میں ہے: **عشر من الفطرة قصّ الشّارب وإعفاء اللّحية الحديث** (۱) اس سے قطع کرنا ڈاڑھی کا حرام ہونا ثابت ہوا، اور فقہاء نے حلق لحیہ اور مادون قبضہ کو کتروانا حرام لکھا ہے۔ **کما في الدّرّ المختار: والسُّنة فيها القبضة إلخ، ولذا يحرم على الرّجل قطع لحيته إلخ** (۲) پس معلوم ہوا کہ ڈاڑھی کو قبضہ سے کم کتروانا اور قطع کرانا یا منڈوانا حرام ہے، اور یہ قول اس شخص کا کہ ڈاڑھی کا رکھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے، اور منڈوانا اور مادون قبضہ کو قطع کرانا حرام اور مکروہ نہیں ہے؛ بالکل غلط ہے، اور امامت اس شخص کی مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہ فاسق ہے، اور امامت فاسق کی مکروہ تحریمی ہے۔ **كذا في الشّامي** (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۸۹-۲۹۰)

پوری ڈاڑھی رکھنے والے کی امامت بہتر ہے یا خش خشی رکھنے والے کی؟

سوال: (۹۹۷) ہمارے گاؤں میں دو امام ہیں: ف، م۔ 'ف' بہ عمر ۵۰ سالہ سفید پوش ریش دار حافظ قرآن پابند جماعت، 'م' بہ عمر ۳۰ چالیس سالہ خشخاشی ڈاڑھی ناظرہ خواں مسجد سے تقریبًا ہر وقت غائب اور ایک دفعہ بے وضو جماعت کرائی تو اس حالت میں امامت کس کی بہتر ہے؟ اور کون امام ہونا چاہیے؟ (۱۲۷۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس صورت میں 'ف' احق بالامامت ہے اور نماز 'م' کے پیچھے بھی ادا ہو جاتی ہے،

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: عشر من الفطرة قصّ الشّارب الحديث. (مشكاة المصابيح، ص: ۴۴، كتاب الطّهارة، باب السّواك، الفصل الأوّل) ظفیر

(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۹/۴۹۸، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع.

(۳) أمّا الفاسق فقد علّلوا كراهة تقديمه إلخ، بل مشى في شرح المنية على أنّ كراهة تقديمه كراهة تحريمٍ لما ذكرنا. (ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد) ظفیر

مگر جب کہ وہ دین کے بارے میں محتاط نہیں ہے، اور ڈاڑھی اس کی موافق شرع کے نہیں ہے، اور کبھی اس نے بے وضو نماز پڑھائی ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۱۲۷-۱۲۸)

ایک مشت سے کم ڈاڑھی رکھنے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۹۹۸) زید کی ڈاڑھی کٹی ہوئی ہے، بہ مقدار ایک دو اُنگل کے باقی ہے، پوری چار اُنگل نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۸۶۵ھ)

الجواب: درمختار میں ہے کہ چار انگشت سے کم ڈاڑھی کا قطع کرانا حرام ہے۔ **وأمّا قطعها وهي دونها فلم يبحه أحد إلخ** (۲) اور نیز درمختار میں ہے: **ولذا يحرم على الرّجل قطع لحيته** (۳) پس شخص مذکور کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اگرچہ بہ حکم **صلّوا خلف كلّ برٍّ وفاجر** (۴) اس کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے، لیکن ایسے شخص کو امام بنانا نہیں چاہیے۔ **لأنّ في إمامته تعظيم وتعظيم الفاسق حرام** (۵) (شامي) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۱۸۱)

---

(۱) ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، اس سے چھوٹی کرانا ڈاڑھی کٹانے کے حکم میں ہے اور یہ حرام ہے۔ **لايكره دهن شارب ولا كحل إذا لم يقصد الزينة أو تطويل اللّحية إذا كانت بقدر المسنون وهو القبضة ...... وأمّا الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنّثة الرّجال فلم يبحه أحد وأخذُ كلِّها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم. (ردّ المحتار: ۳/ ۳۵۳-۳۵۵، كتاب الصّوم ، باب ما يفسد الصّوم وما لا يفسده ، مطلب في الأخذ من اللّحية)**

(۲) **وأمّا الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعضُ المَغاربة ، ومُخنّثةُ الرّجال فلم يُبحْهُ أحدٌ. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۳/ ۳۵۴-۳۵۵، كتاب الصّوم ، باب ما يفسد الصّوم وما لا يفسده ، مطلب في الأخذ من اللّحية)**

(۳) **الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۹/ ۴۹۸، كتاب الحظر والإباحة ، فصل في البيع .**

(۴) اس حدیث شریف کی تخریج **كتاب الصّلاة ، باب الإمامة** کے سوال: (۷۱۳) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

(۵) **أمّا الفاسق فقد علّلُوا كراهة تقديمه بأنّه لا يهتمّ لأمر دينه ، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه ، وقد وجب عليهم إهانته شرعًا إلخ ، بل مشى في شرح المنية على أنّ كراهة تقديمه كراهة تحريمٍ لما ذكرنا. (ردّ المحتار: ۲/ ۲۵۵، باب الإمامة ، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد)** ظفیر

سیاہ خضاب استعمال کرنے والے کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۹۹۹) جو شخص خضاب لگاوے اور سیاہ بال رکھے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۱۹۸ھ)

الجواب: مکروہ ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۱۸/۳)

سوال: (۱۰۰۰) تعزیہ دار کے پیچھے (نماز پڑھنا کیسا ہے؟)[۲] اور سیاہ خضاب کرنے والے کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۵/۶۰۴ھ)

الجواب: تعزیہ دار فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے، اور سیاہ خضاب کو بعض فقہاء نے جائز فرمایا ہے، اور بعض نے مکروہ اور یہی صحیح ہے[۱] لہٰذا سیاہ خضاب کرنے والے کو امام بنانا اچھا نہیں ہے، اگرچہ نماز ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۴۱/۳)

جو امام فرض نماز کے بعد اپنے مخالف کے لیے بد دعا کرتا ہے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۰۱) ایک مسجد کا امام نماز فریضہ کے بعد دعا میں اپنے ذاتی مقدمات مختلف فیہ کی بناء پر فریقِ ثانی کے لیے بد دعا کرتا ہے اور مقتدیوں سے آمین کہلاتا ہے، یہ فعل اس کا کیسا ہے؟ اور یہ شخص اولیٰ بالامامت ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۸۴ھ)

---

(۱) يستحبّ للرّجل خضاب شعره ولحيته ولو في غير حرب في الأصح ، والأصحّ أنّه عليه الصّلاة والسّلام لم يفعله، ويكره بالسّواد، وقيل: لا (الدّرّ المختار) قوله: (ويكره بالسّواد) أي لغير الحرب إلخ ، وإن ليُزَيّنَ نفسَه للنّساءِ فمكروه ، وعليه عامّة المشائخ ، وبعضهم جوّزه بلا كراهة ، روي عن أبي يوسف أنّه قال : كما يعجبني أن تتزيّن لي يعجبها أن أتزيّن لها. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۵۱۸/۹، كتاب الحظر والإباحة ، فصل في البيع)

(۲) قوسین کے درمیان والی عبارت رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کی گئی ہے۔ ۱۲

الجواب: اگر دعائے ماثورہ اس قسم کی پڑھے کہ جن میں بالاجمال اعداء کے لیے بد دعا ہوتو اس میں کچھ حرج نہیں ہے، اور خاص نام لے کر علی الاعلان بالجہر بد دعا کرنا اچھا نہیں ہے، مقتدیوں کو چاہیے کہ اس پر آمین نہ کہیں، اور ایسا شخص جس سے لوگوں کو تنفر ہو احق بالا مامت نہیں ہے، بلکہ کتب فقہ میں ہے کہ اگر کسی امام کے برے افعال کی وجہ سے نمازی اس کی امامت سے کراہت کریں تو اس کو امام ہونا مکروہ ہے، اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ **لحديث أبي داؤد: لا يقبل الله صلاة من تقدم قومًا وهم له كارهون الحديث كذا في الدّرّ المختار** [۱] فقط (۳/۳۶۸-۳۶۹)

شطرنج کھیلنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۰۲) شطرنج کھیلنا کیسا ہے؟ اور شطرنج کھیلنے والے کی امامت جائز اور درست ہے یا نہیں؟ (۹۸۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: شطرنج کے ساتھ کھیلنا امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے [۲] پس عادت کرنے والا اس کا لائق امام بنانے کے نہیں ہے (امامت اس کی مکروہ ہے) [۳] فقط (۳/۱۰۲)

سوال: (۱۰۰۳) جو حافظ شطرنج کھیلے کہ نماز بھی قضا ہو جاوے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۶۰/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس کی امامت مکروہ ہے [۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۵۵)

تاش کھیلنے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۰۴) ایک شخص بلا بازی (بغیر ہار جیت) کے تاش کھیلتا ہے، اس کے پیچھے نماز

---

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(۲) وكره تحريمًا اللّعب بالنّرد وكذا الشّطرنج. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۹/۴۸۱، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع) ويكره...... إمامة عبد إلخ وفاسق (الدّرّ المختار مع الرّدّ: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

(۳) قوسین کے درمیان والی عبارت رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کی گئی ہے۔۱۲

جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۱/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے۔ کیوں کہ بلا بازی بھی تاش کھیلنا ممنوع اور مکروہ ہے، ایسے لہو ولعب سے مسلمانوں کو احتراز لازم ہے[۱] امامت اس کی مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۳۳)

سوال: (۱۰۰۵) اگر امام مسجد تاش کھیلنے والوں کے پاس بیٹھا رہے یا طریقہ کھیلنے کا بتلاتا رہے تو کیا حکم ہے اور امامت اس کی کیسی ہے؟ (۴۵۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: **وكره تحريمًا اللّعب بالنّرد وكذا الشّطرنج إلخ**[۲] پس جب کہ شطرنج سے کھیلنا حرام ہوا تو اس کی تعلیم دینا اور بتلانا ظاہر ہے کہ حرام ہے اور کھیلنے والوں کے پاس بیٹھنا اور دیکھنا بھی حرام ہے، پس امامت اس کی مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۳۹)

کرتب دکھانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال: (۱۰۰۶) ایک شخص کپڑے کے گھوڑے نچاتا کوداتا ہے اور اس سے کماتا ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۶۵۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، وہ شخص فاسق ومبتدع ہے[۳] فقط (۳/۲۱۷)

---

(۱) وكره كلّ لهو لقوله عليه الصّلاة والسّلام: كلّ لهو المسلم حرام إلّا ثلاثة: ملاعبته أهله، وتأديبه لفرسه، ومناضلته بقوسه (الدّرّ المختار) وقال في ردّ المحتار: قوله: (وكره كلّ لهو) أي كلّ لعب وعبث، فالثلاثة بمعنى واحد كما في شرح التّأويلات، والإطلاق شامل لنفس الفعل. (الدّرّ والشّامي: ۹/۴۸۱-۴۸۲، أوائل كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع)

(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۹/۴۸۱، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع.

(۳) وفي السّراج ودلّت المسئلة أنّ الملاهي كلّها حرام إلخ استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتّلذّذ بها كفر أي بالنّعمة، فصرف الجوارح إلى غير ما خلق لأجله كفر بالنّعمة لا شكر إلخ. (الدّرّ المختار مع الشّامي: ۹/۴۲۴-۴۲۵، أوائل كتاب الحظر والإباحة)

تصویر و پتلا بنانے والے کی امامت مکروہ ہے

سوال: (۱۰۰۷) ایک امام مسجد تصویر پتلے وغیرہ بناتے ہیں، ان کے پیچھے نماز جائز ہے یانہیں؟ (۱۳۴۳/۹۷ھ)

الجواب: ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۸۷/۳)

غیر محرم عورتوں میں بیٹھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: (۱۰۰۸) جو شخص امام ہو اور غیر محرم عورتوں میں بیٹھے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ (۱۳۳۷/۲۲۳ھ)

الجواب: ایسا امام جو غیر محرم عورتوں میں بیٹھے فاسق ہے (۲) اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ فقط (۲۸۵-۲۸۴/۳)

---

(۱) عن ابن عبّاس رضي الله عنه قال : سمعت رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يقول : كلّ مصوّرٍ في النّار ، يجعل له بكل صورة صورها نفسًا ، فيعذّبه في جهنّم الحديث.

وعن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال : سمعت رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يقول أشدّ النّاس عذابًا عند الله المصوّرون متّفق عليه . (مشكاة المصابيح، ص:۳۸۵، كتاب اللّباس ، باب التّصاوير ، الفصل الأوّل)

قال في الشّامي : وظاهر كلام النّووي في "شرح مسلم" الإجماع على تحريم تصوير الحيوان ، وقال: وسواء صنعه لما يمتهنّ أو لغيره فصنعته حرام بكلّ حال ، لأن فيه مضاهاة لخلق اللّٰه تعالٰى : وسواء كان في ثوب أو بساط أو درهم وإناء وحائط وغيرها انتهٰى. (ردّالمحتار: ۳۶۰/۲، كتاب الصّلاة – باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها ، مطلب: إذا تردّد الحكم بين سنّة وبدعة إلخ)

وفيه أيضًا بعد أسطر : تنبيه: هذا كلّه في اقتناء الصّورة وأمّا فعل التّصوير فهو غير جائز مطلقًا لأنّه مضاهاة لخلق اللّٰه تعالٰى كما مرّ. (الشّامي: ۳۶۲/۲، كتاب الصّلاة – باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها ، قبيل مطلب : الكلام على اتّخاذ المِسبحة)

(۲) الخلوة بالأجنبية حرام (الدّر) وفي الشّامي: وقوله: (حرام) قال في القنية: مكروهة كراهة تحريم. (الدّرّ والرّدّ: ۴۴۸/۹-۴۴۹، كتاب الحظر والإباحة ، فصل في النّظر والمسّ)

لوگوں کے حقوق ودیون ادا نہ کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۰۹) اولاً زید کے محلّہ میں جو امام ہے وہ سالوس (دغاباز) ہے یعنی لوگوں کا روپیہ مارنے کے خیال سے اپنے آپ کو گورنمنٹ میں نادار لکھوا دیں اور حلف کریں اگرچہ اس کے پاس بہت سا مال ہو، اسی طرح اس امام کے پاس جمع معقول ہے؛ ایسے خائن اور غاصب کی اقتداء درست ہے یا نہیں؟ جب کہ مقتدی اس سے نفرت کرتے ہوں اور اولاً زید اس بات پر ہٹ کریں کہ ہم اسی امام سالوس سے نماز عید پڑھواویں۔ (۱۳۳۸/۱۸۸۴ھ)

الجواب: جو شخص لوگوں کے حقوق ودیون باوجود استطاعت کے ادا نہ کرے اور مار لیوے وہ ظالم اور فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ کذا في الشّامي (۱) فقط واللہ اعلم (۱۳۶/۳)

جو شخص اپنے پڑوسی کے حق کو جبراً دبانا چاہتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۱۰) زید ایک مسجد کا امام ہے، اور جبراً اپنے پڑوسی کے حق کو دبانا چاہتا ہے، اور مکان کا دروازہ آگے کو بڑھا کر اپنے صحن کو زیادہ کرنا چاہتا ہے، اور جھوٹا قبضہ ثابت کرنے کے لیے حلف کرتا ہے؛ آیا یہ حلف درست ہے یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۴۰۸/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: سوال کی صورت سے معلوم ہوا کہ زید نے جھوٹا حلف کیا اور بکر کا حق دبایا اور مبتدع بھی ہے، پس امامت ایسے شخص کی مکروہ تحریمی ہے۔ کما في الشّامي: فهو کالمبتدع تکره إمامته بکلّ حال، بل مشٰی في شرح المنیة علی أنّ کراهة تقدیمه کراهة تحریم لما ذکرنا (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۹۱/۳-۲۹۲)

---

(۱) بل مشٰی في شرح المنیة علٰی أنّ کراهة تقدیمه – أي الفاسق – کراهة تحریم. (ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، کتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۲) ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، کتاب الصّلاة، باب الإمامة.

دوسروں کا حق دبانے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۱۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ ایک شخص جاہل مطلق ہے، اپنے قریب کے شخص کی زمین روپیہ، لاٹھی اور آدمیوں کے زور سے دبائے ہوئے ہے، ہر وقت لڑنے مرنے کو تیار ہے، بدمعاشیاں کیے ہوئے، سزا یافتہ سرکار انگریزی کا، جیل خانوں میں زندگی گزارے ہوئے ہے، دوسرے کی زمین پر مکان بنالیا ہے، اب وہ لوگ تو فوت ہوگئے ان کی اولاد اسی طریقہ پر ہے یعنی زور بھی سب اپنا دکھلاتے ہیں، اور زبردستی بھی کرتے ہیں، انہی لوگوں میں زنا بھی ہوتا ہے، غلبہ کا روزگار ہے، نیز سودخواری کرتے ہیں، ان کا سردار حافظ کے نام سے مشہور ہے، درحقیقت حافظ نہیں ہے، اور کہتا ہے کہ میں پابند شرع ہوں، مگر وہ زمین کہ جس پر اس کے والد وغیرہ نے مکان بنایا تھا اس پر زبردستی سے بدستور قابض ہے، نقشۂ آبادی سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نہیں ہے، عیب اور بھی ہیں مگر خیر، اور ظلم پر کمربستہ ہے، لہٰذا التماس ہے از روئے شرع شریف اور حکم خداوندی ایسے شخص کی کیا سزا ہونی چاہیے؟ اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۵۱۲/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: ایسا شخص جو ناحق دوسرے مسلمان کی زمین دبالیوے، اور اپنا مکان اس پر بنوالیوے، شرعاً گنہ گار اور فاسق ہے، امامت اس کی مکروہ ہے، کسی نیک شخص کو جو مسائل نماز سے واقف ہو امام بنانا چاہیے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۹۳/۳-۲۹۴)[2]

(۱) ویُکره تنزیهًا إمامةُ عبدٍ إلخ وفاسق (الدّرّ المختار) لعلّ المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزّاني وآکل الرّبا ونحو ذلك إلخ وفي المعراج قال أصحابنا: لاینبغي أن یقتدي بالفاسق إلاّ في الجمعة لأنه في غیرها یجد إمامًا غیره، أهـ .... بل مشی في شرح المنیة: علی أنّ کراهة تقدیمه کراهة تحریمٍ لما ذکرنا. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، کتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۲) یہ سوال وجواب رجسٹر نقول فتاوی کے مطابق کیے گئے ہیں۔

جو بائع ثمن مقررہ سے زیادہ روپیہ رکھ لے اس کو امام یا مہتمم بنانا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۱۲) زید نے ایک مکان عمرو سے گیارہ سو روپیہ میں خریدا، اور مصلحت سے بائع سے یہ معاہدہ لے لیا کہ بیع نامہ میں اس کی قیمت بارہ سو روپے ڈالی جاوے گی؛ چنانچہ ایسا ہی ہوا مگر رجسٹری کے بعد جب روپیہ اس کے قبضہ میں آیا اور مشتری نے رقم زائد واپس لینی چاہی تو معاہدہ فسخ کر کے رقم زاید کے دینے سے انکار کر دیا، جس کی وجہ سے بائع مذکور تمام شہر میں بدنام ہو گیا اور بددیانت اور غدار مشہور ہو گیا، علاوہ ازیں شب وروز تعدیات ودیگر (معاندات)[1] مخالف شرع میں منہمک رہتا ہے، پس کیا ایسا شخص عندالشرع امامت مسجد یا اہتمام مدارس اسلامیہ کے منصب جلیلہ کا مستحق ہے یا نہیں؟ مع ہذا اگر اس کو کسی ایسے منصب پر برقرار رکھا جاتا ہے تو لوگوں کو بدظنی پیدا ہوتی ہے اور اس مسجد ومدرسہ کی اعانت میں کمی واقع ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۲۰۳۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: بائع کو ثمن مقررہ سے زیادہ روپیہ رکھ لینا صریح ظلم اور خیانت ہے، اور ظالم وخائن لائق امام بنانے اور مہتمم بنانے کے نہیں ہے۔ هٰكذا في كتب الفقه: وأمّا الفاسق فقد علّلوا كراهة تقديمه بأنّه لايهتمّ لأمر دينه، وبأنّ في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعًا إلخ (ردّ المحتار المعروف بالشّامي)[2] وأيضًا في كتاب الوقف منه ج/۳: قال في الإسعاف: ولايولّى إلاّ أمين قادر بنفسه أو بنائبه، لأن الولاية مقيدة بشرط النّظر، وليس من النّظر تولية الخائن ، لأنّه يخل بالمقصود[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۱۲-۳۱۳)

(۱) مطبوعہ فتاویٰ میں (معاندات) کی جگہ ''معاہدات'' تھا، اس کی تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔۱۲

(۲) ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(۳) ردّ المحتار: ۶/۴۵۳، كتاب الوقف ـ مطلبٌ في شروط المتولّي .

بے نمازی اور امانت میں خیانت کرنے والے کا عیدین کی نماز پڑھانا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۱۳) زید نماز پنج گانہ کا پابند وعادی نہیں، شاید کبھی پڑھتا ہو مگر جدی حق موروثیتِ امامت کے سبب عیدین کی نماز پڑھاتا ہے، اور غلط بھی پڑھتا ہے اور متدین نہیں، امانت میں خیانت کرتا ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے، اور ایسے امام کو موقوف کرنا نمازیوں پر واجب ہے یا نہیں؟ (۱۵۶۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے: صلّوا خلف کلّ برّ و فاجر الحدیث [۱] یعنی نماز پڑھو ہر یک نیک وبد کے پیچھے، اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک ہے کہ نماز فاسق وفاجر سب کے پیچھے ہو جاتی ہے، البتہ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے، لیکن اگر اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنے میں فتنہ ہو تو اسی کے پیچھے پڑھ لیں فتنہ کو نہ اُٹھاویں۔ قال اللّٰہ تعالیٰ ﴿ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۱۹۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۲۸/۳)

جو صوم وصلاۃ کا پابند نہ ہو اور ظلم کرتا ہو اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۱۴) جو شخص صوم وصلاۃ کا قطعی پابند نہ ہو، جھوٹ کثرت سے بولتا ہو، ظلم وزیادتی کا عادی ہو، زانی ہو، بزرگانِ دین کو برا کہتا ہو (قرض لے کر ادا نہ کرتا ہو) [۲] باوجود ان بدافعالیوں کے اپنے (آپ) کو ولی (کامل) ظاہر کرے (اور پیری مریدی بھی کرتا ہو، ایسے شخص کو ولی سمجھنا اور اس سے مرید ہونا اور) [۲] اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۲۴/۳۵-۱۳۳۶ھ)

---

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الصّلاۃ، باب الإمامۃ کے سوال: (۷۱۳) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔۱۲

(۲) قوسین کے درمیان والے الفاظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیے گئے ہیں۔۱۲

الجواب: حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اِنْ اَوْلِیَـاءُ هٗۤ اِلَّا الْـمُتَّـقُوْنَ﴾ (سورۂ انفال، آیت:۳۴)
اور فرمایا: ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ﴾ (سورۂ یونس، آیت:۶۲-۶۳) ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ کا ولی وہ ہے جو متقی ہو بداعمال شخص ولی نہیں ہے، اور دعوی اس کا کاذب ہے وہ شخص جو نافرمان حق تعالیٰ کا ہو دشمن اللہ کا ہے، اس سے مرید ہونا درست نہیں ہے، اور امام بنانا اس کو مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۶۴/۳)

مظلوم کی ظالم کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟
اور ظالم کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۱۵) زید وعمر دونوں ایک خاندان کے ہیں، دونوں میں دنیاوی دشمنی بڑھی ہوئی ہے عمر بہ وجہ اکیلا ہونے کے کمزور ہے، اور زید کے ساتھ دو چار بھائی برادر ہیں، اس وجہ سے جو چاہتا ہے کرالیتا ہے، ایک روز یہ اتفاق ہوا کہ عصر کے وقت عمر نے وضو کر کے اذان دی اور نماز پڑھنے لگا، زید نے اپنے ہم راہیوں کو جمع کر کے مسجد کے دروازہ کو گھیر لیا جب عمر نماز سے فارغ ہو کر باہر فرش پر آیا تو عمر کو زید نے گالی دینا شروع کیا، عمر دیوار کود کر بھاگا، زید نے ساتھیوں کو دوڑا کر پکڑ لیا، مار پیٹ ہونے لگی، زید نے عمر کی ڈاڑھی اکھاڑ لی، اسی روز سے عمر خوف کی وجہ سے اس مسجد میں نماز کو نہیں جاتا، گھر میں نماز پڑھتا ہے یا دوسری مسجد میں جا کر کہیں دور پڑھتا ہے، عمر کی نماز زید کے پیچھے درست ہے یا نہیں؟ زید کی امامت کیسی ہے؟[1] (۵۸/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: زید کی تعدی اور ظلم ظاہر ہے، اس وجہ سے وہ فاسق ہے، لائق امام بنانے کے نہیں ہے، بہ ایں ہمہ عمر کی نماز زید کے پیچھے صحیح ہے، مگر امام فاسق کے پیچھے نماز سب مقتدیوں کی مکروہ ہوتی ہے، عمر کی نماز بھی مکروہ ہوگی، اور عمر کو بہ خوف مذکور اس مسجد میں نہ آنا اور اس مسجد کی جماعت ترک کرنا درست ہے، لیکن حتی الوسع دوسری مسجد میں شریک جماعت ہونا چاہیے، یہ عذر مطلقاً ترک جماعت کا نہیں ہوسکتا؛ البتہ اگر گھر سے باہر نکلنے میں بھی خوف ضرب وشتم وغیرہ ہو،

(۱) یہ سوال رجسٹر نقول فتاویٰ کے مطابق کیا گیا ہے۔۱۲

اور اندیشۂ فساد ہوتو عمر کو گھر میں نماز پڑھنا درست ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۷۱-۲۷۲)

جس شخص پر خائن ہونے کا شبہ ہو اس کی امامت صحیح ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۱۶) اگر کسی شخص پر لوگوں کو مثلاً خائن ہونے کی بدگمانی ہو تو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۱۹۷۲/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: نماز صحیح ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۴۰)

جھوٹ بولنے والے اور فریب کرنے والے کو امام نہیں بنانا چاہیے

سوال: (۱۰۱۷) مولوی عبدالحق نے جلسہ عام میں اعلان کیا کہ میں نے اسکول کھوٹہ کی ملازمت ترک کردی، اس کے بعد استعفاء بھی دیدیا، اور ملک لعل خان صاحب نے مولوی صاحب موصوف کو مفتی امور شرعیہ بہ مشاہرہ تیس روپے ماہوار مقرر کیا، چار پانچ روز کے بعد اس نے استعفاء واپس لے لیا تو مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں؟
(۲۲۴۷/ ۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اس نے یہ برا کیا کہ نوکری مذکور چھوڑ کر پھر اس کو اختیار کیا، ایسے شخص کے مقتدیٰ بنانے اور امام بنانے میں مسلمانوں کی اور سب کی توہین ہے، پس اس کو امام نہ بنایا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۶۸)

دھوکا دینے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۱۸) میں نے ایک شخص کو ایک تولہ سونا دیا تھا کہ تم اس کا کشتہ کردو، خلاصہ یہ کہ

---

(۱) فلا تجب علی مریض إلخ وخوف علٰی مالہٖ أو من غریم أو ظالم (الدّرّ المختار) وفي الشّامي: قوله: (أو ظالم) یخافه علی نفسهٖ أو مالهٖ. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۰، کتاب الصّلاۃ، باب الإمامة) ظفیر

(۲) الیقین لایزول بالشّكّ. (غمز عیون البصائر علی الأشباہ والنّظائر: ۱/۱۸۳، القاعدة الثّالثة)

اس نے سونا رکھ لیا اور تانبہ کا کشتہ مجھ کو دیا اور وہ امام ہے، لہٰذا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۲۵/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: وہ شخص فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اس کو امامت سے معزول کر دینا چاہیے یا یہ کہ وہ توبہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۰۶/۳)

رشوت خور اور کذاب کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۱۹) زید حد درجہ کا رشوت خور اور کذّاب ہے، نماز پنج گانہ کا بہت محافظ نہیں بلا وجہ ترک کرتا ہے، اور بزرگانِ دین کی شان میں کلمات گستاخانہ کہتا ہے؛ اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟ (۱۷۰۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: قال في ردّ المحتار: وأمّا الفاسق فقد علّلوا كراهة تقديمه بأنّه لا يهتمّ لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعًا، ولا يخفىٰ أنّه إذا كان أعلم من غيره لا تزول العلّة، فإنّه لا يؤمن أن يصلّي بهم بغير طهارة، فهو كالمبتدع تكره إمامته بكلّ حال، بل مشى في شرح المنية علىٰ أنّ كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا، قال: ولذا لم تجز الصّلاة خلفه أصلًا عند مالك ورواية عن أحمد إلخ [۱] (جلد اوّل، شامي، ص: ۳۷٦، باب الإمامة) (جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ فاسق ہے، اس لیے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ محمد امین) (۲۲۹/۳-۲۳۰)

مسجد کی بے حرمتی کرنے اور جھوٹی گواہی دینے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۲۰) ایک شخص قاضی ہے اور وہ اپنا گھوڑا اِحاطہ مسجد میں چراتا ہے، اس کا گھوڑا وقتاً فوقتاً مسجد کے حوض میں پانی پیتا ہے، اور صحن مسجد میں بول و براز کرتا ہے باوجود منع کرنے کے

(۱) ردّ المحتار: ۲/۲۵۵-۲۵٦، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

وہ قاضی مسلمانوں کے ساتھ ضد کرتا ہے اور باز نہیں آتا، حرام حلال مال کے استعمال کرنے میں باوجود واقف ہونے کے دریغ نہیں کرتا، مقدمات میں جھوٹی گواہی دیتا ہے، ایسا شخص قضاء کے قابل ہے یا نہ؟ اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۰۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: وہ شخص فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، اور معزول کرنا اس امام کا لازم ہے، اور قاضی بنانے کے وہ لائق نہیں ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۲۷)

سوال: (۱۰۲۱) زید قاضی شہر تھا اور نماز جمعہ وعیدین بھی پڑھایا کرتا تھا، اندرون شہر زید کے مکان سے قریب ایک قبرستان تھا، اور اس کے متصل ایک ہندو کے کھیت ہیں، ہندو نے ان کا احاطہ کرانا چاہا، زید چونکہ چنگی کا ممبر ہے، اس نے اجازت تعمیر دیدی، اس ہندو نے بعد حصول اجازت اس قبرستان کو کھود کر کھیتوں میں شامل کرنا چاہا، اور زید نے باوجود قبرستان سے واقف ہونے کے اجازت تعمیر دے دی، نوبت عدالت میں پہنچی، وہاں زید نے جھوٹی شہادت اس بات کی دی کہ یہاں قبرستان نہیں ہے، غرضیکہ قبرستان کا بالکل انکار کردیا اور اسی وجہ سے وہ قبرستان اس ہندو کو مل گیا اس صورت میں زید کو امام بنانا اور اس سے نکاح خوانی کرانا درست ہے یا نہیں؟ (۲۴۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس صورت میں زید فاسق ہے، اس کو امام بنانا اور اس سے نکاح خوانی کرانا اور اس کو مقتدیٰ سمجھنا درست نہیں ہے، اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے[1] فقط واللہ اعلم (۳/۲۸۵)

مسجد کی بے ادبی کرنے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں

سوال: (۱۰۲۲) ایک شخص امام مسجد ہے اس پر خیانت وغیرہ کا الزام ہے، اور ایک شخص نے امام مذکور سے کہا کہ آپ مسجد کی صفائی وغیرہ کا خیال رکھیں، امام نے جواب دیا کہ میں تو یہاں موتوں گا، لہٰذا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ؟ (۱۵۲۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: ایسا شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے اس کو معزول کرنا چاہیے اور دوسرا امام عالم و صالح مقرر کیا جاوے جس میں اَوصافِ امامت موجود ہوں، امام مذکور کا یہ کلمہ کہ میں تو یہاں موتوں گا

(۱) حوالہ؛ سابقہ جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔۱۲

کلمہ کفر کا ہے کیونکہ اس میں توہین مسجد کی ہے [۱] لہٰذا اگر اس نے اس سے توبہ نہ کی تو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے، اور باقی امور جو خیانت وغیرہ کے متعلق ہیں ان سے وہ فاسق ہوگیا، اس وجہ سے اس کی امامت مکروہ ہے، بہر حال امام مذکور کا عزل کرنا واجب ہے، اور مؤذن رکھنا بھی اس کو بہ حالت مذکورہ درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۹۲/۳-۱۹۳)

جس نے حاملہ عورت کا نکاح پڑھایا اور جھوٹا حلف اٹھایا اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال: (۱۰۲۳) جو شخص پچاس روپیہ لے کر عورت حاملہ کا نکاح پڑھائے اور عدالت میں جھوٹا حلف اٹھاوے اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ (۱۰۱/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: ایسا شخص فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے نماز ہوجاتی ہے مگر کراہت ہے [۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۵۹/۳)

جھوٹی گواہی دینے والے نابینا کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۲۴) ایک اندھا لالچ کی وجہ سے جھوٹی گواہی دیتا ہے، اور طہارت ونجاست میں فرق نہیں کرسکتا، ایسے اندھے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۳۱/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: جب کہ وہ اندھا محتاط نہیں ہے اور مرتکب کبائر ہونے کی وجہ سے فاسق ہوگیا تو اس کی امامت مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۷۸/۳-۲۷۹)

---

(۱) وفي تتمّة الفتاوی: من استخفّ بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوہٖ ممّا يعظم في الشّرع كفر. (شرح الفقه الأكبر، ص:۲۷۸، مطلب في إيراد الألفاظ المكفرة الّتي جمعها العلاّمة بدر الرّشيد من أئمّة الحنفية، فصل من ذلك فيما يتعلّق بالقرآن والصّلاة)

(۲) ويُكره تنزيهًا إمامةُ عبدٍ إلخ وفاسق. (الدّرّ المختار مع الرّدّ: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

جھوٹی گواہی دینے والے کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۲۵) جھوٹی گواہی دینے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا مکروہ اور نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ (۳۰۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے جب توبہ کرلے تو درست ہے بلا کراہت کے اور نماز اس کے پیچھے ہر حال میں ہوجاتی ہے (۱) لیکن بدون توبہ کے مکروہ ہے۔ فقط واللہ اعلم (۳۰۸/۳)

جھوٹے اور سچے مقدمات کی پیروی کرنے والے وکیل کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۲۶) ایک شخص مولوی نماز روزہ کا پابند ہے مگر اس کا پیشہ وکالت ہے، جھوٹے اور سچے ہر قسم کے مقدمات کی پیروی کرتے ہیں، علاوہ ازیں حروف قراءت میں ادا نہیں کرسکتے بلکہ بعض جگہ کھڑے اور پڑے حروف کا بھی لحاظ نہیں رہتا ''ص'' کی جگہ ''س'' اور ''ض'' کی جگہ ''ذ'' ادا کیا جاتا ہے، ایسا شخص لائق امامت کے ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۷/۶۸۹ھ)

الجواب: ایسا شخص امامت کے لائق نہیں ہے کہ امامت کے لیے اوّلاً مسائل نماز سے واقف ہونا اور قرآن شریف کا صحیح پڑھنا ضروری ہے، ثانیاً امام کا صالح ومتقی ہونا افضل ہے، پس وہ شخص جو خلاف شرع احکام کا مرتکب ہے، اور باطل کی تائید کرتا ہے اور قرآن شریف صحیح نہیں پڑھتا لائق امام بنانے کے نہیں ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۸۷/۳)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال : صلّوا خلف كلّ برّ وفاجر وصلّوا على كلّ برّ وفاجر، وجاهدوا مع كل برّ وفاجر. (سنن الدّار قطني: ۱/۱۸۵ كتاب الصّلاة ، باب صفة من تجوز الصّلاة معه والصّلاة عليه، المطبوعة: المطبع الأنصاري الواقع في الدّهلي)

(۲) والأحقّ بالإمامة تقديمًا بل نصبًا ...... الأعلم بأحكام الصّلاة فقط صحّةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظّاهرة ، وحفظه قدر فرض ، وقيل واجب: وقيل: سنّة ، ثمّ الأحسن تلاوة وتجويدًا للقراءة. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۱، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

اُمورِ دِین میں جھوٹ بولنے والے کی امامت مکروہ ہے

سوال: (۱۰۲۷) ایک شخص مولوی کہلا کر جھوٹ بولتا ہے اور کہتا ہے کہ میں حاجی ہوں، تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ اس نے کبھی بھی حج نہیں کیا، کبھی چندہ مسجد کے نام سے وصول کر لیتا ہے اور کھا جاتا ہے، ان افعال سے توبہ بھی کرائی گئی لیکن پھر بھی باز نہ آیا، اور لوگوں سے کہتا ہے کہ میرے پیچھے نماز جمعہ پڑھا کرو؛ کیا ایسے شخص جھوٹے کے پیچھے نماز صحیح ہے؟ (۱۳۳۵/۲۶۰ھ)

الجواب: ایسا شخص جو اُمورِ دِین میں صریح جھوٹ بولے یا چندہ دھوکا دے کر مسجد کے نام سے وصول کر کے خود کھا جاوے؛ فاسق وکذاب ہے، اس کے پیچھے نماز جمعہ و پنج گانہ مکروہ ہے یعنی نماز ہو جاتی ہے مگر ایسے شخص کو عمداً امام بنانا نہ چاہیے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۳۴-۲۳۵)

لوگوں کے درمیان جھگڑا کرانے اور غلط مسئلہ بتلانے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۲۸) ایسے مفسد شخص کو کہ جو مسلمان لوگوں کے آپس میں جھگڑا کراوے اور غلط مسئلہ بتاوے امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۶۱ھ)

الجواب: ایسے مفسد کو امام نہ بنایا جاوے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۳۴)

گالیاں دینے والے شخص کی امامت مکروہ ہے

سوال: (۱۰۲۹) ایک شخص اولاد کو ماں بہن کی گالیاں دیتا ہے حرامی بچہ اور حرام کی اولاد کہتا ہے، اور نطفہ میں فرق ہونا بتلاتا ہے، ایک دختر جوان ہے جس کا پردہ بالکل نہیں کراتا، ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟ امامت اس کی کیسی ہے؟ (۱۳۳۹/۲۶۰۷ھ)

---

(۱) ویُکرہ تنزیهًا إمامةُ عبدٍ إلخ وفاسق (الدّرّ المختار) ولعلّ المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر، والزّاني وآکل الرّبا ونحو ذلك. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، کتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

الجواب: شخص مذکور کے اکثر افعال خلاف شریعت اور حرام اور معصیت ہیں، لہٰذا اس پر حکم فسق عائد ہوتا ہے، وہ فاسق ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے[1] فقط واللہ اعلم (۳/۱۵۷)

اگر کوئی کسی کو حرام زادہ کہے تو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۳۰) شخصے معروف النسب وثابت النسب را حرام زادہ گفت، ودشنام ناسزایافتہ داد، شرعًا فاسق گردد؟ وامامتش جائز است یانہ؟ (۶۹۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: درفسق (اُو) وکراہت امامتش کلام نیست۔ إلاّ أن یتوب کذا في کتب الفقه[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۹۹)

ترجمہ سوال: (۱۰۳۰) کوئی شخص معروف النسب اور ثابت النسب آدمی کو حرام زادہ کہے یا نامناسب گالیاں دے، شرعًا وہ فاسق ہوجائے گا؟ اور اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: اس کے فاسق ہونے اور اس کی امامت کے مکروہ ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے، مگر جب وہ توبہ کرلے (تو اس کی امامت مکروہ نہیں ہے) فقہ کی کتابوں میں اسی طرح مذکور ہے۔

فحش گوئی کرنے والے اور نمازیوں کی نقلیں اتارنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۳۱) زید ہمیشہ فحش بکتا ہے بلکہ کبھی مسجد کے اندر بھی الفاظ فحش کا استعمال کرتا ہے، اور گالیاں بھی بکتا ہے اور غیبت کرتا ہے، اور دوسرے نمازیوں کی نیتِ نماز کی نقلیں کرتا ہے، جس سے نمازیوں کو نماز میں ہنسی آجاتی ہے اور بعض دفعہ نماز میں ہنستا ہے آیا یہ شخص قابل امامت ہے یا نہیں؟

(۵۳۹/۱۳۳۵ھ)

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) ویکره تقدیم الفاسق أیضًا لتساهله في الأمور الدّینیّة فلا یؤمن من تقصیره في الإتیان بالشّرائط. (غنیة المستملي، ص:۳۱۷، فصل في صفة الصّلاة)

الجواب: نماز اس کے پیچھے ادا ہوجاتی ہے۔ لقوله عليه الصّلاة والسّلام : صلّوا خلف كلّ برّ وفاجرٍ [1] لیکن اولیٰ اور الیق ساتھ امامت کے وہ شخص ہے کہ اعلم واقرء ہونے کے ساتھ صالح ومتقی ہو کیونکہ فاسق کے پیچھے نماز اگرچہ صحیح ہے مگر مکروہ تحریمی ہے، اور شامی میں ہے کہ فاسق کو امام مقرر کرنا ممنوع ہے کیونکہ امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اور تعظیم فاسق کی ممنوع ہے [2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۳۹)

موہمِ کفر کلمات کہنے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۳۲) اگر کوئی مسلمان حافظ قرآن پابند صوم وصلاۃ چند مسلمانوں کے رو بہ رو بہ آواز بلند کہے نام لے کر کہ اگر خداوند تعالیٰ مجھے فلاں مولوی مردود کی وجہ سے جنت دیوے تو میں ہرگز قبول نہ کروں، بلکہ اس خبیث کے عوض دوزخ کا خواست گار ہوں، اور مولوی موصوف جس پر لفظ مردود بولا گیا ایسا باہمہ صفت موصوف ہو کہ جس کو نصف دُنیا کے آدمی اچھا جانتے ہوں اور اعتقاد بھی رکھتے ہوں، یہ شخص کس گناہ کا مرتکب ہوا؟ اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۵۱۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: معصیت ہونا اس کا ظاہر ہے، اور ایسے کلمات میں خوف کفر ہے بدون توبہ اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز کیا جاوے اور اگر وہ مولوی ہے مصداق اس حدیث کا ہے: إنّ شرّ الشّرّ

---

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الصّلاة ، باب الإمامة کے سوال: (۱۳۷) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔۱۲

(۲) وأمّا الفاسق فقد علّلوا كراهة تقديمه بأنّه لا يهتمّ لأمر دينه ، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه ، وقد وجب عليهم إهانته شرعًا، ولايخفى أنّه إذا كان أعلم من غيرهٖ لا تزول العلّة، فإنّه لا يؤمن أن يصلّي بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره إمامته بكلّ حال ، بل مشى في شرح المنية على أنّ كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا ، قال : ولذا لم تجز الصّلاة خلفه أصلاً عند مالك ورواية عن أحمد. (ردّ المحتار : ۲/۲۵۵-۲۵۶، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

شرار العلماء [۱] کہ سب سے بدتر شریر علماء ہیں تو جس کو آنحضرت ﷺ بدتر فرماویں اس کو بدتر کہنا بیجا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۸۶/۳)

اپنے والد کو گالیاں دینے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۳۳) شخصے پدر خود را نیک و بد دہد و ہمیشہ دشنام دہد، غرض بسیار سباست میکند و دروغ می گوید موافق کتب چہ حکم دارد، و براں شخص اقتداء جائز ست یا نہ؟ (۳۳/۲۱۴۵-۱۳۳۴ھ)

الجواب: پدر را ایذا دادن گناہ کبیرہ و معصیت سخت است اگر توبہ نہ کند و معافی از پدر نخواہد نماز پس او مکروہ است کہ او فاسق است۔ **قال اللّٰہ تعالیٰ:** ﴿**فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا**﴾ (سورۂ بنی اسرائیل، آیت:۲۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۱۶/۳)

ترجمہ سوال: (۱۰۳۳) کوئی شخص اپنے باپ کو برا بھلا کہے اور ہمیشہ گالیاں دے، غرض بہت زیادہ گالی گلوچ کرے، اور جھوٹ بولتا رہے؛ کتابوں کے موافق اس کا کیا حکم ہے؟ ایسے شخص کی اقتداء جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: باپ کو تکلیف دینا گناہ کبیرہ اور سنگین معصیت ہے، اگر توبہ نہ کرے اور باپ سے معافی نہ مانگے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے کیوں کہ یہ فاسق ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ''اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو، اگر پہنچ جائے تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک ان میں سے یا دونوں تو نہ کہہ ان کو ہوں اور نہ جھڑک ان کو اور کہہ ان سے بات ادب کی''۔

منکرات سے نہ بچنے والے اور والد کی نافرمانی کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۳۴) بکر پہلوانوں کی کشتی میں جہاں ڈھول وغیرہ منکرات ہوں جاتا ہے، اور میلوں

---

(۱) عن الأحوص بن حكيم عن أبيه قال : سأل رجل النبيّ صلّى الله عليه وسلّم عن الشّرّ ، فقال : لا تسألوني عن الشّرّ ، وسلوني عن الخير يقولها ثلاثًا ، ثمّ قال : إنّ شرّ الشّرّ شرار العلماء الحديث. (مشكاة المصابيح ، ص:۳۷، كتاب العلم ، الفصل الثّالث)

میں جہاں ہر قسم کے افعال قبیحہ ہوں جاتا ہے، تماشہ دیکھتا ہے، تارک جماعت ہے، اور بکر نے اپنے داماد عمر کو ورغلا کر اور بہکا کر اس کے والد زید کا عاق اور نافرمان بنادیا ہے، یہاں تک کہ عمر نے اپنے والد (زید) کو مارا، حالانکہ نکاح سے پہلے عمر زید کا بہت تابع دار تھا، اور بکر نے اپنے داماد عمر کو باپ سے معافی مانگنے سے روکا، اور علم دین حاصل کرنے سے بھی روک دیا، کیا بکر وعمر کو امام بنانا درست ہے یا نہیں؟ اور عمر اپنے والد زید کا عاق ہے یا نہیں؟ (۱۴۳۹/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: عمر اس صورت میں موافق بیان سائل کے اپنے باپ کا عاق اور نافرمان اور شرعًا فاسق وعاصی ہے، پس امام بنانا اس کا حرام ہے، اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے، اسی طرح بکر جو عمر کو عقوقِ والدین پر آمادہ کرتا ہے اور منکراتِ شرعیہ کا مرتکب ہے؛ فاسق ہے، اس کو امام بنانا حرام ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔ علامہ شامی نے فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہونے اور فاسق کو امام بنانے کی حرمت کی دلیل میں یہ لکھا ہے کہ فاسق از روئے احادیث واجب الاہانت ہے، اور اس کو امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے، اس لیے امام بنانا اس کو حرام ہوا، عبارت شامی کی یہ ہے:
أمّا الفاسق فقد علّلوا كراهة تقديمه بأنّه لا يهتمّ لأمر دينه ، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمَه وقد وجب عليهم إهانته شرعًا إلخ[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۲۹-۱۳۰)

اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور والدین کا نفقہ بیٹے پر واجب ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۳۵)......(الف) جو شخص اپنے والدین کا نافرمان ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(ب) اور اپنے ہاتھ کی کمائی میں والدین کو کچھ مل سکتا ہے یا نہیں؟ اگر والدین فقیر ہوں تو اولاد مقدم ہے یا والدین؟ فقط (۲۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) امامت اس کی مکروہ ہے، بہ سبب فاسق ہونے کے اور نکاح خوانی وذبیحہ اس کا درست ہے کہ وہ مسلمان ہے۔

---

(۱) ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(ب) اور والدین اس کے اگر محتاج ہیں ان کا خرچ اور نفقہ بیٹے پر واجب ہے، اپنے عیال واطفال کو بھی دیوے اور والدین کو بھی دیوے سب کا نفقہ اس پر لازم ہے۔ **وتجب على مؤسرٍ إلخ النّفقة لأصوله .... الفقراء ولو قادرين على الكسب إلخ**[1] **(الدّرّ المختار)** فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۰۷)

اپنی والدہ کو مارنے اور گالیاں دینے والا امام اور پیر ومرشد ہوسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۳۶) جو شخص والدۂ خود کو گھر سے نکال دے، اور زد وکوب کرے، اور گالیاں دے، اور بے ادبی کرے، وہ شخص امام (اور پیر ومرشد) ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۴۸/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ایسا شخص سخت ظالم اور فاسق وبدکار خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق ہے ہرگز لائق امام بنانے کے اور پیر ومقتدی بنانے کے نہیں ہے، اور مصداق **ضلّوا وأضلّوا**[2] اور شعر مولانا رومی قدس سرہ السامی کا ہے: شعر:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست	❁	پس بہ ہر دستے نباید داد دست[3]

(۱) **الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۵/۲۷۸-۲۸۰، كتاب الطّلاق، باب النّفقة، مطلب في نفقة الأصول.**

(۲) یعنی گمراہ ہے اور لوگوں کو گمراہ کرنے والا ہے۔

عن عبد اللّه بن عمرو بن العاص رضي اللّه عنه قال: سمعت رسول اللّه صلّى اللّه عليه وسلّم يقول: إنّ اللّه لا يقبض العلم انتزاعًا ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتّى إذا لم يبق عالم اتّخذ النّاس رؤسًا جهالا، فسُئِلوا فأفتوا بغير علم، فضلّوا وأضلّوا، متّفق عليه. (صحيح البخاريّ: ۱/۲۰، كتاب العلم، باب كيف يقبض العلم وكتب عمر بن عبد العزيز إلخ؟)

(۳) ترجمہ: اے (مخاطب سن)! بہت سے شیطان انسان کی شکل میں ہوتے ہیں، پس ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے، یعنی بہت سے شیطان صفت انسان لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے بزرگوں کی وضع قطع اختیار کرتے ہیں، ان سے بچنا چاہیے۔

عاق کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۳۷) عاق کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ (۹/۴۷۹-۱۳۳۸ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے: **صلّوا خلف كلّ برّ وفاجر الحديث** (۱) پس عاق بھی چونکہ مسلمان ہے کافر نہیں ہے، اس لیے نماز اس کے پیچھے صحیح ہے، مگر مکروہ ہے کیونکہ عاق والدین و عاق استاذ فاسق ہے اور امامت فاسق کی مکروہ ہے۔ **كذا في الشّامي** (۲) فقط واللہ اعلم (۱۲۲/۳)

استاذ کی بے حرمتی کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۳۸) گل بابا نے مولوی ثناء اللہ سے ایک کتاب حدیث کی اور ایک فقہ کی پڑھی، اس کے بعد گل بابا نے کسی بات پر اپنے استاذ مذکور کو گالیاں دیں، اور بُرے الفاظ کہے، بعد چندے مولوی صاحب نے وفات کی، اب گل بابا کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲۳۱۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اب جب کہ گل بابا کا استاذ مذکور فوت ہوگیا ہے، تو گل بابا سے کہا جاوے کہ اپنے استاذ مذکور کے لیے دعا کرے اور جو کچھ بے ادبی و گستاخی اس سے ہوئی اس سے توبہ کرے اور استغفار کرے، اللہ تعالیٰ اس کا گناہ معاف فرما دیوے گا، اور استاذ بھی خوش ہوجاوے گا، اور بعد توبہ کے امامت گل بابا کی بلا کراہت درست ہے، اور درمختار میں ہے کہ اگر فاسق اور مبتدع کے پیچھے نماز پڑھے گا تو بزرگی اور ثواب جماعت کا اس کو ملے گا، اور شامی میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے بہتر ہے، عبارت درمختار کی یہ ہے: **صلّى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة إلخ ، قال في الشّامي : أفاد أنّ الصّلاة خلفهما أولى من**

---

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج **كتاب الصّلاة ، باب الإمامة** کے سوال: (۱۷۳) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔۱۲

(۲) **أمّا الفاسق فقد علّلوا كراهة تقديمه بأنّه لا يهتمّ لأمر دينه ، وبأنّ في تقديمه للإمامة تعظيمه ، وقد وجب عليهم إهانته شرعًا إلخ ، بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا . (ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة)** ظفیر

الانفراد إلخ(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۱۶/۳)

اولاد کی شادی میں ڈھول بجوانے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۳۹) زید نے اپنے پسر کی تقریب نکاح میں پندرہ بیس یوم پہلے سے ڈھول بجوایا اور دیگر رسوم بھی کی گئیں، زید افیون بھی کھاتا ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ؟ (۳۱۰۹/۱۳۴۲ھ)

الجواب: زید اس صورت میں فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور وہ امامت کے لائق نہیں ہے جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۸۷/۳)

لڑکی کی شادی پر روپے وصول کرنے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۴۰) ایک شخص نے اپنی لڑکی کی شادی میں لڑکے کے والدین سے دوسو روپیہ لے لیے، ایسا شخص امامت کراوے تو جائز ہے یا نہیں؟ اب وہ توبہ کرتا ہے لیکن روپیہ واپس نہیں دیا جاتا، بدون روپیہ واپس دیے توبہ کرنے سے وہ لائق امامت ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۲۰۴/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: لڑکی کے والدین کو شوہر سے یا شوہر کے والدین سے کچھ روپیہ لینا درمختار میں رشوت اور حرام لکھا ہے(۳) پس اس روپیہ کو واپس کرنا ضروری ہے اور توبہ اس کی یہی ہے کہ روپیہ

---

(۱) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۷-۲۵۸، کتاب الصّلاۃ، باب الإمامۃ.

(۲) ویکرہ .... إمامۃ عبد إلخ وفاسق (الدّرّ المختار) من الفسق وھو الخروج عن الاستقامۃ، ولعلّ المراد بہ من یرتکب الکبائر إلخ (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵ کتاب الصّلاۃ، باب الإمامۃ) ظفیر

(۳) ومن السّحت: ما یأخُذُ الصِّھرُ مِنَ الخَتنِ بسببِ بِنتِہ بطیبِ نفسہ حتّی لو کانَ بطلبہ یَرجِعُ الخَتْنُ بہ مجتبی. (ردّ المحتار: ۹/۵۲۱، کتاب الحظرِ والإباحۃ، فصل في البیع) ظفیر

واپس کردے، اگر روپیہ واپس نہ کیا تو فاسق رہا اور فاسق کی امامت مکروہ ہے، فاسق لائق امام بنانے کے نہیں ہے، اس کے اور اس کے معاونین کے پیچھے اگرچہ نماز ہوجاتی ہے۔ لقولهٖ علیه السّلام : صلّوا خلف کلّ برّ وفاجر الحدیث (۱) لیکن مکروہ ہوتی ہے۔ کذا في الدّرّ المختار والشّامي (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۶۰-۲۶۱)

میلوں میں شریک ہونے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۴۱) ایک شخص میلوں اور عرسوں میں شریک ہوکر قوالی و ڈھولکی سنتا ہے، اور مسجد میں امامت بھی کراتا ہے، آیا اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۱۴۷۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور شامی کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ مکروہ تحریمی ہے (۲) یہ بھی شامی نے تصریح فرمائی ہے کہ ایسے امام کا معزول کرنا واجب ہے (۳) فقط واللہ اعلم (۳/۲۲۶)

---

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الصّلاة ، باب الإمامة کے سوال: (۱۳۷۱) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔۱۲

(۲) ویُکره ...... إمامةُ عبدٍ إلخ وفاسق (الدّرّ المختار) بل مشی في شرح المنیة أنّ کراهة تقدیمه کراهة تحریم. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

(۳) وفي البزّازیة: استماع الملاهي کضرب قصبٍ ونحوهٖ حرام لقولهٖ علیه الصّلاة والسّلام : استماع الملاهي معصیة والجلوس علیها فسق والتّلذّذ بها کفر ...... فالواجب کلّ الواجب أن یجتنب کي لایسمع لما روي أنّه علیه الصّلاة السّلام أدخل إصبعه في أذنهٖ عند سماعهٖ . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۹/۴۲۵-۴۲۶، کتاب الحظر والإباحة، قبیل فصل في اللّبس)

وأمّا الفاسق فقد علّلوا کراهة تقدیمهٖ بأنّه لا یهتمّ لأمر دینهٖ ، وبأن في تقدیمهٖ للإمامة تعظیمه، وقد وجب علیهم إهانته شرعًا فهو کالمبتدعِ تُکره إمامتُه بکُلِّ حالٍ ، بل مشیٰ في شرح المنیة : علی أنّ کراهة تقدیمه کراهة تحریم لِما ذکرنا. (ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة)

عرس کرنے والے اور تھیئٹر دیکھنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال: (۱۰۴۲) جو عالم تھیئٹر یا عرس وغیرہ میں جاوے اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ (۱۷۰۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۸۹/۳)

پیشہ وَر گانے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۴۳) مطرب یعنی اقوام مراثی کے پیچھے اقتداء جائز ہے یا نہیں؟ یعنی اگر مراثی خوانده امامت کراوے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۸۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اگر وہ اپنے پیشہ حرام غناء و مزامیر وغیرہ سے تائب ہے تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے ورنہ مکروہ ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۴۶/۳)

امام قراءت میں مقتدیوں کی رعایت رکھے، اور گانا بجانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے

سوال: (۱۰۴۴) تابع داری مقتدی کو کرنی چاہیے یا امام کو اور امام جو چاہے قراءت پڑھے یا مقتدیوں کے کہنے کے موافق پڑھے، امام اگر گانا بجانا سنے یا جھوٹی گواہی دے؛ اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے یا نہ؟ (۱۱۴۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

---

(۱) وکُره إمامة العبد والأعرابي والفاسق والمبتدع (كنز الدّقائق) والفاسق لا يهتمّ لأمر دينه. (البحر الرّائق: ۱/ ۶۰۷-۶۱۰، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۲) ویُكره ...... إمامةُ عبدٍ إلخ وفاسق (الدّرّ المختار) ولعلّ المراد به (أي الفاسق) من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزّاني وآكل الرّبا ونحو ذلك. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/ ۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

الجواب: حدیث شریف میں ہے: الإمام ضامن [۱] پس نماز امام کی متبوع ہے، اور مقتدی تابع امام کے ہیں، اور قراءت میں امام رعایت مقتدیوں کی رکھے [۲] امام اگر گانا بجانا سنے اور جھوٹی گواہی دے تو وہ فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے، مگر نماز ہو جاتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: صلّوا خلف کلّ برّ وفاجر [۳] اور فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ امام فاسق کو معزول کر دینا چاہیے، کیونکہ امام صالح کے پیچھے نماز پڑھنے میں زیادہ ثواب ہوتا ہے [۴] فقط (۲۲۳-۲۲۲/۳)

بارات میں باجا لے جانے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۴۵) اگر کوئی امام اپنے لڑکے کی شادی میں باجا لے جاوے اور یہ عذر بیان کرے کہ لڑکی والے نے کہا ہے کہ اگر باجا لائے گا تو نکاح کروں گا یہ عذر شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۴۶/۱۳۳۹ھ)

الجواب: یہ عذر شرعاً مسموع نہیں ہے، اور اس عذر کی وجہ سے باجا لے جانا درست نہیں ہے،

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: الإمام ضامنٌ والمؤذّن مؤتمن الحديث. (جامع التّرمذي: ۱/۵۱، أبواب الصّلاة، باب ما جاء أنّ الإمام ضامن والمؤذّن مؤتمن)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: إذا صلّى أحدكم للنّاس فليخفّف، فإنّ فيهم السّقيم والضّعيف والكبير وإذا صلّى أحدكم لنفسه فليطول ما شاء، متّفق عليه. (مشكاة المصابيح، ص: ۱۰۱، كتاب الصّلاة، باب ما على الإمام، الفصل الأوّل)

(۳) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الصّلاة، باب الإمامة کے سوال: (۷۱۳) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔۱۲

(۴) وفي الفتاوى: لو صلّى خلف فاسق أو مبتدع ينال فضل الجماعة، لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورعٍ لقوله عليه السّلام: من صلّى خلف عالم تقي فكأنّما صلّى خلف نبي. (البحر الرّائق: ۱/۶۱۰، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

اگر امام مذکور نے ایسا کیا تو وہ فاسق ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے[۱] فقط واللہ اعلم (۱۵۱/۳)

فسق وفجور کی مجلس میں جا کر مزامیر، دف اور گانا سننے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۴۶) إمام المسجد إذا ذهب في مجلس الفجرة وسمع المزامير والدّف والرّقص وغيرهامن أنواع اللّهو واللّعب هل يجوز الصّلاة خلفه أم لا؟ (۱۳۳۴-۳۳/۱۲۶ھ)

الجواب: تجوز مع الكراهة أمّا الجواز فلقوله عليه الصّلاة والسّلام : صلّوا خلف كلّ برّ وفاجر الحديث[۲] وأمّا الكراهة فلأنّ في تقديم الفاسق تعظيمه وقد وجب عليهم تحقيره كذا في الشّامي[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۱۷)

ترجمہ سوال: (۱۰۴۶) جب مسجد کا امام فسق وفجور کی مجلس میں گیا، اور مزامیر، دف اور گانا وغیرہ لہو ولعب کے قبیل کی باتیں سنی، تو کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: نماز کراہت کے ساتھ جائز ہوگی، رہا اس کی امامت کا جائز ہونا تو آپ ﷺ کے ارشاد: صلّوا خلف كلّ برّ وفاجر الحديث کی وجہ سے ہے، اور رہا اس کی امامت کا مکروہ ہونا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ فاسق کے امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اور تعظیم فاسق کی حرام ہے؛ جیسا کہ شامی میں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) وكره كلّ لهو لقوله عليه الصّلاة والسّلام: كلّ لهو المسلم حرام إلّا ثلاثة : ملاعبته أهله وتأديبه لفرسه ومناضلته بقوسه (الدّرّ المختار) قوله: (وكره كلّ لهو) أي كلّ لعب وعبث إلخ شامل لنفس الفعل واستماعه كالرّقص والسّخرية والتّصفيق وضرب الأوتار من الطّنبور والبربط والرّباب والقانون والمزمار والصّنج والبوق ، فإنّها كلّها مكروهة لأنّها زيّ الكفّار واستماع ضرب الدّفّ والمزمار وغير ذلك حرام، وإن سمع بغتة يكون معذورًا ويجب أن يجتهد أن لايسمع ، قهستاني. (الدّرّ والشّامي: ۴۸۱/۹-۴۸۲، أوائل كتاب الحظر والإباحة ، فصل في البيع) ظفیر

(۲) اس حدیث شریف کی تخریج كتاب الصّلاة ، باب الإمامة کے سوال: (۷۱۳) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

(۳) ردّ المحتار: ۲۵۵/۲، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

جو امام عیدین میں باجے کے ساتھ آتا جاتا ہے اور سودخوار بھی ہے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۴۷) قاضی صاحب نمازِ عیدین پڑھانے کو اپنے گھر سے جب نکلتے ہیں، تو شیخ نقارچی ڈھول بجاتا ہوا قاضی صاحب کے آگے آگے عیدگاہ تک جاتا ہے، اور اسی طرح بعد نماز کے گھر تک جاتا ہے، یہ عمل ثواب ہے یا گناہ؟ اور قاضی کھلم کھلا سود لیتے ہیں، اور قرآن شریف بھی غلط پڑھتے ہیں۔ (۲۱۳۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: قاضی کا یہ فعل کہ ڈھول بجواتے ہیں درست نہیں ہے، اور سودخوار کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۱۶/۳)

صاحبِ نصاب ہاشمی جو زکاۃ لیتا ہو اور نقارہ بجاتا ہو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۴۸) ایک شخص ہاشمی صاحب نصاب زکاۃ لیتا ہے اور غزل خوانی کراتا ہے، اور نقارہ وغیرہ بجواتا ہے، اور اپنے برادر حقیقی کو رسوا کرتا ہے ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟
(۵۰۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: غنی کو مال زکاۃ لینا اور کھانا ناجائز ہے اور مزامیر و نقارہ وغیرہ امور حرام و معصیت ہیں، اسی طرح کسی مسلمان کو تہمت لگانا اور ذلیل کرنا اور عیب جوئی کرنا حرام ہے، مرتکب ایسے امور کا فاسق ہے، لائق امام بنانے کے نہیں ہے، شامی وغیرہ کتب فقہ میں ہے کہ امام بنانا فاسق کا حرام ہے، اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، کیوں کہ فاسق واجب الاہانت ہے اور امام بنانے میں

---

(۱) وکذا تُکرہ خلف أمردٍ إلخ وشارب الخمر وآکل الرّبا ونمّام ومراء ومتصنّع . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۵۸/۲، کتاب الصّلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب في إمامۃ الأمرد) ظفیر

اس کی تعظیم ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۲۲-۱۲۳)

قومیت بدلنے والے کی امامت و بیعت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۴۹) ایک امام مسجد نے اپنی ذات کو تبدیل کرلیا ہے، ایسے شخص کی امامت اور بیعت درست ہے یا نہیں؟ (۷۰/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: ایسا شخص لائق امام بنانے اور پیر بنانے کے نہیں ہے[۲] فقط (۳/۲۵۷-۲۵۸)

لڑکے کے پیدا ہونے پر دیواروں پر سہرے بندھوانے والے کی امامت و بیعت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۵۰) ایک شخص کے لڑکا پیدا ہوا، اس نے اپنی دیواروں پر سہرے بندھوائے، اس کی امامت و بیعت کا کیا حکم ہے؟ (۷۰/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: ایسا شخص بھی لائق امامت و بیعت کے نہیں ہے[۲] فقط واللہ اعلم (۳/۲۵۷-۲۵۸)

غلط رسموں سے منع نہ کرنے والوں کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۵۱) بہت لوگوں کے یہاں شادی وبیاہ میں گھر کی عورتیں ڈھولک بجاتی ہیں گیت گاتی ہیں، اور دوسروں کے گھر کی عورتیں آ کر باہم گاتی بجاتی ہیں، ان کے مرد اُن کو اس کام سے منع نہیں کرتے، ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ (۶۰۴/۱۳۳۵ھ)

---

(۱) ویکره .... إمامة عبد إلخ وفاسق (الدّرّ المختار) قوله: (فاسق) من الفسق، وهو الخروج عن الاستقامة، ولعلّ المراد به من يرتكب الكبائر إلخ، بل مشى في شرح المنية على أنّ كراهة تقديمه كراهة تحريم. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۲) يُكره .... إمامةُ عبدٍ إلخ وفاسق ...... ومبتدع أي صاحب بدعةٍ. (الدّرّ المختار مع الشّامي: ۲/۲۵۴-۲۵۶، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

الجواب: جو لوگ اپنی عورتوں کو افعال مذکورہ سے منع نہیں کرتے گنہ گار ہیں، ان کو امام بنانا اچھا نہیں ہے اگرچہ نماز نماز ہو جاتی ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۴۱/۳)

بعض تاریخوں کو منحوس سمجھنے والے کی امامت کا حکم

سوال: (۱۰۵۲) بہت لوگ تیرہ تیزی[۲] بارہ وفات اور تین (۳) و تیرہ (۱۳) و تیئیس (۲۳) و آٹھ (۸) و اٹھارہ (۱۸) و اٹھائیس (۲۸) تاریخ کو منحوس جانتے ہیں، ان تواریخ میں بیاہ شادی نہیں کرتے؛ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا (۶۰۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جو لوگ تواریخ مذکورہ کو منحوس مانتے ہیں، اور ان تواریخوں میں نکاح وغیرہ نہیں کرتے یہ بے اصل ہے، سب دن اور تاریخ مبارک ہیں، اور ایسے برے عقیدہ والے لائق امام بنانے کے نہیں ہیں[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۴۱/۳)

تیسری شادی کو منحوس سمجھنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۵۳) بعض جگہ رواج ہے کہ جب کسی مرد کی شادی تیسری ہوتی ہے، اور رشتہ کی بات کی جاتی ہے تو لڑکی کے والدین کہتے ہیں کہ پہلے گڑیا سے نکاح ہو اور اس گڑیا کو دروازہ کے سامنے دہلی[۴] کے نیچے دفن کی جاوے، یہ رسم اس لیے کرتے ہیں کہ تیسرے نکاح کو بہت منحوس سمجھتے ہیں، اگر ایسا نہ کریں گے تو لڑکی مرجاوے گی؛ یہ عقیدہ کیسا ہے؟ اور جس امام کا یہ عقیدہ ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲۶۲۳/۱۳۴۳ھ)

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) تیرہ تیزی: صفر کے مہینے کے پہلے تیرہ دن، جن میں رسول اللہ ﷺ سخت علیل ہوئے تھے، اس لیے عورتیں ان دنوں کو منحوس سمجھتی ہیں۔ (فیروز اللغات)

(۳) ویُکرہ ...... إمامةُ عبدٍ إلخ ، وفاسق ومبتدع (الدّرّ المختار) أنّ کراهة تقدیمه — أي الفاسق — کراهة تحریم. (الدّرّ المختار وردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، کتاب الصّلاة، باب الإمامة)

(۴) دہلی: چوکھٹ، دہلیز۔ (فیروز اللغات)

الجواب: یہ فعل درست نہیں ہے، اور ایسا عقیدہ رکھنا جائز نہیں ہے اور جس امام کا ایسا عقیدہ ہو اس کو امام بنانا نہ چاہیے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۹۶/۳)

ہندوتہذیب اختیار کرنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۵۴) اگر کوئی مسلمان ہنود کے یہاں اس قسم کی نوکری کرے کہ ہنود کو پوجا کے واسطے بت کے مکان پر پہنچا دیوے، اور اپنی صورت ہنود کی سی رکھے تا کہ ہنود اس کو موقوف نہ کردیں ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۵۷۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جو مسلمان ایسا فعل کرے وہ فاسق ہے، اور سخت گنہ گار ہے اور اس فعل کو اچھا سمجھنے والا بھی فاسق ہے لائق امام بنانے کے نہیں ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۴۰/۳-۲۴۱)

چور کو امام بنانا مکروہ ہے

سوال: (۱۰۵۵) پیش امام نے مسجد کے فرش چورائے اور سزا پا کر آیا، اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۲۶/۱۳۴۵ھ)

الجواب: ایسے فاسق شخص کو امام بنانا مکروہ ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا اس کو معزول کر کے دوسرا امام عالم وقاری وصالح مقرر کرنا چاہیے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۰۰/۳)

---

(۱) ويُكره ...... إمامةُ عبدٍ إلخ ومبتدع أي صاحب بدعة (الدّرّ المختار) أي محرمة. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۶، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفير

(۲) ويُكره ...... إمامةُ عبدٍ إلخ وفاسق (الدّرّ المختار) بل مشى في شرح المنية على أنّ كراهة تقديمه — أي الفاسق — كراهة تحريم. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

أخرج الحاكم في مستدركه مرفوعًا: إنّ سرّكم أن يقبل الله صلاتكم فليؤمّكم خياركم، فإنّهم وفدكم فيما بينكم وبين ربّكم اهـ. (ردّ المحتار: ۲/۲۵۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفير

کم تولنے والے اور سودی دستاویز لکھنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۵۶) جو شخص کم تولے اور جھوٹ بولے اور کبھی کبھی نماز بھی قضاء کرے اور قراءت بھی صاف نہ پڑھے، اور سودی دستاویز بھی لکھتا ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۹۲۹ھ)

الجواب: ایسا شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے، اور نماز اس کے پیچھے بہ حالت مذکورہ مکروہ ہے، پس اہلِ محلّہ اور اہلِ مسجد کو چاہیے کہ اس کو معزول کر کے کسی لائق بالامامۃ کو امام بناویں[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۷۱/۳)

مسجد کی املاک میں مالکانہ تصرف کرنے والے امام کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۵۷) ایک مسجد کے متعلق دو دکانیں ہیں، جن پر امام صاحب مالکانہ تصرف کرنا چاہتے ہیں، مسلمان چاہتے ہیں کہ دکانوں کا کرایہ مسجد کی مرمت اور ضروری کاموں فرش وغیرہ میں خرچ ہو، اس پر امام صاحب کسی طرح رضامند نہیں ہوتے، اگر امام صاحب اپنے اصرار پر قائم رہیں تو ان کو امامت پر قائم رکھیں یا اور امام منتخب کریں؟ (۱۱۱۳/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: مسجد کی دکانوں کا کرایہ بے شک مسجد کی مرمت اور ضروریات میں صرف ہونا چاہیے، امام مذکور کی رضا واجازت کی ضرورت اس میں نہیں ہے، اور اگر امام مذکور اپنے قول وفعل پر اصرار کرے تو اس کو امامت سے معزول کر دیا جاوے اور دوسرا امام صالح مقرر کیا جاوے[1] فقط (۲۶۰/۳)

مسجد کی حق تلفی کرنے والے کی امامت مکروہ ہے

سوال: (۱۰۵۸)...... جو شخص امامت کرتا ہو اور دیگر خدمت مگر مسجد کی حق تلفی کرے اور خود کھا جاوے وہ امامت کے قابل ہے یا نہیں؟ (۱۲۰۹/۳۵-۱۳۳۶ھ)

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

الجواب: جو شخص مسجد کی آمدنی بلا استحقاق اپنے صرف میں لائے وہ فاسق ہے، امامت اس کی مکروہ ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۷۷-۲۷۸)

جو شخص مسجد کا سامان اپنے مکان میں استعمال کرے اس کی امامت مکروہ ہے

سوال: (۱۰۵۹) جس شخص نے مسجد کو برباد کر کے اس کی مٹی اور پتھر اپنے رہنے کے مکان میں صرف کیا اور نماز روزہ ادا نہیں کرتا، اور کفار کے گھر کا کھانا کھاتا ہے اور سود دیتا ہے، اور خطبہ غلط پڑھتا ہے، اس شخص کا ممبر پر کھڑا ہو کر وعظ اور خطبہ پڑھنا اور امامت کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۸/۳۳۳ھ)

الجواب: مسجد کا سامان از راہِ خیانت وغصب اپنے گھر لے جانا اور اپنے صرف میں لانا اور رمضان شریف کے روزے نہ رکھنا اور نماز ادا نہ کرنا اور کفار کو سود دینا؛ یہ جملہ افعال حرام ہیں، مرتکب ان اُمور کا فاسق ہے، اور امامت اس کی مکروہ ہے[1] اور کفار کے گھر کا کھانا درست ہے، اس پر کچھ طعن کرنا بیجا ہے، اور غلط خطبہ پڑھنے والے کو خطیب نہ مقرر کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۳/۱۱۹-۱۲۰)

جو امام مسجد میں نماز پڑھنے پر مارنے کی دھمکی دے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال: (۱۰۶۰) ایک مسجد کا امام یہ کہتا ہے کہ جو اس مسجد میں نماز پڑھنے آوے گا اس کو ماردوں گا تو ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہ؟ (۳۷۷/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: ایسا امام فاسق ہے، اس کو معزول کر دینا چاہیے، نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے[1] فقط

(۳/۱۹۸)

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

ٹوٹکے وغیرہ پر اعتقاد رکھنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۶۱) زید ٹوٹکے کراتا ہے، بکرا بہ طور صدقہ مریض کے سرہانے بندھاتا ہے، اور مریض اگر کم سن ہو تو اس کو سوار کراتا ہے، پھر اس بکرے کو دفن کراتا ہے، زید کے لیے کیا حکم ہے؟ آیا اس پر توبہ اور تجدید نکاح لازم ہے یا نہیں؟ اس کو امام بناویں یا نہیں؟ اور اگر مسلمانوں سے کہا جاوے کہ ایسے شخص پر زجر کرنا چاہیے، اس کو کم از کم امامت سے معزول کردو، اور چند جاہل یہ کہیں کہ ہم تو زید پر ایمان لائے ہیں تو یہ کیسا ہے؟ (۲۸۶/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیے بلکہ امام عالم اور صالح ومتقی شخص کو بنانا چاہیے، اور ایسے شخص کی امامت کے جو جہلاء طرف دار ہیں وہ گنہ گار ہیں، کیونکہ مبتدع اور فاسق ہونے میں اس کے کچھ تردد نہیں ہے، اور فاسق ومبتدع کی امامت مکروہ ہے اور معزول کرنا ایسے امام کا لازم ہے، كذا في الشّامي (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۱۹/۳)

فرض حج کی ادائیگی میں تاخیر کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۶۲) زید ایک محلّہ کی مسجد میں امام ہے، زید پر بہ وجہ نصاب حج فرض ہے، جس کو وہ ادا نہیں کرتا اور مانع شرعی بھی موجود نہیں، دیگر یہ کہ زید اپنی ڈاڑھی خضاب سے سیاہ کرتا ہے اور حدیث ممانعت کی طرح طرح سے تاویل کرتا ہے۔ تیسرے یہ کہ زید نے جشن صلح میں خوب دلچسپی سے حصہ لیا اور دیگر مخلوق کو اس میں شریک ہونے کی بہت کچھ ترغیب دی گویا اسلامی سلطنت اور خلافت کے مٹائے جانے پر ان کی طرف سے دل کھول کر خوشی کا اظہار کیا گیا، ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟ اور اس کی اقتداء کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی تو گزشتہ نمازوں کا کیا ہونا چاہیے؟ (۹۸۹/۱۳۳۸ھ)

---

(۱) ويكره ...... إمامة عبد إلخ وفاسق إلخ ومبتدع أي صاحب بدعة (الدّرّ المختار) بل مشى في شرح المنية على أنّ كراهة تقديمه كراهة تحريم. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۶، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفير

الجواب: (الف) درمختار وشامی میں ہے کہ اصح حج کے بارے میں یہ ہے کہ فی الفور ادا کیا جاوے یعنی جس سال فرض ہو اسی سال ادا کیا جاوے، اور تاخیر سال اوّل سے گناہ صغیرہ ہے، اگر کئی سال تک تاخیر کرے گا تو فاسق ہو جاوے گا(۱)

(ب) اسی طرح سیاہ خضاب کو بلاکسی داعی مشروع کے مکروہ لکھا ہے(۲) پس یہ ہر دو امر موجب کراہت امامت شخص مذکور ہیں؛ یعنی اگرچہ نماز اس کے پیچھے ادا ہو جاتی ہے۔ **لقوله عليه الصّلاة والسّلام: صلّو ا خلف كلّ برّ وفاجر الحديث نقله في شرح المنية** (۳) لیکن مکروہ ہوتی ہے، اور جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئیں وہ بھی ہو گئیں، ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے کسی دوسرے صالح وعالم شخص کو امام بنانا چاہیے کیونکہ اس کے امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اور تعظیم فاسق کی حرام ہے(۴)

---

(۱) وهو فرض على الفور وهو الأصحّ فلا يباح له التّأخير بعد الامكان إلى العام الثّأني ...... فإذا أخّره وأدّى بعد ذلك وقع أداء كذا في البحر الرّائق . (الفتاوى الهندية: ۱/۲۱۶، كتاب المناسك ، الباب الأوّل في تفسير الحجّ وفرضيته إلخ)

الحجّ هو .... فرض ...... مرّةً ...... على الفور في العام الأوّل عند الثّاني ، وأصحّ الرّوايتين عن الإمام ومالك وأحمد : فيفسق وتردّ شهادته بتأخيره أي سنينًا ، لأنّ تأخيره صغيرة ، وبارتكابه مرّة لا يفسق إلّا بالإصرار ، ووجهه أنّ الفورية ظنّية ، لأنّ دليل الاحتياط ظنّي ، ولذا أجمعوا أنّه لو تراخى كان أداءً وإن أثم بموته قبله (الدّرّ المختار) وفي ردّ المحتار: قوله: (كان أداءً) أي ويسقط عنه الإثم اتّفاقًا كما في البحر ، قيل : المراد إثم تفويت الحجّ لا إثم التّأخير، ...... وفي الفتح : ويأثم بالتأخير عن أوّل سني الإمكان ، فلو حجّ بعده ارتفع الإثم اهـ. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۳/۳۹۸،-۴۰۳، كتاب الحجّ)

(۲) ويستحبّ للرّجل خضاب شعره ولحيته إلخ ويكره بالسّواد ، وقيل: لا . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۹/۵۱۸، كتاب الحظر والإباحة ، فصل في البيع) ظفیر

(۳) ولذا لم تجز الصّلاة خلفه — أي الفاسق — أصلاً عند مالك و رواية عن أحمد ، إلّا أنا جوّزناها مع الكراهة لقوله عليه السّلام : صلّوا خلف كلّ برّ وفاجر . (غنية المستملي في شرح منية المصلّي، ص:۴۴۲، فصل في الإمامة)

(۴) ويكره تنزيهًا إمامة عبد إلخ وفاسق (الدّرّ المختار) وأمّا الفاسق فقد علّلوا كراهة تقديمه بأنّه لايهتمّ لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه ==

(ج) اور جشن صلح کی شرکت کو اس سے علیحدہ رکھنا چاہیے کہ اس میں شرکت کرنے میں بہ وجہ حکم حکام فی الجملہ رعایا کو مجبوری ہے محض اس وجہ سے حکم فسق کا نہیں کیا جاوے گا۔ فقط (۱۲۴/۳-۱۲۵)

آنریری مجسٹریٹ[(۱)] کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۶۳) ایک شخص جو کہ شہر کی سب سے بڑی جامع مسجد کا امام اپنے علاقہ کا مفتی اور اہلِ اسلام کے محکمہ نکاح وطلاق کا قاضی ہے، اسلام، اہلِ اسلام اور شعائرِ اسلام، اماکن مقدسہ وجزیرۃ العرب وغیرہ کے موجودہ نازک ترین حالات اور اعداء اسلام کی اسلام کے مٹانے میں پوری کوشش وسرگرمی کو دیکھتے ہوئے اور عدم موالاۃ بالکفار کے حکم الٰہی سے واقف ہوتے ہوئے بھی موجودہ حکام کی طرف سے ملی ہوئی آنریری مجسٹریٹی کو کسی موہوم نفع یا ضرر کے احتمال سے چھوڑنا پسند نہیں کرتا، بلکہ وہ اپنے لیے اس کے ترک کو باعث ذلت ورسوائی اور اس کے وجود کو موجبِ عزت و فخر تصور کرتا ہے، ہر چند کہ مسلمانوں نے زور سے نرمی ومحبت سے تنہائی ومجالس میں سمجھایا، اور تقریراً وتحریراً بارہا اس سے آگاہ کیا، اور اسی امر کا مطالبہ کیا، لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوا، کیا ایسا شخص قابل امامت ہے؟ اور کیا اس کے پیچھے صلاۃ وجماعت کا ادا کرنا شرعاً صحیح ودرست ہے؟ اور کیا شرعی مسائل میں ایسے آدمی کا فتویٰ اور معاملات نکاح وطلاق میں اس کا فیصلہ قابل اعتماد ہوسکتا ہے۔ بینوا توجروا

(۲۱۷۶/۱۳۳۸ھ)

الجواب: بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم ، الحمد للّٰہ وحدہ. نہیں ہوسکتا اور جماعت کا فرض ہے کہ اس منصب سے اسے معزول کردیں۔ دستخط مولانا ابوالکلام آزادؒ۔

الجواب: ایسا شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے کیونکہ آنریری مجسٹریٹی میں حکم خلاف شریعت کرنا لازم ہے، جیسا کہ ظاہر ہے اور وہ بہ مصداق آیتِ کریمہ: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت: ۴۷) فاسق ہے، اور امامت فاسق کی مکروہ ہے۔

== وقد وجب عليهم إهانته شرعًا إلخ ، بل مشى في شرح المنية علىٰ أنّ كراهة تقديمه كراهة تحريم. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة)

(۱) آنریری مجسٹریٹ: اعزازی مجسٹریٹ، تنخواہ کے بغیر کام کرنے والا قاضی۔

كذا في كتب الفقه(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۴۱-۱۴۲)

انگریز کے مخالف کو کافر سمجھنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۶۴) زید گورنمنٹ اسکول میں کورس پڑھا تا ہے، اور کہتا ہے کہ جو شخص میری ملازمت کو حرام جانے میں اپنے عقیدے میں اس کو کافر جانتا ہوں، تو اس صورت میں زید کے پیچھے نماز درست ہے یا حرام؟ (۶۸۳/۱۳۴۰ھ)

الجواب: انگریزی اسکول کی ملازمت اگرچہ کسی درجہ میں بعض صورتوں میں جائز بھی ہو مگر اس کے قبیح ہونے میں تو کچھ کلام ہی نہیں ہے، لہٰذا زید جو کہ انگریزوں کی غلامی کو حرام جاننے والوں کو کافر سمجھتا ہے؛ سخت غلطی میں ہے اور عاصی وفاسق ہے، لہٰذا اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور امام بنانا اس کو حرام ہے(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۶۲)

جو مسلمانوں کو منافق بتائے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال: (۱۰۶۵) جو پیش امام مسلمانوں کو عموماً اور اپنے مقتدیوں کو منافق بتائے اور یہ بھی کہے کہ آج کل تمام نمازیوں کے دل بہ وجہ منافق ہونے کے ٹیڑھے ہو چکے ہیں، اس لیے صف سیدھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس امام کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۲۵۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: یہ اس پیش امام کی بڑی جہالت ہے، اور وہ سخت عاصی ہے، ایسے امام کو معزول کر دینا چاہیے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۹۱-۱۹۲)

---

(۱) ويكره ...... إمامة عبد إلخ وفاسق (الدّرّ المختار) بل مشى في شرح المنية على أنّ كراهة تقديمه – أي الفاسق – كراهة تحريم. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۲) إنّ كراهة تقديمه – أي الفاسق – كراهة تحريم. (ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

انگریزوں کے لیے ایصال ثواب کرنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال:(۱۰۶۶) زید جامع مسجد کا امام اور واعظ ہے، اس نے جارج اور قیصرِ ہند کے لیے قرآن شریف پڑھ کر بخشا، اور خطبہ میں دعا کی اور جب سلطان المعظم کے لیے دعا کرنے کو کہا گیا تو علماء کا فتویٰ طلب کرتا ہے، خلافت والوں پر تبرا کہتا رہتا ہے اور عوام کو بہکا دیا کرتا ہے کہ خلافت کمیٹی کچھ دینی بات نہیں ہے، ایسے امام کے پیچھے جو رنڈیوں کی یہاں دعوت کھالیتا ہے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۸۸۲/۱۳۴۰ھ)

الجواب: ایسا شخص فاسق ہے لائق امام بنانے کے نہیں ہے، اس کو امامت اور وعظ گوئی سے معزول کرنا اور روکنا چاہیے، ترکِ موالات فرض شرعی ہے، اور خلافت کی ہمدردی مسلمانوں کو ہر طرح لازم و واجب ہے، اس میں کوتاہی کرنا حرام اور معصیت ہے، اور جو امام رنڈیوں کے گھر کی دعوت کھاوے، وہ بھی لائق امام بنانے کے نہیں ہے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۶۴/۳)

عورتوں کو بے حیائی کی تلقین کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال:(۱۰۶۷) زید کو امام مسجد بنانا جس کے احوال مندرجہ ذیل ہیں کیسا ہے؟ زید عورتوں کو ورغلاتا ہے اور بے حیائی کی طرف بلاتا ہے، اور مسلمانوں کو گالیاں دیتا ہے، اور شریعت کی ہتک کرتا ہے کیا حکم ہے؟ (۱۱۹۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ایسے مبتدعین کی صحبت اور پاس بیٹھنے سے احتراز واجب اور لازم ہے، اور امام بنانا اس کو ممنوع اور ناجائز ہے، ہرگز اس کو امام نہ بناویں کہ فاسق کو امام بنانا حرام ہے (۱) فقط (۲۲۴/۳)

انگریزوں کے خانساما نوں کی نماز اور امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال:(۱۰۶۸)......(الف) انگریزوں کے خانساماں کو جو کہ کھانا پکاتا ہے، خنزیر کا گوشت

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

بھی پکانا اور کھلانا ہوتا ہے، اور شراب تقسیم کرتا ہے؛ جب کہ یہ لوگ ایسا کام کرتے ہیں تو ان کی نماز وغیرہ قبول ہوتی ہے یا نہیں؟

(ب) اگر ان میں سے کوئی شخص قابل نماز پڑھانے کے ہوتو اس کی (امامت)[۱] جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۳۲۰ھ)

الجواب: (الف) چونکہ وہ لوگ اسلام میں داخل ہیں اس لیے نماز وروزہ ان کا قبول ہے، گناہ سے توبہ کرتے رہیں۔

(ب) امام بنانا ایسے شخص کو مکروہ ہے، لیکن نماز اس کے پیچھے بکراہت درست ہے[۲] فقط (۲۴۸/۳)

ناجائز جرمانہ کرنے والے کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۶۹) ایک مسلمان نے ایک چماری کو مسلمان کر کے اس سے نکاح کرلیا، اس پر ایک شخص مسمی قاضی وزیر شاہ نے ان کو برادری سے علیحدہ اور حقہ پانی بند کردیا، اور نکاح کو ناجائز کہتا ہے اور وزیر شاہ نے چٹی (جرمانہ) اور ڈنڈ کے پانچ روپیہ بھی لیے، ایسے شخص کی امامت کا شرعًا کیا حکم ہے؟ اس کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۴۸۴ھ)

الجواب: وزیر شاہ کا یہ معاملہ جو اس نے اس مسلمان اور نو مسلمہ کے ساتھ کیا اور ان کو برادری سے علیحدہ کردیا؛ خلاف شریعت ہے اور حرام اور ناجائز ہے، اور مسلمان ہونا اس نو مسلمہ کا اور نکاح کرنا اس کا شرعًا درست ہے اور صحیح ہے، قاضی مذکور کا اس کو ناجائز کہنا غلط ہے اور سخت جہالت ہے، اور چٹی اور ڈنڈ لینا حرام اور باطل ہے[۳] ایسا شخص قابل امامت کے نہیں ہے،

---

(۱) مطبوعہ فتاویٰ میں (امامت) کی جگہ ''نماز'' تھا، اس کی تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔۱۲

(۲) حوالہ؛ سوال نمبر (۱۰۶۵) کے حاشیہ نمبر: (۲) میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) لا بأخذِ مَالٍ في المذهبِ بحر ، وفيه عن البزّازية : وقيل : يجوز ومعناه أن يمسكه مدّة لينزجر ثمّ يعيده له إلخ وفي المجتبیٰ : أنّه كان في ابتداء الإسلام ثمّ نسخ (الدّرّ المختار) والحاصل أنّ المذهبَ عدم التّعزير بأخذ المال. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۶/۷۶-۷۷، كتاب الحدود ، بابالتّعزير ، مطلب في التّعزير بأخذ المال) ظفیر

اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے، اور معزول کرنا اس کا امامت سے ضروری ہے[۱] فقط واللہ اعلم

(۲۵۲-۲۵۱/۳)

چوری کے جانور ذبح کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۷۰) ایک شخص کی عورت بے پردہ ہر جگہ پھرتی ہے، اور وہ خود بھی چوری کے جانور ذبح کر ڈالتا ہے، اور علاوہ ازیں امامت بھی کراتا ہے؛ ایسے شخص کی امامت شرعًا کیا حکم رکھتی ہے؟

(۱۷۷/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے[۲] فقط واللہ اعلم۔ کتبہ رشید احمد عفی عنہ[۳]

الجواب صحیح: بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ، مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند (۲۹۷/۳)

جو شخص سرکاری بینک میں ملازم ہے اور خود بھی سود لیتا ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے

سوال: (۱۰۷۱) ایک شخص سرکاری بینک میں ملازم ہے، اور سودی قرض کو لکھتا ہے اور خود بھی سود لیتا ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے یا نہیں؟ اور نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں؟

(۱۸۰۶/۱۳۳۸ھ)

---

(۱) يُكره ...... إمامة عبدٍ إلخ وفاسق (الدّرّ المختار) بل مشى في شرح المنية على أنّ كراهة تقديمه كراهة تحريم. (ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۲) ويكره ...... إمامة عبدٍ ...... وفاسق (الدّرّ) وقال في شرح المنية: أنّ كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

(۳) ''کتبہ: رشید احمد'' یہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ نہیں ہیں، بلکہ کوئی ناقل فتاویٰ ہیں، رجسٹر نقول فتاویٰ سنہ ۲۹-۱۳۳۰ھ کے پہلے صفحہ پر یہ نوٹ درج ہے: ''رشید احمد صاحب جن کے دستخط اکثر فتاویٰ پر ہیں کوئی ناقل فتاویٰ ہے''۔

الجواب: حدیث شریف میں سود کے لینے والے، دینے والے اور گواہوں وغیرہم پر لعنت وارد ہوئی ہے، اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: هم سواء یعنی وہ سب برابر ہیں گناہ میں (۱) لہٰذا شخص مذکور بہ وجہ فاسق ہونے کے تاوقتیکہ توبہ نہ کرے لائق امام بنانے کے نہیں ہے، اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔ كذا في الشّامي (۲) لیکن درمختار میں دوسری جگہ نقل کیا ہے: صلّی خلف فاسق أو مبتدع نال فضلَ الجماعة (الدّرّ) أفاد أنّ الصّلاة خلفهما أولیٰ من الإنفراد (۳) (شامی) البتہ یہ قاعدہ بھی فقہاء نے لکھا ہے: كلّ صلاة أدّيت مع كراهة التّحريم تجب إعادتها (۴) اس میں یہ بھی بعض نے تفصیل فرمائی ہے کہ وقت کے اندر اعادہ واجب ہے اور وقت کے بعد مستحب ہے، مگر شامی نے اس کو مرجوح کہا اور کہا کہ راجح یہی ہے کہ وقت کے اندر اور بعد وقت کے اعادہ واجب ہے (۵) البتہ جو علماء اصل سے اعادہ کو مستحب ہی فرماتے ہیں وہ ہر دو حال میں مستحب ہی کہیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۳۴-۱۳۵)

---

(۱) عن جابر رضي الله عنه قال : لعن رسول الله صلّی الله عليه وسلّم آكل الرّبا ومؤكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواءٌ ، رواه مسلم. (مشكاة المصابيح، ص:۲۴۴، كتاب البيوع باب الرّبا ، الفصل الأوّل)

(۲) ويكره .... إمامة عبد إلخ وفاسق (الدّرّ المختار) بل مشى في شرح المنية علیٰ أنّ كراهة تقديمه كراهة تحريم. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

(۳) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۷-۲۵۸، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(۴) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۱۳۰، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، مطلب: كلّ صلاة أدّيت مع كراهة التّحريم تجب إعادتها .

(۵) قيد في البحر في باب قضاء الفوائت وجوب الإعادة في أداء الصّلاة مع كراهة التّحريم بما قبل خروج الوقت ، أمّا بعده ، فتستحبّ ، وسيأتي الكلام فيه هناك إلخ وترجيح القول بالوجوب في الوقت وبعده. (ردّ المحتار: ۲/۱۳۱، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، مطلب: كلّ صلاة أدّيت مع كراهة التّحريم تجب إعادتها) ظفیر

رہن سے نفع اٹھانے والے کی امامت مکروہ تحریمی ہے

سوال: (۱۰۷۲) کوئی شخص زمین رہن لیوے اور نفع کھاوے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟ (۱۳۳۸/۱۳۵۵ھ)

الجواب: مکروہ تحریمی ہے۔ کذا في الشّامي[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۱۲۸-۱۲۹)

سوال: (۱۰۷۳) ایک شخص نے زمین گروی رکھی راہن کو کوئی نفع وغیرہ مجرا نہیں دیتا، اور اس فعل کو جائز سمجھتا ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۱۸۹۵/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: شامی نے یہ تحقیق کیا ہے کہ نفع اٹھانا زمین مرہونہ سے سود میں داخل ہے[2] اور کلّ قرض جرّ نفعًا فهو ربا[3] میں داخل ہے، پس بناءً جو شخص مرتکب اس فعل حرام کا ہوگا وہ عاصی وفاسق ہوگا اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۱۱۱)

سوال: (۱۰۷۴) ایک قاضی امام مسجد نے زمین رہن لی ہے، اور اس زمین کا منافع کھاتا ہے یہ منافع سود میں داخل ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کے پیچھے اقتداء کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۷۹۱/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

---

(۱) ويكره ...... إمامة عبد إلخ وفاسق (الدّرّ المختار) بل مشى في شرح المنية علىٰ أنّ كراهة تقديمه (أي الفاسق) كراهة تحريم. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۲) قوله: (وقيل لا يحلّ للمرتهن) قال في المنح: وعن عبد الله محمّد بن أسلم السّمرقندي وكان من كبار علماء سمر قند أنّه لا يحلّ له أن ينتفع بشيء منه بوجه من الوجود وإن أذن له الرّاهن ...... ثمّ رأيت في جواهر الفتاوى: إذا كان مشروطًا صار قرضًا فيه منفعة وهو ربا. (ردّ المحتار: ۱۰/ ۷۰، كتاب الرّهن)

(۳) عن الحكم عن إبراهيم قال: كلّ قرض جرّ منفعة فهو ربا. (مصنف ابن أبي شيبة: ۴/۳۳۳، كتاب البيوع والأقضية، باب من كره كلّ قرضٍ جرّ منفعة، المطبوعة: دارالكتب العلمية بيروت، لبنان)

الجواب: زمین مرہونہ کا نفع مرتہن کو لینا صحیح یہ[1] ہے کہ سود میں داخل ہے، اور ایسے شخص کو امام بنانا ممنوع ہے، نماز اس کے پیچھے اگر چہ بہ کراہت ادا ہو جاتی ہے، لیکن امام دائمی بنانا اس کو نہ چاہیے۔ کذا في الشّامي[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۱۸-۲۱۹)

سودی قرض لینے والے اور وعدہ ایفاء نہ کرنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۷۵) زید مقروض ہے اور قرضہ مع سود و بلاسود دونوں قسم کا ہے، وعدہ ہر قسم کا کرتا ہے، مگر ایفاء کسی کا نہیں ہوتا، ایسی صورت میں زید کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(۹۲۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: نماز اس کے پیچھے صحیح ہے، لیکن اگر سودی قرض لیتا ہے تو گنہ گار ہے، اس حالت میں اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۲۰-۲۲۱)

سوال: (۱۰۷۶) جو شخص امام ہو وہ اپنے دوسرے کام یعنی تجارت وغیرہ کے واسطے پیسہ سود پر لے کر کام کرتا ہے، اس کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں؟ (۱۳۶/۱۳۳۵ھ)

الجواب: سود پر قرض لینے والا موافق حدیث کے مستحق لعنت اور فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ کما حقّقه في الشّامي باب الإمامة: ج:۱۔[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۳/۲۳۳)

---

(۱) مطبوعہ فتاویٰ میں (یہ) کی جگہ ''نہیں'' تھا، تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔۱۲

(۲) ويُكره ...... إمامةُ ...... فاسق (الدّرّ المختار) المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزّاني وآكل الرّبا ونحو ذلك. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۳) وكذا تكره خلف أمرد إلخ وآكل الرّبا ونمّام ومراء ومتصنّع. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

سودی قرض لینے والے اور شیعوں کی حمایت کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۷۷) ایک شخص سودی قرض لیتا ہے، اور جو معاملہ شیعہ سنیوں کا ہوتا ہے اس میں ہر طرح سے شیعہ کی امداد کرتا ہے، اور سنیوں کی مخالفت کرتا ہے، ایسے شخص کو امام مقرر کرنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ (۸۶۶/۱۳۳۵ھ)

الجواب: ایسا شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے، اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے[1] فقط (۲۸۹/۳)

بینک میں روپیہ رکھنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۷۸) جو شخص بینک میں روپیہ داخل کرتا ہے اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟ (۱۲۰۸/۱۳۳۴-۳۳ھ)

الجواب: اس کی امامت بھی مکروہ ہے۔ (مگر اس زمانے میں جب کہ چوری ڈکیتی عام ہے اور روپیہ کی حفاظت کا ذریعہ سوائے بینک کے دوسرا نہیں، بینک میں بغرض حفاظت رکھنا درست ہے، اور اس کی امامت بھی درست ہے۔ واللہ اعلم ظفیر) (۲۲۴/۳)

سودی کاغذات اُجرت پر لکھنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۷۹) ایک شخص سود لینے والے کے یہاں رہتا ہے، اور سودی کا غذ اجرت پر لکھتا ہے، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے؟ (۲۰۵۳/۱۳۳۴-۳۳ھ)

الجواب: سود لینے والا اور لکھنے والا فاسق ہے، لہٰذا فاسق کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ ہے، اس لیے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ فقط (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سودی کاغذات لکھنے والے

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

پرلعنت کی ہے، اس کو بھی اسی گروہ میں شمار کیا ہے۔ عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم آكل الرّبا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال: هم سواء، رواه مسلم، مشكاة المصابيح ص: ۲۴۴ كتاب البيوع، باب الرّبا، الفصل الأوّل. ظفیر) (۳/۳۱۴)

حیلے بہانے سے سود لینے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۸۰) مسمی احسان علی موضع مرشد آباد کے قاضی اور پیش امام بھی ہیں، عرصہ پانچ چھ برس کا ہوا کہ مسمی احسان علی نے بہ ذریعہ تحریری تمسک دستاویزات کے اس طریقہ سے سود لینا شروع کیا کہ دستاویزات اپنے پوتے اور لڑکوں کے نام لکھنا شروع کیا، اور بعض بعض سے سود بھی وصول کیا، دریافت کرنے پر جواب دیا کہ میں اس کو نہیں کرتا ہوں، بلکہ میرے لڑکے ایسا کرتے ہیں، یہ حیلہ برائے نام ہے احسان علی امام ہونے کے قابل ہیں یا نہیں؟ (۱۴۴۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: مسمی احسان علی اس صورت میں لائق امام بنانے کے نہیں ہے، اگر وہ تائب نہ ہو تو اس کو معزول کیا جاوے اور دوسرا امام صالح مقرر کیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۵۰)

سیاح عالم جس کے صحیح العقیدہ ہونے کا اطمینان نہ ہو اس کو امام نہ بنانا چاہیے

سوال: (۱۰۸۱) جو عالم سیاح دوسرے ملک سے آتے ہیں اُن کا عقیدہ پوری طرح معلوم نہیں ہوتا حتی کہ اشتہاری[1] تک ہوتے ہیں اور امامت کراتے ہیں، اگر کوئی امام مقرر ان کے سامنے امامت کرا دیتا ہے تو اس میں اپنی بے عزتی خیال کرتے ہیں، حالانکہ خطبہ تک صحیح نہیں پڑھتے ایسے سیاح لا پتا کی امامت درست ہے یا نہیں؟ (۵۵۲/۱۳۴۰ھ)

الجواب: قول اور خیال اس سیاح کا غلط اور باطل ہے، اور جو شخص خطبہ غلط پڑھے اور مسائل

(۱) اشتہاری: وہ مجرم جس کے پکڑنے کے لیے اشتہار دیا گیا ہو۔ (فیروز اللغات)

نماز سے پوری طرح واقف نہ ہو، اور اس کے صحیح العقیدہ ہونے کا اطمینان نہ ہو اس کو امام نہ بنانا چاہیے بلکہ عالم متبع شریعت کو امام بناویں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۶۱-۱۶۲)

مسجد میں زنا کرنے والا امامت کے قابل نہیں

سوال: (۱۰۸۲) ایک امام نے مسجد کے اندر زنا کیا، دو شخصوں نے بہ چشم خود دیکھا اور امام مذکور ہمیشہ ایسی حرکات کرتے رہتے ہیں، ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ (۱۶۴۰/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایسا شخص جو اس قسم کے فواحش میں مبتلا ہے فاسق وعاصی ہے، امامت اس کی مکروہ تحریمی ہے[1] لازم ہے کہ اس کو معزول کیا جاوے، اور دوسرا امام صالح وعالم مقرر کیا جاوے، اگر پورا عالم نہ ہو تو کم از کم اتنا ہو کہ مسائل نماز سے واقف ہو، اور قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو۔ فقط (۳/۱۱۰)

سالی سے زنا کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۸۳) دو شخص دو مسجد کے امام ہیں، ایک نے اپنی سالی سے زنا کیا، اور دوسرا بیڑی پیتا ہے ان کی امامت درست ہے یا نہیں؟ جب کہ یہ لوگ امامت سے روکے جائیں تو فساد عظیم ہونے کا اندیشہ ہے۔ (۱۱۴۰/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: فاسق کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہے، پس جب کہ امام فاسق کے علیحدہ کرنے میں فتنہ ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۰۱)

---

(۱) ویکره ...... إمامة عبد إلخ وفاسق (الدّرّ المختار) قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعلّ المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزّاني إلخ، بل مشى في شرح المنية على أنّ كراهة تقديمه كراهة تحريم. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۲) ويكره .... إمامة عبد إلخ وفاسق إلخ وفي النّهر عن المحيط: صلّى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة (الدّرّ المختار) أفاد انّ الصّلاة خلفهما أولى من الانفراد. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

دھوکے سے زوجین میں تفریق کرانے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۸۴) زید نے اپنی چچازاد بہن ہندہ نوجوان کو جس کی شادی دوسری جگہ ہوچکی تھی ورغلا کر کچھ دنوں اپنے ساتھ رکھا، پھر ایک اسٹامپ ہندہ کے شوہر کے نام سے خریدا اور طلاق نامہ لکھ کر دھوکے سے ہندہ کے شوہر کا انگوٹھا لگوالیا؛ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ دوسرے لوگ قابل امامت موجود ہوں؟ (۱۹۲۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: زید کی اگر کچھ خیانت ثابت ہوجاوے اور بے وجہ تفریق مابین الزجین میں وہ ساعی ہوا ہے، تو بہ حالت موجودہ وہ لائق امام بنانے کے نہیں ہے، اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے کسی دوسرے شخص صالح وعالم کو امام بنادیں (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۶۷)

جو شخص شادی شدہ چچازاد بہن کو اس کے شوہر کے پاس نہ جانے دیتا ہو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۸۵) ایک شخص نے اپنی دختر بالغہ کا نکاح روبہ رو گواہوں کے ایک شخص کے ساتھ کردیا، لیکن اس لڑکی کا چچازاد بھائی اس کو شوہر کے پاس نہیں جانے دیتا اور اپنے پاس رکھ رکھا ہے، اس شخص کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور ایک مولوی کہتا ہے کہ اس شخص کی امامت جائز ہے جس نے دوسری عورت کو اپنے گھر رکھا ہے، اور کہتا ہے کہ فرعون ملعون بہشت میں جاوے گا، اور ایک کم دو لاکھ آدم اس آدم سے پیشتر گزر چکے ہیں، اور جمعہ بلاد نصاری میں جائز نہیں اور خضاب سیاہ مباح ہے، اس شخص کی بابت کیا حکم ہے؟ (۱۲۱۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: وہ شخص جس نے اس عورت کو رکھا اور شوہر کے پاس نہیں جانے دیتا، وہ فاسق

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

وظالم ہے، اس کی امامت مکروہ ہے۔ کذا في الشّامي وغیرہ من الکتب الفقهیة[1] اور وہ مولوی جو خلافِ عقیدہ اہلِ سنت وجماعت کے عقائد ظاہر کرتا ہے وہ ضال ومضل ہے، اس کے اقوال کا اعتبار نہیں ہے، اس سے اعتقاد رکھنا حرام ہے۔ قال علیه الصّلاة والسّلام : یکون في آخر الزّمان دجّالون کذّابون یأتونکم من الأحادیث بما لم تسمعوا أنتم ولآ آباؤکم ، فإیّاکم وإیّاهم لا یُضِلُّونَکُمْ و لا یَفْتِنُوْنَکُمْ رواہ مسلم[2] وفي حدیث البخاري ومسلم : حتّی إذا لم یبق عالم اتّخذ النّاس رؤسًا جهّالا ، فسُئِلوا فأفتوا بغیر علم ، فضلّوا وأضلّوا ، الحدیث[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۱۸-۳۱۹)

جوان بیوہ لڑکی کو نکاح کرنے سے روکنے والے کے پیچھے نماز کیسی ہوگی؟

سوال: (۱۰۸۶) ایک شخص کی جوان بیوہ لڑکی نکاح کرنا چاہتی ہے، مگر والد اس کا نہیں چاہتا؛ اس کے پیچھے نماز کیسی ہوگی؟ (۱۵۹۶/۱۳۳۸ھ)

الجواب: نماز اس کے پیچھے صحیح ہے، لیکن باوجود اچھا موقع کفو میں ملنے کے اپنی دختر کا نکاح نہ کرنا بہت بُرا ہے، ایسا نہ کرنا چاہیے۔ (اس لیے کہ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَ اَنْكِحُوْا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ﴾ (سورۂ نور، آیت: ۳۲) ایامی میں بیوہ بھی داخل ہے۔ ظفیر) (۳/۱۳۳)

سوال: (۱۰۸۷) ایک شخص امام مسجد ہے اور اس کی لڑکی بالغہ جوان ہے، وہ اس کی شادی

---

(۱) ویُکرہ ...... إمامة عبد وفاسق إلخ. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

(۲) الصّحیح لمسلم: ۱/۱۰، مقدّمة ، باب النّهي عن الرّوایة عن الضّعفآء والاحتیاط في تحمّلها.

(۳) صحیح البخاري: ۱/۲۰، کتاب العلم ، باب کیف یقبض العلم وکتب عمر بن عبد العزیز إلخ ؟ والصّحیح لمسلم: ۲/۳۴۰، کتاب العلم، باب رفع العلم وقبضه وظهور الجهل والفتن في آخر الزّمان . واللّفظ للبخاري .

نہیں کرتا، کہتا ہے کہ میں ہرگز اس کی شادی نہ کروں گا چاہے یہ کسی شخص کے ساتھ فرار ہوجائے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۱۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مشکاۃ شریف میں ابوسعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **من ولد له ولد فليحسن اسمه وأدبه فإذا بلغ فليزوّجه، فإن بلغ ولم يزوّجه فأصاب إثمًا، فإنّما إثمه على أبيه**[1] اور دوسری روایت میں عمر بن الخطاب اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: تورات میں لکھا ہوا ہے کہ جس کی دختر بارہ سال کی ہوگئی، اور اس نے اس کا نکاح نہ کیا، پس وہ گناہ کو پہنچی تو وہ گناہ اس کے باپ پر ہے[2] ان احادیث سے معلوم ہوا کہ لڑکی جب بالغہ ہوجاوے اور نکاح کا مناسب موقع ملے تو ضرور ہے کہ اس کے عقد میں دیر نہ کرے، اور ایسا ارادہ رکھنا کہ ہرگز اس کا نکاح نہ کروں گا برا ہے، اور خلاف حکم خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ہے، چاہیے کہ اس ارادہ سے باز رہے اور نکاح اس کا کرے، خصوصًا امام مسجد کو زیادہ اتباع شریعت کا خیال چاہیے، اور برے (فعل)[3] سے توبہ کرنی چاہیے، نماز اس کی پیچھے صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۲۷-۲۲۸)

سوال: (۱۰۸۸) زید نے اپنی بالغہ لڑکی کو گھر میں بیٹھا رکھا ہے نکاح نہیں پڑھتا، لڑکی کے دو بچے زنا سے پیدا ہوچکے ہیں، زید کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۹۶/۱۳۴۱ھ)

الجواب: زید نے اگر بلا عذر ایسا کیا ہے تو وہ گنہ گار ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ فقط (۳/۱۷۱)

---

(۱) مشكاة المصابيح، ص:۲۷۱، كتاب النّكاح، باب الولي في النّكاح، الفصل الثّالث.

(۲) عن عمر بن الخطّاب وأنس بن مالك رضي الله عنهما عن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال في التّوراة: مكتوب من بلغت ابنته اثنتي عشرة سنة ولم يزوّجها فأصابت إثمًا فإثم ذلك عليه رواهما البيهقي في شعب الإيمان. (مشكاة المصابيح، ص:۲۷۱، كتاب النّكاح، باب الولي في النّكاح، الفصل الثّالث)

(۳) مطبوعہ فتاویٰ میں (فعل) کی جگہ ''خیال'' تھا، اس کی تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔ ۱۲

زانی امام بنانے کے لائق نہیں

سوال: (۱۰۸۹) ایک شخص امام مسجد ایک شخص کی منکوحہ کو لے کر بھاگ گیا، اور اس سے زنا کیا اور ولد الزنا بھی پیدا ہوا، اسی بناء پر لوگ اس کو بہت برا اور مکروہ جانتے ہیں ایسے شخص کو امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۳۰۶ھ)

الجواب: درمختار میں لکھا ہے: **ولو أمّ قومًا وهم له كارهون إنّ الكراهة لفساد فيه أو لأنّهم أحقّ بالإمامة منه كره له ذلك تحريمًا لحديث أبي داؤد: لا يقبل الله صلاة من تقدّم قومًا وهم له كارهون إلخ** [1] اس عبارت سے واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں اس شخص زانی وبدکار کو امام ہونا مکروہ تحریمی ہے، اور اس کا کچھ حق امامت میں نہیں ہے۔ فقط (۳/۲۳۶-۲۳۷)

سوال: (۱۰۹۰) امام مسجد زنا کرتے ہوئے پکڑا گیا، اور وہ احکام شرعیہ میں اجماع کے خلاف اجتہادی فتاویٰ دیتا رہتا ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا یا فتویٰ پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۹۷۵ھ)

الجواب: ایسا شخص جو کہ فاسق ہے، اور خلاف اجماع وخلاف قول امام مجتہد جس کا وہ مقلد ہے مسئلہ بتلاتا ہے، اور غیر مفتی بہا مسائل پر فتویٰ دیتا ہے، لائق امام بنانے کے نہیں ہے، اس کو امام نہ بنایا جاوے اور معزول کر دیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۷۲)

بہو سے زنا کرنے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۹۱)...... (الف) ایک شخص اپنے حقیقی پسر کی زوجہ سے زنا کرتا ہے، اور بہ رضا مندی دیگر اشخاص سے زوجہ پسر کو زنا کاری کی اجازت دیتا ہے؛ اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(ب) اور اپنی دختر بالغہ کا منہ چومنا کیسا ہے؟ (۱۳۴۳/۲۱۷۶ھ)

---

(۱) الدرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

الجواب: (الف) اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے (۱)

(ب) اور اپنی دختر کا بوسہ لینا از راہِ محبت ورحمت درست ہے، اور از راہِ شہوت حرام ہے اور موجبِ حرمتِ مصاہرت ہے، اور احتراز کرنا اس سے پہلی صورت میں بھی احوط ہے (۲) فقط

(۳/۱۹۵-۱۹۶)

بہو سے بدکاری کی سعی کرنے والے شخص کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۹۲) ایک لڑکی کا خسر بدنیت ہے، اپنے بیٹے کی زوجہ کی عزت خراب کرنا چاہتا تھا چنانچہ لڑکی کا بیان ہے کہ میں نے سر دھو کر کُرتا اتارا تھا کہ میرا اسسر دیوار کود کر مکان میں آیا، میں نے شور مچایا وہ بھاگ گیا اور کوئی بات نہیں ہوئی، پس اس شخص کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور زوجہ اپنے شوہر کے نکاح سے خارج ہوگئی یا نہیں؟ ایسے باپ کے ساتھ بیٹا کیا برتاؤ کرے؟ بینوا توجروا۔

(۲۳۰/۱۳۳۹ھ)

الجواب: جب کہ کوئی بات موجبِ حرمتِ مصاہرت نہیں ہوئی جیسا کہ عورت کا بیان ہے تو وہ عورت اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوئی، لیکن ایسے متہم فاسق شخص کو امام نہ بنانا چاہیے اگرچہ نماز اس کے پیچھے ہو جاتی ہے، مگر اس کو امام بنانا مناسب نہیں ہے جب کہ اس کی شرارت معلوم ہوگئی (۳)

---

(۱) إنّ كراهة تقديمه -أي الفاسق- كراهة تحريم. (ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة)

(۲) وما حلّ نظره ممّا مرّ من ذكر أو أنثىٰ حلّ لمسه إذا أَمِنَ الشّهوة على نفسه وعليها لأنّه عليه الصّلاة والسّلام كان يقبّل رأس فاطمة إلخ وإن لم يأمن ذلك أوشك فلا يحلّ له النّظر والمسّ. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۹/۴۴۸، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النّظر والمسّ) ظفیر

(۳) ويكره تقديم العبد إلخ ، والفاسق لأنّه لا يتّهم لأمر دينه إلخ ، وإن تقدّموا جاز لقوله عليه السّلام : صلّوا خلف كلّ برّ وفاجرٍ. (الهداية: ۱/۱۲۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

اور بہ حالت موجودہ بیٹے کو باپ کے ساتھ کوئی گستاخی نہ کرنی چاہیے، لیکن اپنی زوجہ کو علیحدہ رکھنے کا انتظام کر سکے تو کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۴۵/۳)

بیوی کے قاتل اور زانی کو امام بنانا چاہیے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۹۳) ایک شخص امام مسجد نے ایک زمین دار کی لڑکی فرار کر کے اس سے نکاح کیا، اور اپنی پہلی زوجہ کو قتل کیا، کچھ مدت کے بعد امام مذکور نے ایک لڑکی نا کت خدا[1] کو فرار کر کے دوسری جگہ لے گیا، بعد کو اس کے ورثاء نے لڑکی کو اس سے علیحدہ کر کے دوسری جگہ نکاح کر دیا، اب پھر گاؤں کے چند مسلمانوں نے اس کو امام بنالیا ہے، ایسی صورت میں اس کو امام بنانا چاہیے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۱۴۹۶ھ)

الجواب: اگر امام مذکورہ نے اپنے افعال ومعاصی سے توبہ نہیں کی تو امام بنانا اس کو مکروہ تحریمی ہے، اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے[2] اور اگر اس نے توبہ کر لی ہے تو گناہ اس کا معاف ہے اور امامت اس کی درست ہے بہ حکم: التّائب من الذّنب کمن لا ذنب له[3] فقط (۲۵۲/۳)

بھاوج سے ناجائز تعلق رکھنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۹۴) ایک شخص عرصہ سے امام مسجد ہے، اس نے اپنی بھاوج سے ناجائز تعلق رکھا اور اس کو لے کر دوسری جگہ چلا گیا، عورت کو اس کا شوہر لے آیا اور امام مذکور بھی آ گیا، اب اس کی امامت کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۳/۱۶۰۶ھ)

---

(۱) نا کت خدا: جس کی شادی نہ ہوئی ہو، کنوارا، کنواری۔

(۲) ویُکرہ .... إمامة عبد إلخ (الدّرّ المختار) مِنَ الفسق : وهو الخروج عن الاستقامة ولعلّ المراد بهٖ من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزّاني إلخ . (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة)

(۳) اس حدیث شریف کی تخریج كتاب الصّلاة ، باب الإمامة کے سوال: (۳۴۷) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔۱۲

الجواب: وہ شخص اگر تائب ہوجائے اور پہلے افعال شنیعہ سے توبہ کرے اور اکثر نمازی اس کی امامت سے راضی ہوں تو اس کو امام بنانا درست ہے اور اس کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۹۳/۳)

دوسرے کی زوجہ کو بھگا لے جانے والے کی امامت اور اذان جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۰۹۵) ایک شخص ایک عورت منکوحہ کو جس کا خاوند زندہ تھا لے کر بھاگ گیا، اور دو سال تک بلا نکاح رکھی، پھر خاونداس کا مرگیا، اور عدت کے بعد اس شخص نے اس عورت سے نکاح کرلیا اور توبہ کی؛ تو امامت اور اذان اس کی جائز ہے یا نہیں؟ اور جس پر شبہ ہو کہ یہ زانی ہے، اور گواہ نہ ہوں تو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ (۷۸۶/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اس عورت کا خاوند گزرنے کے بعد اگر عدت موت یعنی چار ماہ دس دن پورے کرنے کے بعد اس مرد نے اس سے نکاح کیا ہے تو نکاح صحیح ہوگیا، اور وہ شخص بہ وجہ بھگا لے جانے دوسرے کی زوجہ کے فاسق ہوگیا، زنا ثابت ہو یا نہ ہو فاسق ہونا اس کا مسلم ہوگیا، اب اگر وہ صدق دل سے توبہ کرے اور آئندہ کو ایسے افعال ناشائستہ سے باز آوے اور نادم ہو تو امامت اس کی صحیح ہے، اور نماز اس کے پیچھے بلا کراہت درست ہے اور اذان کہنا اس کا جائز ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۷۳/۳-۲۷۴)

زانی اور لوطی شخص امامت کے قابل نہیں

سوال: (۱۰۹۶) ایک شخص امام ہے اور وہ زنا بھی کرتا ہے، اور لڑکوں کے ساتھ بُرا فعل بھی کرتا ہے اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ آیا امامت اس کی جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۵۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ایسا شخص جو زانی اور لوطی ہو امامت کے قابل نہیں ہے، فاسق اور عاصی ہے اگر وہ

(۱) حوالہ سابقہ۔

توبہ کرے فبہا، ورنہ اس کو امام نہ بنایا جاوے کہ نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے[۱] فقط (۲۲۲/۳)

سوال: (۱۰۹۷) جو ولد الزنا ہو، فاسق ہو لڑکوں سے ناجائز فعل میں پکڑا گیا ہو، بدعتی جاہل ہو، مسجد کی آمدنی خود کھا گیا ہو وغیرہ؛ ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟ (۶۴۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: وہ شخص جس کے یہ افعال ہیں جو سوال میں مذکور ہیں فاسق ہے، لائق امام بنانے کے نہیں ہے، فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، اور شامی میں نقل کیا ہے کہ فاسق کے امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اور تعظیم فاسق کی حرام ہے بلکہ وہ واجب الاہانت ہے، لہٰذا فاسق کو امام نہ بنایا جاوے خصوصًا امام دائمی ہرگز ایسے شخص کو مقرر نہ کیا جاوے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۴۲/۳)

جس امام پر عورت زنا کی تہمت لگائے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۰۹۸) ہندہ بیوہ ایک بازاری عورت اپنا حمل حرام امام مسجد کا بتلاتی ہے، اور امام انکار کرتا ہے کہ یہ مجھ پر ناحق الزام لگاتی ہے، چند اشخاص امام کو معزول کرنا چاہتے ہیں، شرعًا اس امام کی امامت کا کیا حکم ہے؟ (۱۷۲۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: جب کہ کوئی شہادت زنا کی موجود نہیں ہے تو زنا اور حمل زنا سے ہونا ثابت نہیں ہے، اور محض اتہام ہے، پس امامت امام میں اس وجہ سے کچھ کراہت نہ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم (۱۳۱/۳)

سوال: (۱۰۹۹) ایک عورت اپنی زبان سے یہ کہتی ہے کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ زنا کیا ہے، وہ شخص امام مسجد بھی ہے، اب اس شخص کی پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ شخص زنا سے انکار کرتا ہے اور عورت فاحشہ ہے، اس صورت میں شرعًا کیا حکم ہے؟ عورت کا نکاح اس کے شوہر سے ٹوٹ گیا یا قائم ہے؟ (۳۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: عورت کے کہنے سے مرد پر زنا کا ثبوت نہیں ہوسکتا ہے، اور اس کی امامت میں کچھ کراہت نہیں آتی اور عورت مذکورہ کا نکاح اس کے شوہر سے قائم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۱۸/۳)

---

(۱) وأمّا الفاسق فقد علّلوا كراهة تقديمه إلخ ، بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

(۲) وأمّا الفاسق فقد علّلوا كراهة تقديمه بأنّه لا يهتمّ لأمر دينه وبأنّ في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعًا. (ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

جس امام پر بدکاری کا قوی شبہ ہو اس کو امام نہ بنانا چاہیے

سوال: (۱۱۰۰) ایک شخص امام مسجد ہے، اس نے اپنی زوجہ کی والدہ سے زنا کیا ہے، حالانکہ وہ چار سال سے بیوہ تھی، اس کو حمل بھی ہوا، اگر شہادت زنا ثابت نہیں مگر وہاں بہ سبب پردہ اور کوئی داخل نہیں ہوسکتا تھا، اس کی اہلیہ نابالغہ تھی، دوگاؤں کا اس کے اس برے فعل پر پورا شک ہے، ایسا شخص قابل امامت ہے یا نہیں؟ (۱۶۹۷/۱۳۴۱ھ)

الجواب: جب کہ امام مذکور کی طرف ایسا شبہ ہے تو اس کو امام نہ بنانا چاہیے، اور اس کو بھی چاہیے کہ وہ امام نہ بنے۔ لقوله عليه الصّلاة والسّلام: من أمّ قومًا وهم له كارهون[1] فقط (۱۷۴/۳)

امام کے افعال قابلِ اشتباہ ہوں تو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۰۱) امام کے افعال پر مسلمانوں کو شبہات پیدا ہوجائیں تو ایسے شخص کو امام رکھا جائے یا علیحدہ کردیا جائے؟ (۱۵۸۰/۱۳۴۲ھ)

الجواب: ایسے شخص کو امامت نہ کرانی چاہیے، اس کو علیحدہ ہوجانا چاہیے، اور امامت اس کی مکروہ ہے۔ لحديث: من أم قومًا وهم له كارهون الحديث[1] فقط واللہ اعلم (۱۸۲/۳)

اگر امام بدچلنی میں مشہور ہوجائے تو اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۰۲) ایسے امام کے پیچھے جو تنہا رہتا ہو اور اکثر بے ریش لڑکے اس کے پاس تنہائی میں پائے گئے ہوں اور اس کی بابت محلّہ میں بدچلنی کا شہرہ بھی ہو نماز بلا کراہت درست ہے یا نہیں؟ دوسرے نیک آدمی کے ہوتے ہوئے جو کہ عفیف ہے اس کو نماز پڑھانے دینا چاہیے یا نہیں؟ (۱۷۲۱/۱۳۳۵ھ)

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : ثلاثة لا تقبل منهم صلاتهم ، من تقدّم قومًا وهم له كارهون الحديث. (مشكاة المصابيح، ص:۱۰۰، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، الفصل الثّاني)

الجواب: ایسی حالت میں اس امام کونماز پڑھانا مکروہ ہے کیوں کہ مقتدیوں کی کراہت اس کی امامت سے بہ وجہ امام کی خرابی کے ہے، لہٰذا ایسے امام کونماز پڑھانا نہ چاہیے، اور دوسرا شخص جو عفیف اورصالح ہے وہ امام ہونا چاہیے۔ قال في الدّرّ المختار: ولو أمّ قومًا وهم له كارهون ، إنّ الكراهة لفساد فيه أو لأنّهم أحقّ بالإمامة منه كره له ذلك تحريمًا لحديث أبي داؤد: لايقبل الله صلاة من تقدّم قومًا وهم له كارهون الخ(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۵۵)

خائن وفاسق ولدالزنا کی امامت درست ہے یانہیں؟

سوال: (۱۱۰۳) ایسے شخص کی امامت جس کے ولد الزنا ہونے کا یقین کامل ہو، فاسق فاجر جاہل بدعتی بھی ہو، اور عدالت میں خائن بھی ثابت ہو چکا ہوامامت جائز ہے یا نہ؟ (۸۲/۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: ایسے ولدالزنا کی امامت جس کا حال وہ ہے جوسوال میں درج ہے مکروہ ہے، اور چونکہ علاوہ ولدالزنا ہونے کے وہ فاسق بھی ہے تو امامت اس کی مکروہ تحریمی ہے، اور ایسا امام لائق معزول کرنے کے ہے، جیسا کہ علامہ شامی نے تحریر فرمایا ہے: وأمّا الفاسق فقد علّلوا كراهة تقديمه بأنّه لايهتمّ لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه ، وقد وجب عليهم إهانته شرعًا إلخ (۲) (ص۴۱۴: مصری ج ۱: شامی) وفي الدّرّ المختار: وولد الزّنا إلخ قوله: (وولد الزّنا) إذ ليس له أب يربيه و يؤدّبه ويعلّمه فيغلب عليه الجهل بحر ، أو لنفرة النّاس عنه(۳) (شامي ، ص: ۴۱۵: ج۱) (۳/۲۴۴-۲۴۵)

غیرصالح وغیرعالم ولدالزنا کی امامت جائز ہے یانہیں؟

سوال: (۱۱۰۴) ولدالزنا غیرصالح وغیرعالم کی امامت جائز ہے یانہیں؟ (۴۶۲/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: امامتِ ولدالزنا گو جائز ہوگی مگر کراہت سے خالی نہ ہوگی۔ هٰذا إن وجد غيرهم

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .
(۲) ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .
(۳) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۷، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

وإلاّ فلا کراهة إلخ [۱] یہی مفتی بہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۰۱-۳۰۲)

غیر کی منکوحہ سے نکاح کرنے والے کی امامت مکروہ ہے

سوال: (۱۱۰۵) ایک مسجد کے امام نے ایک عورت سے جو غیر کی منکوحہ ہے، اور اس نے اس کو طلاق نہیں دی ہے، نکاح کر لیا ہے، اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا.

(۱۸۳/۳۰-۱۳۲۹ھ)

الجواب: امامت ایسے شخص کی مکروہ تحریمی ہے بہ وجہ فاسق ہونے کے [۲] (قال في الدّرّ المختار: ویکره ...... إمامة عبدٍ وفاسقٍ . وقال في ردّ المحتار: قال في شرح المنية : إنّ کراهة تقدیمه کراهة تحریم [۳] (الدّرّ المختار: ۵۲۳) کتبہ رشید احمد [۴]، الجواب صحیح: عزیز الرحمٰن عفی عنہ) [۵] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۲۵)

متعہ کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۰۶) ایک شخص حنفی عدالت میں بہ حلف بیان کرتا ہے کہ اس نے ایک مسماۃ کے ساتھ عقد کے وعدہ پر متعہ کر لیا، ایسا شخص مذہب حنفی کے اندر داخل رہا یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور اس کی بیعت جو ایک بزرگ کے ہاتھ پر کی تھی قائم رہی یا نہیں؟ اور ایسے شخص کی تجہیز وتکفین ونماز جنازہ پڑھنی چاہیے یا نہیں؟ (۹۸۳/۱۳۳۷ھ)

---

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/ ۲۵۷، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(۲) لا یجوز للرّجل أن یتزوّج زوجة غیره وکذلك المعتدّة. (الفتاوی الهندية: ۱/ ۲۸۰، کتاب النّکاح ، الباب الثّالث في بیان المحرمات)

(۳) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/ ۲۵۴-۲۵۵، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(۴) ''کتبہ: رشید احمد'' یہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ نہیں ہیں، بلکہ کوئی ناقل فتاویٰ ہیں، رجسٹر نقول فتاویٰ سنہ ۲۹-۱۳۳۰ھ کے پہلے صفحہ پر یہ نوٹ درج ہے: ''رشید احمد صاحب جن کے دستخط اکثر فتاویٰ پر ہیں کوئی ناقل فتاویٰ ہے''۔

(۵) قوسین کے درمیان والی عبارت رجسٹر نقول فتاوی کے مطابق کی گئی ہے۔۱۲

الجواب: جوشخص مقر ہے اس فعل بد کا وہ فاسق وعاصی ہے، امامت اس کی مکروہ ہے، اگر وہ توبہ کرے تو امامت اس کی درست ہے اور بیعت وحنفیت قائم ہے، اور تجہیز وتکفین ونماز جنازہ ہر ایک مسلمان کی کرنی چاہیے اگرچہ وہ فاسق وبدکار ہو۔ کما في الحدیث: صلّوا علیٰ کلّ برّ وفاجر الحدیث[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۰۰-۱۰۱)

جس کی لڑکی طوائف کا پیشہ کرتی ہے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۰۷) شیخ سخاوت صوم وصلاۃ کا پابند ہے، اس کی لڑکی پیشہ طوائف کا کرتی ہے، اور سخاوت اس کے پاس رہتا ہے، امامت اس کی جائز ہے یا نہیں؟ (۲۵۲۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ایسی حالت میں اگر لوگوں کو اس کی امامت سے کراہت ہے تو اس کو امام ہونا مکروہ ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۵۶)

جو غیر منکوحہ عورت کو رکھنے کی ترغیب دیتا ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال: (۱۱۰۸) جوشخص دوسرے کو رغبت دلا کر بے نکاحی عورت اس کے گھر آباد کراوے تو اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟ (۱۲۵۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایسا شخص لائق امام ہونے کے نہیں ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے[3] فقط (۳/۱۰۵)

---

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الصّلاۃ، باب الإمامۃ کے سوال: (۱۳۷) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔۱۲

(۲) فلو أمّ قومًا وھم له کارھون إنّ الکراھة لفساد فیه أو لأنّھم أحقّ بالإمامة منه کرہ له ذلك تحریمًا لحدیث أبي داؤد: لا یقبل اللّٰه صلاۃ من تقدّم قومًا وھم له کارھون.
(الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴، کتاب الصّلاۃ، باب الإمامة)

(۳) کیوں کہ اس کے فاسق ہونے میں کوئی شک نہیں۔ محمد امین پالن پوری

غائب کی بیوی کا نکاح پڑھانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال: (۱۱۰۹) ایک عورت کا خاوند تین سال سے لام پر (فوج میں) ہے، عرصہ تین ماہ کا ہوا اس کا خط آیا تھا، اب معلوم نہیں وہ زندہ ہے یا مر گیا، نیز عورت کو ۵ ماہ کا حمل ہے اس عورت کا نکاح ایک شخص نے پڑھا دیا ہے، باوجود لوگوں کے منع کرنے کے، ایسے شخص کی پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۷۶/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس حالت میں اس کا دوسرا نکاح شرعاً درست نہیں ہوا اور جس نے باوجود علم کے اس کا نکاح ثانی پڑھا وہ فاسق ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ فقط واللہ اعلم (۱۴۹/۳-۱۵۰)

غائب کی بیوی سے نکاح کرنے والے اور پڑھانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال: (۱۱۱۰) ایک شخص نے ایک عورت کا[1] نکاح کیا جس کا خاوند لام پر (فوج میں) گیا ہوا تھا، اور شخص مذکور نے یہ کہا کہ جس وقت اس کا خاوند آوے گا اس کو واپس کرے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، چھ ماہ تک اس خاوند کے گھر رہی بعد میں خاوند اوّل آیا اور عورت کو لے گیا ایسے نکاح پڑھانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۷۶/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ایسے نکاح کرنے والے اور نکاح پڑھنے والے کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے یہ فعل حرام ہے اور مرتکب اس کا فاسق مردود الشہادۃ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۵۰/۳)

منکوحہ عورت کا بدون طلاق کے نکاح پڑھانے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۱۱) ایک عورت اپنے شوہر کے گھر سے نکل کر مدت مدید تک ایک غیر شخص مثلاً زید

(۱) کا: یعنی سے۔ ۱۲

سے ناجائز تعلق رکھتی رہی، پھر زید مر گیا تو عورت نے عمر سے ناجائز تعلق کر لیا، اور حاملہ ہوگئی، عمر نے عورت سے نکاح کرنا چاہا تو مولوی صاحب نے عورت کے شوہر سے طلاق طلب کی، جب اس نے طلاق نہ دی تو بدون طلاق ہی (عمر سے)[1] عورت کا نکاح پڑھا دیا، مولوی نکاح خواں اور شرکاء پر کیا حکم ہے؟ ایسے مولوی کی اقتداء درست ہے یا نہیں؟ (۴۴۵/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: بدون طلاق شوہر اول کے عمر سے نکاح اس عورت کا ناجائز اور باطل ہے، اور جو لوگ فتویٰ جواز کا دینے والے اور معین اس نکاح میں ہیں، وہ فاسق وعاصی ہیں توبہ کریں، اور یہ اعلان کر دیں کہ یہ نکاح نہیں ہوا اور تفریق کرادیں، بدون توبہ کے ایسا مولوی لائق اقتداء نہیں ہے۔ فقط (قرآن پاک میں جہاں محرمات کا ذِکر ہے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ الآيَةَ﴾ وہاں محرمات میں شادی شدہ عورتوں کو بھی شمار کیا ہے: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ﴾ ظفیر) (۲۶۶/۳-۲۶۷)

سوال: (۱۱۱۲) ایک شخص نے جو عہدۂ قضاء رکھنے کے علاوہ امام مسجد بھی ہے، ایک ایسی منکوحہ عورت کا جس کو نہ اس کے خاوند نے طلاق دی تھی، نہ کوئی اور سند تھی، صرف اُس کے والدین کے ایک پرچہ لکھ دینے پر کہ وقت ضرورت ہم دیکھ لیں، دوسرے شخص سے نکاح پڑھا دیا، کیا ایسا شخص جو مذہبی معاملات میں اس قدر واقفیت نہ رکھتا ہو یا جان بوجھ کر ایسی جرأت کرے اور بلا کسی تحریک یا گواہی کے ثبوت کے؛ خلافِ احکام شریعت ایسا کرے تو کیا ایسا شخص امامت کے لائق ہے؟
(۱۶۴۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اگر فی الواقع امام مذکور نے غیر کی منکوحہ کا نکاح بلا طلاق شوہر اور جان بوجھ کر دوسرے شخص سے پڑھ دیا تو وہ فاسق ہے مرتکب کبیرہ ہوا[2] لہٰذا نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے اور وہ شخص لائق امامت کے نہیں ہے جب تک توبہ نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۲۹/۳)

غیر کی منکوحہ سے شادی کرنے والے کی امامت مکروہ ہے

سوال: (۱۱۱۳) ایک شخص نے شوہر والی غیر مطلقہ عورت سے نکاح کر لیا ہے یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

---

(۱) قوسین کے درمیان والے الفاظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیے گئے ہیں ۱۲۔

(۲) وأمّا نكاح منكوحة الغير ومعتدّته إلخ لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً.
(ردّ المحتار: ۲۰۳/۴، كتاب النّكاح، باب المهر، مطلب في النّكاح الفاسد) ظفیر

اور جو اولاد اس سے ہوئی اس کا کیا حکم ہے؟ اور امامت اس کی جائز ہے یا نہیں؟ (رجسٹر میں نہیں ملا)

الجواب: غیر مطلقہ عورت سے نکاح حرام وباطل، اولاد ولد الزنا ہے، امامت اس کی مکروہ ہے، (لقولہٖ تعالیٰ: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ إلیٰ قولہٖ عزّ وجلّ: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ﴾ الآية ، وفي الكبيري للحلبي: ص:۴۷۹: قدّموا فاسقًا يأثمون بناء علىٰ أنّ كراهة تقديمه كراهة تحريم[1] جمیل الرحمٰن) (نائب مفتی دارالعلوم دیوبند) (۳۰۵/۳)

بیمار عورتوں کی ناف پر ہاتھ رکھ کر منتر و وظیفہ پڑھنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۱۴) اگر امام محلّہ بہ عیادت ومعالجہ مصروف ماندہ اہتمام آں نماید در ضمن آں بعض نساء مریضہ را بہ ہنگام درد ناف دست بر ناف نہادہ عزائم وافسونہا بدہد، پس ایں چنیں مبتدع نماز جائز است یا نہ؟ (۱۳۳۹/۱۳۱۱ھ)

الجواب: فقہاء طبیب را بغرض علاج دست بر اعضاء اجنبیہ نہادہ درست داشتہ اند، ولیکن در عزائم وافسونہا جواز ایں یافتہ نشدہ[2] پس ایں چنیں امام فاسق باشد، وامامت اُو مکروہ باشد، وتقررش بر امامت تا وقتیکہ اُو توبہ از بدعات نکند جائز نیست۔ (۳/۱۵۰-۱۵۱)

ترجمہ سوال: (۱۱۱۴) اگر امامِ محلّہ عیادت ومعالجہ میں مصروف رہتا ہو، اور علاج کے دوران اس کا اہتمام کرتا ہو کہ بعض بیمار عورتوں کے دردِ ناف کے وقت ناف پر ہاتھ رکھ کر کوئی منتر و وظیفہ پڑھے، تو کیا اس جیسے مبتدع کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ؟

الجواب: فقہاء نے حکیم کے لیے علاج کی غرض سے اجنبیہ عورت کے اعضاء کو ہاتھ لگانے کو درست رکھا ہے؛ لیکن وظائف اور منتروں میں اس کے (یعنی اجنبیہ عورت کے اعضاء پر ہاتھ رکھنے کے)

---

(۱) غنية المستملي، ص:۴۴۲، فصل في الإمامة .

(۲) ولايجوز النّظر إليه بشهوة (الدّرّ المختار) أي إلّا لحاجة كقاض إلخ وكذا مريد شرائها أو مداواتها إلى موضع المرض بقدر الضّرورة. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۷۳/۲، كتاب الصّلاة ، باب شروط الصّلاة ، مطلب في النّظر إلى وجه الأمرد) ظفير

جائز ہونے کو نہیں پایا، پس اس وجہ سے امام فاسق ہوگا، اور امامت اس کی مکروہ ہوگی، اور اس کا امامت کے لیے تقرر کرنا جب تک وہ بدعات کے ارتکاب سے توبہ نہ کرے جائز نہیں ہے۔

اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرنے والے کی امامت مکروہ ہے

سوال: (۱۱۱۵) ایک امام مسجد نے ایک شخص کو چار سو روپیہ دے کر اس سے عورت کو طلاق دلوائی، اب وہ مطلقہ اور امام ایک کوٹھری میں اکیلے رہتے ہیں، کیا اب ان کا نکاح بعد میعاد عدت ہوسکتا ہے؟ نیز امامت اس کی جائز ہے یا نہیں؟ عورت مذکور کو وہ مثل لونڈی شمار کرے یا نہیں؟

(۵۹۶/۱۳۳۸ھ)

الجواب: بعد عدت کے نکاح ہوسکتا ہے، اور قبل نکاح وہ عورت اجنبیہ ہے، خلوت اس کے ساتھ حرام ہے[1] اور باندی سمجھنا اس کو غلط ہے اور جہالت ہے، اور امام مذکور لائق امامت کے نہیں ہے، اس کو امامت سے معزول کیا جاوے اس کی پیچھے نماز مکروہ ہے[2] فقط (۱۲۳/۳)(۱۲۳/۳)

جو امام اپنی مطلقہ بیوی کو گھر میں رکھتا ہے اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۱۱۶) ایک شخص مسجد کا امام ہے، اس نے اپنی عورت کو طلاق دی، مگر اس کو اب تک گھر میں رکھ چھوڑی ہے، اور اس سے بچے بھی بعد طلاق کے ہوئے، مقتدی یہ کہتے ہیں کہ اس کے پیچھے ہماری نماز ہوجاتی ہے، طلاق دینے کا گناہ امام کو ہوا مگر ایک شخص ایک روز جماعت سے علیحدہ ہوگیا

---

(۱) وفي الأشباه: الخلوة بالأجنبية حرام. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۹/۴۴۸، کتاب الحظر والإباحة، فصل في النّظر والمسّ) ظفیر

(۲) ويكره …… إمامة عبد إلخ وفاسق (الدّرّ المختار) بل مشى في شرح المنية على أنّ كراهة تقديمه كراهة تحريم. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

اور کہا کہ میری نماز اس کے پیچھے نہیں ہوتی، اس پر امام صاحب نے کہا کہ یہ کافر ہے، اب اس امام کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور اس نے جو کافر کہا اس کا کیا حکم ہے؟ فقط (۶۵۴/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: اگر اس امام نے اپنی زوجہ کو طلاق رجعی دی تھی تو رجوع کر لینا بدون نکاح کے جائز ہے، اور اگر بائنہ یا مغلظہ دی تھی تو اس عورت کا رکھنا بدون تجدید نکاح یا حلالہ کے درست نہیں، اگر اس نے ایسا کیا تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی کیوں کہ وہ فاسق ہے اور معزول کرنے کے قابل ہے، اور امام کا کسی مقتدی کو کافر کہنا گناہ کبیرہ ہے اس کو توبہ کرنی چاہیے (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۹۴/۳-۲۹۵)

طلاق کی عدت میں اور سالی سے نکاح پڑھانے والے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال: (۱۱۱۷) زید نے تین نکاح ناجائز جن کی ممانعت قرآن شریف سے ثابت ہے پڑھے، دو نکاح عدتِ طلاق کے اندر اور ایک نکاح سالی حقیقی سے، حالانکہ دوسری بہن نکاح میں موجود تھی پڑھا، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹۵۳/۱۳۴۰ھ)

الجواب: ایسا جاہل شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے، اس کو امامت سے معزول کرنا چاہیے، اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے کیونکہ وہ فاسق ہے، اور امامت فاسق کی مکروہ ہے۔ **کذا في الشّامي: إنّ کراهة تقديمه کراهة تحريم** (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۶۸/۳)

علانیہ نکاح کے بغیر عورت کو ہمراہ رکھنے والا امامت کا اہل ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۱۱۸) زید اور ہندہ نامحرم ایک گھر میں مثل یگانہ رہتے ہیں، اور نکاح کے متعلق

---

(۱) عن أبي ذرّ رضي الله عنه أنّه سمع النّبيَّ صلّی الله عليه وسلّم يقول: لا يرمي رجلٌ رجلًا بالفسوق، ولا يرميه بالكفر إلا ارتدّت عليه إن لم يكن صاحبُه كذلك. (صحيح البخاري: ۸۹۳/۲، كتاب الأدب، باب ما يُنهى عن السِّباب واللّعن) ظفير

(۲) ردّ المحتار: ۲۵۵/۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

استفسار کرنے پر زید کہتا ہے کہ ہم نے باہم ایجاب وقبول کرلیا ہے، نکاح ثابت نہیں ہے ہم خانگی ثابت ہے، ایسا شخص امامت کا اہل ہے یا نہیں؟ (۲۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: ایجاب وقبول اگر روبہ رو شاہدین کے ہوتو نکاح منعقد ہوجاتا ہے مثلاً خود مرد اور عورت دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرلیں اور کوئی تیسرا شخص نکاح پڑھنے والا نہ ہوتب بھی نکاح ہوجاتا ہے، پس اگر زید یہ کہے کہ ہم نے خود ایجاب وقبول دو گواہوں کی موجودگی میں کرلیا ہے، تو ان کا نکاح ثابت ہے، ان کو زوجین سمجھنا چاہیے، اور بے نکاحی عورت کے رکھنے کا الزام اس پر نہ لگانا چاہیے[1] اور نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔ (شامی جلد ثانی) فقط (۳/۲۰۲)

مطلقہ ثلاثہ کا بدون حلالہ کے شوہر اوّل سے نکاح پڑھانے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۱۹) جو امام جمعہ مطلقہ ثلاثہ کا نکاح طالق سے بدون تحلیل کردیوے اور یہ کہے کہ میرے نزدیک تین طلاقیں بہ منزلہ واحدہ رجعیہ کے ہیں، مباحثہ کرلو، پھر ایک دیوبندی تعلیم یافتہ سے گفتگو ہونے پر شرح وقایہ پیش کیا گیا تو شخص مذکور نے شرح وقایہ اٹھا کر مسجد کے صحن میں پھینک دیا، اور یہ کہا کہ یہ مولوی دیوبندی اور جو لوگ اس مسئلہ میں اس کے ہمراہی ہیں سب منافق ہیں؛ ایسے شخص کی امامت کا شرعًا کیا حکم ہے؟ (۱۸۶۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: مطلقہ ثلاثہ سے بدون تحلیل کے شوہر اوّل کا نکاح کردینے والا فاسق ہے، اور فقہ کی کتاب کو پھینک دینے والا اور علماء حقانی کو منافق کہنے والا اشد درجہ کا فاسق ہے، بلکہ توہینِ کتبِ دینیہ سے خوفِ کفر ہے، ایسا شخص لائق امامت کے نہیں ہے جب تک وہ توبہ نہ کرے اور تجدید

---

(۱) وينعقد ملتبسًا بإيجاب من أحدهما وقبول من الآخر إلخ. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۴/۵۹-۶۰، كتاب النّكاح، مطلب: كثيرًا ما يتساهل في إطلاق المستحبّ على السّنّة)

وشرط سماع كلّ من العاقدين لفظ الآخر ليتحقّق رضاهما وشرط حضور شاهدين حرّين أو حرّ مرّتين مكلّفين سامعين قولهما معًا على الأصحّ. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۴/۷۲-۷۵، كتاب النّكاح، مطلب: الخصّاف كبيرٌ في العلم يجوز الاقتداء به) ظفیر

ایمان نہ کرے اس کو امام نہ بنایا جاوے۔ شامی میں ہے: وأمّا الفاسق فقد علّلوا كراهة تقديمه بأنّه لايهتمّ لأمر دينه ، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعًا ، ولايخفى أنّه إذا كان أعلم من غيره لا تزول العلّة ، فإنّه لا يؤمن أن يصلّي بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره إمامته بكلّ حال إلخ [۱](ج:۱/۳۷۶)وفي شرح الفقه الأكبر عن التتمّة : من أهان الشّريعة أو المسائل الّتي لابدّ منها كفر إلخ [۲](:۲۱۵)فقط واللہ اعلم

(۱۳۶-۱۳۵/۳)

بدون حلالہ کے مطلقہ ثلاثہ کو رکھنے والا فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال: (۱۱۲۰) پیش امام مسجد نے اپنی زوجہ کو تین چار مرتبہ طلاق دے کر گھر سے نکال دیا، اور پھر بلا حلالہ کے اس کو گھر میں رکھ لیا، اس کی پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۶۵۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: بدون حلالہ کے مطلقہ ثلاثہ کو رکھنا اور اس کو زوجہ بنانا حرام ہے، وہ شخص فاسق و زانی ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے [۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۱۷/۳)

بیوہ کے نکاح میں خلل ڈالنے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۱۲۱) بیوہ عورت نکاح کرنے پر رضامند ہو، اس کے نکاح میں جو شخص خلل ڈالے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۱۷۵۴/۱۳۳۹ھ)

---

(۱) ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(۲) شرح كتاب الفقه الأكبر، ص:۲۸۹، فصل في العلم والعلماء، المطبوعة : دار الإيمان، سهارنفور .

(۳) حوالہ؛ سابقہ جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

الجواب: بیوہ عورت جو کفو میں نکاح کرنا چاہے، اس کو کسی ولی یا غیر ولی کو نکاح سے روکنا نہ چاہیے، ورنہ بے وجہ شرعی کے کسی عورت کو نکاح سے روکنا گناہ ہے۔ فقط (اور اس پر اصرار فسق ہے، لہٰذا اس کی امامت مکروہ ہے، قرآن میں ہے: ﴿وَاَنْكِحُوْا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ﴾ (سورۂ نور، آیت:۳۲) ظفیر)(۳/۱۵۲-۱۵۳)

بیوی کی خبر گیری نہ کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال: (۱۱۲۲) جو شخص اپنی بیوی کو بلا طلاق کے چھوڑ دے اور اس کی خبر نہ لے؛ اس کا کیا حکم ہے؟ ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ (۳۹۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اپنی زوجہ کو کَالْمُعَلَّقَةِ رکھنا کہ نہ اس کو طلاق دے اور نہ خبر گیری کرے، حرام اور ناجائز ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ الآية﴾ (سورۂ نساء، آیت:۱۲۹) پس ایسا شخص عاصی اور ظالم ہے، اور امامت اس کی مکروہ ہے، یعنی اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۷۰)

جو شخص اپنی بیٹی کی شادی میں طوائف بھی بلائے اور شراب بھی پلائے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال: (۱۱۲۳) ایک حافظ کے دختر کی شادی ہوئی، اس جلسہ میں طوائف بھی (بلائی گئیں)(۱) اور غیر مسلم مدعو کیے گئے، ان کے لیے شراب منگا کر ان کو پلائی گئی، ایسی حالت میں نکاح ہوا یا نہیں؟ اور ایسے حافظ کی اقتداء کر سکتے ہیں یا نہ؟ (۱۲۳۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: نکاح ہو گیا لیکن وہ لوگ بہ سبب ارتکابِ معاصی کے فاسق و عاصی ہوئے توبہ کریں ایسے حافظِ قرآن کے پیچھے اقتداء کرنا مکروہ ہے، تاوقتیکہ وہ توبہ نہ کرے اس کو امام نہ بناویں (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۰۵)

---

(۱) قوسین کے درمیان جو الفاظ ہیں ان کی تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔۱۲

(۲) قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت:۲) ==

جوامام شراب خور کے گھر کا کھانا کھائے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۲۴) جو شخص ماہ رمضان یا دیگر ماہ میں ہمیشہ کھلم کھلا شراب خوری کرے، اس کے گھر کا کھانا پینا اور نکاح وجنازہ امام کو کرنا کرانا کیسا ہے؟ اور جو امام کرے کراوے اور کھانے پینے کا پرہیز نہ کرے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور یہ لوگ جس مجلسِ دعوت ونکاح وجنازہ میں بلائے جائیں یا خود حاضر ہو جائیں اس مجلس میں جانے کا کیا حکم ہے؟ (۲۱۱۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: شراب خوار اور ماہ صیام میں بلا عذر روزہ نہ رکھنے والا فاسق وعاصی ہے، اس سے مسلمانوں کو ترکِ سلام وکلام وترکِ مؤاکلت ومشاربت لازم ہے[1] نماز جنازہ اس کی بے شک پڑھنی چاہیے، لیکن زندگی میں اس کے ساتھ میل جول نہ رکھنا چاہیے، اور جو امام بلا کسی ضرورت اور مجبوری کے ایسے لوگوں کے ساتھ میل جول رکھے اور بلا کراہت وانکار کے ان کے ساتھ کھاوے پیوے وہ بھی گنہ گار ہے، لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۱۳/۳)

مرتدہ فاجرہ عورت کی جو امام دعوت کھاوے اس کی اقتداء جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۱۲۵) ایک عورت مرتد ہوگئی مگر وہ حالتِ اسلام میں فاجرہ تھی اور حالتِ ارتداد میں بھی فاجرہ ہے، اس نے ایک ضیافت (کی جس)[2] میں اپنے ہم مذہب لوگوں کو کھلایا، اور

== ویکره .... إمامة عبد إلخ وفاسق (الدّرّ المختار) من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة، ولعلّ المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزّاني إلخ وأمّا الفاسق فقد علّلوا كراهة تقديمه بأنّه لا يهتمّ لأمر دينه إلخ بل مشى في شرح المنية على أنّ كراهة تقديمه كراهة تحريم. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۱) وفي فصول العلّامي: ولا يسلم على الشّيخ الممازح والكذّاب واللّاغي ولا على من يسبّ النّاس أو ينظر وجوه الأجنبيات ولا على الفاسق المعلن إلخ. (ردّ المحتار: ۲/۳۲۳، كتاب الصّلاة، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها، مطلب: المواضع الّتي يكره فيها السّلام) ظفیر

(۲) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیا گیا ہے۔ ۱۲

دو مسلمانوں کو کھلانے کے لیے بھی ایک بکری وغیرہ دی، اگر کوئی مولوی کھاوے تو اس کی اقتداء جائز ہوگی یا نہ؟ (۲۱۳۸/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: امام کو ایسا کھانا نہ کھانا چاہیے تھا، اس کو چاہیے کہ اس فعل سے توبہ کرے (۱) اور بعد توبہ کے اقتداء اس کی درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۱۱۳-۱۱۴)

طوائف سے آمدنی لینے والا امام قابلِ امامت نہیں

سوال: (۱۱۲۶) امام مسجد ان مستورات سے آمدنی لیتا ہے جو ناجائز طور پر یعنی بہ طور پیشہ کسبیاں اپنا گذارہ کرتی ہیں، جب کوئی عورت دردزہ کی حالت میں فوت ہوجاتی ہے تو امام مذکور اس کو آہنی پریگوں (باریک کیلوں) اور سرسوں سے کیلتا ہے کہ وہ چڑیل نہ ہوجاوے، یہی اعتقاد متوفیہ کے ورثاء کا ہوتا ہے، اس سے امام نقدی بہ طور اجرت کے لیتا ہے، زید مرگیا، بہ نیت ثواب پسماندگان نے امام کے سواء کسی دوسرے یتیم مسکین کو خیرات از قسم پارچہ وغیرہ دی تو کیا امام کو نہ دینے کی وجہ سے گناہ ہوا یا ثواب؟ یا حق اس امام کا تھا؟ ایسا امام قابل امامت ہے یا نہیں؟ (۱۷۲۷/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: حرام آمدنی میں سے لینا کسی کو بھی درست نہیں ہے (۲) خصوصًا امام مسجد کو ایسے امور میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے، اور جو عورت دردزہ یا نفاس میں مری وہ شہید ہے، اس کی طرف چڑیل ہونے کا عقیدہ رکھنا غلط ہے، ایسے خیال سے توبہ کرنی چاہیے، اور ایصال ثواب کے لیے غرباء، یتامی اور مساکین کو دینا موجبِ ثوابِ میت ہے امام کو کچھ خاص حق نہیں ہے، اگر وہ بھی محتاج و غریب ہے تو اس کو بھی دے دیا جاوے، لیکن یہ سمجھنا کہ اسی کا حق ہے اور اس کے سواء دیگر محتاجوں

---

(۱) سئل الفقيه أبو جعفر عمّن اكتسب ماله من أمراء السّلطان وجمع المال من أخذ الغرامات المحرمات وغير ذلك ، وهل يحلّ لمن عرف ذلك أن يأكل من طعامه ؟ قال : أحبّ إلى أن لا يأكل منه إلخ. (ردّ المحتار : ۳/ ۲۰۲، كتاب الزّكاة ، باب زكاة الغنم ، مطلب في التّصدّق من المال الحرام)

(۲) الحرمة تتعدّد مع العلم بها (الدّرّ المختار) أمّا لو رأى المكاس مثلاً يأخذ من أحدٍ شيئًا من المكس ثمّ يعطيه اٰخر ثمّ يأخذ من ذلك الآخر آخر فهو حرام. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار : ۷/ ۲۲۳، كتاب البيوع ، باب البيع الفاسد ، مطلب : الحرمة تتعدّد) ظفير

یتیموں کو دینا گناہ ہے یہ بالکل غلط اور محض افتراء ہے، ایسا امام لائق امام بنانے کے نہیں ہے[۱] فقط (۱۳۲-۱۳۱/۳)

جس امام میں مندرجہ ذیل عیوب ہوں اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۱۲۷)......(الف) زید نے مسجد کی سفیدی اور صفائی کے لیے پیشہ ور طوائفوں سے ان کی حرام کمائی میں سے چندہ لیا۔

(ب) زید مذکور چند پیسوں اور گلگلوں (میٹھے پکوڑوں) کی لالچ سے رنڈیوں کو مَنت کا طاق بھرنے[۲] کے لیے نماز فجر کے وقت محراب کے اندر کا طاق بھرنے کے لیے مسجد کے اندر جانے دیتا ہے، اور ان کے تبعہ ولحقہ (تابعین ولاحقین) ویسے ہی برہنہ پا و بے طہارت مسجد کے فرش اور نماز کی صفوف کو پامال کرتے ہوئے ممبر تک پہنچتے ہیں۔

(ج) زید مذکور جوان ہے اور اس کے کمرۂ خاص میں اکثر مسلمان اور بیشتر ہندو جوان عورتیں گنڈے تعویذ لینے کے واسطے آتی ہیں، اور علاوہ دیگر نسوانی تمناؤں کے اکثر آسِ اولاد کی بھوکی بھی ہوتی ہیں، اور ہنود میں ایک مسئلہ نیوگ کا ہے یعنی اگر کسی عورت کا شوہر نامرد ہو اور اولاد پیدا کرانے پر قادر نہ ہو تو وہ عورت کسی اور شخص سے استقرارِ حمل کرا سکتی ہے۔

(د) زید نے ایک غیر کی منکوحہ عورت کو کارِ خدمت کے حیلہ سے بلا منظوری اس کے شوہر کے اپنے گھر میں ڈال لیا ہے، اور اس کے شوہر کے پاس جانے نہیں دیتا، ایسی صورت میں زید کو امام مسجد مقرر کرنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس سے نکاح پڑھوانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۷۴/۱۳۴۱ھ)

الجواب: (الف-د) زید کی حرکات قبیحہ اس صورت میں ایسے درجہ کی ہیں جن کی وجہ سے زید کی امامت مکروہ تحریمی ہے، زید کو خود لازم ہے کہ جب کہ مقتدیان اس کے افعال قبیحہ کی وجہ سے

(۱) ویکرہ .... إمامة عبد إلخ وفاسق إلخ ومبتدع . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة)

(۲) طاق بھرنا: مسجد یا مزار کے طاق میں چراغ جلا کر پھول بتاشے وغیرہ چڑھانا۔۱۲

اس کی امامت سے ناخوش ہیں کہ وہ امام نہ بنے۔ کما في الدّرّ المختار: ولو أمّ قومًا وهم له كارهون إنّ الكراهة لفساد فيه أو لأنّهم أحقّ بالإمامة منه كره له ذلك تحريمًا لحديث أبي داؤد: لا يقبل الله صلاة من تقدّم قومًا وهم له كارهون إلخ [1] اور نیز ظاہر ہے کہ زید بہ وجہ ان افعال قبیحہ کے فاسق ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، اور عزل اس کا واجب ہے جیسا کہ شامی میں ہے کہ فاسق کے امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اور تعظیم فاسق کی حرام ہے۔ وأمّا الفاسق فقد علّلوا كراهة تقديمه بأنّه لا يهتمّ لأمر دينه، وبأنّ في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعًا — إلى أن قال: — فهو كالمبتدع تكره إمامته بكلّ حال بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا، قال: ولذا لم تجز الصّلاة خلفه أصلاً عند مالك ورواية عن أحمد إلخ [1] (شامي، ص:۳۷٦. جلد اوّل) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۷۵-۱۷٦)

طوائف کی دعوت کھانے والے کو امام بنانا درست نہیں

سوال: (۱۱۲۸) جو شخص پیشہ ور عورتوں کی دعوت کھاتا ہو اس کو امام مقرر کرنا کیسا ہے؟
(۱۵۰۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: مکروہ ہے [2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۵۲-۲۵۳)

روزہ خور، شراب خور اور قمار باز کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے

سوال: (۱۱۲۹) زید شاہی خطیب ہے، مگر پابند صوم وصلاۃ نہیں رمضان المبارک میں ہوٹلوں میں چائے پینے اور عام گزرگاہوں میں پان کھانے اور بیڑیاں پیتے پھرنے کا عادی ہے، علاوہ اس

---

(۱) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵٦، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

(۲) وفي الشّامي: ولعلّ المرادَ به من يرتكبُ الكبائرَ كشارب الخَمْرِ، والزّاني وآكل الرّبا ونحو ذلك، وكذا تكره خلف أمرد وسفيه (الدّرّ المختار) وفي الشّامي: قوله: (وسفيه) هو الّذي لايحسن التّصرّف على مقتضى الشّرع أو العقل. (الدّرّ والرّدّ: ۲/۲۵۵-۲۵۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

کے دائم الخمر ہے، قمار بازی روزہ مرہ کا مشغلہ ہے اور زانی ہے باوجود ان حرکات کے جامع مسجد میں خطبہ پڑھتا ہے؛ ایسا شخص خطبہ پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۹۶۶/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے، اور وہ لائق امام بنانے کے نہیں ہے اس کو معزول کرنا چاہیے اور تاوقتیکہ وہ افعال شنیعہ سے توبہ نہ کرے اس کو امام نہ بنایا جاوے[۱] (۱۳۹/۳)

افیون کھانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال: (۱۱۳۰) امام مسئلہ سے واقف ہیں، نماز میں قرآن شریف قراءت سے پڑھتے ہیں اور الفاظ پوری طور سے ادا کرتے ہیں مگر افیون کھاتے ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۶۷/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: افیون کھانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے اس کو امام نہ بنانا چاہیے[۲] فقط (۱۴۹/۳)

سوال: (۱۱۳۱) جو شخص غیر متشرع پابند صوم وصلاۃ نہ ہو اور افیمی ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۸۱۹/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے کیونکہ وہ فاسق ہے، اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۲۰/۳)

---

(۱) ويكره ...... إمامة عبد إلخ وفاسق إلخ وكذا تكره خلف أمرد إلخ، وشارب الخمر (الدّرّ المختار) بل مشى في شرح المنية أن كراهة تقديمه — أي الفاسق — كراهة تحريم. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفير

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: كلّ مسكر خمر وكلّ مسكر حرام ومن شرب الخمر في الدّنيا فمات وهويُد منها لم يتب، لم يشربها في الآخرة رواه مسلم. (مشكاة المصابيح: ص:۳۱۷، كتاب الحدود، باب بيان الخمر و وعيد شاربها، الفصل الأوّل)

اور درمختار میں ہے: ونقل في الأشربة عن الجوهرة حرمة أكل بنج وحشيشة وأفيون إلخ. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۶/۵۳، كتاب الحدود، باب حدّ الشّرب، مطلب في البنج والأفيون والحشيشة)

دواء کے طور پر افیون کھانے والا قابل امامت ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۱۳۲) عمر بہ وجہ (مرض)(۱) ضیق النفس افیون کھاتا ہے، بدیں وجہ کبھی نماز میں ٹول جاتا ہے وہ قابل امامت ہے یا نہیں؟ اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ (۲۳۱/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: نماز تو اس کے پیچھے ہوجاتی ہے بہ شرطیکہ کوئی امر مفسد صلاۃ اس سے سرزد نہ ہو، لیکن اگر دوسرا شخص اولیٰ بالامامت موجود ہو تو اس دوسرے کو امام بنانا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم (۲۶۱/۳)

جو امام ایسی بارات میں شریک ہوا جس میں ممنوعاتِ شرعیہ تھے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۳۳) زید جو عالم سند یافتہ اور ہمارے یہاں امام جامع بھی ہے، ایک ایسی بارات میں جس میں آتش بازی انگریزی باجہ وغیرہ ممنوعات شرعیہ تھے شریک ہوئے، اور کھانا وغیرہ کھایا شریعت غراء ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے میں کیا حکم دیتی ہے، اس کو توبہ کرنا چاہیے یا نہ؟

(۲۱۱/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اس بارے میں درمختار میں یہ تفصیل کی ہے کہ اگر ایسی بارات اور ولیمہ میں جانے اور شریک ہونے سے پہلے علم نہ تھا کہ وہاں ایسے امور منکرہ ہیں تو اگر وہ مقتدیٰ شخص ہے تو اس کو وہاں ٹھہرنا اور شریک ہونا (نہ)(۱) چاہیے، اور مقتدیٰ نہیں ہے تو دل سے بُرا سمجھتا رہے اور کھانا وغیرہ کھالیوے، اور اگر جانے سے پہلے خبر ہوجائے تو ہرگز شریک نہ ہو(۲) پس صورت مسئولہ میں امام

---

(۱) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیا گیا ہے۔۱۲

(۲) دُعِيَ إلیٰ ولیمةٍ وثـمّةَ لَعِبٌ أو غناءٌ قَعَدَ وَأَكلَ لو المنكر في المنزل ، فلو على المائدة لا ينبغي أن يقعد بل يخرج معرضًا لقوله تعالٰى: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (أنعام، الآية: ٦٨) فإن قدر على المنع فعل وإلاّ يَقْدِرْ صبر إن لم يكن ممّن يقتدى به ، فإن كان مقتدٰى ولم يقدر على المنع خرج ولم يقعد .... وإن علم أوّلاً باللّعب لا يحضر أصلاً. (الدرّ المختار) ==

مذکور کو توبہ کرنی چاہیے اور بعد توبہ کے نماز اس کے پیچھے بلا کراہت صحیح ہے۔ جاء في الحديث: التّائب من الذّنب كمن لا ذنب له[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۶۱/۳)

لوگوں کی خفگی کے خوف سے خلافِ شریعت بات پر خاموشی اختیار کرنے والے عالم کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۳۴) عالم خلافِ شریعت بات سن کر منع نہ کرے، اور اس وجہ سے خاموش رہے کہ لوگ مجھ سے رنجیدہ ہوں گے، ایسے عالم کی امامت کیسی ہے؟ (۱۳۳۸/۳۳۵ھ)

الجواب: امر بالمعروف کے بارے میں درمختار میں یہ تفصیل کی ہے کہ اگر گمان غالب یہ ہو کہ یہ شخص میرے کہنے کو اور حکم شرع کو مان لے گا تو اس کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا واجب ہے، اور اگر یہ گمان ہے کہ یہ شخص حکم شرعی کو نہ مانے گا تو واجب نہیں ہے[2] پس ایسا ہی حکم صورت مسئولہ میں ہے کہ اگر کہنا نافع ہو کہہ دے ورنہ خاموش رہے، اور یہ گمان عالم کی طرف کیوں جاوے کہ اس وجہ سے خاموش رہا ہے کہ لوگ رنجیدہ نہ ہو جاویں[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۲۰/۳)

== قال في الاختيار: لأنّ استماع اللّهو حرام، والإجابة سنّة، والامتناع عن الحرام أولا، وكذا إذا كان المائدة قوم يغتابون لا يقعد فالغيبة أشدّ من اللّهو واللّعب.

(الدّرّ المختار والشّامي: ۴۲۲/۹-۴۲۴، أوائل كتاب الحظر والإباحة)

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الصّلاة، باب الإمامة کے سوال: (۴۳۷) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

(۲) رأى في ثوبِ غيرِه نجسًا مانعًا، إنْ غلبَ على ظنّه أنّه لو أخبره أزالها وجب وإلّا لا، فالأمر بالمعروف على هٰذا. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۴۹۱/۱، كتاب الطّهارة، فصل في الاستنجاء، مطلب في الأمر بالمعروف) ظفیر

(۳) قوله: (فالأمر بالمعروف على هٰذا) كذا في الخانية، وفي فصول العلّامِيّ: وإنْ عَلِمَ أنّه لا يَتّعِظُ ولا يَنْزَجِرُ بالقولِ ولاَ بالفعلِ ولَو بإعْلامِ سلطان أو زوجٍ أو والدٍ له قُدرةٌ على المنعِ لا يَلْزَمُه ولا يأثمُ بترَكِه، لكنّ الأمرَ والنّهيَ أفضلُ، وإنْ غَلَبَ على ظنّه أنّه يضرُّ به أو يَقْتُلُه؛ لأنّه يكونُ شَهِيْدًا. (ردّ المحتار: ۴۹۱/۱، كتاب الطّهارة، فصل في الاستنجاء، مطلب في الأمر بالمعروف) ظفیر

شریعت کی بے ادبی کرنے والے کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے

سوال: (۱۱۳۵) جو مولوی خلافِ شریعت باتیں سن کر چپ رہے، گویا لوگوں کی لحاظ سے جو مسئلہ حق ہووے اس کو چھپاوے، اور شریعت کی بے ادبی کرے اور یہ کہے کہ فتویٰ شریعت میرا کیا کرسکتا ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۴۳۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ایسے شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے جو کہ شریعت کے مسئلوں کو نہ مانے اور بے ادبی کے الفاظ کہے (شرح فقہ اکبر (ص:۲۸۹، **فصل في العلم والعلماء**) میں ہے: **من أهان الشّريعة أو المسائل الّتي لا بدّ منها كفر.** ظفیر) (۳/۱۲۰-۱۲۱)

فتویٰ کی خلاف ورزی کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۳۶)......(الف) امام جامع مسجد نے جمیع علماء کرام کے فتویٰ کے خلاف اور تمام مسلمانوں کی مرضی کے خلاف جامع مسجد میں دشمنانِ اسلام کی خوشی کے لیے روشنی کی جس سے تمام مسلمان شہر کی بدنامی ہوئی؟

(ب) خطبہ سے پیشتر ممبر پر چڑھ کر مغلظات فاحشہ بکی ہوں؟

(ج) تمام نمازیوں کے روبہ رو جامع مسجد میں صرف اپنی براءت کے لیے حلفیہ بیان کیا اور وہ بالکل غلط اور جھوٹ ثابت ہوا، ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اس کو معزول کر کے دوسرا امام مقرر کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ (۹۲۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: (الف - ج) ایسا شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے، بلکہ معزول کرنے کے لائق ہے، نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے، پس اس کو معزول کر کے دوسرا امام صالح وعالم مسائل شریعت مقرر کرنا چاہیے، مگر یہ کہ وہ امام اپنی حرکات شنیعہ سے باز آوے اور توبہ کرے تو اس کو امامت پر قائم رکھ سکتے ہیں[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۶۴-۱۶۵)

---

(۱) عن عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم: التّائب من الذّنب كمن لا ذنب له. (مشكاة المصابيح، ص:۲۰۶، كتاب اسماء اللّٰه تعالى باب الاستغفار و التوبة، الفصل الثّالث)

فتاوی عالم گیری کو گرنتھ کہنے والے کے پیچھے نماز نہ پڑھیں

سوال: (۱۱۳۷) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارے میں جو کہ دوران گفتگو ایک مسئلہ کے بلاتحاشا و بلاخوف فتاویٰ عالمگیری کے حق میں جو کہ علم فقہ کی معتبر اور مستند کتاب ہے گرنتھ، مصنفہ گرونانک — جو کہ سکھوں کا پیرو ومقتداء ہے — کہہ دیتا ہے، اور پھر اس پر اس کا اصرار ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۴۴۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ایسا شخص فاسق ہے اور سخت عاصی ہے جب تک توبہ نہ کرے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، اور امام نہ بناویں کتبِ فقہ کی توہین کرنا علماء نے کفر لکھا ہے (۱) والعیاذ باللہ تعالیٰ فقط (۱۲۱/۳-۱۲۲)

جو مسائل سے ناواقف ہو اُس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۳۸) اگر امام ایسا شخص ہے جو احکام نماز سے پوری طرح واقف نہیں، بلکہ مفسدات صلاۃ کو بھی نہیں جانتا اگر اس کی موجودگی میں دوسرا شخص نماز پڑھائے تو امام موصوف کا نمازیوں سے یہ کہنا کہ میری بلا اجازت نماز نہیں ہوئی کیا حکم رکھتا ہے؟ اور ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۶۷۶/۱۳۳۵ھ)

الجواب: یہ قول اس امام کا کہ ''میری اجازت نہیں تھی لہٰذا نماز نہیں ہوئی'' غلط ہے، اور نماز کی امامت کے لیے اعلم بمسائل الصلاۃ اولیٰ واحق ہے (۲) لیکن نماز غیر عالم کے پیچھے بھی صحیح ہے، بہ شرطیکہ اس سے کوئی امر مفسدِ صلاۃ سرزد نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۴۳/۳)

---

(۱) وفي التتمّة: من أهان الشّريعة أو المسائل الّتي لا بدّ منها كفر. (شرح فقه ألأكبر، ص: ۲۸۹، فصل في العلم والعلماء، المطبوعة: دارالإيمان، سهارنفور)

(۲) والأحقّ بالإمامة تقديمًا بل نصبًا ...... الأعلم بأحكام الصّلاة فقط، صحّةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظّاهرة إلخ. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۵۱/۲، كتاب الصّلاة باب الإمامة) ظفیر

مسائل سے ناواقف غیر دِین دار کو

امام بنانا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۱۳۹) ایک شخص ہماری مسجد میں امام مقرر ہے لیکن کچھ دین دار آدمی نہیں اور نہ مسائل وضو ونماز وامامت سے پورا واقف اور نہ قرآن شریف صحیح پڑھتا ہے، اور نماز میں امیر وغریب میں فرق کرتا ہے یعنی امیروں کے انتظار میں دیر کرتا ہے، اور غریبوں کو حقیر جانتا ہے اور تمبا کو کی دکان بھی کرتا ہے؛ اس لیے کپڑے بھی خراب رہتے ہیں؛ تو ایسے شخص کو امام بنانا درست ہے یا نہیں؟
(۲۶۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: حدیث شریف میں ہے: صلّوا خلف کلّ برّ وفاجرٍ الحدیث [1] یعنی ہر ایک نیک وبد کے پیچھے نماز پڑھو، اور نیز تصریحاتِ فقہاء سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک نیک وبد کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، لیکن افضل امامت کے لیے وہ شخص ہے جو مسائل نماز سے واقف ہو، قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو، منہیاتِ شرعیہ سے باز رہتا ہو، متقی و پرہیز گار ہو [2] پس حتی الوسع ایسے امام کو مقرر کریں، اور جب تک ایسا نہ ملے اسی موجودہ امام کے پیچھے نماز پڑھتے رہیں کہ نماز اس کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے، اور جو افعال واقوال اس سے خلافِ شریعت صادر ہوئے ہوں اس سے توبہ کرالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۳۵/۳)

لالچ میں غلط مسئلہ بتلانے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۴۰) امام اگر چرم قربانی کی قیمت کے لالچ میں مسئلہ غلط بتلا وے تو کیا حکم ہے؟
(۸۴۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: امامت کے معاوضہ میں قیمت چرم قربانی دینا درست نہیں ہے، امام اگر غلط مسئلہ

---

(۱) اس حدیث شریف کی تخریج کتاب الصّلاۃ، باب الإمامۃ کے سوال: (۱۰۱۷) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔۱۲

(۲) حوالہ؛ سابقہ جواب کے حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔۱۲

بتلاوے تو یہ گناہ اس پر ہے، اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے [۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۱۷)

جھوٹی حدیث بیان کرنے والے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: (۱۱۴۱) ایک شخص احادیث جھوٹی بنا کر بیان کرتا ہے اور خلاف عقائد بہت باتیں بیان کرتا ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور اس شخص کے لیے کیا حکم ہے؟

(۵۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: وہ شخص کذّاب ومفتری یا دیوانہ ہے، جھوٹی روایات بیان کرتا ہے، اور حق تعالیٰ اور (اس کے) [۲] رسول برحق پر بہتان لگاتا ہے، اور مصداق اس وعید کا ہوتا ہے، **من کذب علیّ متعمّدًا فلیتبوّأ مقعده من النّار** [۳] یعنی ''جو شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بناوے''، وہ شخص مبتدع و فاسق ہے، اس کو امام بنانا درست نہیں ہے اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں [۴] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۰۳-۱۰۴)

شریعت کو حکم نہ تسلیم کرنے والے کی امامت وایمان کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۴۲) جو شخص مولوی اور واعظ ہو کر اپنے تنازعات کو بروئے شریعتِ حقہ تصفیہ کرانے سے گریز کرتا ہے، لیکن عوام کے دریافت کرنے پر کہتا ہے کہ میں شریعت پر فیصلہ کرنے کو تیار ہوں،

---

(۱) ویکره .... إمامة عبد إلخ وفاسق إلخ ومبتدع أي صاحب بدعة (الدّرّ المختار) أمّا الفاسق إلخ ففي شرح المنية ان كراهة تقديمه كراهة تحريم. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۶، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۲) قوسین کے درمیان والے الفاظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیے گئے ہیں ۱۲

(۳) قال المغيرة رضي الله عنه: سمعتُ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يقول: إن كذبًا عليّ ليس ككذبٍ على أحدٍ، فمن كذب عليّ إلخ. (الصّحيح لمسلم: ۱/۷، المقدّمة، باب تغليظ الكذب على رسول الله صلّى الله عليه وسلّم)

(۴) حوالہ؛ سابقہ جواب کے حاشیہ میں گزر چکا ہے ۱۲

اور موقع پر کہتا ہے کہ اگر میں شریعت کو حکم مقرر کرلوں تو میرا نقصان ہے، لہٰذا ایسے شخص کے ایمان اور امامت کا کیا حکم ہے؟ اور اس سے تعلق رکھنا اور امداد کرنا کیسا ہے؟ (۱۳۴۲/۲۶۳ھ)

الجواب: قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَايُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَايَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (سورۂ نساء، آیت:۶۵) پس جو شخص حکم شریعت پر رضامند نہ ہو، اور دل سے اس کو قبول نہ کرے، اس کے مؤمن نہ ہونے کی خبر جناب باری تعالیٰ نے دی ہے، اور دوسری جگہ حکم الٰہی کے نہ ماننے والوں پر کفر وفسق کا حکم فرمایا ہے[1] پس وہ شخص جو فیصلہ شریعت کو تسلیم نہیں کرتا اور اس کے مقابلہ میں فیصلہ عدالت کو جو کہ خلاف شریعت ہے ناطق سمجھتا ہے ظالم وفاسق ہے، اور اس کے کفر کا خوف ہے، لہٰذا شخص مذکور لائق امامت وتولیت کے نہیں ہے، اور ایسا شخص اگر تائب نہ ہو تو اس سے ارتباط اور اختلاط حرام ہے، اور قطع تعلقات واجب ہے اور مدد کرنا کسی عاصی وفاسق کی اس کے معصیت اور فسق پر حرام ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت:۲) فقط (۱۷۹/۳-۱۸۰)

شریعت پر رواج کو ترجیح دینے والے کی امامت وتولیت

سوال: (۱۱۴۳) جو شخص عالم اور اہل حدیث ہو کر اپنی بہنوں کو باپ کے ترکہ سے حصہ نہ دے، اور کہے کہ ہم رواج کے پابند ہیں، اس لیے ہم شرعی حصص تقسیم نہیں کرتے، بلکہ اس کے ایماء سے اس کے جاہل بھائی نے عدالت میں بیان کیا ہے کہ چونکہ عورتیں ناقص العقل ہیں، اس لیے ان کے لیے کوئی حصہ اور ترکہ نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمْ الآية﴾

(۱) ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ، يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ، فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا، وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت:۴۴)

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ، وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. (سورۂ مائدہ، آیت:۴۷)

نیز ایک عالم کے دریافت کرنے پر کہ اگر تم اسی خیال میں مر گئے تو نجات کی کوئی صورت ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ ہم جہنم کو جائیں گے مگر یہ کام نہیں کریں گے، ایسے شخص کی امامت وتولیت مسجد یا اس سے رشتہ وغیرہ کرنا کیسا ہے؟ (۱۳۴۱/۲۶۴ھ)

الجواب: عورت کا حصہ نصف مذکر سے نص قطعی سے ثابت ہے۔ کما قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ﴾ (سورۂ نساء، آیت:۱۱) پس عورتوں کے حصہ سے انکار کرنا نص قطعی سے انکار ہے جو کہ کفر ہے اور آیت: ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمْ الآية﴾ (سورۂ نساء، آیت:۵) سے اس بارے میں استدلال کرنا سخت جہالت ہے، اور گمراہی ہے اور مقابلہ ہے نص قطعی کا اپنے خیال باطل سے، اور یہ قول اس کا کہ ہم جہنم میں الخ کفر صریح ہے: شرح فقہ اکبر میں ہے: ومَن قال لمن يأمر بالمعروف وينهى عن المنكر: لماذا أعرف العلم؟ أو لماذا أعرف اللّٰه؟ إنّي وضعت نفسي للجحيم، أوقال: أعددت نفسي للجحيم إلخ كفر أي لأنّه أهان الشّريعة ، أو أيِسَ من الرّحمة فكلا هما كفر [1] (شرح فقه أكبر) پس شخص مذکور کو امام اور متولی بنانا اور اس سے تعلق رکھنا اور رشتہ قائم رکھنا سب حرام اور ناجائز ہے۔ فقط (۱۸۰/۳-۱۸۱)

جو اُجرت لے کر مسئلہ شرعی بتلائے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۴۴) ایک امام مسجد اجرت لے کر مسئلہ شرعی بتلاتا ہے، اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۲/۲۰۶۷ھ)

الجواب: ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور ایسا شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے جب تک وہ تائب نہ ہو [2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۸۵/۳)

---

(۱) شرح كتاب الفقه الأكبر، ص:۲۸۹، قبيل فصل في الكفر صريحًا وكنايةً .

(۲) لأنّ أخذ الأجرة على بيان الحكم الشّرعيّ لايحلّ عندنا ، وإنّما يحلّ على الكتابة لأنّها غير واجبة عليه. واللّٰه سبحانه أعلم. (ردّ المحتار: ۴۷/۸، كتاب القضاء ، مطلب في حكم الهدية للمفتي) ظفير

جو امام صحیح مسائل بیان کرنے سے روکتا ہے اور بہشتی زیور کے مسائل کو نہیں مانتا اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۴۵) ایک واعظ قرآن وحدیث کے بہ موجب وعظ بیان کرتا ہے، دوسرا شخص امام مسجد کو یہ کہتا ہے کہ ایسا وعظ مت کہو کیونکہ تم سب مسائل کو کھول کر بیان کردیتے ہو، اس سے ہم کو کچھ نہیں ملتا، کچھ ملاّ لوگوں کا بھی حق رہنے دیا کرو، واعظ کو دوسرے لوگوں سے منع کراتا ہے، بہشتی زیور کے مسائل کو نہیں مانتا، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۵۶۹/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: واعظ کو مسائل شریعت موافق کتب فقہ کے بیان کرنا چاہیے کسی کے کہنے سننے اور طعن وتشنیع کی وجہ سے مسائل حقہ مفتی بہا کے بیان کرنے سے رکنا نہ چاہیے، اور جو شخص بغرض دُنیاوی کے واعظ حقانی کو مسائل حقہ مفتی بہا ضروریہ کے بیان کرنے سے روکے وہ خطا پر ہے اور عاصی ہے، اور امام بنانا اس کا مکروہ ہے، اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے، ایسا امام مخالف شریعت قابل معزول کرنے کے ہے، اور بہشتی زیور ایک عالم معتبر کی تصنیف (وتصحیح)[1] کردہ ہے، اس کے مسائل جو مفتی بہا ہیں، ان کے معتبر ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہے، اور کوئی عالم حقانی عموماً اس کے مسائل پر معترض نہیں ہوسکتا، باقی اگر کوئی مسئلہ سہواً اس میں خلاف راجح یا غیر مفتی بہا لکھا گیا ہے، اس کی تصحیح خود مؤلف علام کرتے رہتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۷۰/۳-۲۷۱)

جس کا عقیدہ یہ ہو کہ آنحضرت ﷺ کو تمام مغیبات کا علم تھا اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز کرنا لازم ہے

سوال: (۱۱۴۶) اگر کوئی شخص اس بات کا معتقد ہو کہ نبی کریم ﷺ کو علم کلی یا جزئی تھا تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۴۴۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: بعض مغیبات کا علم رسول اللہ ﷺ کو بہ اعلام حق تعالیٰ ہونا مسلّم ومتفق علیہ ہے،

---

(۱) قوسین کے درمیان جو لفظ ہے اس کا اضافہ رجسٹر نقول فتاویٰ سے کیا گیا ہے۔

البتہ یہ عقیدہ رکھنا کہ جمیع مغیبات کا علم آپ کو تھا یا آپ عالم الغیب بالاستقلال تھے، خلافِ عقیدۂ اہل سنت وجماعت ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز کرنا لازم ہے۔ فقط (۱۲۱/۳)

جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں جانتا ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے

سوال: (۱۱۴۷) زید جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں جانتا ہے، اور آیت کریمہ: ﴿وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۱۴۳) اور حدیث شریف: أوتيت علم الأوّلين والآخرين (۱) وغیرہ سے استدلال کرتا ہے؛ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ؟ اگر خوفِ فتنہ سے نماز پڑھ لی تو اعادہ واجب ہے یا نہ؟ (۱۳۴۱/۵۰۶ھ)

الجواب: شرح فقہ اکبر میں ہے: ثمّ اعلم أنّ الأنبياء عليهم الصّلاة والسّلام لم يعلموا المغيبات من الأشياء إلّا ما علّمهم اللّٰه تعالىٰ أحيانًا، وذكر الحنفيّة تصريحًا بالتّكفير باعتقاد أنّ النّبيّ عليه الصّلاة والسّلام يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالىٰ: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (سورة النّمل، الآية: ۶۵) كذا في المسايرة (۲)

(۱) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد: ۱۸ میں ہے:

یہ حدیث کسی کتاب حدیث میں نظر سے نہیں گذری، اس وقت بھی تتبع کتب احادیث کا کیا گیا، یہ حدیث بہ الفاظ مذکورہ نہیں ملی، البتہ جامع صغیر سیوطی میں ان الفاظ سے منقول ہے: أوتيتُ مفاتيحَ كلِّ شيءٍ إلّا الخمسَ إنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الآية ((طب) عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما. (الجامع الصّغير، ص: ۱۶۵، حرف الهمزة، رقم الحديث: ۲۷۷۶، المطبوعة: دار الكتب العلميّة، بيروت) سو یہ حدیث علم غیب کی خود نفی کرتی ہے، اور اگر حدیث: علمت علم الأوّلين والآخرين ثابت ہوجائے تو پھر مطلب اس کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام مخلوق اولین وآخرین کے علم سے زیادہ اور اکمل اور اقوی ہے، اور علم ذات وصفات باری تعالیٰ جیسا آپ کو تھا ایسا اوّلین وآخرین کو نہیں تھا۔ فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد: ۱۸/ ۲۰۰-۲۰۱، کتاب الایمان، سوال نمبر: ۲۰۹) محمد امین پالن پوری

(۲) شرح كتاب الفقه الأكبر، ص: ۲۵۳، الأنبياء لم يعلموا المغيبات، المطبوعة: دار الإيمان، سهارنفور.

(شرح فقہ اکبر، ص:۱۸۵) پس معلوم ہوا کہ زید کا عقیدہ غلط اور باطل ہے اور اس کا استدلال صحیح نہیں ہے اور بہ مقابلہ نصوص صریحہ قطعیہ کے مسموع نہیں ہے، اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے، اور اس میں پوری احتیاط کرنی چاہیے[1] اور اگر کسی وجہ سے پڑھ لی تو اس کا اعادہ کرنا چاہیے[2] فقط واللہ اعلم (۱۷۰/۳-۱۷۱)

جو شخص علم غیب کا قائل ہو اور احمد رضا سے عقیدت رکھتا ہو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال: (۱۱۴۸) جو شخص علم غیب کا قائل ہو اور احمد رضا سے عقیدت رکھتا ہو یا مرید ہو، اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲۳۱۹/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: وہ شخص مبتدع ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ **کما في الشّامي : وأمّا الفاسق فقد علّلوا كراهة تقديمه بأنّه لا يهتمّ لأمر دينه وبأنّ في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعًا ولايخفى أنّه إذا كان أعلم من غيره لا تزول العلّة إلخ ، فهو كالمبتدع تكره إمامته بكلّ حال بل مشى في شرح المنية على أنّ كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا إلخ**[3] (صفحہ ۳۷۶ جلد اوّل شامی) لیکن اگر اس کے پیچھے نماز (نہ)[4] پڑھنے سے فتنہ کا اندیشہ ہو یا جماعت فوت ہوتی ہو؛ تو اسی کے پیچھے نماز پڑھے، جیسا کہ درمختار میں ہے: **هذا إن وجد غيرهم وإلّا فلا كراهة بحر بحثًا ، وفي النّهر عن المحيط: صلّى خلف**

---

(۱) **ويكره .... إمامة عبد إلخ ومبتدع أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرّسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة. (الدّرّالمختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۶، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة)** ظفیر

(۲) **وكذا كلّ صلاة أدّيت مع كراهة التّحريم تجب إعادتها، والمختار أنّه جابر للأوّل لأنّ الفرض لا يتكرّر. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۱۳۰-۱۳۱، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، مطلب: كلّ صلاة أدّيت مع كراهة التّحريم تجب إعادتها)** ظفیر

(۳) **ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .**

(۴) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیا گیا ہے۔۱۲

فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة إلخ ، اورشامی میں ہے: قوله: (نال فضل الجماعة) أفاد أنّ الصّلاة خلفهما أولٰی من الانفراد إلخ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۸۰)

جو شخص آنحضرت ﷺ کو مشرک کی اولاد کہے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۴۹) ایک شخص علانیہ یہ کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ بت پرست یعنی مشرک کی اولاد سے ہیں، اور کافر کے مکان میں پیدا ہوئے ہیں، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹۲۵/۱۳۴۴ھ)

الجواب: ایک حدیث شریف میں یہ مضمون آیا ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے اپنے باپ کا اور آپ کے باپ کا حال دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: إنّ أبي و أباك في النّار (۲) یعنی میرا اور تیرا باپ دوزخ میں ہیں۔

اور ایک روایت میں یہ بھی مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنی والدہ کے لیے طلبِ مغفرت کی اجازت چاہی تو اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی، اور زیارت قبر کی اجازت چاہی تو دے دی (۳) ظاہر ان روایات کا یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے والدین نے بہ حالت کفر وفات پائی

(۱) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۷-۲۵۸، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(۲) عن أنس رضي الله عنه أنّ رجلاً قال: يا رسول الله ! أين أبي؟ قال : في النّار ، قال: فلمّا قفى ، دعاه ، فقال : إنّ أبي وأباك في النّار. (الصّحيح لمسلم: ۱/۱۱۴، كتاب الإيمان ، باب بيان أنّ مَن مات على الكفر فهو في النّار ولا تناله شفاعة إلخ)

(۳) عن أبی هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: استأذنتُ ربّي أن أستغفرَ لأمّي فلم يأذن لي ، واستأذنتُهُ أن أزورَ قبرَها فَأَذِنَ لي . (الصّحيح لمسلم: ۱/۳۱۴، كتاب الجنائز ، فصل في الذّهاب إلى زيارة القبور ، قبيل كتاب الزّكاة)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ جو شخص مذکورہ کلمات کہتا ہے اس کی امامت درست ہے۔ گو اُس سے سکوت کرنا بہتر ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے: و والدا رسول الله صلّى الله عليه وسلّم ماتا على الكفر . (شرح الفقه الأكبر ، ص: ۱۳۰-۱۳۱، قبيل للسّلف في الشّهادة بالجنّة ثلاثة أقوال، المطبوعة: المطبع المجتبائي ، دهلي) لیکن ایسی باتیں علانیہ کہنے سے احتراز کرنا چاہیے۔ ==

اس میں علماء نے کچھ تفصیل اور تحقیق بھی فرمائی ہے اور بحث کی ہے، اور بعض روایات ایسی بھی نقل کی ہیں جن سے آپ کے والدین کا دوبارہ زندہ ہوکر ایمان لانا ثابت کیا ہے، بہرحال اس میں بحث کرنے کو علماء نے منع فرمایا ہے، پس سکوت اس میں اسلم ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۸۴-۱۸۵)

جو شخص یہ کہتا ہے کہ معراج میں آنحضرت ﷺ اور اللہ کا جسم ایک ہوگیا اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں

سوال: (۱۱۵۰) ایک شخص یہ کہتا ہے کہ بہ وقت معراج آنحضرت ﷺ اور خدا تعالیٰ کا جسم بالکل ایک ہوگیا، اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲۵۱۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: قول اس شخص کا غلط ہے اور خلاف عقیدہ اہل سنت وجماعت وعقیدہ اہل اسلام ہے لہٰذا اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۸۶)

جو شخص علی الاعلان کہتا ہے کہ اللہ اور رسول میں کوئی تمیز نہیں اس کو امام بنانا حرام ہے

سوال: (۱۱۵۱) جو شخص بالکل جاہل ہو اور قرآن مجید کو سوائے چند سورت کے پوری طرح نہ پڑھ سکتا ہو، اور قبر پرستی کو اچھا خیال کرتا ہو، رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب اور حاضر وناظر کہتا ہو،

== نیز فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

سوال: ہمارے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے والدین مسلمان تھے یا نہیں؟

الجواب: حضرت ﷺ کے والدین کے ایمان میں اختلاف ہے، حضرت امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ ان کا انتقال حالت کفر میں ہوا ہے۔فقط (فتاویٰ رشیدیہ، ص:۱۰۴، کتاب العقائد، عنوان: حضور ﷺ کے والدین کا اسلام)

(۱) ویکرہ .... إمامة عبد إلخ ومبتدع أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرّسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة. (الدّرّالمختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۶، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

بلکہ علی الاعلان کہتا ہے کہ اللہ اور رسول میں کوئی تمیز نہیں، ناچ وغیرہ میں شامل ہوتا ہے الخ اس کو امام بنانا جائز ہے یا کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۵/۵۵۵ھ)

الجواب: ایسا شخص امام بنانے کے لائق نہیں ہے، امام بنانا اس کا حرام ہے، اور امامت سے معزول کرنا اس کا لازم ہے، سب مسلمانوں کو چاہیے کہ اتفاق کر کے اس کو امامت سے علیحدہ کردیں(۱) اور کسی دوسرے عالم وصالح ومتقی کو امام بناویں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۴۰/۳)

آواگون کا عقیدہ رکھنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۵۲) ایک شخص حاجی حمایت علی قوم شیخ زادہ کا یہ اعتقاد ہے کہ روح انسان کی بعد مرنے کے دوسرے قالب میں جاتی ہے اور وہ اس کے ہم شبہ (مانند) ہوتی ہے، کسی کو کہتے ہیں کہ یہ میرے پردادا ہیں، اور کسی کو کہتے ہیں کہ یہ میرے دادا ہیں، غرضیکہ وہ ہمیشہ اس طرح کے خیالات ظاہر کرتے ہیں، جس سے تمام لوگ ان سے نفرت کرتے ہیں، اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور وہ نماز پڑھانے کے بہت شوقین ہیں، بلا کہے نماز پڑھانے کو کھڑے ہوجاتے ہیں؟
(۱۳۳۷/۱۵۵۵ھ)

الجواب: ان خیالات اور توہمات سے معلوم ہوتا ہے کہ شخص مذکور کی عقل مختل ہے، اور وہ دیوانہ ہے یا معتوہ ہے اور دیوانہ اور معتوہ کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، لہٰذا اس احتمال پر نماز اس کے پیچھے بالکل فاسد ہے(۲) اور اگر وہ دیوانہ اور مختل العقل ومعتوہ نہیں ہے بلکہ باوجود ہوش وحواس صحیح ہونے کے

---

(۱) ویُکرہ .... إمامةُ عبدٍ إلخ ومبتدع أي صاحب بدعة. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۶، کتاب الصّلاۃ، باب الإمامة) ظفیر

(۲) ولا یصحّ الاقتداء بالمجنون المطبق ولا بالسّکران. (الفتاوی الهندیة: ۱/۸۵، کتاب الصّلاۃ، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثّالث في بیان من یصلح إمامًا لغیره)

وکذا لا یصحّ الاقتداء بمجنون مُطبق .... وسکران أو معتوه (الدّرّ المختار) وفي الشّامي: قوله: (أو معتوه) هو النّاقص العقل، وقیل: المدهوش من غیر جنون، کذا في المغرب، وقد جعلوه في حکم الصّبي. (الدّرّ والرّدّ: ۲/۲۷۷-۲۷۸، کتاب الصّلاۃ، باب الإمامة، مطلب: الواجب کفایة، هل یسقط بفعل الصّبي وحده؟)

ایسا عقیدہ رکھتا ہے تو یہ عقیدہ خلافِ اہلِ سنت و جماعت بلکہ خلاف (عقیدۂ)[۱] اہلِ اسلام کے ہے، اس وجہ سے بھی اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہ چاہیے اور نماز نہ ہوگی یا مکروہ تحریمی ہوگی، کیونکہ مبتدع کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے[۲] اور جس کے اسلام میں شبہ ہو اور عقائد اس کے خلاف اسلام کے ہوں اس کے پیچھے نماز صحیح ہی نہیں ہوتی[۳] بہرحال ہر وجہ سے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے، اور اس کو امام بنا حرام ہے، اس کو کہہ دیا جاوے کہ ہرگز امام نہ بنے، اور اس کو اس فعل سے بالکل روک دیا جاوے کہ لوگوں کی نماز خراب نہ کرے یا اپنے عقائد باطلہ اور خیالات مجنونہ سے توبہ کرے، حدیث شریف میں ہے کہ اس شخص کی نماز مقبول نہیں ہوتی کہ جو آگے بڑھ جاوے امامت کے لیے، اور لوگ اس کی امامت سے کراہت کریں، اور اس کو امام نہ بنانا چاہیے۔ درمختار میں ہے: **ولو أمّ قومًا وهم له كارهون إنّ الكراهة لفساد فيه أو لأنّهم أحقّ بالإمامة منه كره له ذلك تحريمًا لحديث أبي داؤد: لا يقبل الله صلاة من تقدّم قومًا وهم له كارهون**[۴] فقط (۳/۱۰۸-۱۱۰)

میلوں میں جانے والے اور سماع کو حلال کہنے والے کی امامت مکروہ ہے

سوال: (۱۱۵۳) زید اپنی ذاتی رعونت اور تکبر کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا پاک دامن اور اوّل درجہ کا صوفی اور عابد و زاہد تصور کرتا ہے، میلوں میں جاتا ہے سماع کو حلال کہتا ہے، سودخوار کے گھر کا کھاتا ہے، اور یہ بھی کہتا ہے کہ مجھ کو بہ ذریعہ خواب یا مراقبہ معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں شخص منافق ہے

(۱) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیا گیا ہے۔ ۱۲

(۲) **ويكره .... إمامة عبد إلخ ومبتدع أي صاحب بدعة. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۶، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)** ظفیر

(۳) **وإن أنكر بعض ما علم من الدّين ضرورة إلخ فلا يصحّ الاقتداء به أصلاً. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۷، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)** ظفیر

(۴) **الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.**

تیجہ، دسواں وغیرہ کو درست بتلاتا ہے، چمڑوں کو قربانی کے اپنے حق امامت میں لینا جائز بتلاتا ہے، اورزکاۃ فطرہ وغیرہ لیتا ہے؛ حالانکہ خود صاحب زکاۃ ہے، ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟ اگر اس کے پیچھے کوئی نماز نہ پڑھے تو گنہ گار تو نہ ہوگا؟ (۱۰۰۰/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے، کیونکہ وہ مبتدع اور جاہل ہے، نماز مع الکراہت ہوتی ہے، اور اگر اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے تو کچھ گناہ نہیں ہے، بلکہ بہتر ہے کہ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۷۵/۳)

جو امام ختنہ کے وقت اذان کہتا ہے اور اس کو سنت سمجھتا ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال: (۱۱۵۴) در کشمیر بعض جہال شیوع ساختہ اند کہ بہ وقت ختنہ اذان می گویند، وایں را از قبیل سنن پندارند، اگر امام محلّہ ایں بدعات را ترویج دہد، خلف وے نماز قوم درست است یا مکروہ؟ (۱۳۱۱/۱۳۳۹ھ)

الجواب: بہ وقت ختنہ اذان گفتن مشروع نیست، وسنت پنداشتن اُورا جہل است، وامامتش مکروہ است [1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۵۰/۳-۱۵۱)

ترجمہ سوال: (۱۱۵۴) کشمیر میں کچھ جاہلوں نے یہ طریقہ جاری کیا ہے کہ ختنہ کے وقت اذان کہتے ہیں، اور اس کو سنت شمار کرتے ہیں، اگر امام محلّہ ان بدعات کو رائج کرے تو اس کے پیچھے لوگوں کی نماز درست ہے یا مکروہ؟

الجواب: ختنہ کے وقت اذان کہنا مشروع نہیں ہے، اور اس کو سنت شمار کرنا جہالت ہے، اور اس کی امامت مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) ویکرہ .... إمامة عبد إلخ وفاسق إلخ ومبتدع أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرّسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۶، کتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

جو بدعت میں شریک ہوتا ہے اور برہنہ ہوکر کھیلتا ہے اس کی امامت مکروہ ہے

سوال: (۱۱۵۵) جو بدعت میں شریک ہو یا کوشش کرے اور برہنہ ہوکر کھیلے اس کی امامت کیسی ہے؟ (۱۳۰۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے [۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۵۱/۳)

جو شرک وبدعت کا حامی ہو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال: (۱۱۵۶) جو قاضی شہر اپنی طمع سے نماز پڑھائے اور کرتا گھٹنوں سے اوپر اور کوٹ استعمال کرتا ہو، اور کانا ہو اور اسلام کے خلاف شرک وبدعت خود کرنے کے لیے کہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۲۴/۱۳۴۰ھ)

الجواب: ایسے شخص کو امام بنانا حرام ہے، اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔ کذا في ردّ المحتار [۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۶۵/۳)

جو خلافِ شریعت کام کرتا ہے اس کو امام بنانا جائز نہیں

سوال: (۱۱۵۷)...... (الف) ایک شخص ملا جمال الدین سے بیعت ہے وہ محض ایک پارہ عم کا پڑھا ہوا ہے، اور جمال الدین کے کہنے سے نماز تنگ وقت کر کے پڑھتا ہے حتی کہ نماز جمعہ بہ وقت تین بجے آج کل پڑھتا ہے، اور عشاء ۱۱ بجے، اور کہتا ہے کہ عشاء کی نماز سے پہلے سونا فرض ہے، اور اپنی منکوحہ کو طلاق دے کر تین سو روپیہ میں فروخت کردی؟

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) ویکره ...... إمامة عبد إلخ وفاسق إلخ ومبتدع (الدّر المختار) بل مشى في شرح المنية أنّ كراهة تقديمه –أي الفاسق– كراهة تحريم. (الدّر المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۴-۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(ب) حافظ مولا بخش کو اردو فارسی سے اور مسئلہ مسائل سے خوب واقفیت ہے، اکثر بہ وجہ کاروبار کے ایک دو وقت کی نماز قضاء بھی ہو جاتی ہے، قصداً نماز قضاء نہیں کرتا، دونوں شخصوں میں سے کس کے پیچھے نماز جائز ہے؟ (۱۷/۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: (الف) وہ شخص جو ملا جمال کا مرید ہے، اور نمازوں میں تاخیر کرتا ہے، اور عشاء کی نماز سے پہلے سونا فرض بتلاتا ہے، اور دیگر امور خلاف شریعت کرتا ہے جاہل اور مبتدع وفاسق ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور امام بنانا اس کو ناجائز اور حرام ہے (۱) اور دوسرا شخص جو حافظ قرآن اور مسئلہ مسائل سے واقف ہے، اور پابند نماز ہے اگر وہ شخص نماز فوت شدہ کو قضاء کر لیتا ہے تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے، بہ مقابلہ اوّل شخص کے مولا بخش کو امام بنانا چاہیے (۲)

(ب) اور مولا بخش کو لازم ہے کہ اگر کسی وقت کی نماز اتفاق سے فوت ہو جاوے تو اس کو ضرور قضاء کر لیا کریں کیونکہ ایک وقت کی نماز بھی قصداً بالکل ترک کر دینے والا فاسق ہے (۳) اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۶۲/۳-۱۶۳)

جو خلافِ شرع باتوں کو حلال سمجھتا ہے اس کو امام بنانا جائز نہیں

سوال: (۱۱۵۸) امام مسجد عرس میں جانے اور قبر پر طواف کرنے اور کلمات شرکیہ کو حلال سمجھتا ہے، اس وجہ سے تمام نمازی ناراض ہیں (اب فرمائے کہ) (۴) ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس امام نے ایک عورت (بے نکاحی مشرکہ) (۵) بھی رکھ لی ہے۔ (۱۹۵۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) والأحقّ بالإمامة تقديمًا بل نصبًا ...... الأعلم بأحكام الصّلاة فقط صحّةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظّاهرة إلخ. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۱، كتاب الصّلاة باب الإمامة) ظفیر

(۳) وتاركها عمدًا مجانةً أي تكاسلاً فاسق (الدّرّ) وفي الشّامي: قال في المغرب: الماجن الّذي لا يبالي ما صنع وما قيل له. (الدّرّ والرّدّ: ۲/۷، أوائل كتاب الصّلاة)

(۴) مطبوعہ فتاویٰ میں (اب فرمائے کہ) کی جگہ ''آیا'' تھا، اس کی تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔۱۲

(۵) مطبوعہ فتاویٰ میں (بے نکاحی مشرکہ) کی جگہ ''مشرکہ غیر منکوحہ'' تھا، اس کی تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔۱۲

الجواب: بے تحقیق بات کا تو اعتبار نہیں لیکن عرس وغیرہ میں شریک ہونا اور قبر پر طواف کرنا اور بوسہ دینا؛ افعال حرام وبدعت ہیں، خصوصًا طوافِ قبر کرنا کفر ہے کہ یہ عبادت خاص بیت اللہ کے ساتھ مخصوص ہے، لہٰذا ناراضی نمازیوں کی بجا اور باموقع ہے، اس حالت میں اس کو امام بنانا جائز نہیں اور اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۳۱/۳)

جو چڑھاوے کی چیزیں کھاتا ہے وہ لائق امامت نہیں

سوال: (۱۱۵۹) جو شخص چڑھاوے کی اشیاء کھاوے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کو قاضی بنایا جاوے یا نہ؟ (۱۲۶۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ایسا شخص جو کہ پابند شریعت نہ ہو اور بدعات میں مبتلا ہو اور چڑھاوے سے پرہیز نہ کرتا ہو لائق امام بنانے کے نہیں ہے (۱) اور اس کو قاضی بھی نہ بنایا جاوے۔ فقط (۲۲۰/۳)

جو قبروں پر روشنی کرتا ہے اور غلاف چڑھاتا ہے اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے

سوال: (۱۱۶۰) انبیاء، اولیاء، غوث، قطب و دیگر بزرگان دین کے مزاروں پر جاروب کشی، روشنی کرنا، غلاف چڑھانا، لوبان وغیرہ سلگانا کیسا ہے؟ ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ (۱۴۳۱/۱۳۳۷ھ)

---

(۱) واعلم أنّ النّذر الّذي يقع للأموات من أكثر العوام و ما يؤخذ من الدّراهم والشّمع والزّيت ونحوها إلٰى ضرائح الأولياء الكرام تقرّبًا إليهم فهو بالإجماع باطل و حرام إلخ (الدر المختار) وفي رد المحتار :قوله: (باطل وحرام)لوجوه: منها أنّه نذر لمخلوق و النّذر للمخلوق لايجوز، لأنّه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق، ومنها: أنّ المنذور له ميّت، والميّت لا يملك ، ومنها: أنّه إن ظنّ أنّ الميّت يتصرّف في الأمور دون اللّٰه تعالٰى واعتقاده ذلك كفر إلخ. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار للشّامي: ۳/۳۷۹، كتاب الصّوم، باب ما يفسد الصّوم وما لايفسده، مطلب في النّذر الّذي يقع للأموات من أكثر العوام من شمع أو زيت أو نحوه) محمد امین پالن پوری

الجواب: قبور پر روشنی کرنا، غلاف چڑھانا وغیرہ ممنوع ومکروہ ہے، اور صاف رکھنا اچھا ہے، ردّ المحتار شامی میں ہے: **تکره السّتور علی القبور أهـ**[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وضاحت: جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسے آدمی کے پیچھے جو قبروں پر روشنی کرتا ہے، غلاف چڑھاتا ہے اور لوبان وغیرہ سلگاتا ہے اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ محمد امین

بدعتی کے پیچھے جو نماز پڑھی گئی اس کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۱۶۱) حضرت اقدس مولانا صاحب نے لکھا ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں ہے، مگر حضرت مولانا رشید احمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے مکروہ تحریمی واجب الاعادہ تحریر فرمایا ہے، لہٰذا اختلاف ہونے کی صورت میں کیا طرز عمل اختیار کیا جاوے؟ (۸۶۸/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: **وفي النّهر عن المحيط: صلّی خلف فاسق أو مبتدع نال فضلَ الجماعة إلخ** اور شامی میں ہے: **قوله: (نال فضل الجماعة) أفاد أنّ الصّلاة خلفهما أولٰی من الانفراد، لکن لاینال کما ینال خلف تقي ورع إلخ**[2] اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے، بلکہ تنہا نماز پڑھنے سے اولیٰ ہے، باقی چونکہ بدعتی؛ بدعتی میں بھی فرق ہوتا ہے، بعض بدعات حد کفر وشرک تک پہنچی ہوئی ہوتی ہیں، اگر ایسے بدعتی کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کو اعادہ کرنا ضروری ہے، یہی صورت تطبیق کی ہوسکتی ہے یا (مبنیٰ اعادہ کا احتیاط ہو)[3] یا اختلافِ روایات، اور بدعت فی العقیدہ میں بھی تفاوتِ درجات ہے، جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ عقیدہ اس کا حد کفر کو پہنچا ہوا ہے، اس وقت تک اس کے پیچھے فساد نماز کا حکم نہ کیا جاوے گا۔ **کذا في الدّرّ المختار**[4] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۲۴۵)

---

(۱) **ردّ المحتار: ۳/ ۱۳۵، کتاب الصّلاة، باب الجنائز، مطلب: في دفن المیّت.**

(۲) **الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/ ۲۵۷-۲۵۸، کتاب الصّلاة، باب الإمامة.**

(۳) اس عبارت کی رجسٹر نقول فتاویٰ سے اصلاح کی گئی ہے۔۱۲

(۴) **وإن أنکر بعض ما علم من الدّین ضرورة کفر بها إلخ فلا یصحّ الاقتداء به أصلاً.**
(الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/ ۲۵۷، کتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

کیا کسی اجتماعی مصلحت کی وجہ سے خارجی امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے؟

سوال: (۱۱۶۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں کے مسلمانوں میں بہ وجہ یورش جمیع کفار کے ونصاری کے اہل اسلام پر جمیع فرق اسلامیہ مثل اہل خوارج واہل شیعہ وشوافع واحناف کا اتفاق اس امر پر ہوا ہے کہ ہم سب مل کر ایک شخص کے پیچھے جو سلطان ہے اور اہل خوارج سے ہے عیدین کی نماز ادا کریں، چنانچہ فرقۂ شافعیہ اور شیعہ کے علماء نے فتویٰ دے دیا ہے اور دستخط کردیئے ہیں، اور اس سلطان کے پیچھے نماز عیدین پڑھنا منظور کرلیا ہے چوں کہ کوئی عالم مذہب حنفی کا نہیں ہے، اس وجہ سے علمائے احناف سے استفتاء ہے کہ احناف اس میں شریک رہیں یا نہیں؟

(۱۶۹۲/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: خوارج اہل بدعت سے ہیں، اور مبتدع کے پیچھے اقتداء کرنا نماز میں مکروہ تحریمی ہے۔ **في ردّ المحتار: فهو – أي الفاسق – كالمبتدع تكره إمامته بكلّ حالٍ بل مشٰى في شرح المنية على أنّ كراهة تقديمه كراهة تحريم** [۱] (جلد اوّل: ص: ۵۸۵) لیکن دو حالتوں میں جائز ہے، ایک یہ کہ دوسرا امام جس کی امامت مشروع ہے میسر نہ ہو اور یہ بھی میسر نہ ہونے کے حکم میں ہے کہ دوسرے امام کے مقرر کرنے میں فتنہ ہو، **في الدّرّ المختار: هٰذا إن وجد غيرهم وإلاّ فلا كراهة** [۲] دوسری حالت یہ ہے کہ وہ امام شرعًا واجب الاطاعت ہو مثلاً سلطان المسلمین نافذ الامر ہو، اور وہ حتمًا لوگوں کو اپنے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم دے۔ **لوجوب إطاعة أولي الأمر مسلم** اور کراہت کی حالت میں بھی منفرد نماز پڑھنے سے ان کے پیچھے پڑھ لینا اولیٰ ہے۔ **في ردّ المحتار: فإن أمكن الصّلاة خلف غيرهم فهو أفضل، وإلاّ فالاقتداء أولٰى من الانفراد** [۳] (جلد: أوّل، ص: ۵۸۴) اشرف علی۔

---

(۱) ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

(۲) الدّرّ المختار مع الشّامي: ۲/۲۵۷، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

(۳) ردّ المحتار: ۲/۲۵۴، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

بے شک بہ صورت امر کرنے سلطان کے یا دوسرے امام کے فتنہ ہونے کے اسی سلطان خارجی کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے جیسا کہ مفاد روایات مذکورہ کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم، کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۲۹۵-۲۹۶)

معذور کس کو کہتے ہیں؟ اوراس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۶۳) اگر کوئی شخص امراض مختلفہ میں مبتلا ہو کر حکیم وڈاکٹر کے علاج کراتا رہا، لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا، اس کے بعد اس شخص نے بدن کے مادۂ فاسدہ کو نکالنے کے لیے حکیم کے مشورہ سے ہاتھ یا پاؤں میں داغ لگا کر اس میں درخت نیم کی ایک گُتھری[۲] بنا کر رکھ دی، اس سے زخم پیدہ ہو گیا، ہمیشہ اس سے رطوبت جاری رہتی ہے جس کی وجہ سے اکثر امراض میں تخفیف ہوئی ہے یہ شخص شرعًا معذور ہے یا نہیں؟ اوراس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: معذور شرعًا وہ ہے کہ تمام وقت نماز میں اس کو اس قدر موقع نہ ملے کہ بلا اس عذر کے وہ وضو کر کے نماز ادا کر سکے، پس جس کو یہ نوبت آ چکی ہے وہ معذور ہے، پھر جب تک وہ اس عذر میں مبتلا ہے کہ کوئی وقت نماز کا اس عذر سے خالی نہیں رہتا تو وہ معذور ہی رہے گا۔ درمختار میں ہے: **إن استوعب عذره تمامَ وقت صلاة مفروضة بأن لايجد في جميع وقتها زمنًا يتوضأ ويصلّي فيه خاليًا عن الحدث إلخ . وهٰذا شرط العذر في الابتداء وفي حقّ البقاء كفي وجوده في جزء من الوقت ولو مرّةً إلخ**[۳] پس اگر شخص مذکور کو یہ نوبت آ چکی ہے کہ ہر وقت زخم اس کا جاری رہا اوراس قدر موقع اس کو تمام وقت نماز میں نہیں ملا کہ وہ وضو کر کے نماز بلا اس عذر کے پڑھے تو وہ معذور ہو گیا، اب جب تک وہ زخم اس کا بہتا رہے گا یعنی وقت نماز میں کسی نہ کسی وقت اس میں سے مواد جاری ہوگا وہ معذور رہے گا، اور معذور غیر معذورین کا امام نہیں ہو سکتا۔

---

(۱) سوال وجواب رجسٹر نقول فتاویٰ کے مطابق کیے گئے ہیں۔۱۲

(۲) گُتھری: دوا لگا ہوا کپڑا۔

(۳) **الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۱/ ۴۳۷-۴۳۸، كتاب الطّهارة، باب الحيض، مطلب في أحكام المعذور، قبل باب الأنجاس.**

كما في الدّرّ المختار: ولا طاهر بمعذورٍ إلخ[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۵۶)

کوئی دوسرا آدمی امامت کے قابل نہ ہو پھر بھی غیر معذور کی نماز معذور کے پیچھے صحیح نہیں

سوال: (۱۱۶۴) زید کو عارضہ ریاحی ہے، اور وہ نماز اپنی پوری نہیں کرسکتا، اگر سنت باوضو پڑھ لے تو فرض وغیرہ نہیں پڑھ سکتا، اور اگر کوئی دوسرا آدمی اس قابل نہ ہو کہ امامت کراسکے تو زید امام ہوسکتا ہے یا نہ؟ (۱۳۳۷/۵۳۱ھ)

الجواب: اگر وہ درجۂ معذور کو پہنچ گیا ہے، تو اس کی امامت غیر معذورین کے لیے صحیح نہیں ہے اور معذور کی تعریف ابتداءً یہ ہے کہ تمام وقت نماز میں اس کو اس قدر وقت نہ ملے کہ وضو کرکے فرض نماز بلا اس حدث کے ادا کرسکے، پس اگر وہ ایسا ہوگیا ہے تو اس کی پیچھے غیر معذورین کی نماز نہ ہوگی[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۸۶-۲۸۷)

خروجِ ریح کے مریض نے جو نمازیں پڑھائی ہیں اُن کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۶۵) ایک شخص کو مرض خروج ریاح ہے، اور بسا اوقات بے خبری میں بھی خروج ریاح ہوتا ہے، ایسی حالت میں اس نے تین ماہ تک امامت کی، اس سے پہلے بھی کبھی کبھی نماز پڑھا دیا کرتا تھا، بعد کو جب ٹھیک معلوم ہوگیا کہ معذور ہے نماز پڑھانی چھوڑ دی، ایسی صورت میں امام اور مقتدیوں کے واسطے کیا حکم ہے؟ اگر امام کے کہنے سے وہ اپنی نماز نہ لوٹاویں تو ان پر کیا حکم ہے؟ جو کہ اس نے کبھی کبھی کسی موقع پر نماز پڑھائی تھی اس کا کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۰-۲۹/۳۷۰ھ)

الجواب: اگر یہ معلوم اور متیقن نہیں ہے کہ جو نمازیں اس نے پڑھائی ہیں ان میں ریح

---

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۷۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب: الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصّبيّ وحده؟.

(۲) ولا طاهر بمعذور. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۷۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة مطلب: الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصّبيّ وحده؟) ظفیر

خارج ہوئی ہے، یعنی ریح خارج ہونے کا ان میں یقین نہیں اور یاد نہیں تو نمازیں سب کی ہوگئیں۔ کما في الدّرّ المختار: وصحّ لو توضأ على الانقطاع وصلّى كذلك[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۳۳-۳۳۴)

اگر کسی وجہ سے امام کی نماز فاسد ہوگئی تو مقتدیوں پر بھی اس کا اعادہ واجب ہے

سوال: (۱۱۶۶) امام نے جماعت کو نماز پڑھائی، سہواً قراءت غلط پڑھی، یا بے وضو تھا، یا بے غسل تھا، ان سب صورتوں میں بعد واقف ہونے غلطی کے اس نماز کا اعادہ محض امام کے ذمہ ہے یا مقتدیوں کے ذمہ بھی اس نماز کا اعادہ ہے؟ (۱۱۰۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: وإذا ظهر حدَثُ إمامه وكذا كلّ مفسد في رأي مقتدٍ، بطلت فيلزم إعادتها إلخ، كما يلزمُ الإمامَ إخبارُ القوم إذا أمّهم وهو محدِثٌ أو جنبٌ إلخ[2] (الدّرّ المختار) اس عبارت سے واضح ہے کہ اگر امام کی نماز نہ ہوگی تو مقتدیوں کی بھی نہ ہوگی سب کو اعادہ نماز کا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۷۲-۳۷۳)

سوال: (۱۱۶۷) اگر امام کی وضو ٹوٹ گئی، اس نے اس وقت خبر نہ کی، بلکہ بعد نمازیوں کے جانے کے خود اعادہ کیا تو کیا مقتدیوں کی طرف سے بھی اعادہ ہوگیا؟ (۱۲۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: سب مقتدی اور امام اس نماز کا اعادہ کریں، تنہا امام کے اعادہ سے مقتدیوں کی نماز نہ ہوگی[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۷۲)

---

(۱) الدّرّ المختار مع الشّامي: ۲/۲۷۸، کتاب الصّلاة، باب الإمامة.

وفيه أيضًا: وإذا ظهر حدث إمامه وكذا كلّ مفسد في رأي مقتد بطلت، فيلزَمُ إعادتها ...... كما يلزَمُ الإمامَ إخبار القوم إذا أمّهم وهو محدث أو جنب أو فاقد شرط أو ركن وهل عليهم إعادتها إن عدلا؟ نعم وإلاّ ندبت، وقيل: لا لفسقه باعترافه أهـ (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۹۳-۲۹۴، کتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۹۳-۲۹۴، کتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب: المواضع الّتي تفسد صلاة الإمام دون المؤتمّ.

بواسیر کی وجہ سے جس کے مخرج پر ہر وقت تری رہتی ہے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۶۸) بندہ کو بواسیر کا عارضہ ہے، مخرج پر ہر وقت تری رہتی ہے چونکہ مخرج نظر سے غائب ہے اس لیے معلوم نہیں کہ کس وقت پیپ کا سیلان ہوتا ہے یا نہیں؟ تو اس صورت میں معذور سمجھا جاوے گا یا نہیں؟ اور امامت درست ہوگی یا نہیں؟ (۱۵۲۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: ثمّ المراد بالخروج من السّبیلین مجرّد الظّهور [1] اس سے معلوم ہوا کہ مخرج پر ہر وقت تری کا ہونا معذور بنانے کے لیے کافی ہے، کیوں کہ مخرج پر ظہور تری ناقض ہے، سیلان کی ضرورت اس میں نہیں ہے، سیلان کی شرط غیر سبیلین میں ہے، اور عند الحنفیہ معذور طاہر کا امام نہیں ہوسکتا۔ ولا طاهر بمعذور إلخ [2] (الدّرّ المختار) فقط (۲۵۳/۳)

معذور کے پیچھے غیر معذور کی نماز نہیں ہوتی

سوال: (۱۱۶۹) ایک امام مسجد کو مرض بواسیر کا ہے، ہر وقت بدبودار پانی جاری رہتا ہے، مقتدی تندرست ہیں بعض قرآن شریف صحیح پڑھتے ہیں، مسائل نماز سے خوب واقف ہیں؛ ایسے معذور امام کے پیچھے نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ (۳۳۳/۱۳۴۵ھ)

الجواب: امام مذکور شرعاً معذور ہے اور درمختار وغیرہ کتب فقہ میں تصریح ہے کہ معذور کے پیچھے غیر معذور کی نماز نہیں ہوتی، لہٰذا اس کو امام نہ بنایا جاوے [3] تندرستوں میں جو شخص مسائل نماز سے واقف ہو اور قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو اس کو امام بناویں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۹۹/۳)

---

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۳۶/۱، کتاب الطّهارة، مطلب: نواقض الوضوء.

(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۷۸/۲، کتاب الصّلاة، باب الإمامة.

(۳) ولا یصلّی الطّاهر خلف من هو في معنی المستحاضة. (الهدایة: ۱۲۶/۱، کتاب الصّلاة، باب الإمامة)

سوال: (۱۱۷۰) جس شخص کے سیون [۱] مقعد کے اگلے حصہ میں پھوڑا ہو اور اس میں سے پانی پیپ نکلتی رہتی ہو کبھی بند بھی ہو جاتی ہو، ایسا شخص مستقل امام مسجد ہو سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۷-۴۶/۶۲۴ھ)

الجواب: جس حالت میں کہ پیپ پانی وغیرہ اس سے بہتا ہو، اس حالت میں اس کے پیچھے نماز صحیح نہ ہوگی، اور جس حالت میں بند ہو اس وقت اس کے پیچھے نماز صحیح ہے، اور اس میں قول اس امام کا معتبر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۰۳-۲۰۴)

سوال: (۱۱۷۱) عالم معذور جس سے مقتدی کراہت کرتے ہوں اس کے پیچھے امام تندرست کی موجودگی میں نماز صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۵۵۲ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: **ولا طاهر بمعذور إلخ ولا قادر على ركوع وسجود بعاجزٍ عنهما إلخ** [۲] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ غیر معذور کی نماز معذور کے پیچھے صحیح نہیں ہے، اور جس شخص کی امامت سے مقتدی کراہت کریں اس کو امام ہونا مکروہ ہے، مشکاۃ شریف میں ہے: **ثلاثة لا تقبل منهم صلاتهم من تقدّم قومًا وهم له كارهون. الحديث** [۳] فقط واللہ اعلم (۳/۱۶۱)

سوزاک کے مریض کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۱۷۲) ایک امام کو مرض سوزاک [۴] ہے دھبہ (قطرہ) برابر آتا رہتا ہے، ایسے امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۵۱۵ھ)

الجواب: اگر وہ شخص حدِ عذر کو پہنچ گیا ہے، اور معذور ہو گیا ہے کہ ہر وقت دھبہ آتا ہے اور کوئی وقت نماز کا خالی نہیں رہتا ہے، تو اس کے پیچھے نماز غیر معذورین کی نہیں ہوتی، اس کو امام نہ بنایا جاوے [۵] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۰۹)

---

(۱) سیون: انسانی جسم میں آلۂ تناسل اور دُبر کی درمیانی جگہ کا جوڑ۔ (فیروز اللغات)

(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۷۸-۲۷۹، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(۳) مشكاة المصابيح، ص:۱۰۰، باب الإمامة ، الفصل الثّاني .

(۴) سوزاک: ایک مرض ہے جس میں پیشاب سوزش کے ساتھ آتا ہے اور پیپ نکلتی رہتی ہے (فیروز اللغات)

(۵) حوالہ؛ سابقہ اجوبہ کے حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔۱۲

جذامی شخص کو امام بنانا اچھا نہیں

سوال: (۱۱۷۳) جذامی شخص کو امام بنانا جب کہ مسائل شرع سے کما حقہ واقفیت رکھتا ہے؛ روا ہے یا نہیں؟ (۱۸۸۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: نماز اس کے پیچھے صحیح ہے جب کہ خون وغیرہ اس کے جاری نہ ہو، اور وہ بہ حکم معذور نہ ہوا ہو، لیکن بایں ہمہ اس کو امام بنانا اچھا نہیں ہے اور اس کو مسجد میں آنے سے بھی احتیاط کرنی چاہیے۔ **كذا حقّقه في كتب الفقه ، قال في الشّامي : وكذا القصّاب والسّمّاك والمجذوم والأبرص أولى بالإلحاق ، وقال سحنون: لا أرى الجمعة عليهما واحتجّ بالحديث**[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۶۷/۳)

جذامی اور سود خوار کی امامت مکروہ ہے

سوال: (۱۱۷۴) جذامی وسود خوار کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ (۲۱۵/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: جذامی اور سود خوار کی امامت مکروہ ہے، اگر نماز پڑھاوے تو فرض ادا ہو جاوے گا **كذا في كتب الفقه**[2] کتبہ الفقیر اصغر حسین۔ الجواب صحیح: بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ (۲۹۶/۳-۲۹۷)

جس قاضی نے مسلمان جذامی کی نعش کو جلانے کا فتویٰ دیا اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۷۵) ریاست میں ایک قاضی کے فتویٰ دینے سے ایک جذامی مسلمان کی نعش کو

---

(۱) ردّ المحتار: ۳۷۸/۲، كتاب الصّلاة ، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها ، مطلب في الغرس في المسجد .

(۲) وكذا تكره خلف أمرد و سفيه و مفلوج و أبرص شاع برصُه و شارب الخمر و آكل الرّبا. (الدّرّ المختار مع الشّامي : ۲۵۸/۲، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب في إمامة الأمرد) جمیل الرحمٰن غفرلہٗ (نائب مفتی دارالعلوم دیوبند)

دفن کرنے کے دو ماہ بعد جلایا گیا، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور جس قاضی نے جواز کا فتویٰ دیا، اور درمختار وعالم گیری وغیرہ کا حوالہ دیتا ہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ اس کے پیچھے نماز پڑھی جاوے یا اس سے مقاطعہ کر دیا جاوے؟ (۱۳۴۵/۸۱۴ھ)

الجواب: مسلمان کی نعش کو جلانا جائز نہیں ہے بالکل حرام ہے، جس قاضی نے مسلمان جذامی کی نعش کو جلانے کا حکم کیا وہ جاہل اور فاسق ہے، کسی کتاب میں جلانے کا حکم نہیں لکھا، یہ اس نے غلط حوالہ دیا، شخص مذکور چونکہ بدعتی بھی ہے اور فاسق ہے، اس لیے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور اس کو امام بنانا حرام ہے کیوں کہ امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے، اور تعظیم بدعتی اور فاسق کی حرام ہے، حدیث شریف میں ہے: **من وقّر صاحب بدعة فقد أعان علىٰ هدم الإسلام** [۱] یعنی جس نے بدعتی کی تعظیم اور توقیر کی اس نے اسلام کے گرانے میں مدد کی والعیاذ باللہ تعالیٰ، پس قاضی مذکور کو توبہ کرنی چاہیے اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس سے سلام وکلام قطع کر دینا چاہیے ایسا شخص لائق قاضی و مقتداء ہونے کے نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۹۹-۲۰۰)

جس شخص کی دونوں ٹانگیں کٹی ہوئی ہوں اس کی امامت صحیح ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۱۷۶) ایک شخص کی دونوں ٹانگیں گھٹنوں تک کٹی ہوئی ہیں، جس کی وجہ سے رکوع وجلسہ کما حقہ ادا نہیں ہوتا، اور قرآن شریف صحیح پڑھتا ہے، صوم وصلاۃ کا پابند ہے، ایسے شخص کی امامت صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۵۸۰ھ)

الجواب: نماز اس کے پیچھے صحیح ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ دوسرا امام مقرر کیا جائے جس کے ہاتھ پیر صحیح وسالم ہوں اور وہ عالم وصالح اور متصف بہ صفات امامت ہو۔ شامی میں ہے: **وكذٰلك أعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيره أولىٰ تاترخانية وكذا أجزم إلخ** [۲] اس سے معلوم ہوا کہ

---

(۱) عن إبراهيم بن ميسرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: من وقّرَ صاحب بدعة الحديث. (مشكاة المصابيح، ص:۳۱، كتاب الإيمان، باب الإعتصام بالكتاب والسّنّة، الفصل الثّالث)

(۲) ردّ المحتار: ۲/۲۵۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في الإمامة الأمرد.

مقطوع الرجلین کی امامت بہ درجہ اولیٰ مکروہ ہے، اگرچہ نماز اس کے پیچھے ہو جاتی ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ دوسرا امام مقرر کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۰۷-۲۰۸)

جو شخص سجدہ پر قدرت نہ رکھتا ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۱۷۷) جو شخص سجدہ سے عاجز ہو اور باقی تمام ارکان رکوع قومہ وغیرہ بہ خوبی ادا کرتا ہو، اور کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہو، اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہ؟ (۲۶۱۴/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس کے پیچھے نماز ان لوگوں کی جو سجدہ کر سکتے ہیں صحیح نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: (**ولا قادر علی رکوع وسجود بعاجزٍ عنهما الخ** اور شامی میں ہے:)[1] **والعبرة للعجز عن السّجود حتّٰی لو عجز عنه وقدر علی الرّکوع أومأ إلخ**[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۵۷)

جو عشاء کی فرض نماز پڑھ چکا ہے وہ دوبارہ عشاء کی فرض نماز نہیں پڑھا سکتا

سوال: (۱۱۷۸) زید نے ایک مسجد میں امام کے پیچھے فرض عشاء پڑھی، بعد میں دوسری مسجد میں امام ہو کر دوبارہ فرض عشاء پڑھائی تو یہ دوبارہ جو فرض پڑھائی یہ فرض ہیں یا نفل؟ (۱۴۱۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: زید کی فرض نماز پہلے ہو گئی تھی دوبارہ جو پڑھی گئی وہ نفل ہوئی، اس کے پیچھے لوگوں کی فرض (نماز) ادا نہیں ہوئی[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۲۹)

امن سبھا کے ممبر کی امامت مکروہ ہے

سوال: (۱۱۷۹) منجانب گورنمنٹ جو امن سبھا قائم ہوئی ہے اس میں چندہ دینا اور ممبر بننا

---

(۱) قوسین کے درمیان والی عبارت رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کی گئی ہے۔۱۲

(۲) **الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۷۹، کتاب الصّلاة، باب الإمامة.**

(۳) **ولا مفترض بمتنفّل و بمفترض فرضًا آخر لأنّ اتّحاد الصّلاتین شرط عندنا، و صحّ أنّ معاذًا کان یصلّی مع النّبیّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم نفلاً وبقومه فرضًا. (الدّرّ المختار مع ردّالمحتار: ۲/۲۷۹، کتاب الصّلاة، باب الإمامة)** ظفیر

کیسا ہے؟ اور جو لوگ ممبر بن چکے ان کے لیے کیا حکم ہے؟ اور نماز ان کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟
(۲۲۸۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس میں چندہ دینا اور ممبر بننا اور کوشش کرنا خلاف میں درست نہیں ہے، اور وہ درحقیقت شوکتِ اسلام وخلافتِ اسلامیہ کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں، ایسے لوگوں کا حال نہایت خطرناک ہے، اوران کو امام بنانا مکروہ ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۵۵/۳-۱۵۶)

جوامرِ حق کا اتباع نہیں کرتا اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۸۰) دوفریق مدعی اہلِ حدیث کا تقریبًا چار پانچ برس سے ایک امر میں تنازع ہوچکا ہے، ان میں سے ایک فریق تو نرم اور مطیع اسلام واہل اسلام ہے، اور فریق ثانی اشد ضدی وسنگ دل ہے، اور امرحق کا اتباع نہیں کرتے ان کے لیے کیا حکم ہے؟ اور امامت ان کی کیسی ہے؟
(۷۵۴/۱۳۳۹ھ)

الجواب: ظاہر ہے کہ فریق ضدی جو نفسانیت سے امرحق کا اتباع نہیں کرتا باطل پر ہے اور عاصی وفاسق ہے اور امامت ان کی مکروہ ہے، باقی پوری بات پورا واقعہ معلوم ہونے سے ہوگی۔ فقط
(۱۴۷/۳)

ظالم کے لیے دعائے خیر کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۸۱) جو ہندو اپنی رعیت پر ظلم وستم کرتا ہے وہ اگر بیمار ہوجائے اور کوئی مسلمان بہ طمع دُنیاوی اس کے لیے دُعائے خیر اور ختم جلالی پڑھ کر شفا کی دعا کرے، اس کے لیے کیا حکم ہے؟ نماز اس کے پیچھے جائز ہے یا نہ؟ (۱۱۴۵/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: ظالم کے لیے دُعائے خیر جائز نہیں ہے، اور ظالم کی مدد کرنا ظلم پر حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ وعن أوس بن شرحبيل رضي الله عنه أنّه سمع رسول الله صلّى الله عليه وسلّم

---

(۱) ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت:۲) ويكره تقديم الفاسق أيضًا لتساهله في الأمور الدّينية. (غنية المستملي، ص:۴۴۲) ظفیر

یقول: مَن مشٰی مع ظالم لیقوّیَه وهو یعلم أنّه ظالم فقد خرج من الإسلام [۱] پس جو شخص جان بوجھ کر ظالم کے لیے دُعائے خیر کرتا ہے اوراس ظلم میں اس کی مدد کرتا ہے وہ فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ إلّا أن یتوب. فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۹۸-۱۹۹)

جو جان بوجھ کر حق کو چھپائے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال: (۱۱۸۲) ایک امام مسجد نے ایک شخص کا نکاح پڑھایا تھا، بعد میں زوجین کے اَقرباء میں ناچاقی ہوئی اور مقدمہ شروع ہوا، جس وقت گواہ کی ضرورت ہوئی امام صاحب چھپ گئے، اور عورت کو سکھادیا کہ تم یہ کہنا کہ میرا نکاح نہیں ہوا، قاضی اور گواہ کے نہ ملنے سے وہ شخص ہار گیا، اس امام کے لیے شرعًا کیا حکم ہے؟ اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ؟ (۱۶۳۱/۱۳۴۱ھ)

الجواب: ایسا شخص جو جان بوجھ کر حق کو چھپائے فاسق ہے [۲] لائق امام بنانے کے نہیں ہے، اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے۔ **کذا في الشّامي وصرّح فیه: أنّ کراهة تقدیمه کراهة تحریم** [۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۷۳-۱۷۴)

جو ناچ رنگ کی محفلوں کے لیے اپنا شامیانہ کرایہ پر دیتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۱۸۳) زید حافظ ہے پنج وقتہ نماز کا پابند ہے یعنی ہر صورت میں وہاں کے باشندوں سے افضل ہے، مگر وہ ہندو مسلمانوں میں اپنا شامیانہ کرایہ پر دیتا ہے، اور اس کو موقع پر لگانے بھی جاتا ہے تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۶۱۴/۱۳۴۲ھ)

الجواب: بعض مواقع غیر مشروعہ مثلاً ناچ رنگ کی محافل کے لیے شامیانہ کرایہ پر دینا،

---

(۱) مشكاة المصابيح، ص:۴۳۵-۴۳۶، كتاب الآداب، باب الظّلم، الفصل الثّالث.

(۲) ومتٰی أخّرَ شاهدُ الْحِسْبَةِ شَهادَتَهُ بلاَ عُذرٍ فَسَقَ. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۸/۱۵۵، أوائل كتاب الشّهادات) ظفیر

(۳) ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

اور جا کر نصب کرنا اعانت علی المعصیۃ ہے جو کہ بہ موجب حکم خداوندی جل شانہ: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (سورۂ مائدہ، آیت:۲) حرام ہے، اس لیے اس کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے، اگر کوئی دوسرا شخص صالح لائق امامت موجود ہو تو اس کو امام بنایا جائے، ورنہ اسی کے پیچھے نماز پڑھ لیں کہ انفراد سے اس کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے[۱] (درمختار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۸۳-۱۸۴)

گمراہ پیر کی امامت مکروہ تحریمی ہے

سوال: (۱۱۸۴) یک پیر امام مسجد است، روزے یک مقتدی ازو پرسید کہ امروز بکدام کار رفتہ بودید، جواب داد کہ امروز یک خوک را ختم قرآن بود، درآں خانہ ختم قرآن خواندہ ام، وآں خوک دیگر خوکاں جمع نمود، آں نیز ختم قرآن خواندند، آں صاحب ختم عین خوک است وصاحبان ختم بغیر من خوکاں اند، ایں چنیں پیر چہ حکم دارد و نماز خلف او جائز است یا چہ؟ (۸۴/۷-۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایں چنیں پیر یاوہ گو لائق مقتدا بودن وامام شدن نیست، نماز خلف چنیں کس مکروہ است وحسب تصریح فقہاء آں کراہت تحریمی است۔ لأنّ في جعله إمامًا تعظيمه وتعظيم الفاسق حرام[۲] پس باید کہ آں امام را معزول کنند وکسے دیگر صالح واقف مسائل نماز را امام مقرر کنند[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۸۷-۲۸۸)

ترجمہ سوال: (۱۱۸۴) ایک پیر مسجد کا امام ہے، ایک روز ایک مقتدی نے اس سے پوچھا کہ آج کیا کام انجام دیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ آج ایک سور کے لیے قرآن ختم کیا، اس گھر میں

---

(۱) وفي النّهر عن المحيط: صلّى خلف فاسق أو مبتدع نَالَ فَضْلَ الجَمَاعَةِ (الدّرّ المختار) أفادَ أنّ الصّلاةَ خَلْفَهُمَا أولىٰ مِنَ الأنْفِرَادِ. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۷-۲۵۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۲) وأمّا الفاسق فقد علّلُوا كراهة تقديمه بأنّه لا يهتمّ لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعًا إلخ، بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا. (ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

ختم قرآن کرتا ہوں اور وہ سور اور دیگر سور جمع ہوتے ہیں، وہ بھی ختم قرآن کرتے ہیں، وہ ختم کرنے والا عین سور ہے اور میرے بغیر ختم کرنے والے سور ہیں، ایسے پیر کا کیا حکم ہے؟ اور نماز اس کے پیچھے جائز ہے یا کیا؟

الجواب: ایسا بکواس کرنے والا پیر مقتدا بننے اور امام ہونے کے لائق نہیں ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور فقہاء کی تصریح کے مطابق وہ کراہت تحریمی ہے، اس لیے کہ اس کو امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے، اور فاسق کی تعظیم حرام ہے، لہٰذا اس امام کو معزول کریں اور کسی دوسرے نیک، مسائل نماز سے واقف کو امام مقرر کریں۔ فقط

جو امام نماز میں حرکت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۱۸۵) جو امام نماز میں حرکت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے؟ اور اگر یہ بات اس کی عادت میں داخل ہو تو اس حالت میں کیا حکم ہے؟ (۳۲/۵-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جو شخص غیر مقلد ہو اور نماز میں حرکت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ فقط (۳۲۱/۳)

جو امام یہ کہتا ہے کہ میں اپنی نماز نہیں پڑھتا تم کو تمہاری نماز پڑھاتا ہوں، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال: (۱۱۸۶) امام مسجد نے ایک روز (عصر)[۱] مغرب کی نماز نہیں پڑھی، لوگوں نے دریافت کیا تو جواب دیا کہ میں اپنی نماز نہیں پڑھتا، تم کو تمہاری نماز پڑھاتا ہوں، یہ لفظ کفر میں داخل ہے یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہ؟ (۳۲/۶۵۸-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہ کفر کے حکم میں نہیں فسق ہے، ایسے امام کے پیچھے نماز اگرچہ درست ہے، مگر مکروہ تحریمی ہے، واجب ہے کہ اس کو معزول کریں، اور کسی اور کو امام بناویں، کیوں کہ اس کلمہ کے سبب سے فاسق کا حکم دیا جاوے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۲۲/۳-۳۲۳)

---

(۱) ''عصر'' کا لفظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیا گیا ہے۔

جس امام کا حال معلوم نہ ہو اس کی اقتداء درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۱۸۷) خلاصۃ الفتاویٰ جلد اوّل: صفحہ نمبر ۱۵۳ میں ہے: ولو اقتدی بالإمام ولا یدري أنّه مقیم أو مسافر لا یصحّ اقتداؤه یہ مسئلہ معمول بہا ہے یا کیا؟ (۱۳۴۱/۳۳۰ھ)

الجواب: درمختار میں خانیہ وغیرہ سے جو کچھ نقل کیا ہے وہ بھی اس روایتِ خلاصہ کے موافق ہے؛ لیکن اس کا جواب یہ دیا ہے کہ امام کا حال تمام نماز میں کسی وقت معلوم ہو جانا چاہیے، ابتداء میں معلوم ہونا شرط نہیں ہے، اسی لیے امام کے اس اِعلام کو کہ میں مسافر ہوں مستحب لکھا ہے، عبارتِ درمختار یہ ہے: وندب للإمام .... أن یقول بعد التّسلیمتین في الأصحّ: أتمّوا صلاتکم فإنّي مسافر، هٰذا یخالف الخانیة وغیرها، أنّ العلم بحال الإمام شرط، لکن في حاشیة الهدایة للهندي الشّرط العلم بحاله في الجملة لا في حال الابتداء إلخ[1] فقط (۳۶۲/۳)

جس کی پاکی ناپاکی مشتبہ ہو اُس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۸۸) ایک مسجد لاوارثی جس میں کسی طرح کی آمدنی نہیں ہے، اس میں ایک شخص جس کی عمر بائیس سال کی ہے وہ نماز پڑھاتا ہے، عارضہ اس کو سخت جریان کا ہے اور قطرہ بھی آجاتا ہے نماز وغیر نماز میں، اور حافظ بھی نہیں ہے، قرآن تھوڑا سا یاد ہے، اس کی پاکی ناپاکی کا (معاملہ) ٹھیک نہیں ہے، مسائل بھی اچھی طرح سے یاد نہیں ہیں، جب وہ سفر میں جاتا ہے تو نمازی کم ہو جاتے ہیں اور لوگ اس کی امامت کو ترک نہیں کرتے، بعض لوگ اس کی امامت سے ناخوش ہیں، مگر یہ خیال ہے

---

(۱) عبارت نقل کرنے میں تقدیم وتاخیر ہے اور یہ مطلب واضح کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔ درّ مختار کی عبارت اس طرح ہے: وندب للإمام هٰذا یخالف الخانیة وغیرها أنّ العلم بحال الإمام شرط، لکن في حاشیة الهدایة للهندي: الشّرط العلم بحالهٖ في الجملة لا في حال الابتداء، وفي شرح الإرشاد: ینبغي أن یخبرهم قبل شروعهٖ، وإلاّ فبعد سلامه، أن یقول بعد التّسلیمتین في الأصحّ: أتمّوا صلاتکم فإنّي مسافر، لدفع توهّم أنّه سهَا. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۵۳۳/۲، کتاب الصّلاة، باب صلاة المسافر)

کہ نمازی بالکل اس مسجد میں نہ آویں گے، کیوں کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر اس کی جگہ دوسرا امام مقرر ہوا تو ہم نماز یہاں بالکل نہ پڑھیں گے۔ فقط والسلام خیر ختام (۲۱۴/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: ایسے شخص کو جس کی پاکی ناپاکی مشتبہ ہے، اور مسئلہ مسائل سے بھی ناواقف ہے، امام مقرر کرنا نہیں چاہیے اور خود بھی اس کو امام بننا مناسب نہیں، بلکہ جب گمان غالب نماز میں قطرہ وغیرہ آنے کا ہوتو بالکل جائز ہی نہیں، اور جو لوگ عذاب ثواب اپنے ذمہ پر لیتے ہیں اور اس کے امام بنانے پر اصرار کرتے ہیں ان کے قول کا کچھ اعتبار نہیں، اس لیے کہ قول ان کا خلاف حکم شریعت کے ہے، اور ایسے شخص کے امام بننے سے نمازیوں کی کثرت اور اس کے نہ پڑھانے سے نمازیوں کی قلت اگر ہوجاوے تو اس پر کوئی حکم شرعی نہیں لگ سکتا، اور اس وجہ سے امامت کا مستحق نہیں ہوسکتا کیوں کہ یہ لوگوں کی ناواقفیت ہے **هٰكذا يفهم من كتب الشّريعة المحمّدية صلّى الله على صاحبها** (۱) **والله تعالىٰ أعلم.**

کتبہ الفقیر اصغر حسین عفی عنہ. الجواب صحیح: بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ فقط (۳/۲۹۷-۲۹۸)
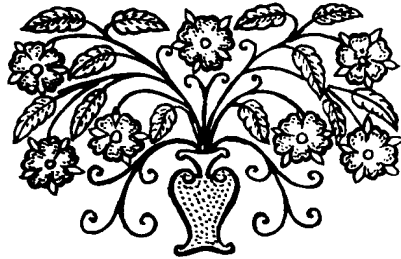
---

(۱) والأحق بالإمامة تقديمًا بل نصبًا .... الأعلم بأحكام الصّلاة فقط صحّةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظّاهرة إلخ . (الدّرّ المختار مع الشّامي: ۲/۲۵۱، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة)

وأمّا الفاسق فقد علّلوا كراهة تقديمه بأنّه لا يهتمّ لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه ، وقد وجب عليهم إهانته شرعًا. (ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

تعليل الأعمىٰ بأنّه لا يتوقّى النّجاسة. (ردّ المحتار: ۲/۲۵۵، كتاب الصّلاة، باب الإمامة)

إن تيقّن المرعاة لم يكره أوعدمها لم يصحّ وإن شكّ كره. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۵۹، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) جمیل الرحمٰن (نائب مفتی دارالعلوم دیوبند)

مدرک، لاحق اور مسبوق کے احکام

جو مقتدی رکوع سے پہلے جماعت میں مل گیا اس نے رکعت پالی

سوال: (۱۱۸۹) اگر مسبوق رکعات قیام میں مل گیا مگر فاتحہ نہیں پڑھی، اس کی رکعات پوری ہوئی یا نہیں؟ (۸۷۵/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس کی نماز ہوگئی اور وہ رکعت بھی ہوگئی (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۸۹/۳)

امام جب چوتھی رکعت کے لیے کھڑا ہوا تو دو مقتدی بیٹھے رہے، بعد میں قیام اور رکوع کر کے امام کے ساتھ سجدہ میں شامل ہو گئے تو نماز ہوگئی

سوال: (۱۱۹۰) زید نابینا ہے اور خالد بینا ہے، اور دونوں جماعت میں شامل ہوئے (یعنی تیسری رکعت میں) (۱) امام جب تیسری رکعت پڑھ کر کھڑا ہوا تو یہ دونوں سمجھے کہ چوتھی رکعت ہے اور قعدہ میں بیٹھ گئے، جب امام نے چوتھی رکعت کا رکوع کیا تب یہ سمجھے کہ ہم سے غلطی ہوئی، تب اٹھ کر قیام کیا اور رکوع کیا امام کے ساتھ سجدہ میں شامل ہوگئے، امام کے ساتھ قیام و رکوع میں شامل نہ ہو سکے ان کے لیے کیا حکم ہے؟ (۸۰۵/۱۳۴۴ھ)

---

(۱) وحاصله أنّ الاقتداء لا يثبت في الابتداء على وجه يدرك به الرّكعة مع الإمام إلاّ بإدراك جزء من القيام أو ممّا في حكمه وهو الرّكوع لوجود المشاركة في أكثرها ، فإذا تحقّق منه ذلك لايضرّه التّخلّف بعده. (ردّ المحتار: ۴۵۱/۲، كتاب الصّلاة ، باب إدراك الفريضة ، قبل باب قضاء الفوائت) ظفير

الجواب: اگر زید و خالد نے بعد میں (قیام اور)[1] رکوع کرلیا، اور بعد میں سجدہ میں امام کے شامل ہوگئے، اور پھر امام کی نماز کے ختم کے بعد اپنی باقی ماندہ رکعات پوری کرلی تو نماز ان کی ہوگئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۷۵)

مقتدی رکوع کرنا بھول گیا اور سجدہ میں شریک ہوگیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

سوال: (۱۱۹۱) مقتدی نماز میں اوّل سے شریک ہے اور وہ کسی وجہ سے رکوع کرنا بھول گیا پھر سجدہ میں شریک ہوگیا تو نماز ہوگئی یا نہیں؟ (۱۳۷۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس مقتدی کو لازم ہے کہ اگر اس نے نماز کے اندر رکوع نہیں کیا تو بعد فارغ ہونے امام کے کھڑا ہوکر رکوع کر کے سجدہ سہو کرلے اس وقت نماز ہوجائے گی[2] فقط واللہ اعلم (۴/۶۰)

لاحق کس طرح نماز پوری کرے؟

سوال: (۱۱۹۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلے میں کہ ایک شخص کو جب وہ دو رکعت نماز عصر امام کے ساتھ پڑھ چکا تو اس کو حدث ہوا، فوراً وضو کرنے چلا گیا اور وضو کرنے کے بعد امام کے ساتھ قعدہ اخیرہ میں ملا، اب وہ اخیر کی دو رکعتین کس طرح پوری کرے اور اگر وہ تیسری رکعت میں ملا تو کس طرح پوری کرے؟ (۱۰۷۵/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: حکم اس کا یہ تھا کہ جب وہ وضو سے فارغ ہوکر آیا تھا، اوّل وہ دونوں رکعت بلاقراءت پڑھتا جو بہ سبب حدث کے فوت ہوئی، پھر اگر امام نماز میں ہوتا تو اس کے ساتھ شامل ہوکر بقیہ ارکان پورے کرتا؛ لیکن اگر ایسا کیا کہ بعد وضو کرنے کے امام کے ساتھ مل گیا تو اب بعد سلام امام کے ان

---

(۱) سوال وجواب میں بین القوسین جو الفاظ ہیں اُن کا اضافہ ہم نے کیا ہے۔ محمد امین پالن پوری

(۲) ورعاية التّرتيب بين القراءة والرّكوع وفيما يتكرّر أمّا فيما لا يتكرّر فرض كما مرّ في كلّ ركعةٍ كالسّجدة أو في كلّ الصّلاة كعدد ركعاتها حتّى لو نسي سجدة من الأولٰى قضاها ولو بعد السّلام قبل الكلام ، لكنّه يتشهّد ثمّ يسجد للسّهو ثمّ يتشهّد إلخ . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۱۳۵-۱۳۸، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، مطلب كلّ شَفْع من النّفل صلاةٌ) ظفیر

دو رَکعتوں کو بلاقراءت پوری کرے، اور اس صورت کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے، اور اس میں گناہ گار ہوتا ہے۔ درمختار میں ہے: واللّاحقَ من فاتته الرّكعاتُ كلُّها أو بعضُها ، لكن بعد اقتدائه بعذرٍ كغفلةٍ و زحمةٍ وسبْقِ حدثٍ إلخ وحكمهُ كمؤتمٍّ فلا يأتي بقراءةٍ إلخ ويبدأ بقضاء ما فاتَهُ عَكْسُ المسبوقِ .... ولو عُكِسَ صحّ وأثِم إلخ [1] اور یہی حکم تیسری رکعت میں ملنے کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۷۶)

لاحق نے اپنی چھٹی ہوئی رکعت مسبوق کی طرح پوری کی تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۱۹۳) نماز عشا میں مقتدی تیسری رکعت میں کھڑے کھڑے سو گیا، جب امام ایک رکعت پوری کر چکا تب نیند سے اٹھا، تو اس نے بعد سلام امام کے مسبوق کی طرح بقیہ نماز ادا کی تو یہ نماز درست ہوئی یا نہ؟ (۴۹۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: نماز ہوگئی اور اس کو لاحق کی طرح بلاقراءت وہ رکعت پڑھنی چاہیے [2] فقط واللہ اعلم (۳/۳۸۷)

لاحق جس کا وضو ٹوٹ گیا وہ وضو میں مسواک کرسکتا ہے

سوال: (۱۱۹۴) جب نماز میں وضو ٹوٹ جاتا ہے اور لاحق وضو کا ارادہ کرتا ہے اس وضو میں مسواک کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: کرسکتا ہے [3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۸۶)

---

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۹۷-۲۹۸، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب في أحكام المسبوق والمدرك واللّاحق .

(۲) حوالہ؛ سابقہ جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) وإذا ساغ له البناءُ توضأ فورًا بكلّ سُنّة (الدّرّ المختار) أي من سنن الوضوء ، لأن ذلك من باب إكماله فكان من توابعه، فيُتحمّل كما يُتحمّلُ الأصل ، بدائع. (الدّرّ المختار مع رد المحتار: ۲/۳۰۹، كتاب الصّلاة ، باب الاستخلاف) ظفیر

ظہر کی نماز میں مقیم نے مسافر امام کی دوسری رکعت میں اقتداء کی تو اپنی نماز کس طرح پوری کرے؟

سوال: (۱۱۹۵) مقیم نے ظہر کے وقت مسافر کی اقتداء کی، اور اس کو ایک رکعت ملی، مسافر نے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا، اب وہ مقیم جو مسبوق ہے تین رکعت کس طور سے ادا کرے؟ یعنی ان رکعتوں میں الحمد اور سورت پڑھے یا کیا؟ (۶۹۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درمختار وشامی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص لاحق ومسبوق ہے، پہلی دو رکعت بلاقراءت ادا کرے، اور اخیر رکعت قراءت کے ساتھ ادا کرے(۱) فقط (۳۷۸/۳)

چار رکعت والی نماز میں مقیم مقتدی نے مسافر امام کی پہلی یا دوسری رکعت میں یا التحیات میں اقتداء کی تو نماز کس طرح پوری کرے؟

سوال: (۱۱۹۶) ...... (الف) امام مسافر ہے، اور مقتدی مقیم، اگر مقتدی مذکور امام مذکور کے ساتھ چار رکعت والی نماز میں اوّل رکعت میں شریک ہوا ہو تو مقتدی اپنی نماز کس طرح پوری کرے؟

(ب) اور جو دوسری رکعت میں شریک ہوا ہو تو کس طرح نماز کو پوری کرے؟

(ج) اور جو التحیات میں ملا ہو تو مقتدی اپنی نماز کو کس طرح پڑھے؟ (۱۵۱۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

---

(۱) وهٰذا بيـان للقسم الرّابع وهو المسبوق اللّاحق ، وحكمه أنّه يصلّي إذا استيقظ مثلاً ما نـام فيـه ، ثـمّ يتـابـع الإمـام فيما أدرك ، ثمّ يقضى ما فاته أهـ بيانه ...... أنّه لو سبق بركعة من ذوات الأربـع و نـام فـي ركـعتيـن يـصلّي أولاً ما نام فيه ثمّ ما أدركه مع الإمام ثمّ ما سبق به فيصلّي ركعة ممّا نام فيه مع الإمام ويقعد متابعة له ، لأنّها ثانية إمامه ثمّ يصلّي الأخرى ، ممّا نـام فيـه ، ويـقـعـد لأنّهـا ثانيته ثمّ يصلّي الّتي انتبه فيها و يقعد متابعة لإمامه لأنّها رابعة وكلّ ذلك بـغير قراءة لأنّه مقتد ثمّ يصلّي الرّكعة الّتي سبق بها بقراءة الفاتحة وسورة ، والأصل أنّ اللّاحـق يـصلّي على ترتيب صلاة الإمام ، والمسبوق يقضى ما سبق به بعد فراغ الإمام . (ردّ المحتار : ۲۹۸/۲، كتـاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب في أحكام المسبوق والمدرك واللّاحق)

نوٹ: اس کا جواب مفتی عنایت الٰہی نے درج ذیل لکھا تھا:

الجواب: (از مفتی عنایت الٰہی)......(الف) پہلی صورت میں مقتدی لاحق ہے، امام کے ساتھ نماز تمام کر کے دو رکعتیں باقی ماندہ بلاقراءت پڑھے۔

(ب و ج) اخیر کی دونوں صورتوں میں مقتدی مسبوق ہے، دوسری صورت میں امام کے سلام کے بعد کھڑے ہو کر پہلی رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور سورت پڑھے، اور باقی دو رکعت میں صرف فاتحۃ الکتاب پڑھے، اور تیسری صورت میں مقتدی چاروں رکعت میں مسبوق ہے، لہٰذا بعد سلام امام کے اوّل کی دو رکعت میں الحمد اور سورت پڑھے، اور دوسری رکعت کے آخر میں صرف الحمد پڑھے۔
فقط حررّہ عنایت الٰہی، واملاہ خلیل احمد۔

الجواب: (از حضرت مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند) کتب فقہ کی تفصیل کے موافق پہلا جواب صحیح ہے، اور دوسرے اور تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں مقتدی لاحق و مسبوق ہے، اور حکم ایسے مقتدی کا یہ ہے کہ پہلے (وہ)[1] رکعت بلاقراءت ادا کرے جس میں لاحق ہے، اور پیچھے وہ رکعت ادا کرے جس میں مسبوق ہے، پس دوسری صورت میں (پہلی)[2] دو رکعت بلاقراءت ادا کرے، اور پھر تیسری رکعت قراءت کے ساتھ ادا کرے، اور تیسری صورت میں (پہلی)[2] دو رکعت بلاقراءت ادا کرے اور پھر دو رکعت مع قراءت کے ادا کرے۔ **ومقيمٍ ائتمَّ بمسافرٍ. قوله: (ومقيم إلخ) أي فهو لاحقٌ بالنّظر للأخيرتين، وقد يكون مسبوقًا أيضًا كما إذا فاتتهُ أوّلُ صلاةِ إمامِه المسافرِ[3] (شامي) وحكمهُ كمؤتمٍّ فلا يأتي بقراءة إلخ ويبدأ بقضاء ما فاته عَكْس المسبوقِ إلخ، قوله: (ثمّ ما سُبِق بهِ بِهَا إلخ) أي ثمّ صلّى اللاّحقَ ما سُبق بهٖ بقراءةٍ إن كان مسبوقًا أيضًا إلخ[3] (شامي)** پس دوسری اور تیسری رکعت میں مقتدی مقیم کو محض مسبوق قرار دینا تصریحات فقہاء کے خلاف ہے، اور جملہ رکعات کو بہ قراءت ادا کرنا بھی خلاف ہے قاعدہ مقررہ فقہاء کے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۸۴-۳۸۶)

---

(۱) مطبوعہ فتاویٰ میں (وہ) کی جگہ ''دو'' تھا، اس کی تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔۱۲

(۲) مطبوعہ فتاویٰ میں (پہلی) کی جگہ ''پہلے'' تھا، اس کی تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔۱۲

(۳) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۹۷-۲۹۸، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في أحكام المسبوق.

سوال: (۱۱۹۷) امام مسافر کے پیچھے مقتدی کو ایک رکعت ملی یا قعدہ ملا تو بقیہ نماز کس طرح پوری کرے؟ (۳۴۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: وہ مقتدی پہلے دو رکعت خالی پڑھے اور پھر ایک رکعت قراءت کے ساتھ پڑھے، یعنی جس کو ایک رکعت ملی ہے وہ امام کے سلام کے بعد ایک رکعت خالی پڑھ کر قعدہ کرے، پھر اٹھ کر ایک رکعت خالی پڑھے اور اخیر کی رکعت قراءت کے ساتھ پوری کرے، کیونکہ وہ بہ حکم لاحق مسبوق ہے **وتفصیله في الشّامي** [1] (یہ حکم اس وقت ہے جب ایک رکعت ملی ہو —— اور صرف قعدہ ملا ہو تو امام کے سلام کے بعد دو رکعت بلا قراءت ادا کرے پھر دو رکعت مع قراءت ادا کرے۔ محمد امین) (۳۹۴/۳)

چار رکعت والی نماز میں مقیم مقتدی نے مسافر امام کی التحیات میں اقتداء کی تو نماز کس طرح پوری کرے؟

سوال: (۱۱۹۸) امام مسافر ہے، دوسری رکعت کے التحیات میں ایک شخص مقیم شریک نماز ہوا، امام نے اپنی دو رکعت پوری کر کے سلام پھیر دیا، مقتدی مقیم کو ہر چہار رکعت میں خاموش بہ قدر الحمد کھڑا رہ کر نماز پوری کرنا چاہیے، یا ہر دو رکعت اخیرہ میں صرف اس کو الحمد پڑھنا چاہیے؟ (۹۳۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: درمختار اور شامی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقتدی مقیم مسبوق بھی ہے اور لاحق بھی ہے، پس پہلی دو رکعت بلا قراءت پڑھے اور بعد میں دو رکعت قراءت سے پڑھے، یعنی ان میں الحمد اور سورت دونوں پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۳۸۷-۳۸۸)

جس مقیم نے مسافر امام کی اقتداء کی وہ بقیہ رکعتوں میں تسمیع کہے یا تحمید؟

سوال: (۱۱۹۹) مقیم نے مسافر کی اقتدا کی، بعد میں اپنی رکعتوں میں صرف تحمید کہے یا صرف تسمیع یا دونوں؟ (۹۸۱/۱۳۴۰ھ)

---

(۱) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/ ۲۹۷-۲۹۸، کتاب الصّلاة، باب الإمامة.

الجواب: بہ ظاہر تسمیع وتحمید ہر دو افضل ہیں (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲/۱۶۵)

تیسری اور چوتھی رکعت میں مسافر امام کی اقتداء درست نہیں

سوال: (۱۲۰۰) امام مسافر تین رکعت پڑھ چکا، چوتھی رکعت میں مقتدی شامل ہوا، وہ تین رکعت باقی کس قاعدہ سے پڑھے؟ (۱۳۴۰/۹۰۹ھ)

الجواب: جب کہ امام مسافر ہے تو اس کو دو رکعت پڑھنی چاہیے تھی، اگر وہ سہواً چار رکعت پڑھ لے، تو آخر کی دو رکعت اس کی نفل ہوئی، لہٰذا اقتداء اس کی مفترض کو چوتھی رکعت میں درست نہیں ہے، اور نماز اس کی نہیں ہوئی (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۱۶)

مسبوق کی اقتداء درست نہیں ہے

سوال: (۱۲۰۱) ایک شخص جماعت میں اس وقت شریک ہوگیا جب کہ امام ایک رکعت پڑھ چکا تھا، جماعت ختم ہونے پر شخص مذکور اپنی باقی ماندہ نماز پوری کر رہا تھا، اتنے میں دو شخص اور وضو کر کے پہلے شخص کے پیچھے نیت باندھ کر کھڑے ہوگئے، پہلا شخص اپنی رکعت پوری کر چکا دو شخص جو بعد میں آئے تھے ان کی ایک رکعت باقی رہ گئی، اس کے بعد ایک یا دو شخص اور وضو کر کے ان کے پیچھے کھڑے ہوگئے، اسی طرح پانچ دفعہ شامل ہوتے رہے اس طریقہ سے اقتداء درست ہوئی یا نہ؟

(۱۳۳۷/۱۲۳۰ھ)

---

(۱) اصح یہ ہے کہ مقیم باقی ماندہ نماز میں صرف تحمید پر اکتفاء کرے گا، کیوں کہ وہ لاحق ہے اور لاحق بہ حکم مقتدی ہوتا ہے۔ درمختار میں ہے: **واللّاحق من فاتته الرّكعات كلّها أو بعضها لكن بعد اقتدائه بعذرٍ كغفلة .... ومقيم اتمّ بمسافر .... وحكمه كمؤتم . (الدّرّ المختار مع الشّامي: ۲/۲۹۷-۲۹۸، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب: فيما لو أتى بالرّكوع أو السّجود إلخ)**

(۲) **وكذا لا يصحّ الاقتداء بمجنونٍ إلخ ولا مفترض بمتنفّلٍ وبمفترضٍ فرضًا آخر لأنّ اتّحاد الصّلاتين شرط عندنا. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۷۷-۲۷۹، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة)** ظفیر

الجواب: وہ شخص جس کی ایک یا دو رکعت فوت ہو جاوے اور بعد میں آ کر جماعت میں شامل ہو وہ مسبوق کہلاتا ہے، جس وقت امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اپنی رکعت پوری کرنے کھڑا ہو تو اس کے پیچھے اور کسی کو اقتداء کرنا درست نہیں ہے، ان مقتدیوں کی نماز نہ ہوگی، اسی طرح آخر سلسلہ تک ان لوگوں کی نماز نہ ہوگی جو آ کر شامل ہوتے رہے، جیسا کہ درمختار میں مسبوق کے حال میں ہے۔ **لا یجوز الاقتداء به**[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۱۲/۳)

سوال: (۱۲۰۲) جماعت میں کوئی شخص دوسری یا تیسری رکعت میں شریک ہوا، بعد اختتام جماعت وہی مسبوق باقی ماندہ نماز پوری کر رہا تھا، پیچھے سے دیگر اشخاص آ گئے اور لاعلمی سے مسبوق کے پیچھے نیت باندھ لی، یہ کہہ کر کہ تکبیر آواز سے کہو، ہم بھی شریک ہو گئے، اسی صورت سے نماز پوری کی تو ان کی نماز ہو گئی یا نہیں؟ (۱۱۱۸/ ۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اس کے پیچھے دوسروں کی اقتداء صحیح نہیں ہے، مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی۔ **کما في الدّرّ المختار: لا یجوز الاقتداء به إلخ أي بالمسبوق**[1] (صفحہ: ۴۰۱، جلد اوّل) فقط (۲۷۶/۳)

سوال: (۱۲۰۳) مسبوق کی امامت درست ہے یا نہیں؟ مثلاً زید نماز پڑھا رہا تھا، بکر دوسری یا تیسری رکعت میں شریک ہوا، جب زید نماز سے فارغ ہوا تو بکر باقی نماز پوری کرنے کے لیے کھڑا ہوا تو خالد آ کر اس کے پیچھے نماز پڑھنے لگا تو خالد کی نماز درست ہے یا نہ؟ (۲۶۱۷/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: مسبوق کا اقتداء درست نہیں ہے، وہ بہ حالت انفراد بعد فراغ امام دوسروں کا امام نہیں ہو سکتا۔ **کما في الدّرّ المختار: لا یجوز الاقتداء به إلخ**[2] فقط (۳۷۵/۳-۳۷۶)

سوال: (۱۲۰۴) ایک شخص نماز جماعت میں تیسری یا چوتھی رکعت میں شامل ہوا، نماز ختم ہونے کے بعد یہ شخص مثلاً زید اپنی نماز پوری کر رہا تھا کہ عمر نے زید کو جو چوتھی رکعت میں شامل جماعت ہوا تھا اپنا امام کر لیا، اور اس نے بعد پورا کرنے اپنی نماز کے سلام پھیر دیا، تو یہ جماعت درست ہوگی یا نہیں؟ (۳۹۲/ ۱۳۳۴ھ)

---

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۹۹/۲، کتاب الصّلاۃ، باب الإمامة، قبل باب الاستخلاف.

(۲) والمسبوق من سبقه الإمام بها أو ببعضها .... لا یجوز الإقتداء به . (الدّرّ المختار مع رد المحتار: ۲۹۸/۲-۲۹۹، کتاب الصّلاۃ ، باب الإمامة ، قبل باب الاستخلاف)

الجواب: جو شخص تیسری یا چوتھی رکعت میں امام کے ساتھ شامل ہوا، اور اقتدا امام کا کیا وہ مسبوق کہلاتا ہے، جس وقت وہ اپنی باقی ماندہ نماز پوری کرنے کھڑا ہوا تو اس کے پیچھے کسی کو اقتداء کرنا درست نہیں ہے، (درمختار میں ہے:)(۱) **لا یجوز الاقتداء به**(۲) فقط واللہ اعلم (۳۹۵/۳)

چوتھی رکعت میں شریک ہونے والا مسبوق باقی نماز کو کس طرح پڑھے؟

سوال: (۱۲۰۵) اگر امام مقیم ہے اور مقتدی نماز رباعی میں رکعت اخیر میں شریک ہوا، مقتدی بعد سلام امام تینوں رکعتوں میں کیا پڑھے؟ آیا تینوں رکعتیں خالی بلا قراءت خاموش رہ کر نماز ختم کرے گا، یا دو رکعتیں الحمد و سورت کے ساتھ اور ایک رکعت صرف الحمد کے ساتھ پڑھے گا؟
(۲۸۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جس شخص کو ایک رکعت ملی ہے امام کے ساتھ مسبوق ہے، اگر نماز رباعی ہے تو بقایا کو اس طرح سے پڑھے کہ دو رکعت میں فاتحہ پڑھے اور سورت بھی ملاوے، اور ایک رکعت میں صرف فاتحہ پڑھے۔ **والمسبوقُ من سبقهُ الإمامُ بها أو ببعضِها وهو منفردٌ حتّى يُثنِيَ ويتعوّذ (الدرّ المختار) ويقرأ لأنّه يقضي أوّل صلاته في حقّ القراء ة كما يأتي، حتّى لو ترك القراء ة فسدت**(۳) **كذا في الشّامي.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۷۷/۳-۳۷۸)

سوال: (۱۲۰۶) مقتدی نے رباعی نماز میں جماعت کے ساتھ ایک رکعت پڑھی، بعد سلام امام کے جو تین رکعت پڑھے گا؛ ان میں قراءت کون سی رکعت میں پڑھے؟ (۲۵۸۶/۱۳۳۶ھ)

الجواب: درمختار احکام المسبوق میں ہے: **ويقضي أوّلَ صلاتِهِ في حقّ قراء ة وآخرَها في حقّ تشهّد إلخ**(۴) اس روایت سے معلوم ہوا کہ مسبوق صورت مسئولہ میں بعد سلام امام کے

---

(۱) قوسین کے درمیان والی عبارت رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کی گئی ہے۔۱۲

(۲) الدرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۹۹/۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في أحكام المسبوق والمدرك واللّاحق.

(۳) الدرّ المختار و ردّ المحتار: ۲۹۸/۲-۲۹۹، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

(۴) الدرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۹۹/۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في أحكام المسبوق والمدرك واللّاحق.

اوّل کی دو رکعت میں قراءت (یعنی الحمد شریف اور سورت) پڑھے گا، اور آخر کی ایک رکعت میں صرف الحمد پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۸۴/۳)

سوال: (۱۲۰۷) شخصے مسبوق درنماز چہارگانہ خلف امام در رکعت اخیر لاحق شدہ بعد از سلام امام بچہ طور باقی نماز ادا خواہد ساخت؟ (۶۵۶/۱۳۴۱ھ)

الجواب: مذکور مسبوق بقیہ نماز را بعد فراغ امام بدیں طریق ادا کند کہ در رکعت اولیٰ از سہ رکعات باقیہ فاتحہ وسورت بخواند، وایں رکعت را تمام کردہ قعدہ اولیٰ بکند، بعدہ قیام کردہ رکعت ثانیہ بفاتحہ وسورت تمام کردہ، رکعت اخیرہ سویمی را از قراءت سورہ خالی داشتہ صرف بفاتحہ اکتفاء کردہ آن رکعت را تمام کردہ قعدہ اخیرہ بکند وسلام کند قال في الدّرّ المختار في حكم المسبوق: ويقضي أوّل صلاته في حقّ قراءة وآخرَها في حقّ تشهّد، فمدرك ركعة من غير فجر يأتي بركعتين بفاتحة وسورة وتشهد بينهما وبرابعة الرّباعي بفاتحة فقط[1] فقط واللہ اعلم (۳۹۱/۳)

ترجمہ سوال: (۱۲۰۷) ایک مسبوق شخص چار رکعات والی نماز میں امام کے پیچھے اخیر رکعت میں شامل ہوا؛ اب وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کس طرح باقی نماز ادے کرے؟

الجواب: مذکورہ مسبوق امام کے فارغ ہونے کے بعد اس طرح نماز ادا کرے کہ باقی ماندہ تین رکعات میں سے پہلی رکعت میں فاتحہ وسورت پڑھے اور اس رکعت کو پوری کر کے قعدۂ اولیٰ کرے، اس کے بعد کھڑے ہو کر دوسری رکعت فاتحہ وسورت کے ساتھ پوری کرے، آخری تیسری رکعت کو قراءتِ سورت سے خالی رکھ کر صرف فاتحہ پر اکتفاء کرے، اور اس رکعت کو پوری کر کے قعدۂ اخیرہ کرے اور سلام پھیرے۔ درمختار میں مسبوق کے احکام میں ہے: ويقضي أوّل صلاته في حقّ قراءة وآخرَها في حقّ تشهّد إلخ .

سوال: (۱۲۰۸) جماعت ہو رہی ہے اور مقتدی بعد میں آ کر شامل ہوا، امام صاحب نے تین رکعت پڑھ لی ہیں، مقتدی ایک رکعت میں شامل ہوا تو وہ باقی نماز کو کس طرح پڑھے؟ مثلاً عصر کی نماز میں ایک رکعت ملی ہے، اب تین رکعتیں کیسے ادا کرے؟ اعوذ کس طرح؟ اور کس رکعت میں پڑھے؟ آیا دوسری رکعت میں التحیات پڑھے یا ایک میں اعوذ پڑھ کر دوسری میں التحیات پڑھے یا کس طرح پڑھے؟ (۱۰۵۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

---

(۱) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۹۹/۲، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

الجواب: جس شخص کو چار رکعت والی نماز میں مثل ظہر یا عصر میں ایک رکعت امام کے ساتھ ملی تو وہ شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی رکعات اس طرح ادا کرے کہ اٹھ کر اعوذ اور سبحانک اللہم پڑھ کر الحمد اور سورت اس رکعت میں پڑھے اور رکوع وسجدہ کرکے بیٹھ جاوے، اور التحیات پڑھے کیونکہ اس کی دو رکعت ہوگئی، ایک امام کے ساتھ اور ایک خود اٹھ کر پڑھی ہے، التحیات پڑھ کر اٹھ کر الحمد اور سورت پڑھ کر رکوع وسجدہ کرے یہ اس کی تیسری رکعت ہوئی، سجدہ کے بعد فوراً اٹھ کر چوتھی رکعت صرف الحمد کے ساتھ پڑھے یہ چوتھی رکعت ہوگئی، رکوع وسجدہ کرکے التحیات و درود شریف ودعا پڑھ کر سلام پھیرے(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۹۶-۳۹۷)

دوسری رکعت میں شامل ہونے والا مسبوق پہلی رکعت کو کس طرح پڑھے؟

سوال: (۱۲۰۹) دوسری رکعت میں امام کے ساتھ مقتدی جماعت میں شامل ہوا، ایک رکعت جو مقتدی امام کے سلام کے بعد پڑھے گا اس میں کچھ پڑھے گا یا نہ؟ (۱۲۲۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس میں الحمد اور سورت پڑھے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۹۷)

تیسری رکعت میں شامل ہونے والا مسبوق باقی نماز کو کس طرح پڑھے؟

سوال: (۱۲۱۰) مقتدی تیسری رکعت میں شامل ہوا امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھی، امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی کھڑا ہو کر کچھ پڑھے گا یا نہ؟ اور تیسری چوتھی میں بھی کچھ پڑھے گا یا نہ؟ (۱۲۲۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: تیسری رکعت میں اگر مقتدی امام کے ساتھ شامل ہوگیا تو اس کی دو رکعتیں فوت ہوئیں، امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر دونوں رکعتیں الحمد اور سورت کے ساتھ پڑھے(۲) فقط (۳/۳۹۷-۳۹۸)

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) والمسبوق مَن سبقه الإمام بها أو ببعضها وهو منفرد حتّى يُثني ويتعوّذ ويقرأ إلخ فيما يقضيه إلخ ويقضي أوّل صلاته في حقّ قراءة ، وآخرها في حقّ تشهّد. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۹۸-۲۹۹، كتاب الصّلاة، باب الإمامة ، مطلب في أحكام المسبوق إلخ) ظفیر

قعدۂ اولیٰ میں شریک ہونے والا مسبوق باقی نماز کو کس طرح پڑھے؟

سوال: (۱۲۱۱) امام مقیم ہے، مقتدی مقیم دو رکعت کے بعد التحیات میں شریک ہوا، تو مقتدی کو اپنی باقی ماندہ دو رکعت میں جو امام کی ختم نماز کے بعد پوری کرے گا، الحمد پڑھنی چاہیے یا بہ قدر الحمد اس کو چپ کھڑا رہنا چاہیے؟ (۹۳۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: الحمد اور سورت دونوں پڑھنی چاہیے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۸۸/۳)

چوتھی رکعت میں شریک ہونے والا مسبوق قعدہ کب کرے؟

سوال: (۱۲۱۲) اگر کوئی مقتدی نماز ظہر یا عصر کی جماعت میں اس وقت شریک ہوا جب کہ ایک رکعت باقی ہو تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ مقتدی ایک رکعت کے بعد قعدہ کرے یا دو رکعت کے بعد؟ (۹۵۰/۱۳۴۰ھ)

الجواب: ایک رکعت پڑھ کر قعدہ کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۹۰/۳)

امام نے دوسری رکعت میں سورۂ ناس پڑھی تو دوسری رکعت میں شریک ہونے والا مسبوق کونسی سورت پڑھے؟

سوال: (۱۲۱۳) ایک شخص مغرب کی نماز میں دوسری رکعت میں آکر شامل ہوا، اور امام نے دوسری رکعت میں ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھی تو اب اس مقتدی کو بعد جماعت پوری ہونے کے کونسی سورت پڑھنی چاہیے؟ (۱۶/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس صورت میں اس مقتدی کو اختیار ہے کہ جون سی چاہے پڑھے، تمام قرآن شریف میں سے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۷۷/۳)

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) والمسبوق من سبقه الإمام بها أو ببعضها وهو منفرد .... فيما يقضيه إلخ .
(الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۹۸-۲۹۹، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة)

اگر کوئی عصر یا مغرب کی اخیر رکعت میں شامل ہوا تو بقیہ نماز کس طرح پوری کرے؟

سوال: (۱۲۱۴) اگر کوئی شخص عصر یا مغرب کی نماز میں امام کے ساتھ اخیر رکعت میں شامل ہوتا ہے تو باقی رکعتوں میں جو اکیلا پڑھے گا ہر رکعت میں التحیات پڑھنا ہوگا، کس طرح جائز ہے؟ (۸۲۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مغرب میں ایسا ہی ہوگا کہ جب امام کے ساتھ ایک رکعت آخر کی ملی تو باقی دونوں رکعتوں میں بیٹھنا اور التحیات پڑھنا ہوگا، اور عصر میں امام کے سلام کے بعد ایک رکعت پڑھ کر قعدہ درمیانی کرنا ہوگا، اور پھر دو رکعت پڑھ کر آخر میں بیٹھنا ہوگا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۹۶/۳)

مسبوق سلام پھیرے بغیر سجدۂ سہو میں شریک رہے

سوال: (۱۲۱۵) مسبوق بہ صورت امام کے سجدۂ سہو کرنے کے امام کے ساتھ سلام پھیرے، یا بغیر سلام پھیرے سجدۂ سہو میں شریک رہے؟ (۸۶۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: مسبوق امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے، سجدۂ سہو میں شریک رہے، درمختار میں ہے: **والمسبوق يسجد مع إمامه . قال في الشّامي: قيد بالسّجود لأنّه لا يتابعه في السّلام ، بل يسجد معه ويتشهّد ، فإذا سلّم الإمام قام إلى القضاء إلخ**[2] فقط واللہ اعلم (۳۷۹/۳)

مسبوق نے امام کے ساتھ بھول سے سلام پھیر دیا پھر یاد آنے پر کھڑا ہوا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے

سوال: (۱۲۱۶) امام کے ساتھ مسبوق نے سلام پھیر دیا پھر اسے یاد آیا کہ تیرے ذمے ایک رکعت ہے کھڑا ہو گیا، تو اس صورت میں مسبوق کے ذمے سجدۂ سہو ہے یا نہیں؟ (۱۷۹۳/۱۳۳۵ھ)

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) **الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۴۷۷/۲، كتاب الصّلاة ، باب سجود السّهو .**

الجواب: سجدۂ سہو اس صورت میں مسبوق پر لازم ہے۔ في الدّرّ المختار: ولو سلّم ساهيًا إن بعدَ إمامه لزمه السّهوُ وإلّا لا، قوله: (وإلّا لا) أي وإن سلّم معهُ أو قبلهُ لا يلزمهُ لأنّه مقتدٍ في هاتين الحالتين – إلى أن قال – قلتُ: يشير إلى أنّ الغالب لزوم السّجود لأنّ الأغلب عدم المعيّة إلخ[1] (شامي جلد أوّل: ص: ۴۰۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۸۰/۳)

مسبوق نے بھول کر سلام پھیر دیا، پھر یاد دلانے پر بقیہ رکعت پوری کر لی تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۲۱۷) ایک مسبوق نے سہواً امام کے ساتھ سلام پھیر دیا، مقتدی نے مسبوق کو کہا کہ تم ایک رکعت اور پڑھو، اس پر مسبوق کو وہ رکعت یاد آئی اور مسبوق نے چپکے ہی اٹھ کر رکعت پڑھ لی، آیا اس کی نماز جائز ہے یا نہ؟ (۱۴۴/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: نماز اس کی صحیح ہوگئی۔ هٰذا هو الأصحّ [2] فقط (مگر اُسے سجدۂ سہو کرنا چاہیے، اگر سجدۂ سہو نہیں کرے گا تو نماز واجب الاعادہ ہوگی [3] محمد امین) (۳۸۶/۳)

سوال: (۱۲۱۸) مسبوق اگر امام کے ساتھ بلا ارادہ ہر دو جانب سلام پھیر دے، اور جو لوگ نماز میں شامل تھے وہ اس کو کہیں کہ تیری بقیہ نماز نہیں ادا ہوئی، وہ ادا کر لے تو اس شخص کی نماز ہوجاوے گی یا نہیں؟ (۲۳۱۷/ ۱۳۴۱ھ)

---

(۱) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/ ۳۰۱-۳۰۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، قبيل باب الاستخلاف.

(۲) حتّى لو امتثل أمر غيره فقيل له تقدم فتقدم، أو دخل فرجة الصّفّ أحد فوسّع له فسدت، بل يمكث ساعةً ثمّ يتقدّم برائه (الدّرّ المختار) قوله: أو دخل فرجة إلخ المعتمد فيه عدم الفساد. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/ ۳۲۸-۳۲۹، كتاب الصّلاة، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها)

اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی کے کہنے کے بعد ایک لمحہ ٹھہر جائے پھر کھڑا ہو کر پوری کرے اور اگر کہنے کے ساتھ ہی کھڑا ہو گیا تو بھی معتمد قول کی بنیاد پر نماز نہیں فاسد ہوگی بلکہ ادا ہوگئی۔ واللہ اعلم ظفیر مفتاحی۔

(۳) حوالہ؛ سابقہ جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

الجواب: اگر وہ مسبوق دوسرے کے بتلانے سے اور یاد دلانے سے اٹھا اور خود بھی اس کو یاد دلانے سے یاد آ گیا، اور اسی بناء پر وہ اٹھا تو سجدۂ سہو کرنے سے اس کی نماز ہوگئی (۱) اور ایسی حالت میں ایسا ہی کرنا چاہیے کہ اگر کوئی دوسرا شخص بتلاوے اور یاد دلاوے تو خود یاد کر کے اپنی یاد پر اس فعل کو کرے تا کہ نماز میں کچھ خلل نہ ہو (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۹۳/۳)

مسبوق نے سلام پھیر کر دعا کر لی پھر یاد دلانے پر یاد آیا تو کیا کرے؟

سوال: (۱۲۱۹) ایک روز نماز عشاء کی جماعت میں خادم دوسری رکعت میں شریک ہوا، مگر امام کے ساتھ دونوں طرف سلام پھیر کر نماز ختم کی اور دعا مانگی، مگر اسی وقت ایک دوسرے مقتدی نے جو اپنی نماز امام کے ساتھ پوری کر چکا تھا مجھے جتلایا کہ تم کھڑے ہو کر نماز پوری کرو، پس اگر اس حالت میں یہ عاصی کھڑا ہو کر نماز پوری کر لیتا تو نماز ہو جاتی یا نہیں؟ اور جس صورت میں کہ میں نے ان کا کہنا نہیں مانا، بلکہ از سرِ نو چار فرض ادا کیے تو یہ نماز ہوگئی یا نہیں؟ میرے نہ ماننے کی یہ وجہ ہوئی کہ دل میں یہ خیال اور شبہ پیدا ہوا کہ خارج از نماز لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ بینوا توجروا۔

(۱۳۳۴/۱۷۶۷ھ)

الجواب: اگر اس شخص کے بتلانے کے بعد کچھ تامل کر کے خود یاد آ جاتا کہ میری ایک رکعت بے شک رہی ہے، اور اس بناء پر اٹھ کر ایک رکعت پوری کر کے نماز پوری کر کے سجدۂ سہو کر لیا جاتا تو نماز ہو جاتی، کیونکہ وہ امتثال غیر شخص کا نہیں ہے، بلکہ جب کہ خود یاد آ گیا تو اسی کی طرف کھڑا ہونا

---

(۱) ولو سلّم ساهيًا إن بعد إمامه لزمه السّهو وإلّا لا (الدّرّ المختار) وفي شرح المنية عن المحيط: إن سلّم في الأولٰى مقارنًا لسلامه فلا سهو عليه لأنّه مقتد به، وبعده يلزم لأنّه منفرد اهـ ثمّ قال: فعلى هٰذا يراد بالمعية حقيقتها وهو نادر الوقوع اهـ قلت: يشير إلى أنّ الغالب لزوم السّجود، لأنّ الأغلب عدم المعية. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۳۰۱/۲-۳۰۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

(۲) حتّى لو امتثل أمر غيره فقيل له تقدّم فتقدّم، أو دخل فرجة الصّفّ أحد فوسع له فسدت، بل يمكث ساعة ثمّ يتقدّم برائه قهستاني (الدّرّ المختار) المعتمد فيه عدم الفساد. ط (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۳۲۸/۲-۳۲۹، كتاب الصّلاة، باب ما يفسد الصّلاة وما يكره فيها) ظفیر

منسوب ہوگا۔ درمختار میں ہے: حتّی لو امتثلَ أمرَ غیرِہٖ ، فقیل له تقدّمْ فتقدّمَ ، أو دخلَ فُرجةَ الصّفّ أحدٌ فوسّع له فسدت ، بل یمکث ساعةً ثمّ یتقدّمُ برأیه. اور شامی میں عدم فساد کی تصحیح کی ہے، وقدّمنا عن الشّرنبلالیِّ عدمَ الفساد ، وتقدّمَ تمامُ الکلام علیه هناك إلخ (۱) (شامي جلد أوّل) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۹۹-۴۰۰، اور ۴/۴۴-۴۵) (۲)

مسبوق بھول سے سلام پھیر کر دعا مانگ چکا، پھر یاد آیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۲۲۰) ایک شخص نماز میں ایسے وقت شامل ہوا جب کہ ایک یا دو رکعت ہو چکی تھی، اس نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا، پھر ہاتھ اٹھا کر عربی زبان میں دعا بھی مانگ چکا، پھر اسے یاد آیا کہ تیری ایک یا دو رکعت باقی ہے، اس کے واسطے کیا حکم ہے؟ (۲۲۲۰/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: بغیر کسی کلام کیے اور کچھ بولے اگر وہ اٹھ گیا، اگر چہ سلام پھیر دیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا بھی مانگ لی اس کی نماز ہوگئی آخر میں سجدہ سہو کر لے (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۸۲)

مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۲۲۱) ایک شخص دوسری رکعت میں امام کے ساتھ ملا، امام نے سلام پھیرا تو اس نے بھی پھیر دیا، بعد میں یاد آیا تو اب باقی رکعت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مسبوق نے اگر سہواً امام کے ساتھ سلام پھیر دیا خواہ ایک طرف یا دونوں طرف اس طرح کہ مسبوق کا سلام امام کے سلام کے کچھ بعد واقع ہوا جیسا کہ عادت ہے، تو مسبوق اٹھ کر اپنی

---

(۱) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/ ۳۲۸-۳۲۹، کتاب الصّلاة ، باب ما یفسد الصّلاة وما یکرہ فیها .

(۲) یہ سوال (۱۲۱۳) و جواب اور مطبوعہ فتاویٰ جلد: ۴/۴۴، سوال (۱۳۳۱) کے بعینہ مکرر ہونے کی وجہ سے سوال (۱۳۳۱) کو حذف کر دیا ہے۔

(۳) لو سلّم ساهیًا إن بعد إمامه لزمه السّهو وإلاّ لا . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۳۰۱، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، قبیل باب الاستخلاف) ظفیر

باقی رکعات پوری کرسکتا ہے، نماز اس کی فاسد نہیں ہوئی (البتہ آخر میں سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے)[1]

وإن سلّم (أي المسبوق) بعدهٗ (أي بعد الإمام) لزمهٗ (سجود السّهو) لكونه منفردًا حينئذٍ بحر[2] (شامي) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۹۸)

مسبوق امام کے پہلے سلام کے بعد کھڑا ہو یا دوسرے سلام کے بعد؟

سوال: (۱۲۲۲) مسبوق بقیہ رکعات کی ادائیگی کے لیے امام کے اوّل سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو یا دونوں سلام پھیرنے کے بعد؟ (۱۳۴۴/۱۳۱۴ھ)

الجواب: دونوں سلام کے بعد اٹھنا بہتر ہے تاکہ اگر امام پر سجدۂ سہو ہو تو اس کو لوٹنا نہ پڑے[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۹۴)

مسبوق ثنا اور تعوذ کب پڑھے؟

سوال: (۱۲۲۳) مسبوق ثنا اور تعوذ کس طرح پڑھے؟ (۶۲۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

---

(۱) بین القوسین جو عبارت ہے اس کا احقر نے اضافہ کیا ہے۔ محمد امین

(۲) ردّ المحتار: ۲/۴۷۷، كتاب الصّلاة، باب سجود السّهو .

(۳) وينبغي أن يصبر – المسبوق – حتّى يفهم أنّه لا سهو على الإمام (الدّرّ المختار) أي لا يقوم بعد التّسليمة أو التّسليمتين بل ينتظر فراغ الإمام بعدهما إلخ قال في الحلية: وليس هٰذا بلازم، بل المقصود ما يفهم أن لا سهو على الإمام أو يوجد له ما يقطع حرمة الصّلاة . (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۳۰۰، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب في أحكام المسبوق واللّاحق)

وتنقطع به التّحريمة بتسليمةٍ واحدةٍ برهان وقد مرّ (الدّرّ المختار) أي في الواجبات حيث قال: وتنقضي قدوة بالأوّل قبل عليكم على المشهور عندنا خلافًا للتّكملة اهـ (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۱۲، كتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة، مطلب في الدّعاء المحرّم)

اس سے معلوم ہوا کہ پہلے سلام کے بعد بھی اُٹھ سکتا ہے، بہتر یہی ہے کہ دوسرے سلام کے بعد کھڑا ہو۔ ظفیر غفرلہٗ

الجواب: مسبوق کو یہ حکم ہے کہ جس وقت اپنی رکعت باقی ماندہ پڑھنے کھڑا ہو اس وقت ثناء اور تعوذ پڑھے، اور جس وقت امام کے ساتھ شریک ہوا اس وقت اگر امام جہری قراءت کرتا ہو تو نہ پڑھے، اور اگر سری قراءت ہے تو اس وقت بھی پڑھے، پھر جب اپنی رکعت پوری کرنے کھڑا ہو اس وقت دوبارہ پڑھے۔ كذا في الدّرّ المختار والشّامي (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۹۲/۳)

امام کے قراءت شروع کرنے کے بعد ثنا نہ پڑھنی چاہیے

سوال: (۱۲۲۴) جماعت میں امام کے قراءت شروع کرنے کے بعد اگر کوئی شریک ہوا تو اس کو ثنا پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۸۳۸ھ)

الجواب: اس کو ثنا نہ پڑھنی چاہیے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۷۹/۳)

جو مقتدی رکوع میں شریک ہوا ثنا اس سے ساقط ہوگئی

سوال: (۱۲۲۵) جو شخص رکوع میں شریک ہوا، اس سے ثناء ساقط ہوگئی یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۸۳۸ھ)

الجواب: ثنا اس سے ساقط ہوگئی (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۷۹/۳)

---

(۱) ولو أدرك الإمام بعد ما اشتغل بالقراءة ، قال ابن الفضل : لا يثني ، وقال غيره يثني . وينبغي التّفصيل، إن كان الإمام يجهر لا يثني ، وإن كان يسرّ يثني اهـ . وهو مختار شيخ الإسلام خواهر زاده. وعلّله في الذّخيرة بما حاصله أنّ الاستماع في غير حالة الجهر ليس بفرض بل يسنّ تعظيمًا للقراءة فكان سنّةً غير مقصودةٍ لذاتها وعدم قراءة المؤتمّ في غير حالة الجهر لا لوجوب الإنصات، بل لأنّ قراءة الإمام له قراءة. وأمّا الثّناء فهو سنّة مقصودة لذاتها وليس ثناء الإمام ثناء للمؤتمّ ، فإذا تركه يلزم ترك سنّة مقصودة لذاتها للإنصات الّذي هو سنّة تبعًا ، بخلاف تركه حالة الجهر اهـ ، فكان المعتمد ما مشى عليه المصنّف ، فافهم. (ردّ المحتار: ۱۶۷/۲-۱۶۸، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، مطلب في بيان المتواتر والشّاذّ)

(۲) تفصیل سابقہ جواب کے حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) وقرأ ...... سبحانك اللّهمّ إلخ ، إلّا إذا شرع الإمام في القراءة إلخ ، فإنّه لا يأتي به ...... ولو أدركه راكعًا أو ساجدًا إن أكبر رأيه أنّه يدركه أتى به. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۱۶۷/۲-۱۶۸، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة) ظفیر

جو مقتدی دوسری رکعت کے سجدہ میں شریک ہوا وہ ثنا پڑھے یا نہیں؟

سوال: (۱۲۲۶) ایک شخص مغرب کی نماز میں دوسری رکعت کے سجدہ میں شریک ہوا، کیا اسے تیسری رکعت میں ثنا پڑھنی چاہیے؟ (۲۶۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس کو اسی وقت یعنی بعد تکبیر تحریمہ ثنا پڑھ لینی چاہیے[1] ولو أدركه راكعًا أو ساجدًا إن أكبر رأيه أنّه يدركه أتى به[2] (الدّرّ المختار) فقط واللہ اعلم (۳/۳۹۰-۳۹۱)

جو مقتدی دوسری رکعت میں شریک ہوا وہ ثنا پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۲۲۷) ایک رکعت امام پڑھا چکا تھا، جب مقتدی شریکِ جماعت ہوا تو مقتدی شریکِ جماعت ہوکر سبحانك اللّٰهمّ إلخ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۰۱۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (جس وقت)[3] وہ اپنی رکعت فوت شدہ پڑھنے کو امام کی فراغت کے بعد کھڑا ہو اس وقت سبحانك اللّٰهمّ إلخ پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۹۲)

وضاحت: امام کی جہری قراءت کے ساتھ ثناء نہ پڑھے، اگر مسبوق ہو تو قضا مافات کے وقت پڑھے، سری نماز میں امام کے ساتھ بھی پڑھے اور قضا مافات کے وقت بھی دوبارہ پڑھ لے۔

محمد امین پالن پوری

---

(۱) لیکن سجدہ فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو ثنا نہ پڑھے۔ إذا أدرك الإمام في السّجدة الأولٰى ، إن غلبَ علٰى ظنّه أنّه لو أثنٰى يُدركهُ في شيء منها يُثني ، وإلاّ يترك الثّناء ويسجد لإحراز فضيلة الجماعة في السّجدتين ، وقيّد بالسّجدة الأولٰى لأنّه لو أدركه في الثّانية فالأولٰى أن لا يُثنيَ علٰى ما سيأتي فيما لو أدركهُ في القعدة لأنّه لمّا لم يبقَ إلاّ سجدة فالأولٰى المشاركة فيها لقلّتها بخلاف إدراكه في الأولٰى فإنّه يدرك الثّانية بكمالها فأدنى المشاركة في الأُولٰى مع إحراز فضيلة الثّناء أيضًا حينئذٍ أُولٰى. (غنية المستملي في شرح منية المصلّي، ص:۲۶۶، فصل في صفة الصّلاة)

(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۱۶۸، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة .

(۳) مطبوعہ فتاویٰ میں (جس وقت) کی جگہ ''مسبوق'' تھا، اس کی تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔۱۲

مسبوق امام کے قعدۂ اخیرہ میں صرف التحیات پڑھے

سوال: (۱۲۲۸) مسبوق اگر امام کے ساتھ نمازِ عصر یا مغرب کی دوسری رکعت میں ملے، تو امام کے پیچھے قعدۂ اولیٰ میں صرف التحیات اور قعدہ اُخری میں التحیات اور دُرود اور دُعائے ماثورہ پڑھے یا نہیں؟ (۲۵۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: نہ پڑھنا چاہیے، بلکہ التحیات کو اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھے کہ امام کے سلام پھیرنے تک ختم ہوجائے اور اگر پہلے ہی ختم ہوجائے تو اسے اختیار ہے، چاہے چپ بیٹھا رہے اور چاہے کلمہ تشہد پڑھے، اور چاہے التحیات کو دوبارہ پڑھ لے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۸۲/۳)

سوال: (۱۲۲۹) اگر مسبوق مغرب کی تیسری رکعت میں امام کے ساتھ ملے تو قعدۂ اُخری میں پیچھے امام کے التحیات اور دُرود دعا پڑھے یا نہیں؟ (۲۵۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: التحیات پڑھنا چاہیے نہ کہ دُرود دعا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۸۳/۳)

سوال: (۱۲۳۰) مغرب میں امام کے ساتھ دو رکعت پائی تو پچھلے تشہد میں سب کچھ پڑھنا ہوگا یا کیا؟ حالانکہ ہم کو ایک رکعت تنہا پڑھنا ہے، اور اس میں درود وغیرہ سب کچھ پڑھنا ہوگا؟ (۱۰۶۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: امام کے ساتھ جو تشہد پڑھے صرف التحیات پڑھ کر خاموش بیٹھا رہے[1] پھر جب ایک رکعت باقی ماندہ ادا کرے اس وقت سب کچھ پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۹۲/۳-۳۹۳)

جو مسبوق امام کے سلام سے ذرا پہلے شامل ہوا وہ تشہد پورا کرکے اٹھے یا سلام کے بعد فوراً کھڑا ہوجائے؟

سوال: (۱۲۳۱) امام داہنی طرف سلام پھیرنے والا تھا کہ مسبوق آکر شامل ہوگیا، اب

---

(۱) ومن جملتها أنّه قيل : إنّه إذا فرغ – المسبوق – من التّشهّد قبل سلام الإمام يكرره من أوّله ، وقيل : يكرّر كلمة الشّهادة ، وقيل : يسكت ، وقيل : يأتي بالصّلاة والدّعاء ، والصّحيح أنّه يترسّل ليفرغ من التّشهّد عند سلام الإمام. (غنية المستملي، ص:۴۰۵) ظفير

مسبوق تشہد کو پورا کر کے اٹھے یا سلام کے بعد فورًا کھڑا ہو جاوے، امداد الفتاویٰ میں حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ مسبوق تشہد کو پورا کر کے اٹھے۔(۱۴۲۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: وہ شخص تشہد پورا کر کے اٹھے، جیسا کہ حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ نے امداد الفتاویٰ میں لکھا ہے(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۷۹-۳۸۰)

مسبوق قعدہ میں امام کے ساتھ کیا پڑھے؟ اور امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے یا نہیں؟

سوال: (۱۲۳۲) مسبوق کو امام کے ساتھ قعدہ میں کیا پڑھنا چاہیے؟ اور اگر امام سجدہ سہو کرے تو کیا مسبوق بھی کرے؟ (۲۰۳۲/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: امام جب قعدہ اولیٰ میں بیٹھے یہ بھی بیٹھے اور التحیات پڑھے، امام اگر سجدہ سہو کرے یہ بھی ساتھ میں کرے مگر سلام نہ پھیرے(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۴۰۰)

جہری نماز میں مسبوق کو جہرًا قراءت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۲۳۳) جس نماز میں قراءت جہرًا ہے اس میں اگر کوئی ایک یا دو رکعت ہونے

(۱) بخلاف سلامه أو قيامه لثالثة قبل اتمام المؤتم التّشهّد ، فإنّه لا يتابعه بل يتمّه لوجوبه ، ولو لم يتمّ جاز (الدّرّ المختار) وشمل بإطلاقه ما لو اقتدى به في أثناء التّشهّد الأوّل أو الأخير ، فحين قعد قام إمامه أو سَلَّمَ ، ومقتضاه أنّه يتمّ التّشهّد ثمّ يقوم ولم أره صريحًا ، ثمّ رأيته في الذّخيرة ناقلاً عن أبي اللّيث : المختار عندي أن يتمّ التّشهّد وإن لم يفعل أجزأه اهـ (الدّرّ المختار و ردّ المحتار : ۲/۱۷۶، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة، مطلب في إطالة الرّكوع للجائي) ظفیر

(۲) والمسبوق يسجد مع إمامه مطلقًا سواء كان السّهو قبل الاقتداء أو بعده ثمّ يقضي ما فاته (الدّرّ المختار) قيد بالسّجود لأنّه لايتابعه في السّلام بل يسجد معه ويتشهّد. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار : ۲/۴۷۷، كتاب الصّلاة ، باب سجود السّهو) ظفیر

کے بعد شریک ہوا، تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ رکعت میں قراءِ تجہراً پڑھنا (جائز)(۱) ہے یا نہ؟ (۱۵۶۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: قراءت بالجہر پڑھنا اس کو جہریہ میں افضل ہے، اور آہستہ پڑھنا بھی درست ہے، اور اگر جہر کرے تو ادنیٰ جہر پر اکتفاء کرے؛ اس لیے کہ وہ منفرد ہے قضا ماسبق میں، اور منفرد کو جہر وسر میں اختیار ہوتا ہے۔ **ویخیّر المنفرد في الجهر وهو أفضل ویکتفي بأدناه إن أدّی إلخ**(۲) **(الدّرّ المختار)** فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۸۳-۳۸۴)

سوال: (۱۲۳۴) فجر کے وقت مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ فرض کی ایک رکعت جماعت میں مجھے ملی، جب امام نے سلام پھیرا تو میں نے اپنی باقی ماندہ رکعت کھڑے ہو کر قراءت جہریہ سے پوری کی، اس میں کچھ حرج تو نہیں؟ (۱۴۱۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس میں کچھ حرج نہیں ہے(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۸۸-۳۸۹)

باقی ماندہ نماز میں مسبوق سے کوئی فرض چھوٹ گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۲۳۵) اگر مسبوق سے رکعت سابقہ میں فرض چھوٹ جائے تو تمام نماز از سرنو پڑھے یا سجدہ سہو کرے؟ (۱۶۱۹/۱۳۴۰ھ)

---

(۱) قوسین کے درمیان والا لفظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیا گیا ہے۔۱۲

(۲) **الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۲۲، کتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة، فصل في القراءة.**

(۳) **ویخیّر المنفرد في الجهر إلخ، کمن سبق برکعة من الجمعة فقام یقضیها یخیّر (الدّرّ المختار) وبهٰذا التّقریر ظهر وجه اقتصاره علی الجمعة وإن کان الحکم کذلك لو سبق برکعة من العشاء ونحوه، لأنّ المقصود إثبات الجهر في القضاء في وقت المخافتة لا مطلقًا فافهم. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۲۲-۲۲۳، کتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة، فصل في القراءة)**

الجواب: اگر اس فرض کا اس نے اعادہ نہیں کیا تو نماز پھر سے پڑھے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۹۰/۳)

امام کی نماز باطل ہونے سے مسبوق کی نماز بھی باطل ہو جاتی ہے

سوال: (۱۲۳۶) امام نے ظہر کی نماز میں قعدۂ اخیرہ بالکل نہیں کیا، اور بھول کر پانچویں رکعت بھی پڑھ لی، اب وہ مسبوق جس کی ایک رکعت رہی ہوئی تھی، اس نے یہ جان کر کہ میرا قعدہ اخیرہ تو امام کی پانچویں رکعت میں ہے، امام کا اقتداء توڑ دیا، امام تو چھٹی رکعت کے واسطے کھڑا ہوا، اور اس نے اپنی چار رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا، اب مسبوق کہتا ہے کہ میرے چار فرض ادا ہو گئے، کیونکہ میں نے قعدۂ اخیرہ ترک نہیں کیا، اور امام نے قعدۂ اخیرہ ترک کر دیا، اس کی نماز نفل ہوگئی، کیا عند اللہ مسبوق کے فرض اس حالت میں ادا ہو گئے، یا مثل امام کے اس کی نماز بھی نفل ہوگئی، اور اقتداء توڑنے کی وجہ سے نفل صحیح ہو گئے یا نہیں؟ ایسی حالت میں مسبوق کو اقتداء توڑنا جائز تھا یا نہیں؟ (۱۷۸۶/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: جب کہ امام کی نماز بہ وجہ قعدۂ اخیرہ نہ ہونے کے نہ ہوئی اور فرضیت اس کی باطل ہوگئی، تو مسبوق کی نماز بھی باطل ہوگئی، یعنی فرضیت اس کی ادا نہ ہوئی، اس کو پھر نماز پڑھنی چاہیے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۸۰/۳-۳۸۱)

---

(۱) من فرائضها الّتي لا تصحّ بدونها (الدّرّ المختار) إذ لا شيء من الفروض ما تصحّ الصّلاة بدونه بلا عذر. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۱۱۲/۲-۱۱۳، كتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة) ظفیر

(۲) من فرائضها الّتي لا تصحّ بدونها التّحريمة إلخ ومنها القعود الأخير. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۱۱۲/۲، اور ۱۲۰، كتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة)

وإذا ظهر حدث إمامه وكذا كلّ مفسد في رأي مقتد بطلت، فيلزم إعادتها لتضمّنها صلاة المؤتم صحّةً و فسادًا، كما يلزم الإمام اخبار القوم إذا أمّهم و هومحدث أو جنب أوفاقد شرط أو ركن. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۹۳/۲-۲۹۴، كتاب الصّلاة، باب الإمامة) ظفیر

مسبوق کا امام کی زائد رکعت میں نہ اتباع کرنا درست ہے نہ نئے آدمی کا شامل ہونا درست ہے

سوال: (۱۲۳۷) نماز مغرب میں کوئی شخص قعدۂ اخیرہ میں شامل ہوا، اور اس کو یہ علم ہوگیا کہ یہ قعدۂ اخیرہ ہے، مگر امام کو سہو ہوگیا کہ شاید یہ قعدۂ اولیٰ ہے، امام اس خیال سے اپنی نماز پوری کرنے کے لیے کھڑا ہوگیا، امام نے سجدۂ سہو بھی کیا چونکہ آخری رکعت امام کی زائد رکعت یا نفلی رکعت تھی، اب وہ شخص کہ جو جماعت میں قعدۂ اخیرہ میں شامل ہوا تھا، اس نے ایک رکعت جماعت کے ساتھ پڑھی، اب وہ شخص تین رکعت ادا کرے یا دو رکعت، اگر تین رکعت ادا کرنے کا حکم ہو تو اس کی شرح کردی جاوے کہ کس رکعت میں قعدہ کیا جاوے اور کس رکعت میں نہیں؟ اور اگر کوئی شخص اس زائد رکعت میں شامل ہوا جس کو یہ علم نہ تھا کہ کون سی رکعت ہے، اس کے واسطہ اس نماز میں کیا حکم ہے؟

(۲۲۲۰/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اگر وہ مسبوق اس زائد رکعت میں جو کہ نفل تھی اپنے امام کے تابع رہا، تو اس کی نماز فاسد ہوگئی، اس کو توڑ کر ازسرنو نماز پڑھے۔ **ولو قام إمامه في الخامسة فتابعه ، إن بعد القعود تفسد إلخ** [۱] (درمختار) اور اس زائد نفلی رکعت میں جو شخص شامل ہوگا، اس کے بھی فرض نہ ہوں گے، وہ پھر نماز پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۸۱/۳-۳۸۲)
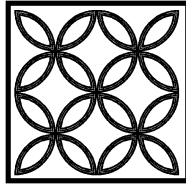
(۱) **الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۳۰۱/۲-۳۰۲، کتاب الصّلاۃ ، باب الإمامة ، مطلب في أحکام المسبوق اهـ ، قبیل باب الاستخلاف .**

مسائل متفرقہ

عورتوں کا نماز کے لیے عیدگاہ جانا درست نہیں

سوال: (۱۲۳۸) عورتوں کو مثل مردوں کے عیدگاہ میں نماز کے لیے جانا درست ہے یا نہیں؟
(۲۱۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس زمانے میں بلکہ بہت پہلے سے عورتوں کا جماعت میں شریک ہونے کے لیے مسجد وعیدگاہ میں جانا ممنوع ومکروہ ہے، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں ہی یہ ممنوع ہو چکا تھا۔ **كما ورد في الأحاديث** [1] درمختار میں ہے: **ويكره حضورهنّ الجماعة ولو لجمعة وعيد ووعظ إلخ** [2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۴۹/۳)

ازواجِ مطہرات جماعت میں شریک ہوتی تھیں یا نہیں؟

سوال: (۱۲۳۹) ازواجِ مطہرات اور مستوراتِ خواص صحابہ جماعت نماز پنج وقتی اور جمعہ اور عیدین میں شرکت کرتی تھیں یا نہیں؟ (۲۳۷۶/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: زمانۂ رسول اللہ ﷺ میں عورتیں نماز پنج گانہ وجمعہ وعیدین میں حاضر ہوتی تھیں، مگر نہ ایسے جیسے کہ مرد پابندی سے حاضر ہوتے تھے، اور آیتِ حجاب کے نزول کے بعد اس میں زیادہ تنگی ہوئی، حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکا؛ تو عورتوں نے

---

(۱) حدیث شریف کی تخریج آئندہ جواب کے حاشیہ (۱) میں ملاحظہ فرمائیں۔
(۲) **الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲۶۳/۲، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.**

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں شکایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اجازت فرمائی ہے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ منع فرماتے ہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی حمایت نہ کی، بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تائید فرمائی اور فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی حالت کا مشاہدہ فرماتے جو اَب اُن کی حالت ہے تو ضرور ان کو منع فرمادیتے(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۴۹-۵۰)

سنیوں کی جماعت میں کوئی شیعہ درمیان میں کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو سنیوں کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

سوال: (۱۲۴۰) جماعت میں اگر کوئی شیعہ درمیان میں کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو سنیوں کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ اور اس کو منع کرنا چاہیے یا نہیں؟ (۴۱۵/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: سنیوں کی نماز میں اس صورت میں کچھ نقصان اور خلل نہ ہوگا، لیکن آئندہ اس رافضی سے کہہ دیں کہ یا وہ اپنے مذہب سے توبہ کرے، ورنہ مسلمانوں کی جماعت میں نہ آیا کرے اور اس کو مسلمان اپنے قبرستان میں دفن نہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۶۲)

مرثیہ سننا اور تعزیہ نکالنا روافض کا شعار ہے

سوال: (۱۲۴۱) جو مرثیہ سنتا ہو یا تعزیہ جس کے گھر سے نکلے یا جس کے گھر میں تاشا ہے یا جس کے گھر میں ماتم کیا جائے؛ وہ اہلِ سنت میں داخل ہے یا نہیں؟ یا اہل شیعہ ہے؟
(۵۳۲/۱-۲۹/۱۳۳۰ھ)

الجواب: یہ سب امور جو وہ شخص کرتا ہے شعارِ روافض ہے۔ قال النبيّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم:

---

(۱) عن عمرة بنت عبد الرّحمٰن أنّها سمعت عائشة زوج النّبيّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم، تقول: لو أنّ رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم رأی ما أحدث النّساء، لمنعهنّ المسجد، کما مُنِعَتْ نساء بني إسرائیل، قال: فقلت لعمرة: أنساء بني إسرائیل منعن المسجد؟ قالت: نعم. (الصّحیح لمسلم: ۱/۱۸۳، کتاب الصّلاة، باب خروج النّساء إلی المساجد)

من تشبّہ بقوم فھو منھم (۱) جوشخص مرثیہ پڑھنایا سننا جائز جانے اورتعزیہ نکالنا اچھا جانے اوراس میں شریک ہووہ سنی نہیں؛ بدعتی اورروافض کا شریک وہم خیال ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۰۲-۳۰۳)

ناجائز کمائی سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۲۴۲) ایک رنڈی نے بعد نکاح اپنے شوہر کوروپیہ دیا، اس نے اس روپیہ سے مسجد بنوائی، اس مسجد میں نماز جائز ہے یا تنہا گھر میں نماز پڑھے؟ (۲۲/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس مسجد میں نماز ہو جاتی ہے اور گھر میں تنہا نماز پڑھنے سے جماعت کے ساتھ اس مسجد میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۷۵)

صبح صادق سے پہلے اذان کہنا اور صبح صادق ہوتے ہی نماز ادا کرنا درست ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۲۴۳) زید ایک غیر مقلد، بے علم، شرّی، تندخو ہے، اس لیے اہلِ محلّہ نے مسجد میں نماز پڑھنی چھوڑ دی، اور باوجودیکہ امام طالب علم ولایتی اور حنفی ہے، مگر زید کے تقاضے سے امام نماز میں رکوع، سجود، قومہ، جلسہ طول طویل کرتا ہے، اور صبح کی اذان صبح صادق سے بیس منٹ پہلے اذان کہلا کر صبح ہوتے ہی نماز تنہا، یا ایک دو کوئی آ گیا لے کر امام کو تقاضہ کر کے پڑھ لیتا ہے، دیگر مقتدیان کو کیا کرنا چاہیے وہ جماعت ثانیہ علیحدہ کریں یا دوسری مسجد میں جائیں؟ (۱۴۴۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: صبح صادق سے پہلے عندالحنفیہ اذان صبح کی جائز نہیں ہے۔ إلاّ روایةً عن الإمام

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : من تشبّه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داوٗد، ص:۵۵۹، كتاب اللّباس، باب في لبس الشّهرة)

الثّاني أي إبي یوسف رحمہ اللہ[۱] اور اِسفار؛ نمازِ صبح میں سنت ہے[۲] پس مقتدیوں کو چاہیے کہ امام کو ان اُمور کی ہدایت کریں اگر وہ نہ مانے تو اس کو علیحدہ کردیں، اور اگر اس میں فتنہ ہو تو دوسری مسجد میں نماز پڑھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۹۶/۳-۹۷)

تنخواہ دار امام کبھی کبھی حاضر نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۲۴۴) اگر کوئی امام باوجود تنخواہ پانے امامت کے کبھی کبھی مسجد سے غیر حاضر ہو جاوے تو کیا حکم ہے؟ (۱۳۳۵/۴۵۰ھ)

الجواب: شامی جلد ثالث کتاب الوقف میں ہے: **إمام یترك الإمامة لزیارة أقربائه في الرّساتیق أسبوعًا أونحوه أو لمصیبة أو لاستراحة لابأس به ومثله عفو في العادة والشرع إلـخ**[۳] اس کا حاصل یہ ہے کہ امام کو اپنی ضروریات یا راحت کے لیے ایک ہفتہ یا اس کے قریب یعنی پندرہ (۱۵) دن سے کم تک غیر حاضری عرفًا وشرعًا جائز ہے، پھر آگے تصریح کی ہے (کہ ظاہراً مراد یہ ہے)[۴] کہ سال بھر میں ہفتہ دو ہفتہ غیر حاضر ہو تو معاف ہے، پس صورتِ مسئولہ کا حکم بھی اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ گاہ گاہ کی غیر حاضری امام کی معاف ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۸۳/۳-۸۴)

---

(۱) فیعاد أذان وقع بعضُه وكذا كلّه بالأولىٰ قبله كالإمامة خلافًا للثّاني في الفجر (الدّرّ والرّدّ) قوله: (خلافًا للثّاني) هذا راجع إلى الأذان فقط فإنّ أبا یوسف یجوز الأذان قبل الفجر بعد نصف اللّیل. (الدّرّ المختار و ردّالمحتار: ۴۶/۲، كتاب الصّلاة، باب الأذان، مطلب في المواضع الّتي یُندب لها الأذان في غیر الصّلاة) ظفیر

(۲) والمستحبّ للرّجل الابتداء في الفجر بإسفار والختم به هو المختار (الدّرّ المختار) لقوله علیه الصّلاة والسّلام: أسفروا بالفجر فإنّه أعظم للأجر، رواه التّرمذي وحسنه، وروى الطّحاوي بإسنادٍ صحیح. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲۳/۲، كتاب الصّلاة، مطلب في طلوع الشّمس من مغربها) ظفیر

(۳) ردّ المحتار: ۴۹۳/۶، كتاب الوقف، قبل مطلب في الغیبة الّتي یستحقّ بها العزل عن الوظیفة وما لا یستحقّ.

(۴) بین القوسین والی عبارت رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کی گئی ہے۔۱۲

سوال: (۱۲۴۵) جامع مسجد ممبئی کے امام صاحب کے متعلق متولیانِ مسجد نے یہ طریقہ رائج کر رکھا ہے کہ جس وقت کی نماز میں وہ نہیں آتے اس وقت کی تنخواہ حساب لگا کر وضع کر لیتے ہیں، کیا یہ طریقہ عندالشرع جائز ہے؟ (۳۳/۲۷۳۳-۱۳۴۱ھ)

الجواب: ایسا کرنا جائز نہیں ہے، اور یہ امر خلافِ عرف وشرع ہے[1] فقط (۳۷۴/۳)

سوال: (۱۲۴۶) ایک امام؛ مسجدِ محلّہ میں بہ اتفاقِ اہلِ محلّہ مقرر کیا گیا، اور عرصہ دراز تک امامت کرتا رہا، پس بہ تقدیر ایزدی بہ حالت امامت فوت ہوگیا، اور چند یتیم بچے چھوڑے، اب جو وظیفہ ان کے باپ کو بیت المال یا اہلِ محلّہ کی جانب سے ملتا تھا، اس وظیفہ کے حق دار اس کے یتیم بچے شرعًا ہیں یا نہیں؟ (۲۶۸۲/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اقول وباللہ والتوفیق: بیت المال کا یہی حکم ہے جو کہ مذکور ہوا کہ ان بچوں کی ان کے باپ کے وظیفہ سے امداد کی جائے[2] اور اہلِ محلّہ اپنے چندہ سے جو کچھ امام مرحوم کو دیتے تھے ان کو بھی امداد یتامی کی لازم ہے کہ بہ قدر وسعت ان کی امداد کریں، اگر چہ ان کو امام جدید کی بھی ضرورت ہوگی، اور اس کی تنخواہ کا غالبًا انتظام کرنا ہوگا، اگر کوئی امام بلا تنخواہ نہ ملے، تاہم یتامی مذکورین کی امداد کو بھی

(۱) وفي القنية من باب الإمامة ...... إمام يترك الإمامة لزيارة أقربائه في الرّساتيق أسبوعًا أو نحوه أولمصيبة أولاستراحة لا بأس به ومثله عفو في العادة والشّرع. (ردّ المحتار: ۴۹۳/۶ كتاب الوقف، قبل مطلب في الغيبة الّتي يستحقّ بها العزل عن الوظيفة وما لا يستحقّ) *ظفير*

(۲)

بيوت المال أربعة لكلّ ❁ مصارف بيّنتُهَا العالمونا
ورابعها الضّوائع مثل ما لا ❁ يكون له أناسٌ وارثونا

(الدّرّ المختار)

وفي ردّ المحتار: وأمّا الرّابع فمصرفه المشهور هو اللّقيط الفقير والفقراء الّذين لا أولياء لهم، فيعطى منه نفقتهم وأدويتهم وكفنهم وعقل جنايتهم كما في الزّيلعي وغيره. وحاصله أن مصرفه العاجزون الفقراء. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲۵۵/۳-۲۵۶، كتاب الزّكاة، باب العشر، مطلب في بيان بيوت المال ومصارفها)

وہ اپنے اوپر لازم سمجھیں اور کار ثواب سمجھیں اور ثواب اخروی حاصل کریں[1] فقط (۳/۳۷۱-۳۷۲)

ایام غیر حاضری کی تنخواہ امام لے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۲۴۷) کیا تنخواہ دار امام مسجد جس کی تنخواہ جائداد موقوفہ متعلق مسجد سے دی جاتی ہو، کسی عذر سے یا بلا عذر نصف ماہ سے کم کار امامت انجام نہ دے تو وہ تنخواہ پورے ماہ کی پانے کا مستحق شرعاً ہے، امام مسجد یہ دلیل پیش کرتا ہے اور برابر غیبت کے زمانہ کی تنخواہ لیتا ہے۔ في القنية من باب الإمامة: إمام يترك الإمامة لزيارة أقربائه في الرّساتيق أسبوعًا أونحوه أو لمصيبة أو لاستراحة لا بأس به ، ومثلهٗ عفو في العادة والشّرع أهـ، وهذا مبني على القول بأن خروجه أقلّ من خمسة عشر يومًا بلا عذر شرعي لا يسقط معلومه[2] علی ہٰذا انابت اَدون ومساوی بلا اجازت قیم مسجد[3] کرتا ہے، اور استدلال میں، قنیہ کی عبارت پیش کر کے تنخواہ غیبت لینا چاہتا ہے، یہ لینا اور دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴۵۷/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: في الشّامي: وقد ذكر في الأشباه في قاعدة ''العادة محكمة'' عبارة القنية هٰذه وحملها على أنّه يسامح أسبوعًا في كلّ شهر إلخ[2] وقد ذكر روايات جواز الاستنابة أيضًا فليطالع ثمّه حاصل جواب یہ ہے کہ المعروف کالمشروط پس جس قدر غیبت معروف ہو اس کی تنخواہ لینا درست ہے، اور انابت بھی درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۸۸-۸۹)

---

(۱) عن أبي أمامة رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: من مسح رأس يتيم لم يمسحه إلّا لله ، كان له بكلّ شعرة يمرّ عليها يده حسنات ومن أحسن إلى يتيمة أويتيم عنده كنت أنا وهو في الجنّة كهاتين ، وقرن بين إصبعيه رواه أحمد والتّرمذي ، وقال: هٰذا حديث غريب. (مشكاة المصابيح ، ص:۴۲۳، كتاب الآداب ، باب الشّفقة والرّحمة على الخلق ، الفصل الثّاني) ظفیر

(۲) ردّ المحتار : ۶/۴۹۳، كتاب الوقف ، مطلب فيما إذا قبض المعلومَ وغابَ قبل تمامِ السّنة .

(۳) مطبوعہ فتاویٰ میں 'قیم مسجد' کے بعد 'سے استدلال' تھا، لیکن رجسٹر نقول فتاویٰ میں نہیں ہے؛ اس لیے ہم نے اس کو حذف کر دیا ہے۔۱۲

تنخواہ دار امام اجیر ہے

سوال: (۱۲۴۸) زید کہتا ہے کہ امام مسجد نہ تو اجیر ہے اور نہ نوکر کیونکہ اس کو مال وقف سے تنخواہ ملتی ہے، اور عمرو کہتا ہے کہ امام مسجد اجیر اور نوکر ہے، ان دونوں میں کس کا قول صحیح ہے؟ بینوا وتوجروا (۳۱۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جو امام تنخواہ امامت کی لیتا ہے اس کے اجیر ہونے میں کیا تامل ہے، امامت پر اجرت لینا فقہاء نے جائز لکھا ہے، اور مال وقف سے تنخواہ ملنا اس کو مقتضی نہیں ہے کہ وہ اجرت نہ ہو اور تنخواہ دار اجیر نہ ہو، کیا اگر وقف کی تعمیر کے لیے مال وقف سے عاملین تعمیر مقرر کیے جاویں تو وہ اجیر نہ ہوں گے، قول عمرو اس میں صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۸۷/۳)

اُجرت لینے والے کی امامت درست ہے

سوال: (۱۲۴۹) جو شخص محض اجرت کی کمی بیشی پر نماز پڑھاوے اس کی امامت کیسی ہے؟ (۱۱۹۶/۱۳۳۵ھ)

الجواب: امامت کی اجرت لینے کے جواز پر فتوی ہے، اس لیے اس پر کچھ اعتراض نہیں ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۴۷/۳)

تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز درست ہے

سوال: (۱۲۵۰) امامت پر تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو امام تنخواہ لے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا مکروہ؟ (۹۹۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: امامت پر تنخواہ لینا درست ہے، جیسا کہ کتب فقہ میں مصرح ہے[1] پس تنخواہ دار

(۱) ويُفتَى اليوم بصحّتِهَا — أي الإجارة — لتعليم القرآن والفقه والإمامة والأذان. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۶۵/۹، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحرير مهمّ في عدم جواز الاستئجار على التّلاوة إلخ) ظفیر

امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ کراہت نہیں ہے، اور کچھ تردد نہ کرنا چاہیے۔ فقط (۳/۳۱۹-۳۲۰)

سوال: (۱۲۵۱) جو امام تنخواہ لے کر نماز پڑھاتے ہیں اگر تنخواہ نہ ملے تو چلے جاتے ہیں؛ ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۸۴۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ان کی نماز ہو جاتی ہے، مگر ان کو یہ لینا امامت کے دباؤ میں درست نہیں ہے۔ فقط (۳/۳۱۷)

امام کی غیر حاضری کی نسبت کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۲۵۲) کسی شخص کے کام کی وجہ سے امام پانچ سات مرتبہ ہفتہ میں غیر حاضر رہا: اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۱۷۴۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: بہتر یہ ہے کہ مقتدیوں کی رضا مندی سے ایسا کرے بلا رضامندی مقتدیوں کے ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۳۲-۱۳۳)

امام نے ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھا دی تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۲۵۳) زید نے اپنا ناپاک کپڑا ایک شخص کو پاک کرنے کے واسطے دیا، جب وہ پاک کرلایا تو زید نے اس کو پہن کر نماز عشاء کی پڑھائی، بعد فارغ ہونے کے دیکھا تو کپڑا بدستور ناپاک تھا؛ لیکن زید نے بہ وجہ شرم کے کچھ نہ کہا، چند سال کے بعد زید کو خیال آیا کہ فلاں وقت کی نماز باطل ہوئی تھی، اور اس میں مقتدی بھی بہت تھے تو اب زید کو کیا کرنا چاہیے؟ (۱۰۰۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر وہ پلیدی دھلنے سے ہی رہ گئی تھی، یعنی دھلی نہ تھی، اور مقدار میں مانع عن الصّلاۃ تھی، تو اس نماز کا اعادہ ضروری ہے (۱) اور جو جو مقتدی یاد آتے جاویں ان کو

---

(۱) النّجاسةُ إن كانَتْ غَليظَةً وهيَ أكثَرُ مِنْ قَدْرِ الدّرهمِ فَغَسْلُهَا فريْضةٌ والصّلاة بها باطلةٌ (الفتاویٰ الهندية: ۱/۵۸، كتاب الصّلاة، الباب الثّالث في شروط الصّلاة) ظفیر

كما يلزم الإمام إخبار القوم إذا أمّهم وهو محدث أو جنب أو فاقد شرط أو ركن وهل عليهم إعادتها إن عدلاً؟ نعم، وإلاّ ندبت. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۹۳-۲۹۴، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب: المواضع الّتي تفسد صلاة الإمام دون المؤتمّ) ظفیر

اطلاع کردینی چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۶۹)

امام نے حالتِ جنابت یا حالتِ حدث میں نماز پڑھادی تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۲۵۴) اگر کسی امام نے حالتِ حدث یا حالتِ جنابت میں نماز پڑھائی ہو تو ان نمازوں کا کیا علاج ہو جب کہ یہ یاد نہ ہو کہ اس وقت کون کون نمازی تھے؟ اور ان کو کس طرح اطلاع دیوے؟ (۷۶۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: درمختار میں ہے کہ اگر امام نے حالتِ جنابت میں یا حالتِ حدث میں نماز پڑھادی تو اس کو لازم ہے کہ مقتدیوں کو اطلاع کردے[1] پس امام مذکور کو چاہیے کہ حتی الوسع جو جو مقتدیوں میں سے یاد آجاویں، ان کو اطلاع کردے کہ فلاں وقت کی نماز کا اعادہ کرلیں، کیونکہ وہ نماز نہیں ہوئی تھی، اور جو یاد نہ آوے اس کی نماز ہوگئی، اس کو اطلاع نہ ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے[2] اگر پھر کبھی یاد آجاوے تو اس کو بھی اطلاع کردی جاوے، اور خود امام مذکور بھی اس نماز کا اعادہ کرے اور اس گناہ سے توبہ واستغفار کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۷۶-۷۷)

نماز پڑھانے کے بعد امام کو معلوم ہوا کہ غسل کی ضرورت تھی تو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۱۲۵۵) کسی امام نے فجر کی نماز پڑھانے کے بعد معلوم کیا کہ اس کو غسل کی ضرورت تھی، اب وقت نکل گیا تھا، اب کیا کرنا چاہیے؟ (۲۰۳۲/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: غسل کر کے خود بھی دوبارہ نماز پڑھے اور اپنے مقتدیوں میں سے جس جس کو

(۱) كـمـا يلزم الإمام إخبار القوم إذا أمّهم وهو محدث أو جنب أو فاقد شرط أو ركن وهل عـليهـم إعادتها إن عدلاً ؟ نعم ، وإلاّ ندبت. (الـدّرّ الـمختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۹۳-۲۹۴، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة) ظفیر

(۲) وأمّا صلاتهم فإنّها وإن لم تصح أيضًا لكن لايلزمهم إعادتها لعدم علمهم. (ردّ المحتار: ۲/۲۹۴-۲۹۵، كتاب الصّلاة ، باب الإمامة)

خبر کر سکے خبر کر دے کہ وہ بھی اعادہ نماز کریں (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۶۷)

امام نے ناپاکی کی حالت میں نماز پڑھادی تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۲۵۶) ایک شخص پر غسل واجب تھا، اس نے امام بن کر نماز پڑھادی، بعد ایک وقت گزرنے کے یاد آیا امام نے نماز قضا کر لی، اور مقتدیوں کو اطلاع نہیں کی، تو مقتدیوں کی نماز ہوئی یا نہ؟ (۱۲۶۴/۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: قال في الدرّ المختار: كما يلزم الإمام إخبار القوم إذا أمّهم وهو محدث أو جنب أو فاقد شرط أو ركن وهل عليهم إعادتها إن عدلاً؟ نعم إلخ (۲) پس معلوم ہوا کہ امام کو ایسی حالت میں لازم ہے کہ مقتدیوں کو اطلاع کرے، اور بعد اطلاع کے ان کو لوٹانا اس نماز کا چاہیے، اگر اطلاع نہ ہوئی تو مقتدی معذور ہیں، ان پر کچھ مواخذہ نہیں ہے۔ فقط (۳/۳۷۰)

امام نے طہارت کے بغیر نماز پڑھائی اور نمازوں اور مقتدیوں کی تعداد یاد نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۱۲۵۷) اگر کسی نے عدم طہارت کی حالت میں امامت کی ہو، اور اس کو تعداد نمازوں اور مقتدیوں کی یاد نہ ہو تو اس کو علاوہ اپنی نماز قضاء کرنے کے مقتدیوں کے لیے کیا تدبیر کرنی چاہیے۔ (۱۶۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اگر اس کو کچھ یاد نہیں ہے، اور تعیین نمازوں کی اور مقتدیوں کی نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ اطلاع کرنا دشوار ہے، اس لیے ان مقتدیوں کے اوپر اس صورت میں کچھ مواخذہ نہیں ہے،

---

(۱) إِذَا ظَهَرَ حَدَثُ إِمَامِهِ وكَذا كلُّ مُفْسِدٍ فِي رَأْيِ مُقْتَدٍ بَطَلَتْ فَيَلْزَمُ إِعَادَتُهَا لِتَضمُّنِهَا صَلاَةَ الْمُؤْتَمّ صِحَّةً وَفَسَادًا كمَا يلزم الإمام اخبار القوم إذا أمّهم وهو محدث أوجنب إلخ. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۹۳-۲۹۴، كتاب الصّلاة، باب الإمامة، مطلب: المواضع الّتي تفسد صلاة الإمام دون المؤتمّ) ظفیر

(۲) الدّرّ المختار مع الشّامي: ۲/۲۹۳-۲۹۴، كتاب الصّلاة، باب الإمامة.

اوران کو چونکہ علم فساد نماز کا نہیں ہوا تو ان پر اعادہ بھی واجب نہیں ہے۔ کما في الشّامي : وأمّا صلاتهم فإنّها وإن لم تصحّ أيضًا لكن لا يلزمهم إعادتها لعدم علمهم [۱] پس شخص مذکور اپنی نمازوں کو تو لوٹا لیوے، اور اس گناہ سے استغفار و توبہ کرے جو اس سے بے طہارت نماز پڑھنے کا ہوا، اور مقتدیوں کے لیے استغفار کرنا بھی اچھا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۸۸/۳)

امام کا قراءت کو طویل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۲۵۸) امام قراءت آہستہ پڑھے اور سورت بھی بڑی ہو جس میں مقتدیوں کو تکلیف ہوتی ہو یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۴۰/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: زیادہ تطویل نہ کرے اور قراءتِ مسنونہ سے تجاوز نہ کرے [۲] فقط (۱۳۲/۳-۱۳۳)

امام رکوع کی تکبیر کو زیادہ طویل نہ کرے

سوال: (۱۲۵۹) جو امام بعد ختم قراءت رکوع میں جاتے وقت لفظ اللہ اکبر اس قدر لمبا کر کے کہتا ہے کہ اکثر نمازی اس سے پہلے رکوع میں چلے جاتے ہیں (اور امام کہتا ہے کہ مدِ تعظیمی قراءت کا ادا کرتا ہوں) [۳] کیا ایسی صورت میں مقتدیوں کی رعایت کے لیے معمولی قراءت اور دیر نہ لگا کر رکوع میں چلا جانا امام پر واجب ہے یا نہیں؟ اور مقتدیوں کی رعایت حتی الوسع کرنا مستحب ہے یا نہیں؟ (۱۷۲۱/ ۱۳۳۵ھ)

الجواب: بے شک مقتدیوں کی رعایت ایسے موقع پر مناسب ہے، اور تکبیر کو زیادہ طویل نہ کرے؛ بلکہ مختصر کرے تا کہ مقتدیوں کی تکبیر پہلے ختم نہ ہو، اور مقتدیوں کو مناسب ہے کہ دیر میں

---

(۱) ردّ المحتار: ۲/۲۹۴-۲۹۵، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة .

(۲) أنّ التّطويل هو الزّيادة على القراء ة المسنونة ، فإنّه صلّى اللّٰه عليه وسلّم نهى عنه وقراء ته هي المسنونة ، فلا بدّ من كون ما نهى عنه غير ما كان دأبه إلّا لضرورة إلخ. (ردّ المحتار: ۲/۲۶۱، کتاب الصّلاة ، باب الإمامة ، مطلب: إذا صلّى الشّافعيّ قبل الحنفيّ إلخ) ظفیر

(۳) قوسین کے درمیان والی عبارت رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کی گئی ہے۔ ۱۲

تکبیر شروع کریں تا کہ امام پر سبقت نہ ہوجاوے(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۹۲-۹۳)

امام کا رکوع وسجود کو لمبا کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۱۲۶۰) امام رکوع وسجود کو طویل کرتا ہے باوجودیکہ مقتدی منع کرتے ہیں، لیکن امام نہیں مانتا شرعاً ایسے امام کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۱۷۴۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: امام کو نماز میں اختصار اور تخفیف کرنی چاہیے زیادہ دراز کرنا قراءت ورکوع وسجود کو اچھا نہیں ہے۔ کما ورد في الحديث(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۱۳۲)

سوال: (۱۲۶۱) ہمارے یہاں کے پیش امام (جب)(۳) نماز صبح کی ہم لوگوں کو پڑھاتے ہیں تو رکوع وسجدہ میں اس قدر دیر کرتے ہیں کہ مقتدی پچاس ساٹھ مرتبہ تسبیح پڑھ لیتے ہیں، اور جب ان سے شکایت دیر کی کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ نماز میں اس قدر دیر کرنا باعث زیادہ ثواب اور اجر کا ہے، ہم لوگوں میں اکثر دُنیادار کاروبار والے اور بعض مریض اور کمزور ہیں تو اس میں کیا حکم ہے؟ (۴۳۴/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: ويكره تحريمًا تطويل الصّلاة على القوم زائدًا على قدر السّنّة في قراءة وأذكار رضي القوم أولا لإطلاق الأمر بالتّخفيف (الدّرّ المختار) وهو ما في الصّحيحين: إذا صلّى أحدكم للنّاس فليخفف فإنّ فيهم الضّعيف والسّقيم والكبير

(۱) عن أنسٍ رضي اللّٰه عنه قال: صلّى بنا رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم ذات يومٍ، فلمّا قضٰى صلاته أقبل علينا بوجهه، فقال: أيّها النّاس! إنّي إمامكم، فلا تسبقوني بالرّكوع ولا بالسّجود ولا بالقيام ولا بالانصراف فإنّي أراكم أمامي ومن خلفي، رواه مسلم. (مشكاة المصابيح، ص:۱۰۱، كتاب الصّلاة، باب: ما على المأموم من المتابعة وحكم المسبوق، الفصل الأوّل) ظفیر

(۲) عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم: إذا صلّى أحدكم للنّاس فليخفف فإنّ فيهم السّقيم والضّعيف والكبير، وإذا صلّى أحدكم لنفسه فليطول ما شاء، متّفق عليه (مشكاة المصابيح، ص:۱۰۱، كتاب الصّلاة، باب ما على الإمام، الفصل الأوّل)

(۳) مطبوعہ فتاویٰ میں (جب) کی جگہ ''صاحب'' تھا، تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔۱۲

وإذا صلّی لنفسہٖ فلیطوّل ماشاء إلخ [۱] (شامي) اس سے معلوم ہوا کہ امام کا اس قدر طویل کرنا رکوع وسجدہ کو مکروہ تحریمی ہے، اور یہ فعل اس کا ناجائز ہے، اور یہ اس کی جہالت کی دلیل ہے، ایسے شخص کو امام نہ بنایا جاوے، کیوں کہ ایک حدیث میں ایسے شخص کو فتّان فرمایا ہے، یعنی فتنہ میں ڈالنے والا [۲] پس امام کو رعایت مقتدیوں کی ضروری ہے، اور تخفیف قراءت میں اور رکوع وسجدہ میں لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۲۶۵-۲۶۶)

امام کا عشاء کی نماز کے بعد باتیں کرنا اچھا نہیں

سوال: (۱۲۶۲) امام دوست احباب کو لے کر بیٹھے جس کی وجہ سے رات کو سونے میں دیر ہو، اور صبح کی نماز کے لیے نہ اٹھا جاوے، اور امام کا نائب مسجد کی طرف سے تنخواہ دے کر رکھا جاوے؛ اس امام کی متعلق کیا حکم ہے؟ (۱۷۴۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ اچھا نہیں ہے آنحضرت ﷺ اس کو پسند نہ فرماتے تھے [۳] فقط (۳/۱۳۲-۱۳۳)

(۱) الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۲۵۹-۲۶۱، کتاب الصّلاۃ، باب الإمامة.

(۲) عن جابر قال كان معاذ بن جبل يصلّي مع النبيّ صلّى الله عليه وسلّم : ثمّ يأتي فيؤمّ قومهٗ فصلّى ليلةً مع النبيّ صلّى الله عليه وسلّم العشاء ، ثمّ أتٰى قومه فأمّهم فافتتح بسورة البقرة فانحرف رجل فسلّم ، ثمّ صلّى وحده وانصرف فقالوا لهٗ : أ نافقتَ يا فلان ؟ قال : لا والله ! ولآتينّ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم فلأُخبِرَنّهٗ ، فأتى رسولَ الله صلّى الله عليه وسلّم ، فقال : يا رسول الله ! أنا أصحاب نواضِح نعمل بالنّهار، وإنّ معاذًا صلّى معك العشاء ثمّ أتٰى قومَه فافتتح بسورة البقرة ، فأقبل رسول الله صلّى الله عليه وسلّم علٰى معاذ فقال : يا معاذ ! أ فتّان أنت ؟ إقرأ ﴿ والشّمس وضحٰها ، والضُّحٰى ، واللّيل إذا يغشٰى ، وسبّح اسم ربّك الأعلٰى﴾ متّفق عليه. (مشكاة المصابيح، ص:۷۹، كتاب الصّلاة ، باب القراءة في الصّلاة ، الفصل الأوّل)

(۳) ويكره النّوم قبلها والحديث بعدها لنهي النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم عنهما ، إلّا حديثًا في خير لقولهٖ صلّى الله عليه وسلّم : لا سَمَرَ بعد الصّلاة يعني العشاء الأخيرة إلخ وإنّما كره الحديث بعدها لأنّه ربما يودّى ...... إلى اللّغو أو إلى تفويت الصّبح أو قيام اللّيل لمن له عادة بهٖ وإذا كان لحاجة مهمة فلا بأس إلخ. (ردّ المحتار: ۲/۲۵، كتاب الصّلاة ، مطلب في طلوع الشّمس من مغربها ، تحت قول: (وتأخير عشاء إلى ثلث اللّيل) ظفیر

تکبیرات انتقال میں جہر واجب ہے یا سنت؟

سوال: (۱۲۶۳) تکبیرات انتقالات کا جہر سے کہنا امام کو واجب ہے یا سنت؟ اگر امام ایک آدھ تکبیر سہواً جہر سے نہ کہے تو کیا سجدہ سہو لازم آئے گا؟ (۱۳۴۳/۱۳۱۴ھ)

الجواب: سنت ہے اس کے ترک سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا[1] فقط واللہ اعلم (۱۹۲/۳)

امام کا کب تک انتظار کیا جائے؟

سوال: (۱۲۶۴) جس جگہ امام مقرر ہے اور نماز کا وقت بھی مقرر ہے اگر امام کسی وجہ سے وقت پر نہ آوے تو کیا کیا جاوے؟ (۹۲۰/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایسی حالت میں جب تک مناسب ہو اور مقتدیان حاضرین کو دقت (نہ)[2] ہو امام کا انتظار کرلیا جاوے، اور جب کہ حاضرین کا حرج ہو (انتظار کرنے میں تو زیادہ)[2] انتظار نہ کرنا بھی درست ہے، اور گنجائش انتظار کی اس وقت تک ہے کہ وقت مکروہ نہ ہو[3] فقط (۲۹۰/۳)

جماعت مسجد کے صحن میں ہوتی ہو تو مسجد کے دروازے بند کرنا ضروری نہیں

سوال: (۱۲۶۵) پنجاب میں بہت جگہ دیکھا گیا ہے کہ اگر جماعت صحن میں ہوتی ہو تو اندر

---

(۱) وسننها ، ترك السّنّة لا يوجب فسادًا و لا سهوًا ، بل إساءة لو عامدًا إلخ رفع اليدين للتّحريمة إلخ ، وجهر الإمام بالتّكبير بقدر حاجته للاعلام بالدّخول والانتقال وكذا بالتّسميع والسّلام. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۱۴۹-۱۵۱، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، مطلب : سنن الصّلاة) ظفیر

(۲) قوسین کے درمیان والی عبارت رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کی گئی ہے۔۱۲

(۳) ويجلس بينهما بقدر ما يحضر الملازمون مراعيًا لوقت النّدب إلّا في المغرب إلخ . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۵۲، كتاب الصّلاة ، باب الأذان ، مطلب في أوّل مَن بَنَى المنائر للأذان) ظفیر

مسجد کے دروازے لازمی طور پر بند کردیتے ہیں شرعًا اس کا بھی کچھ ثبوت ہے یا نہیں؟ (۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: بند کرنا اندر کے دروازوں کا اس وقت ضروری نہیں ہے۔ فقط (۳/۳۶۰-۳۶۱)

جو شخص مسجد میں پہلے آئے گا اس کو زیادہ ثواب ملے گا

سوال: (۱۲۶۶) جو مسجد میں پہلے آوے گا اس کو ثواب زیادہ ملے گا یا کس کو؟

(۱۳۳۳-۳۲/۵۷۲ھ)

الجواب: جو پہلے آوے گا اس کو ثواب زیادہ ملے گا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۵۰)

وقت تنگ ہو اور پاخانہ کا تقاضا ہو تو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۱۲۶۷) زید جب صبح کو اٹھا تو اس کو پاخانہ کی ضرورت ہے، اگر بیت الخلاء جاتا ہے

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أنّ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال : من اغتسل يوم الجمعة غسل الجنابة ثمّ راح فكأنّما قرّب بدنةً ، ومن راح في السّاعة الثّانية فكأنّما قرّب بقرةً ، ومن راح في السّاعة الثّالثة فكأنّما قرّب كبشًا أقرن ، ومن راح في السّاعة الرّابعة فكأنّما قرّب دجاجةً ومن راحَ في السّاعة الخامسة فكأنّما قرّب بيضةً ، فإذا خرج الإمام حضرت الملائكة يستمعون الذّكر . (الصّحيح لمسلم: ۱/۲۸۰-۲۸۱، كتاب الجمعة ، فصل في فضل التّبكير إلى الجمعة باعتبار السّاعات)

وعن أبي سعيد رضي الله عنه قال : صلّينا مع رسول الله صلّى الله عليه وسلّم صلاة العتمة ، فلم يخرج حتّى مضٰى نحو من شطر اللّيل ، فقال : خذوا مقاعدكم ، فأخذنا مقاعدنا ، فقال : إنّ النّاس قد صلّوا وأخذوا مضاجعهم ، وإنّكم لن تزالوا في صلاة ما انتظرتم الصّلاة ، ولو ضعف الضّعيف وسقم السّقيم لأخّرتُ هٰذه الصّلاة إلٰى شطر اللّيل ، رواه أبوداؤد والنّسائي. (مشكاة المصابيح، ص:۶۲، كتاب الصّلاة ، باب تعجيل الصّلاة ، الفصل الثّالث)

وعن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه يقول : قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم ...... لا يزال أحدكم في صلاة ما انتظر الصّلاة. (صحيح البخاري :۱/۸۹-۹۰، كتاب الأذان ، باب فضل صلاة الجماعة)

تو نماز قضاء ہوتی ہے؛ تو اوّل پاخانہ سے فارغ ہو یا نماز ادا کرے؟ (۱۳۴۰/۲۸۶ھ)

الجواب: پہلے قضائے حاجت کرے، پھر قضاء نماز پڑھے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۶۶/۳)

ایک شخص اس وقت آیا جب امام رکوع یا سجدہ میں تھا تو اس کو تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھ کر رکوع سجدہ کرنا چاہیے یا ہاتھ باندھے بغیر؟

سوال: (۱۲۶۸) امام رکوع یا سجدہ میں ہے، ایک شخص آیا تو اس کو تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ کر رکوع یا سجدے میں جانا چاہیے، یا بغیر ہاتھ باندھے؟ (۱۳۳۴-۳۳/۱۳۳۱ھ)

الجواب: تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھنا مسنون ہے، اگر ہاتھ نہ باندھے اور ویسے ہی رکوع یا سجدہ میں چلا گیا تو نماز صحیح ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۹۹/۳)

ایک شخص اس وقت آیا جب امام رکوع میں تھا تو اس کو تکبیر تحریمہ کے بعد رکوع کی تکبیر کہنی چاہیے یا نہیں؟

سوال: (۱۲۶۹) امام رکوع میں ہے، ایک شخص آیا کیا وہ تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں چلا جاوے یا تکبیر تحریمہ کہہ کر پھر رکوع کی تکبیر کہے؟ (۱۳۳۴/۱۳۳۱ھ)

الجواب: تکبیر تحریمہ کہہ کر پھر دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں جانا چاہیے، یہ طریقہ مسنون ہے؛ لیکن اگر صرف تکبیر تحریمہ ہی کہہ کر بلا تکبیر ثانی رکوع میں چلا گیا، اور امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو

---

(۱) قال الحلبي في شرح المنية : ويكره أن يدخل في الصّلاة وقد أخذه غائط أو بول لقوله عليه الصّلاة والسّلام – إلٰى قوله – فالحكم أنّه يقطعها ، وإن لم يقطعها أجزأه مع الإساءة. (غنية المستملي،ص:۳۱۷-۳۱۸، فصل في ما يكره في الصّلاة)

(۲) کیوں کہ ہاتھ باندھنا واجب نہیں، سنت ہے، درمختار میں ہے: وسننها ...... رفع اليدين للتّحريمة ، في الخلاصة : إن اعتاد تركه أثم إلخ ، و وضع يمينه على يساره إلخ . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۱۴۹/۲-۱۵۲، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، مطلب : سنن الصّلاة)

وہ رکعت اس کو مل گئی اور نماز بھی صحیح ہوئی [۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۳۹۸)

تکبیر اولیٰ کی فضیلت کب تک باقی رہتی ہے؟

سوال: (۱۲۷۰) تکبیر اولیٰ کا ثواب کب تک رہتا ہے؟ (۱۱/ ۲/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: پہلی رکعت کے رکوع تک شامل ہو جانے سے تکبیر اولیٰ کا ثواب حاصل ہو جاوے گا کما في الشّامي : وقيل : بإدراك الرّكعة الأولى ، وهذا أوسع وهو الصّحيح [۲] (شامی، صفحہ: ۳۵۳، جلد اوّل) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/ ۵۰)

فجر اور عصر میں امام سلام پھیرنے کے بعد کس طرف مُنہ کر کے بیٹھے؟

سوال: (۱۲۷۱)...... (الف) زید بعد سلام نماز عصر و فجر میں کبھی کبھی دکھن جانب پھر کر دعا مانگتا ہے، یہ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں؟

(ب) ہندوستان میں بھی علمائے کرام دکھن رخ ہو کر دعا مانگتے ہیں یا نہ؟

(ج) زید کا یہ فعل موافق مذہب امام ابوحنیفہؒ کے ہے یا مخالف؟

(د) (حدیثوں) [۳] میں ينصرف عن يمينه وعن يساره کا جو لفظ آتا ہے، آیا یہ انصراف للذّهاب إلى المنزل (ہی) [۳] تھا یا انصراف للدّعاء تھا؟

---

(۱) کیوں کہ رکوع کی تکبیر واجب نہیں، سنت ہے، درمختار میں ہے: وسننها ...... رفع اليدين للتّحريمة ، في الخلاصة : إن اعتاد تركه أثم ...... وتكبيرة الرّكوع (الدّرّ المختار) وفي ردّ المحتار: قوله : (للتّحريمة) .... والمختار إن اعتاده أثم ، لا إن كان أحيانًا. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/ ۱۴۹-۱۵۰، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، مطلب في قولهم : الإساءة دون الكراهة)

(۲) ردّ المحتار: ۲/ ۲۱۳، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، مطلب في وقت إدراك فضيلة تكبيرة الافتتاح .

(۳) قوسین کے درمیان جو الفاظ ہیں ان کی تصحیح اور اضافہ رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔ ۱۲

(ھ) انصراف للدّعاء کے عدم ثبوت پر اتر جانب پھر کر دعا مانگنے کی کیا دلیل ہے؟ بینوا توجروا
(۱۵۴۶/۱۳۴۱ھ)

الجواب: (الف) آنحضرت ﷺ اکثر داہنی طرف اور کبھی کبھی بائیں طرف بھی پھرتے تھے (۱) اسی لیے فقہائے کرام نے بھی دونوں طرف ہو کر بیٹھنے اور دعا مانگنے کو مستحب لکھا ہے (۲)

(ب) اکثر عوام وخواص زیادہ تر داہنی طرف پھر کر بیٹھتے ہیں اور گاہ گاہ بائیں طرف پھر کر بیٹھتے ہیں (۲)

(ج) کبھی کبھی بائیں طرف یعنی دکھن کی طرف کر کے بیٹھنا فعل آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا مذہب بھی یہی ہے کہ کبھی کبھی بائیں طرف کو بھی بیٹھنا اچھا ہے اور مستحب ہے (۲)

(د) اس انصراف کا مطلب انصراف للدّعاء کا بھی ہو سکتا ہے (۳)

(ھ) جب کہ یہ انصراف انصراف للدّعاء کو شامل ہے تو یہی دلیل کافی ہے۔ فقط واللہ اعلم
(۱۶۷-۱۶۶/۲)

سوال: (۱۲۷۲) امام کو بعد سلام پھیرنے کے ان نمازوں میں جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں کس طرف کو بیٹھنا چاہیے؟ داہنی طرف یا بائیں طرف یا قبلہ کو پشت کر کے جملہ مقتدیوں کی طرف؟ بینوا توجروا (۱۳۹۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: حدیث مسلم میں ہے: عن البراء ، قال : كنّا إذا صلّينا خلف رسول الله صلّى الله عليه وسلّم أحببنا أن نكون عن يمينه يقبل علينا بوجهه ، قال : فسمعته يقول:

---

(۱) احادیث کی تخریج اگلے جواب میں آرہی ہے۔۱۲

(۲) فإذا تمّت صلاة الإمام فهو مخيّر، إن شاء انحرف عن يساره ، وجعل القبلة عن يمينه، وإن شاء انحرف عن يمينه إلخ ، وإن شاء استقبل النّاس بوجهه إلخ وهذا إلخ ، إذا لم يكن بعد الصّلاة المكتوبة الّتي أتمّها تطوّع كالفجر والعصر. (غنية المستملي، ص:۲۹۶-۲۹۷، فصل في صفة الصّلاة) ظفیر

(۳) والمراد من الانصراف الالتفات عن جهة الصّلاة وهي القبلة أعمّ من أن يجلس بعده أولا، فلذا قال: وإن شاء ذهب إلى حوائجه لأنّه قضى صلاته إلخ (غنية المستملي، ص:۲۹۶، فصل في صفة الصّلاة) ظفیر

ربّ قني عذابك يوم تبعث أو تجمع عبادك ، رواه مسلم، وفي حديث عبد الله بن مسعود قال: لا يجعل أحدكم للشيطان شيئًا من صلاته ، يرىٰ أن حقًّا عليه أن لا ينصرف إلّا عن يمينه ، لقد رأيت رسول الله صلّى الله عليه وسلّم كثيرًا ينصرف عن يسارهٖ ، رواه البخاري ومسلم ، و عن أنس قال : كان النبيّ صلّى الله عليه وسلّم ينصرف عن يمينهٖ ، رواه مسلم ، وعن سمرة بن جندب قال : كان رسول الله صلّى الله عليه وسلّم إذا صلّى صلاة أقبل علينا بوجهه، رواه البخاري(۱)(صفحہ:۷۹مشکاۃ شریف)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ اکثر اوقات داہنی طرف کو بیٹھتے تھے اور منصرف ہوتے تھے، اور کبھی بائیں طرف کو اور کبھی اقبال علی الناس بوجہہ فرماتے تھے، جس سے یہ بھی مطلب حاصل ہوسکتا ہے کہ مستدبر قبلہ ہوکر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے، اور یہ بھی اس کا مطلب ہوسکتا ہے کہ یہ اقبال بہ وجہہ وہی ہے جس کو یمین اور یسار کی طرف انصراف سے تعبیر کیا گیا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے بھی اس میں اختیار دیا ہے کہ خواہ داہنی طرف کو ہوکر بیٹھے اور خواہ بائیں طرف کو، اور خواہ مستقبل الی الناس اور مستدبر قبلہ ہوکر بیٹھے۔ درمختار میں ہے: وفي الخانية: يستحبّ للإمام التّحوّل ليمين القبلة يعني يسار المصلّى إلخ ، وخيّره في المنية بين تحويله يمينًا وشمالاً إلخ، واستقباله النّاس بوجههٖ إلخ (۲)اور اکثر فعل آنحضرت ﷺ کا داہنی طرف ہوکر بیٹھنے کا تھا کما ذكر الشّرّاح وعليه عمل أكابرنا كالشّيخ المحدّث كنكوهي و مولانا النّانوتوي قدّس الله أسرارهما. فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۹۲/۲-۱۹۳)

امام کا مقتدیوں کی طرف منہ کر کے دعا مانگنا کن نمازوں کے بعد مستحب ہے؟

سوال: (۱۲۷۳) بعد فریضہ نماز کے سلام پھیرنے کے اہل حدیث تو ہر نماز کے بعد مقتدیوں

(۱) مشكاة المصابيح، ص:۸۷، كتاب الصّلاة ، باب الدّعاء في التّشهّد ، الفصل الأوّل .
(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار : ۲۲۰/۲، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، قبيل فصل في القراءة .

کی طرف متوجہ ہوکر دعا مانگتے ہیں، مگر حنفی امام کو اکثر دیکھا ہے کہ جس (نماز)(۱) کے بعد تطوع نہیں مثلاً فجر وعصر وہاں تو وہ بھی اہل حدیث کی طرح ہی سلام پھیر کر مقتدیوں کی طرف مُنہ کر لیتے ہیں، مگر جس نماز کے بعد تطوع ہیں مثلاً ظہر مغرب عشاء؛ وہاں وہ رو(بہ) قبلہ ہی(۲) دعا مانگتے ہیں، ان میں سے (کونسا) طریق اقرب الی السنۃ ہے؟ معہ حوالہ (کتاب) تحریر ہو، حدیث بخاری: كان رسول الله صلّى الله عليه وسلّم إذا صلّى أقبل علينا بوجهه سے استمرار ثابت ہوتا ہے یہ صحیح ہے یا نہ؟ (۱۲۹۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: ويكره تأخير السّنّة إلّا بقدر: اللّهمّ أنت السّلام إلخ، وفي الخانية: يستحبّ للإمام التّحوّل ليمين القبلة: يعني يسار المصلّي لتنفّل أو وِرد، وخيّره في المنية: بين تحويله يمينًا وشمالاً وأمامًا وخلفًا وذَهابِه لبيته واستقبالِه النّاسَ بوجهه إلخ (شامي: ۱/۳۵۷)(۳) عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها قالت: كا ن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم (إذا سلّم) لم يَقعُد إلّا مقدار ما يقول: اللّهمّ أنت السّلامُ ومنك السّلامُ تباركتَ يا ذا الجلال والإكرام (رواه مسلم)(۴) (مشكاة شريف، ص:۸۱) ان روایات فقہیہ اور حدیث مشکاۃ شریف سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں (ان کے بعد زیادہ تاخیر نہ کرنی چاہیے، اس لیے حنفیہ ان نمازوں میں جن کے بعد سنتیں ہیں)(۵) رو بہ قبلہ دعا مانگ کر سنتوں کے لیے کھڑے ہوجاتے ہیں، اور حدیث بخاری شریف: كان رسول الله صلّى الله عليه وسلّم إذا صلّى أقبل علينا بوجهه(۶) ان نمازوں پر محمول ہے جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲/۱۹۵-۱۹۶)

---

(۱) قوسین کے درمیان والے الفاظ رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کیے گئے ہیں۔۱۲

(۲) مطبوعہ فتاویٰ میں 'ہی' کے بعد 'ہوکر' ہے، لیکن رجسٹر نقول فتاویٰ میں لفظ 'ہوکر' نہیں ہے؛ اس لیے ہم نے اس کو حذف کر دیا ہے۔۱۲

(۳) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۲۱۸-۲۲۰، كتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة، قبيل فصل في القراءة.

(۴) مشكاة المصابيح، ص:۸۸، كتاب الصّلاة، باب الذّكر بعد الصّلاة، الفصل الأوّل.

(۵) قوسین کے درمیان والی عبارت رجسٹر نقول فتاویٰ سے اضافہ کی گئی ہے۔

(۶) حدیث شریف کی تخریج سابقہ جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔۱۲

امام کا آہستہ دعا مانگنا اچھا ہے

سوال: (۱۲۷۴) کیا امام دعا بہ آواز بلند مانگ سکتا ہے؟ اگر چہ اس صورت میں مقتدی بھی آواز سے یا آہستہ سے دعا مانگ رہے ہوں، خواہ آیات قرآنی سے امام دعا مانگ رہا ہو؟
(۱۱۱۸/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: دعا آہستہ مانگنا اچھا ہے، ﴿اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً﴾ (سورۂ اعراف، آیت: ۵۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۹۳/۲)

امام ثنا پڑھ کر قراءت شروع کردے یا مقتدی کے پڑھنے کا انتظار کرے؟

سوال: (۱۲۷۵) امام کو ثناء پڑھ کر مقتدیوں کی ثناء پڑھنے کا انتظار کرنا چاہیے، یا قراءت شروع کردے؟ (۵۰۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: نہیں (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (انتظار نہ کرے۔ ظفیر) (۱۶۴/۲)

امام کا ثنا چھوڑنا خلافِ سنت ہے

سوال: (۱۲۷۶) ایک امام کبھی کبھی سبحانك اللّٰهمّ إلخ نہیں پڑھتا اور سورہ الحمد فوراً شروع کردیتا ہے؟ (۲۰۵۰/۱۳۳۹ھ)

الجواب: یہ خلافِ سنت ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۱۵۴/۳)

---

(۱) وقرأ : .... سبحانك اللّٰهمّ إلخ إلاّ إذا شرع الإمام في القراءة سواء كان مسبوقًا أومدركًا و سواء كان إمامه يجهر بالقراءة أو لا، فأنّه لا يأتي به إلخ ، أدرك الإمام في القيام يثني ما لم يبدء بالقراءة . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۱۶۷-۱۶۸، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، مطلب في بيان المتواتر والشّاذ) ظفیر

(۲) و سننها إلخ رفع اليدين للتّحريمة إلخ والثّناء والتّعوّذ والتّسمية . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۲/۱۴۹-۱۵۲، كتاب الصّلاة ، باب صفة الصّلاة ، مطلب : سنن الصّلاة) ظفیر

رکوع میں امام عجلت کرے تو مقتدی کی نماز ہوگی یا نہیں؟

سوال: (۱۲۷۷) امام رکوع وسجود میں ایسی جلدی کرتا ہے کہ مقتدی تین بار تسبیح نہیں پڑھ سکتے، مقتدیوں کی نماز ہوتی ہے یا نہ؟ (۸۸۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: امام کو ایسی جلدی رکوع سجود میں نہ چاہیے کہ مقتدی تین بار تسبیح نہ پڑھ سکیں، لیکن اگر مقتدیوں کی تین تسبیح پوری نہ ہوئی تو نماز مقتدیوں کی صحیح اور کامل ہوئی، اس میں کچھ نقصان نہیں آیا(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۰۸/۲)

واردات کی وجہ سے جو شخص قراءت وتشہد پر قادر نہ ہو وہ کیا کرے؟

سوال: (۱۲۷۸) ما قولکم — رحمکم اللّٰہ — في رجل استولی علیه الواردات حتّی لم یقدر علی القراءة والتّشهّد، وخرج کلمة: هل من مزید، یا اللّٰہ أکبر، یا هو، یا لا إلٰه إلّا اللّٰہ من فمه بلا اختیار منه وإمام النّاس یصلّي بالجماعة أیجب علیه الدّخول في صلاتهم بالجماعة، أو یجب علیه الإنحراف عن الجماعة عسٰی أن یجد وقتًا یؤدّی الصّلاة بقراءة و تشهّد. (۶۰۵/۳۰-۱۳۲۹ھ)

الجواب: یجب علیه الدّخول في الجماعة، قال علیه الصّلاة والسّلام: إذا أقیمت الصّلاةُ فلا صلاةَ إلّا المکتوبةُ(۲) وقال علیه السّلام: فعلیك بالجماعة فإنّما یأکلُ

---

(۱) لو رفع الإمام رأسه من الرّکوع أو السّجود قبل أن یتمّ المأموم التّسبیحات الثّلاث وجب متابعته (الدّرّ المختار) یسبّح فیه ثلاثًا فإنّه سنّة علی المعتمد المشهور في المذهب لا فرض و لا واجب کما مرّ فلا یترك المتابعة الواجبة لأجلها. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۱۷۶/۲، کتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة، مطلب في إطالة الرکوع للجائي) ظفیر

(۲) عن أبي هریرة رضي اللّٰہ تعالٰی عنه عن النّبيّ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم قال: إذا أقیمت الصّلاةُ الحدیث. (الصّحیح لمسلم: ۲۴۷/۱، کتاب الصّلاة، باب کراهة الشّروع في نافلةٍ بعد شروع المؤذّن في إقامة الصّلاة إلخ)

الذّئبُ القاصيةَ الحديث [۱] فالشّيطان ذئب الإنسان يُسوِّل له ويصدّه عن ذكر اللّٰه والمسابقة إلى الخيرات فالواردات المقبولة ما تدعوه إلى إتّباع السُّنّة السَّنيّة لا ما تمنعه عن القربات ، فلا ينحرف عن الجماعة ، و يجتهد بقدر الوسع أن يزيل تلك الواردات، و يأتي بأوراد الصّلاة فما فوت بلا اختيار لا يؤاخذ به. فقط واللّٰه تعالىٰ أعلم.

كتبه: عزيز الرّحمٰن عفي عنه. الجواب صواب: محمّد أنور عفا اللّٰه عنه.(۳/۳۷)

ترجمہ سوال: (۱۲۷۸) کیا فرماتے ہیں آپ علماء حضرات — اللہ آپ پر رحم فرمائے — اُس شخص کے بارے میں کہ جس پر واردات کا غلبہ ہو، یہاں تک کہ وہ شخص قراءت وتشہد پر قادر نہ ہو، اور بلا اختیار اُس کے مُنہ سے کلمہ: 'ہل من مزید' یا 'اللہ اکبر' یا 'ہو' یا 'لا الٰہ الا اللہ' نکلتا ہو اور امام جماعت کے ساتھ نماز پڑھا رہا ہو، تو کیا اس شخص پر جماعت میں شامل ہونا واجب ہے؟ یا وہ جماعت سے رکا رہے اس امید پر کہ اس کو ایسا وقت مل جائے جس میں وہ قراءت وتشہد کے ساتھ نماز ادا کر سکے؟

الجواب: اس شخص پر جماعت میں شامل ہونا واجب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس وقت کھڑی کی جاوے نماز (یعنی اقامت کہی جائے) تو فرض نماز کے سوا کوئی نماز نہیں ہے، اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اپنے اوپر جماعت کو لازم کر، پس بلا شبہ بھیڑیا نہیں کھاتا ہے مگر ریوڑ سے دور الگ تھلک بکری کو، پس شیطان انسان کا بھیڑیا ہے، یہ شیطان انسان کو اللہ کے ذکر اور اچھائیوں کی طرف سبقت کرنے سے گمراہ کرتا اور روکتا رہتا ہے، پس واردات وہ مقبول ہیں جو بلند رتبہ سنتوں کے اتباع کی طرف داعی ہوں، نہ کہ وہ جو نیکیوں اور عبادتوں کے لیے مانع ہوں، الغرض نماز با جماعت سے ہرگز روگردانی نہیں کرنی چاہیے، اور بہ قدر وسعت ان واردات کے ازالہ کے لیے جد و جہد کرتا رہے اور نماز کے اوراد بجا لاتا رہے، اور جو چیز بے اختیار فوت ہوگئی اُس پر کوئی مؤاخذہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) عن أبي الدّرداء رضي اللّٰه تعالىٰ عنه قال : سمعت رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم يقول: ما مِن ثلاثةٍ في قرية ولا بدوٍ لا تقام فيهم الصّلاة إلا قد استحوذَ عليهم الشّيطانُ فعليك بالجماعةِ الحديث. (سنن أبي داؤد، ص:۸۱، كتاب الصّلاة ، باب التّشديد في ترك الجماعة)

نماز میں وضوٹوٹ جانے کا بیان

امام نے لاحق کوخلیفہ بنادیا تو وہ کس طرح نماز پوری کرے؟

سوال: (۱۲۷۹) امام ظہر کی نماز پڑھا رہا ہے، جو اس کے پیچھے کا آدمی ہے اس کی وضوٹوٹ گئی، اتنے وہ وضو کر کے آیا امام ایک رکعت پڑھا چکا ہے، جب وہ آدمی آکر شامل ہو گیا تو امام کی وضو ٹوٹ گئی، وہ اس آدمی کو اپنا خلیفہ بنا کر چلا گیا وضو کرنے، وہ مقتدیوں کی نماز کو پورا کرے تو اپنی تین رکعت ہوتی ہیں، اور اپنی نماز کو پورا کرے تو مقتدیوں کی پانچ رکعت ہوتی ہیں، کیا کرنا چاہیے؟
(۶۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جس مقتدی کی وضوٹوٹ گئی اور وہ وضو کرنے گیا اور اس کی ایک رکعت فوت ہو گئی، تو وہ لاحق ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ جس وقت وہ (آوے پہلے)(۱) اپنی رکعت فوت شدہ پڑھے، پھر امام کے شریک ہو، پس اگر اس نے ایسا کیا تو اس کی نماز امام کے برابر ہو گئی، اور اگر اس نے اپنی فوت شدہ رکعت پہلے ادا نہ کی اور امام کے (ساتھ) شریک ہو گیا، اور پھر امام کی وضوٹوٹ گئی، اور اس نے اس لاحق کو امام بنا دیا تو اس کو چاہیے کہ جس وقت امام کی چوتھی رکعت پوری ہو جاوے تو یہ شخص کسی مدرک کو خلیفہ بنا دیوے جو اوّل سے امام کے (ساتھ) شریک تھا، وہ سلام پھیر دے گا، اور وہ شخص اپنی رکعت فوت شدہ اٹھ کر پوری کرے(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۹۵-۳۹۶)

---

(۱) مطبوعہ فتاویٰ میں (آوے پہلے) کی جگہ ''آدمی پہلی'' تھا، اس کی تصحیح رجسٹر نقول فتاویٰ سے کی گئی ہے۔۱۲

(۲) ولو استخلف الإمام مسبوقًا أو لاحقًا أو مقيمًا وهو مسافر صحّ ، والمدرك أولٰى إلخ فلو اتمّ المسبوق صلاة الإمام قدم مدركًا للسّلام إلخ . (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۳۱۴/۲-۳۱۵، كتاب الصّلاة ، باب الاستخلاف) ظفیر

سوال: (۱۲۸۰) امام را اگر در نماز حدث لاحق شود، ومقتدی لاحق را خلیفہ سازد، پس ایں خلیفہ نماز را چگونہ تمام کند؟[1] (۱۳۲۸/۱۳۳۰ھ)

الجواب: امام را اگر حدث لاحق شود، ولاحق را خلیفہ سازد او بعد تمام صلاۃ قوم مدرک را خلیفہ سازد کہ سلام دہد، ولاحق نماز خود را تمام کند۔ (ولو استخلف لاحقًا – إلٰى قولہ – مضى على صلاة الإمام وأخر ما عليه حتّى انتهٰى إلى موضع السّلام ، واستخلف مَن سلّم بهم جاز عندنا. (الفتاوى الهندية: ۱/۹۶، كتاب الصّلاة ، الباب السّادس في الحدث في الصّلاة ، فصل في الاستخلاف) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۳۷۶-۳۷۷)

ترجمہ سوال: (۱۲۸۰) امام کو اگر نماز میں حدث ہوا، اور لاحق مقتدی کو خلیفہ بنا دیا، تو یہ خلیفہ نماز کو کس طرح پوری کرے؟

الجواب: امام کو اگر حدث ہوا، اور لاحق کو خلیفہ بنا دیا تو وہ لوگوں کی نماز پوری ہو جانے کے بعد مدرک کو خلیفہ بناوے کہ سلام پھیرے، اور لاحق اپنی نماز پوری کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امام کی وضو ٹوٹ جائے تو خلیفہ بنانا جائز ہے؛ ضروری نہیں

سوال: (۱۲۸۱) نماز میں امام کو اگر حدث ہو جاوے تو فقہ کی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ خلیفہ بنانا جائز ہے، چونکہ یہ مسئلہ (بہت ہی)[2] نادر الوقوع ہے، (عمومًا)[2] لوگ اس سے ناواقف ہیں تو امام کو خلیفہ بنانا دشوار ہوتا ہے، (مثلاً جماعت میں ایسے لوگ شریک ہیں جو ناخواندہ ہیں کسی طرح امام ہونے کے اہل نہیں ہیں، امام جس وقت ایک آدمی کو اپنے پیچھے سے ہاتھ پکڑ کر کھینچے گا تو وہ مقتدی بوجہ ناواقفی کے یہ نہ سمجھے گا کہ امام مجھ کو خلیفہ بناتا ہے اور تمام نماز کا ستیاناس ہوگا، ایسی حالت میں امام کو کیا کرنا چاہیے؟)[2] (۱۳۳۶-۳۵/۲۸۴ھ)

الجواب: فقہ کی کتابوں میں حدث لاحق ہونے کی صورت میں خلیفہ بنانے کو جائز لکھا ہے؛ ضروری نہیں ہے، اور یہ بھی لکھا ہے کہ استیناف افضل ہے، پس جب کہ اس قسم کا حال ہے جو کہ

(۱) اس سوال کی عبارت رجسٹر میں نہیں ہے۔۱۲

(۲) قوسین والی عبارات والفاظ کی تصحیح اور اضافہ رجسٹر نقول فتاویٰ سے کیا گیا ہے۔۱۲

آپ نے لکھا ہے، پس ایسی حالت میں استیناف ہی کرنا مناسب ہے، تاکہ لوگ غلطی میں نہ پڑیں، بس پہلے نماز کو قطع کردے اور کوئی عمل منافی کرلیوے، پھر بعد وضو کے از سرنو شروع کرے[1] فقط (۴۰۱/۳)

جس امام نے خلیفہ بنایا ہے وہ اپنی باقی ماندہ نماز کس طرح پوری کرے؟

سوال: (۱۲۸۲) امام کو حدث ہوا اور دوسرے کو امام بنا کر وضو کیا تو پھر آ کر مقتدی بن کر نماز پڑھے یا امام ہوجاوے؟ اگر امام وضو کررہا ہو اور خلیفہ نے سلام پھیر دیا تو امام کس طرح نماز پوری کرے؟ (۵۰۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: مقتدی بن کر نماز پوری کرے، اور اگر خلیفہ نے سلام پھیر دیا تب بھی یہ باقی ماندہ نماز پوری کرے از سرنو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳۸۷/۳)

جاہل مدرک اور عالم مسبوق میں سے کس کو خلیفہ بنانا چاہیے؟

سوال: (۱۲۸۳) چار مقتدی ہیں اور پانچواں امام نماز پڑھا رہا ہے، اور مقتدی جاہل ہیں، ایک پڑھا ہوا شخص مقتدی بھی آ کر جماعت میں شامل ہوا، امام کی وضوٹوٹ گئی؛ تو اب ان پانچوں مقتدیوں میں سے کون امام بنایا جائے، اور جو پڑھا ہوا ہے اس کو ایک یا دو رکعت نہیں ملی۔ فقط واللہ اعلم (۵۰۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: جو خواندہ شخص پیچھے شامل جماعت ہوا؛ اسی کو امام بنادیا جائے، اور سلام کے

---

(۱) استخلف أي جاز له ذلك ولو في جنازة بإشارة أو جرّ لمحراب (الدّرّ المختار) وظاهر المتون أنّ الاستخلاف أفضل في حقّ الكلّ. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۳۰۳/۲-۳۰۴، كتاب الصّلاة ، باب الاستخلاف) ظفیر

(۲) ومن سبقه الحدث في الصّلاة انصرف ، فإن كان إمامًا استخلف وتوضّأ وبنى . (الهداية: ۱۲۸/۱، كتاب الصّلاة ، باب الحدث في الصّلاة) ظفیر

وقت وہ کسی ایسے شخص کو اپنی جگہ امام بنا دیوے جس کی نماز پوری ہوگئی ہے، وہ سلام پھیر دے، اور یہ کھڑا ہوکر اپنی باقی ماندہ رکعات پوری کرلے۔ کذا في الدّرّ المختار [۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۴۰۲/۳)

سجدہ کی حالت میں اگر امام کا وضوٹوٹ جائے تو خلیفہ کیا کرے؟

سوال: (۱۲۸۴) اگر حالت سجدہ میں امام کا وضوٹوٹے تو خلیفہ کس طرح مصلّٰی پر آوے؟ (۹۹۲/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس صورت میں خلیفہ مصلّٰی پر آکر اسی سجدہ سے شروع کرے، اور امام جس کو سجدہ میں حدث ہوا اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ لے، تاکہ خلیفہ سمجھ جاوے کہ امام کو حدث سجدہ میں ہوا ہے، اس سجدہ کو پھر کرنا چاہیے۔ کما في الدّرّ المختار: ویضع یده علٰی رکبته لترك رکوع، وعلی جبهته لسجود إلخ [۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۴۰۳/۳)

سورت پڑھتے ہوئے امام کا وضوٹوٹ جائے اور خلیفہ کو وہ سورت یاد نہ ہو تو کیا کرے؟

سوال: (۱۲۸۵) امام مثلاً کوئی سورت پڑھ رہا ہے کہ اس کا وضوٹوٹ گیا، اب جو مقتدی اس کا خلیفہ بنا ہے اس کے وہ سورت یاد نہیں جو امام پڑھ رہا تھا، تو اب وہ کیا کرے؟ (۶۳۱/۱۳۴۴ھ)

الجواب: وہ اور کوئی سورت پڑھ کر رکوع کردے، یہ ضروری نہیں ہے کہ اسی سورت کو پڑھے، بلکہ اگر وہ امام بہ قدر قراءت واجب پڑھ چکا ہے، تو یہ خلیفہ اس کی جگہ پر جاکر فوراً

(۱) ولو استخلف الإمام مسبوقًا إلخ صحّ إلخ فلو أتمّ المسبوق صلاة الإمام قدم مدركًا للسّلام. (الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۳۱۴/۲-۳۱۵، کتاب الصّلاة، باب الاستخلاف) ظفیر

(۲) الدّرّ المختار مع ردّ المحتار: ۳۰۴/۲، کتاب الصّلاة، باب الاستخلاف.

رکوع میں جاسکتا ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۴۰۳)

صفیں بہت ہوں اور اگلی صف کے مقتدی کا وضوٹوٹ جائے تو وہ کیسے نکلے؟ اور امام کا وضوٹوٹ جائے تو کس طرح خلیفہ بنائے؟

سوال: (۱۲۸۶) اگر جماعت میں دوسوتین سو آدمی ہوں، اور سب سے اگلی قطار میں اگر کسی کی وضوٹوٹ جاوے اَثنائے نماز میں؛ تو وہ کیسے نکل سکتا ہے اور امام کیسے تبدیل ہوسکتا ہے؟ (۱۳۳۹/۱۹ھ)

الجواب: صفوں کو چیر کر نکل جاوے، اور امام اپنی جگہ دوسرے شخص کو مقتدیوں میں سے ہاتھ پکڑ کر کھڑا کردیوے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳/۴۰۲)

(۱) وكذا يجوز له أن يستخلفَ إذا حصر عن قراء ة قدر المفروض لحديث أبي بكر الصّدّيق رضي اللّٰه تعالىٰ عنه ، فإنّه لمَّا أحسَّ بالنّبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم حصر عن القراء ة فتأخّر ، فتقدّم النّبيُّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم وأتمّ الصّلاةَ ، فلو لم يكن جائزًا لَمَا فَعَلَهُ (الدّرّ المختار)وفي ردّ المحتار: فلو قرأ ما تجوز به الصّلاةُ لا يجوز الاستخلافُ بالإجماع كما في الهدايةِ والدّررِ وكثيرٍ من كتب المذهب ، قال في البحر: وذكره في المحيط بصيغةِ: قيل . وظاهره أنّ المذهب الإطلاقَ ، وهو الّذي ينبغي اعتمادُه لِمَا صرّحوا بهٖ في فتح المصلّي على إمامهٖ بأنّها لا تَفْسُدُ على الصّحيح ، سَوَاءٌ قرأ الإمامُ ما تجوزُ به الصّلاةُ أولا، فكذا هنا يجوزُ الاستخلافُ مطلقًا اهـ(الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۳۰۷-۳۰۸، كتاب الصّلاة ، باب الاستخلاف)

(۲)سبق الإمام حدث إلخ ، استخلف أي جاز له ذلك ولوفي جنازة بإشارة أو جرٍّ لمحراب إلخ (الدّرّ المختار) قوله: (استخلف) أشار إلىٰ أنّ الاستخلاف حقّ الإمام. (الدّرّ المختار و ردّ المحتار: ۲/۳۰۳-۳۰۴، كتاب الصّلاة ، باب الاستخلاف)